یا اللہ جل جلالہٗ

فَاسْأَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ (النحل ۴۳)
اے لوگو علم والوں سے پوچھو اگر تم علم نہیں رکھتے

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

سینکڑوں مسائلِ شرعیہ کے حل کا بیش بہا خزانہ

العطایا السیفیۃ فی الفتاویٰ النقشبندیۃ

المجلد السابع عشر

تصنیف
فخر المتاخرین العالم العارف باللّٰہ
مفسر کلام اللّٰہ تعالیٰ و خادم حدیث رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم
الشیخ السید احمد علی شاہ
الحنفی الترمذی الماتریدی السیفی
النقشبندی الجشتی القادری السهروردی

ناشر
جامعہ امام ربانی مجدد الف ثانی رحمہ اللّٰہ تعالیٰ
فقیر کالونی اورنگی ٹاؤن نمبر ۱۰ کراچی غربی

نام کتاب: العطایا السیفیۃ فی الفتاوی النقشبندیۃ، المجلد السابع عشر

تصنیف و تالیف: پیر طریقت رہبر شریعت آفتاب ہدایت حضرت علامہ سید احمد علی شاہ سیفی نقشبندی دامت برکاتہم القدسیہ

تعلیق و ترتیب: پیر طریقت رہبر شریعت حضرت علامہ صاحبزادہ سید عبد الحق شاہ ترمذی سیفی نقشبندی دامت برکاتہم القدسیہ

طباعت اول: جون ۲۰۲۴ء بمطابق ذوالحجہ ۱۴۴۵ھ

طباعت ثانی:

کمپوزر: صوفی سید فرحان الحسن سیفی

ناشر: جامعہ امام ربانی مجدد الف ثانی، فقیر کالونی، اورنگی ٹاؤن، کراچی

فہرست

فہرست

فہرست

فہرست

فہرست

بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم

علمِ غیب مصطفٰی ﷺ کے بیان میں

بحث علم غیب

اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صاحب لولاک صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم کو وہ اونچے سے اونچا اونچے سے اونچا رفیع سے رفیع تر مقام عطا کیا ہے جس کی بلندی تک رسائی کسی کے بس کی بات نہیں۔ بس اللہ تعالیٰ جل جلالہ ہی جانے کہ مقام مصطفی صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم کی رفعت اور بلندی کیا ہے۔

سلطان الاولیاء حضرت بایزید بسطامی قدس سرہ کا ارشاد مبارک ہے:

عام مومنوں کے مقام کی انتہا صالحین کے مقام کی ابتدا ہے اور صالحین کے مقام کی انتہا شہیدوں کے مقام کی ابتدا ہے اور شہیدوں کے مقام کی ابتدا صدیقوں کے مقام کی ابتدا ہے اور صدیقوں کے مقام کی انتہا نبیوں کے مقام کی ابتداء ہے اور نبیوں کے مقام کی انتہا رسولوں کے مقام کی ابتداء ہے اور رسولوں کے مقام کی انتہا اولوالعزم کے مقام کی ابتداء ہے اور اولوالعزم کے مقام کی انتہا حبیب خدا صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم کے مقام کی ابتدا ہے اور حبیب خدا صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم کے مقام کی انتہا کو اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی جانتا ہی نہیں۔

حضور صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم کا علم کا مقام کوئی بیان نہیں کیا جاسکتا۔ حضور صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم کا علم تو دور کی بات حضور صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم کے غلاموں کے علم ایک جھلک ملاحظہ فرمائیں:

حافظ ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبرانی متوفی ۳۶۰ھ روایت کرتے ہیں:

وکانی انظر الی اهل الجنة یتزاورون فیها وکانی انظر الی اهل النار یتضاغون فیها فقال یاحارث عرفت فالزم ثلاثا۔

ترجمہ: گویا کہ میں اپنے رب کے عرش کو صاف صاف دیکھ رہا ہوں اور گویا کہ میں اہل جنت کی طرف دیکھ رہا ہوں وہ ایک دوسرے کی زیارت کررہے ہیں اور میں گویا کہ میں اہل دوزخ کی طرف دیکھ رہا ہوں وہ اس میں بھوک کی شدت سے چلا رہے ہوں گے تب آپ نے تین بار فرمایا اے حارث تم نے (اللہ تعالیٰ کی) معرفت حاصل کرلی۔[1]

یہ حضور صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم کے ایک غلام کی شان ہے کہ زمین سے عرش کو جنت و دوزخ کو دیکھ رہے ہیں۔

[1] (المعجم الکبیر طبرانی ج۳ ص ۲۶۶ رقم الحدیث ۳۳۶۷ مطبوعہ مکتبۃ العلوم والحکم الموصل)

حافظ ابو القاسم سلیمان بن احمد الطبرانی متوفی ۳۶۰ھ روایت کرتے ہیں:

حدثنا احمد بن الحسین بن مابھرام ابو عبداللہ الایدجی حدثنا محمد بن مرزوق البصری حدثنا ھانیء بن یحیی السلمی حدثنا حسن بن جعفر الجفری عن قتادۃ عن یحیی بن وثاب عن ابی ھریرۃ قال: قال رسول اللہ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم لما کلم اللہ موسی کان یبصر دیب النمل علی الصفا فی اللیلۃ الظلماء من سیرۃ عشرۃ فراسخ۔

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم نے فرمایا جب اللہ عزوجل نے موسیٰ علیہ السلام سے کلام فرمایا: موسیٰ علیہ السلام چیونٹی کے پاؤں کی آوازرات کے اندھیرے میں دس فرسخ کے فاصلے سے سنتے تھے۔

جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے رب عزوجل کا دیدار نہیں کیا صرف کلام فرمایا اور ان کے علم کا یہ مقام ہے تو سرکار دوعالم صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم کے علم مبارک کا کیا مقام ہو گا جنہوں نے اپنے سر کی آنکھوں سے رب کا دیدار کیا۔

امام احمد بن حنبل متوفی ۲۴۱ھ روایت کرتے ہیں:

حدثنا عبداللہ حدثنی ابی ثنا عفان ثنا عبدالصمد بن کیسان ثنا حماد بن سلمۃ عن قتادۃ عن عکرمۃ عن بن عباس قال قال رسول اللہ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم رایت ربی تبارک وتعالی۔

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ رسول اللہ نے فرمایا میں نے اپنے رب عزوجل کو دیکھا۔[1]

امام علی بن ابی بکر ہیثمی متوفی ۸۰۷ھ لکھتے ہیں:

وعن ابن عباس انہ کان یقول ان محمداً ا رای ربہ مرتین مرۃ ببصرہ ومرۃ بفوأدہ رواہ الطبرانی فی الاوسط ورجالہ رجال الصحیح خلا جھور بن منصور الکوفی وجھور بن منصور ذکرہ ابن حبان فی الثقات۔

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ حضور صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم نے اپنے رب کو دومرتبہ دیکھا ایک مرتبہ اپنی آنکھ کے ساتھ اور ایک بار اپنے دل کے ساتھ اس حدیث کو امام طبرانی نے اوسط میں روایت کیا ہے اس کی سند صحیح ہے ماسوا جھور بن منصور کوفی کے امام ابن حبان نے اس کو ثقات میں ذکر کیا ہے۔ اور اس کے رجال صحیح ہیں۔[2]

---

[1] (مسند احمد ج ۱ ص ۲۹۰ رقم الحدیث ۲۶۳۴ مطبوعہ موسسۃ قرطبۃ مصر)

[2] (مجمع الزوائد ومنبع الفوائد باب فی الرؤیۃ ج ۱ ص ۷۹ مطبوعہ دار الکتاب العربی بیروت)، (مواھب اللدنیۃ ج ۳ ص ۷۹ ۳ مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت)

امام جلال الدین سیوطی متوفی ۹۱۱ھ لکھتے ہیں:

واخرج الطبرانی فی (الاوسط) بسند صحیح عن ابن عباس انہ کان یقول ان محمداً رای ربہ مرتین مرۃ ببصرہ ومرۃ بفؤادہ۔

ترجمہ: امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے "الاوسط" میں بہ سند صحیح حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ حضور صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم نے دو مرتبہ اپنے رب کو دیکھا ایک مرتبہ سر کی آنکھوں سے اور ایک مرتبہ دل کی آنکھوں سے۔[1]

علامہ محمد بن یوسف الصالحی الشامی متوفی ۹۴۲ھ لکھتے ہیں:

روی الطبرانی بسند صحیح عن ابن عباس انہ کان یقول نظر محمد الی ربہ مرتین مرۃ ببصرہ ومرۃ بفؤادہ۔[2]

امام شہاب الدین خفاجی ۱۰۶۹ھ فرماتے ہیں:

ولما کانت ھذہ القوۃ حصلت للکلیم بالتجلی فحصولھا للنبی صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم بعد الاسراء۔

ترجمہ: جب یہ قوت بصارت کلیم کو اللہ کی تجلّی کے ساتھ حاصل ہے تو ہمارے پیارے آقا صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم کے لیے معراج کے بعد اس کا کیا حال ہو گا۔[3]

امام احمد بن عمرو بن عبد الخالق عتیکی بزار متوفی ۲۹۲ھ روایت کرتے ہیں:

حدثنا ابو کریب قال نا سفیان بن عیینۃ قال نا نعیم بن ضمضم عن ابن الحمیری قال سمعت عمار بن یاسر یقول قال رسول اللہ ان اللہ وکل بقبری ملکا اعطاہ اسماع الخلائق فلا یصلی علی احد الی یوم القیامۃ الا ابلغنی باسمہ واسم ابیہ ھذا فلان بن فلان قد صلی علیک۔

ترجمہ: حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم نے فرمایا اے عمار! بے شک اللہ نے ایک فرشتے کو تمام مخلوق کی سماعت عطا کی ہے اور جب میری وفات ہو گی تو وہ قیامت تک میری قبر پر کھڑا رہے گا پس میری امت میں سے جو شخص بھی مجھ پر درود پڑھے گا وہ اس کا اور اس کے باپ کا نام لے کر کہے گا اے محمد (صَلی

---

[1] (خصائص الکبریٰ باب خصوصیتہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم بالاسراء ومارای من آیات ربہ الکبریٰ ج ۱ ص ۲۶۷ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)، (عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری ج ۱۹ ص ۱۹۹ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)

[2] (سبل الھدیٰ والرشاد ج ۳ ص ۶۳ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

[3] (نسیم الریاض شرح الشفا ج ۱ ص ۳۸۱ مطبوعہ دار الکتاب العربی بیروت)

اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم)! فلاں فلاں شخص نے آپ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم پر درود پڑھا ہے پھر اللہ عزوجل اس کے ہر درود کے بدلہ میں اس پر دس رحمتیں نازل فرمائے گا۔[1]

امام عبد الرؤف المناوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

ای قوۃ یقتدر بھا علی سماع ماینطق بہ کل مخلوق من انس وجن وغیرھما۔[2]

امام زرقانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

ای قوۃ یقتدر بھا علی سماع ماینطق بہ کل مخلوق من انس وجن وغیرھما۔

ترجمہ: یعنی اللہ تعالیٰ نے اس فرشتے کو ایسی قوت عطا فرمائی ہے کہ انسان اور جن اور اس کے سوا تمام مخلوق الٰہی کی زبان سے جو کچھ نکلتا ہے اس کو سنتا ہے۔[3]

تمام فرشتوں کے سردار حضرت جبرئیل علیہ السلام ہیں

امام جلال الدین سیوطی متوفی ۹۱۱ھ روایت کرتے ہیں:

الا اخبرکم بافضل الملائکۃ؟ جبریل۔۔۔۔

ترجمہ: کیا میں تمہیں افضل فرشتہ جبرائیل کے بارے میں خبر نہ دوں۔[4]

اور یہ تمام فرشتوں کے سردار حضرت جبرئیل علیہ السلام حضور صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم کے غلام اور وزیر ہے یہ حضور صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم کے ایک خادم دربار فرشتہ کے علم کا مقام ہے تو تمام فرشتوں کے سردار حضرت جبرئیل علیہ السلام اور ان کے آقا ومولا صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم کے علم مبارک کا کیا مقام ہو گا؟

امام ابو عیسیٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ھ روایت کرتے ہیں:

عن ابی سعید الخدری قال قال رسول اللہ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم ما من نبی الا لہ وزیران من اھل السماء ووزیران من اھل الارض فاما وزیرای من اھل السماء فجبریل ومیکائیل واما وزیرای من اھل الارض فابوبکر وعمر ھذا حدیث حسن وغریب۔[5]

---

[1] (مسند البزار ج ۴ ص ۲۵۴۔ ۲۵۵ رقم الحدیث ۱۴۲۵۔ ۱۴۲۶ مطبوعہ مکتبۃ العلوم والحکم المدینۃ المنورۃ)، (مجمع الزوائد ج ۱۰ ص ۱۶۲ مطبوعہ دار الکتاب العربی بیروت)

[2] (فیض القدیر شرح جامع الصغیر ج ۲ ص ۴۸۳ مطبوعہ دار الفکر الاسلامیہ لاھور)

[3] (زرقانی شرح المواھب ج ۵ ص ۳۳۶ مطبوعہ دار المعرفہ بیروت)

[4] (الجامع الصغیر فی احادیث البشیر النذیر ج ۱ ص ۱۷۱ رقم الحدیث ۲۸۶۸ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

[5] (سنن الترمذی کتاب المناقب باب فی مناقب ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کلیھما ج ۵ ص ۶۱۶ رقم الحدیث ۳۶۸۰ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)، (تخریج الدلالات السمعیۃ ص ۵۳ مطبوعہ دار الغرب الاسلامی بیروت)، (الجامع الصغیر فی احادیث البشیر النذیر ج ۱ ص ۱۴۷ رقم الحدیث

امام مجاہد بن جبر المخزومی التابعی متوفی ۱۰۴ھ لکھتے ہیں:

عن مجاهد يتوفاكم ملك الموت قال حويت له الارض فجعلت له مثل الطست ينال منها حيث يشاء۔

ترجمہ: امام مجاہد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ تمام روئے زمین ملک الموت کے سامنے ایک تھال کی طرح ہے وہ اس سے جو چیز چاہتے ہیں جہاں سے چاہتے ہیں پکڑ لیتے ہیں۔[1]

امام عبد اللہ بن محمد بن جعفر بن حیان الاصبہانی متوفی ۳۶۹ھ روایت کرتے ہیں:

حدثنا محمد بن شعيب حدثنا احمد بن ابی سريج حدثنا عبد الله بن الجهم حدثنا عمرو بن ابی الآف عن بشير بن عاصم عن ابن ابی ليلى عن القاسم بن ابی بزة عن مجاهد رحمه الله تعالى فی قوله تعالى قل يتوفكم ملك الموت الذی وكل بكم قال حويت له الارض فجعلت له مثل الطست يتناول منها حيث شاء۔

ترجمہ: امام مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے وہ اللہ تعالیٰ کے اس قول **"قل يتوفكم"** کے بارے میں فرماتے ہیں زمین ملک الموت کے لئے اس طرح سمیٹ لیا جاتا ہے جس طرح پلیٹ ہو وہ جہاں سے چاہے اُچک لے۔[2]

امام عبد اللہ بن محمد بن جعفر بن حیان الاصبہانی متوفی ۳۶۹ھ روایت کرتے ہیں:

حدثنا ابو يحيى الرازی حدثنا هناد حدثنا قبيصة حدثنا سفيان عن رجل عن مجاهد رحمه الله تعالى قال جعلت الارض لملك الموت عليه السلام برها بحرها و جبلها و سهلها كالطست ياخذ منها حيث يشاء۔

ترجمہ: امام مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے وہ اللہ تعالیٰ کے اس قول **"قل يتوفكم"** کے بارے میں فرماتے ہیں کہ زمین ملک الموت کے لئے ایک پلیٹ کی طرح ہے اس کے پہاڑ، میدان، دریا، خشکی وہ جہاں سے چاہے اُچک لے۔[3]

۲۴۳۸ مطبوعه دار الكتب العلميه بيروت) (جامع الاحاديث الكبير ج ۲۰ ص ۱۸۶_۱۸۷ رقم الحديث ۱۶۲۴۳ مطبوعه دار الفكر بيروت)، (الفتح الكبير فی ضم الزيادة الى الجامع الصغير ج ۱ ص ۳۸۴ رقم الحديث ۴۱۳۸ مطبوعه دار الفكر بيروت)، (مستدرك للحاكم ج ۲ ص ۲۹۰ رقم الحديث ۳۰۴۷ مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت)، (تاريخ بغداد ج ۳ ص ۲۹۸ مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت)، (حلية الاولياء ج ۷ ص ۱۲۰ مطبوعه دار الكتاب العربی بيروت)

[1] (تفسير مجاهد تحت سورة السجدة آيت نمبر ۱۱ ج ۲ ص ۵۱۰ مطبوعه المنشورات العلمية بيروت)، (تفسير ابن كثير تحت سورة السجدة آيت نمبر ۱۱ ج ۳ ص ۴۵۹ مطبوعه دار الفكر بيروت)، (تفسير بغوی ج ۳ ص ۴۹۹ مطبوعه دار المعرفة بيروت)، (تفسير الثعالبی ج ۳ ص ۲۱۳ مطبوعه مؤسسة الاعلمی للمطبوعات بيروت)، (جامع البيان فی تفسير القرآن المعروف تفسير طبری ج ۲۱ ص ۹۸ مطبوعه دار الفكر بيروت)، (الدر المنثور ج ۶ ص ۵۴۱ مطبوعه دار الفكر بيروت)، (الجامع لاحكام القرآن للقرطبی ج ۱۴ ص ۹۴ مطبوعه دار الشعب القاهرة)

[2] (العظمة ج ۳ ص ۸۹۴ مطبوعه دار العاصمة الرياض)

[3] (العظمة ج ۳ ص ۸۹۵ مطبوعه دار العاصمة الرياض)

محدث کبیر امام ابونعیم احمد بن عبد اللہ اصفہانی متوفی ۴۳۰ھ لکھتے ہیں:

حدثنا ابوبکر بن مالک ثنا عبداللہ بن احمد بن حنبل حدثنی ابی ثنا عبدالرزاق اخبرنا الثوری عن رجل عن مجاھد قال جعلت الارض لملک الموت مثل الطست یتناول منھا حیث شاء وجعلت لہ اعوان یتوفون الانفس ثم یقبضھا منھم۔

ترجمہ: امام مجاہد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ملک الموت کے لئے زمین کو ایک پلیٹ کی مانند بنادیا گیا ہے۔ وہ اس میں سے جہاں سے چاہتے ہیں جسے چاہتے ہیں لے لیتے ہیں اور ان کے کچھ مددگار مقرر کر دیتے ہیں جو روحوں کو قبض کرتے ہیں اور پھر ملک الموت ان روحوں کو ان سے لے کر اپنے قبضے میں کر لیتے ہیں۔[1]

امام حسین بن مسعود بغوی متوفی ۵۱۶ھ لکھتے ہیں:

وروی ان ملک الموت جعلت لہ الدنیا مثل راحۃ الید یاخذ منھا صاحبھا ما احب من غیر مشقۃ فھو یقبض انفس الخلق فی مشارق الارض ومغاربھا۔

ترجمہ: روایت ہے کہ ملک الموت کے نزدیک تمام دنیا ہاتھ کی ہتھیلی کی طرح ہے وہ بغیر کسی مشقت کے جس شخص کو چاہے پکڑ لیتا ہے وہ مشارق اور مغارب سے مخلوق کی روحوں کو قبض کر لیتا ہے۔[2]

علامہ ابوعبد اللہ محمد بن احمد مالکی قرطبی متوفی ۶۶۸ھ لکھتے ہیں:

ان ملک الموت ینظر فی وجہ کل آدمی ثلاثمائۃ نظرۃ وستاً وستین نظرۃ وبلغنی ان ملک الموت ینظر فی کل بیت تحت ظل السماء ستمائۃ مرۃ وبلغنی ان ملک الموت قائم وسط الدنیا فینظر الدنیا کلھا برھا وبحرھا وجبالھا وھی بین یدیہ کالبیضۃ بین رجلی احدکم۔

ترجمہ: ملک الموت علیہ السلام (اتنے عظیم الجثہ ہیں کہ) ان کا سر آسمان میں ہے اور ان کے دونوں پاؤں زمین پر ہیں اور تمام دنیا ملک الموت کے سامنے اس طرح ہے جیسے ایک شخص کے سامنے کھانے کا ڈونگہ رکھا ہو اور وہ اس میں سے کھا رہا ہو۔

حضرت عزرائیل علیہ السلام ہر آدمی کے چہرے کو تین سو چھیاسٹھ (366) مرتبہ دیکھتے ہیں۔

حضرت عزرائیل علیہ السلام آسمان کے نیچے ہر گھر کو چھ سو مرتبہ دیکھتے ہیں۔

حضرت عزرائیل علیہ السلام دنیا کے وسط میں قیام فرما ہیں اور دنیا بھر کے صحرا، سمندر اور پہاڑ ان کی نظر میں اس طرح ہیں جیسے تم میں سے ایک شخص کے قدموں میں انڈا رکھا ہوا ہو۔[3]

---

[1] (حلیۃ الاولیاء وطبقات الاصفیاء ذکر مجاھد بن جبر رحمۃ اللہ علیہ ج ۳ ص ۲۸۶ مطبوعہ دار الکتاب العربی بیروت)

[2] (تفسیر بغوی ج ۳ ص ۴۹۹ مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت)

[3] (التذکرۃ فی احوال الموتی وامور الآخرۃ باب ما جاء ان للموت سکرات الخ ج ۱ ص ۲۷۔۲۸ مطبوعہ سعیدیہ کتب خانہ صدف پلازہ محلہ جنگی پشاور)

یہ ایک مختصر سی جھلک آپ نے ملاحظہ فرمائی جب سرکار صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم کے غلاموں کے علم کا یہ مقام تو سوچئے اس محبوب رب العالمین صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم کے علم مبارک کا کیا مقام ہو گا؟

علامہ جمال الدین محمد بن مکرم بن منظور افریقی متوفی ۷۱۱ھ لکھتے ہیں:

والغیب کل ماغاب عنک ابو اسحق فی قولہ تعالی یومنون بالغیب ای یومنون بما غاب عنھم مما اخبرھم بہ النبی صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم من امر البعث والجنۃ والنار وکل ماغاب عنھم مما انباھم بہ فھو غیب۔

ترجمہ: جو چیز تم سے غائب ہو وہ غیب ہے امام ابو اسحاق نے "یومنون بالغیب" کی تفسیر میں کہا ہے جو چیز متقین سے غائب تھی اور نبی صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم نے ان کو اس کی خبر دی وہ غیب ہے جیسے مرنے کے بعد اٹھنا جنت، دوزخ اور ہر وہ چیز جو ان سے غائب تھی اور نبی صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم نے ان کو اس کی خبر دی وہ غیب ہے۔[1]

علامہ ابو عبد اللہ محمد بن احمد مالکی قرطبی متوفی ۶۶۸ھ لکھتے ہیں:

الغیب فی کلام العرب کل ما غاب عنک غابت الشمس تغیب والغیبۃ معروفۃ واغابت المرأۃ فھی مغیبۃ اذا غاب عنھا زوجھا ووقعنا فی غیبۃ وغیابۃ ای ھبطۃ من الارض والغیابۃ الاجمۃ وھی جماع الشجر یغاب فیھا ویسمی المطمئن من الارض الغیب لانہ غاب عن البصر۔

ترجمہ: محاورہ عرب میں غیب وہ ہے جو آپ کی نظروں سے پوشیدہ ہو۔ جب سورج غروب ہو جاتا ہے تو کہتے ہیں "غابت الشمس" اور غیبت کا معنیٰ تو معروف ہے اور جب کسی عورت کا شوہر غائب ہو جائے تو کہا جاتا ہے "اغابت امراۃ" وہ عورت "مغیبہ" کہلاتی ہے اور ہم "غیبۃ وغیابہ" میں گر گئے سے مراد ہے کہ ہم گڑھے میں گر گئے اور "الغیابہ" درختوں کے جھنڈ کو کہا جاتا ہے کیونکہ اس میں ایک جگہ کافی درخت جمع ہوتے ہیں جن کے اندر چھپا جا سکتا ہے اور پست زمین کو "الغیب" کہا جاتا ہے کیونکہ زمین کا یہ حصہ نظر سے پوشیدہ ہوتا ہے۔[2]

علامہ حسین بن محمد راغب اصفہانی متوفی ۵۰۲ھ لکھتے ہیں:

ما لا یقع تحت الحواس ولا تقتضیہ بدایۃ العقول وانما یعلم بخبر الانبیاء علیھم السلام۔

ترجمہ: غیب وہ ہوتا ہے جو حواس خمسہ میں نہ آسکے اور نہ ہی عقل کی تیزی اس کا ادراک کر سکے اور وہ صرف انبیاء علیھم السلام کی خبر سے معلوم ہو۔[3]

---

[1] (لسان العرب ج ۱ ص ۶۵۴ مطبوعہ دار الاحیاء بیروت)

[2] (الجامع لاحکام القرآن ج ۱ ص ۱۶۳ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)

[3] (المفردات فی غریب القرآن ص ۳۶۷ مطبوعہ المکتبۃ المرتضویۃ ایران)

امام ناصر الدین عبد اللہ بن عمر البیضاوی متوفی ۶۸۵ھ لکھتے ہیں:

و المراد به (ای بالغیب) الخفی الذی لا یدرکه الحس و لا یقتضیه بدیهة العقل۔

ترجمہ: غیب سے مراد ہر وہ مخفی شئے ہے جس کا ادراک نہ تو حواس کر سکیں اور نہ ہی وہ عقل کی سریع الفہمی کے دائرے میں آسکے۔[1]

علامہ ابو عبد اللہ محمد بن احمد مالکی قرطبی متوفی ۶۶۸ھ لکھتے ہیں:

الغیب کل ما اخبر به الرسول علیه السلام مما لا تهتدی الیه العقول من اشراط الساعة و عذاب القبر و الحشر و النشر و الصراط و المیزان و الجنة و النار۔

ترجمہ: غیب وہ سب کچھ ہے جس کی خبر رسول اللہ صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسَلَّم نے دی ان امور میں سے جن تک عقل راہ یاب نہیں ہو سکتی یعنی علامات قیامت، عذاب قبر، حشر نشر، پل صراط، میزان، جنت اور دوزخ۔[2]

علامہ ابو البرکات احمد بن محمد نسفی متوفی ۷۰۱ھ لکھتے ہیں:

(بالغیب) بما غاب عنهم مما انباهم به النبی امن امر البعث و النشور و الحساب و غیر ذلک۔

ترجمہ: غیب سے مراد وہ امور ہیں جو متقین کی نظروں سے پوشیدہ تھے اور حضور صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسَلَّم نے انہیں ان امور کی خبر دی جیسے مرنے کے بعد اٹھایا جانا، حشر نشر، حساب اور دیگر امور غیبیہ۔[3]

امام کبیر محدث شہیر حافظ حدیث ابو نعیم احمد بن عبد اللہ اصفہانی متوفی ۴۳۰ھ روایت کرتے ہیں:

لفظ نبی **نبا** سے مشتق ہے جس کا معنی ہے خبر اور نبی اللہ تعالٰی سے بذریعہ وحی علم حاصل کر کے اہل جہان کو خبر عطا کرنے والا ہوتا ہے۔

اور بعض کہتے ہیں لفظ نبی **نبوۃ** سے مشتق ہے جس کا معنٰی ہے جائے بلند اور نبی واقعتًا رفعت کی اعلٰی ترقسم سے سرفراز ہوتا ہے اور اسے اللہ اور مخلوق کے مابین سفیر بنایا جاتا ہے۔

پہلے معنی کے اعتبار سے نبوت اور رسالت کے مفہوم میں کچھ فرق نہیں رہ جاتا کیونکہ رسول بروزن فعول کا معنی ہے **مرسل** یعنی بھیجا ہوا (کیونکہ فعول بمعنی مفعول اکثر استعمال ہوتا ہے) اور بھیجے جانے سے مراد یہی ہے کہ اسے بذریعہ وحی علم دے کر باخبر بنایا جائے اور یہی نبی کا معنی ہے۔[4]

---

[1] (انوار التنزیل ج ۱ ص ۲۸ مطبوعہ مصطفیٰ البابی مصر)

[2] (الجامع لاحکام القرآن ج ۱ ص ۱۶۳ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)

[3] (تفسیر مدارک التنزیل ج ۱ ص ۱۳ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)

[4] (دلائل النبوۃ لابی نعیم اصفہانی اردو ص ۳۶ مطبوعہ ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور)

منجد میں ہے:

و النبی المخبر عن الغیب او المستقبل بالھام من اللہ المخبر عن اللہ و ما یتعلق بہ تعالی۔

ترجمہ: نبی کا مطلب ہے اللہ کی طرف سے الہام کی بنا پر غیب یا مستقبل کی باتیں بتانے والا۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے متعلقات کی خبر دینے والا۔[1]

امام قاضی عیاض بن موسی مالکی متوفی ۵۴۴ھ لکھتے ہیں:

النبوۃ فی لغۃ من ھمز ما خوذۃ من النباء و ھو الخبر و المعنی ان اللہ تعالی اطلعہ علی غیبہ و اعلمہ انہ نبیہ او یکون مخبرا عما بعثہ اللہ تعالی بہ و منبا بما اطلعہ علیہ۔

ترجمہ: نبوت اس شخص کی لغت میں جو ہمزہ پڑھتا ہے نبأ سے ماخوذ ہے بمعنی خبر۔ مطلب یہ کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو اپنے غیب پر مطلع فرمادیا اور اسے بتایا کہ وہ اللہ کا نبی ہے یا وہ خبر دینے والا ہے اس وحی کی جس کے ساتھ اللہ نے اسے بھیجا ہے اور بتانے والا ہے ان حقائق کا جن پر اللہ نے اسے مطلع فرمادیا۔[2]

نیز امام قاضی عیاض بن موسی مالکی متوفی ۵۴۴ھ لکھتے ہیں:

النبوۃ ھی الاطلاع علی الغیب و الاعلام بخواص النبوۃ۔

ترجمہ: نبوت کا معنی ہے غیب پر مطلع ہونا اور خصوصیات نبوت بتانا۔[3]

علامہ سید محمد بن محمد مرتضی حسینی زبیدی حنفی متوفی ۱۲۰۵ھ لکھتے ہیں:

النبی المخبر عن اللہ فان اللہ تعالی اخبرہ عن توحیدہ و اطلعہ علی غیبہ و اعلمہ انہ نبیہ۔

ترجمہ: نبی کا معنی ہے اللہ کی طرف سے خبر دینے والا بے شک اللہ تعالیٰ آپ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم کو اپنی توحید کی خبر دی اور اپنے غیب پر مطلع فرمایا اور آپ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم کو اپنا نبی ہونا بتایا۔[4]

الشیخ علامہ احمد بن محمد القسطلانی متوفی ۹۲۳ھ لکھتے ہیں:

النبوۃ التی ھی الاطلاع علی الغیب۔

ترجمہ: نبوت کے معنی ہی یہ ہیں کہ علم غیب جاننا۔[5]

---

[1] (المنجد ص ۷۸۴ مطبوعہ مصر)

[2] (الشفا بتعریف حقوق المصطفیٰ ج ۱ ص ۱۴۱ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

[3] (الشفا بتعریف حقوق المصطفیٰ ج ۱ ص ۱۶۰ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

[4] (تاج العروس للزبیدی ج ۱ ص ۱۲۱ مطبوعہ المطبعہ الخیریہ مصر)

[5] (مواھب اللدنیہ المقصد الثانی الفصل الاول ج ۲ ص ۷۴ مطبوعہ المکتب الاسلامی بیروت)

نیز یہی امام قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

النبوأةماخوذةمن النباءوهو الخبر ای ان اللہ تعالیٰ اطلعه علی غيبه۔

ترجمہ: حضور صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم کو نبی اس لئے کہا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم کو اپنے غیب کا علم دیا۔[1]

یہی الشیخ علامہ احمد بن محمد القطلانی متوفی ۹۲۳ھ دوسری جگہ لکھتے ہیں:

قد اشتهر و انتشر امره ابين اصحابه بالاطلاع علی الغيوب۔

ترجمہ: بے شک صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں مشہور و معروف تھا کہ نبی کریم صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم کو غیبوں کا علم ہے۔[2]

علامہ محمد عبدالباقی زرقانی المالکی متوفی ۱۱۲۴ھ اس کی شرح میں لکھتے ہیں:

اصحابه اجازمون باطلاعه علی الغيب۔

ترجمہ: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم یقین کے ساتھ حکم لگاتے تھے کہ رسول اللہ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم کو غیب کا علم ہے۔[3]

عقیدہ اہل سنت وجماعت

اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی مکرم صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم کو بے شمار فضائل و کمالات سے نوازا ان میں سے ایک یہ ہے کہ آپ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم کو تمام اولین و آخرین کے علوم سے زیادہ علوم عطا فرمائے اور آپ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم کو بہت سی مخفی چیزوں پر آگاہی عطا فرمائی اور یہ اللہ تعالیٰ کی عادت شریفہ ہے کہ وہ اپنے نیک بندوں یعنی انبیاء کرام علیہم السلام اور اولیاء عظام رحمہم اللہ تعالیٰ پر مخفی چیزیں فرماتا ہے۔ علم ایک نعمت ہے اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء کرام علیہم السلام کو دیگر نعمتوں کے علاوہ علم کی اس خاص نعمت سے بھی خوب نوزا مگر ہمارے حضور صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم تو اللہ پاک کے خاص محبوب اور اس کی بارگاہ میں سب سے زیادہ مکرم و مقرب ہیں اس لئے اللہ پاک نے جتنا علم آپ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم کو عطا فرمایا وہ کسی اور کے حصے میں نہیں آیا۔

---

[1] (مواهب اللدنيه المقصد الثاني الفصل الاول ج۲ ص ۴۵-۴۶ مطبوعه المكتب الاسلامي بيروت)

[2] (مواهب اللدنيه المقصد الثامن الفصل الثالث ج۳ ص ۵۵۴ مطبوعه المكتب الاسلامي بيروت)

[3] (شرح العلامة الزرقاني علی المواهب اللدنية ج۷ ص ۲۰۰ مطبوعه دار المرفة بيروت)

معزز قارئین...! حکیم الامت مفتی احمد یار خاں نعیمی رحمۃ اللہ علیہ کی اس عقیدہ علم غیب کی وضاحت سے اظھر من الشمس کی طرح واضح ہوا کہ اہل سنت وجماعت حضور صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم کے لیے عطائی کلی علم غیب مانتے ہیں نہ کہ ذاتی۔ دیوبندی اہل سنت وجماعت کو اس عقیدہ کی وجہ سے کافر و مشرک کہتے ہیں اور کہتے ہیں کہ حضور صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم کے لیے کلی علم غیب کاعقیدہ رکھنا شرک ہے۔ محمد سرفراز گکھڑوی جو بڑے فخر سے کہتا ہے کہ چالیس سال سے کتابیں پڑھا کر بوڑھا ہو گیا ہوں لیکن افسوس گکھڑوی پر اور تمام روئے زمین کے دیوبندیوں پر کہ ان کو شرک کی تعریف بھی معلوم نہیں۔ گکھڑوی صاحب آپ نے چالیس سال مسلمانوں کو کافر اور مشرک کہنے میں گزار دی مگر آپ کو شرک کی تعریف بھی نہیں آتی۔ دیوبندیوں کو اور خصوصاً گکھڑوی کو اچھی طرح معلوم ہے کہ اہل سنت وجماعت عطائی کلی علم غیب کے قائل ہیں اور یہ ہمارا متفقہ فیصلہ ہے غیر خدا کے لیے ایک ذرہ کا علم ذاتی نہیں اور جو مانیں وہ کافر ہیں۔

امام اہل سنت شیخ الاسلام والمسلمین احمد رضا خان بریلوی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

بلاشبہ غیر خدا کے لیے ایک ذرہ کا علم ذاتی نہیں اس قدر خود ضروریاتِ دین سے ہے اور منکر کافر۔[1]

اب بتاؤ دیوبندیو! تمہارے نزدیک شرک کی تعریف کیا ہے؟ جس کی وجہ سے تم مسلمانوں کو کافر کہتے ہو۔ اگر آپ لوگوں کے نزدیک (معاذاللہ) عطائی کلی علم غیب صفت بھی اللہ کی ہے تب تو تمہارا دعویٰ صحیح ہے اگر نہیں تو پھر تم لوگوں کو اپنے دماغ کا علاج کراؤ جو بلاوجہ مسلمانوں کو کافر اور مشرک کہتے ہو۔

گکھڑوی اپنی کتاب تنقید متین میں لکھتے ہیں:

شاہ صاحب فرماتے ہیں:

والشرک ان یثبت لغیر اللہ سبحٰنہ وتعالی شیئاً من صفاتہ المختصتہ بہ۔

شرک یہ ہے کہ اللہ سبحانہ کی صفات مختصہ میں سے کوئی صفت اس کے غیر کے لئے ثابت کی جائے۔

دیوبندیو! جواب دو کیا عطائی کلی علم غیب اللہ کی صفت مختصہ ہے، کیا حادث، متناہی، محدود اللہ عزوجل کی صفات مختصہ ہے۔ اگر دیوبندیوں کے نزدیک یہ اللہ عزوجل کی صفت مختصہ ہے تب تو حضور صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم کے لیے یہ صفات ماننا شرک وکفر ہو گا اس لیے کہ برابری ہو گئی۔ اور دیوبندیو! اگر آپ لوگوں کے نزدیک یہ صفات اللہ عزوجل کی نہیں ہیں تو پھر کس وجہ سے تم لوگ مسلمانوں کو کافر کہتے ہو اور ان صفات کو حضور صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم کے لیے ماننے کو پھر کیوں شرک کی نسبت کرتے ہو۔ جب برابری نہ رہی تو پھر شرک بھی نہ رہا تو پھر ایسے مسلمانوں کو کافر کہنا خود کافر بننا ہے

---

[1] (خالص الاعتقاد ص ۴۲)

اس لیے کہ ہم بتا چکے ہے کہ جب برابری نہ رہی تو پھر شرک تو تصور بھی نہیں ہو سکتا چہ جائیکہ اس کو شرک قرار دیا جائے۔ اہل سنت وجماعت حضور صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم کے عطائی کلی علمِ غیب کے قائل ہیں اور عطائی کلی علمِ غیب اللہ عزوجل کی صفت نہیں۔ جب یہ صفت اللہ عزوجل کی نہیں تو پھر اس کو حضور صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم کے لیے ماننے کو شرک قرار دینا دیوبندیوں کا ظلم اور مسلمانوں کو کافر اور مشرک قرار دے کر خود کافر اور مشرک بننا نہیں تو اور کیا ہے؟

دیوبندیوں کا یقیناً یہی عقیدہ ہو گا کہ عطائی کلی علمِ غیب اللہ عزوجل کی صفت مختصہ ہے حادث، متناہی، محدود یہ سب (معاذاللہ) اللہ عزوجل کی صفات مختصہ ہے۔ یقیناً دیوبندیوں کا یہی عقیدہ ہو گا اسی وجہ سے تو کہتے ہے کہ بریلویوں نے علم الٰہی عزوجل اور حضور صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم کے علم کو برابر کر دیا ہے اسی وجہ سے بریلوی کافر اور مشرک ہیں اور ایسا عقیدہ رکھنا دیوبندیوں کے لیے کوئی بعید نہیں۔ اسماعیل دہلوی قتیل کی ایک عبارت اسی عقیدہ کی طرف اشارہ کر رہی ہے۔ لکھتا ہے۔

پھر خواہ یوں سمجھے کہ یہ بات ان کو اپنی طرف سے ہے خواہ اللہ کے دینے سے ہے غرض اس عقیدے سے ہر طرح شرک ثابت ہوتا ہے۔[1]

معلوم ہوا کہ دیوبندیوں کے نزدیک اس طرح کے عقیدے رکھنا کوئی محال نہیں۔

اس عقیدے کے بعد وہ اپنے دعوے میں سچے ہیں۔ یعنی اہل سنت وجماعت کو کافر اور مشرک کہنے میں اس لیے اب اللہ عزوجل اور حضور صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم کا علم برابر ہوا اور یہی شرک ہے۔ دیوبندی اس عقیدے کے بعد اہل سنت وجماعت کو کافر اور مشرک قرار دینے میں تو کامیاب ہوگئے ہیں لیکن اس عقیدے کے بعد وہ کس چوٹی پر پہنچ گئے ہیں اور دیوبندیوں نے کونسا درجہ پایا ہے یہ دیوبندیوں کو معلوم ہو گیا ہو گا۔

امام عبد الرزاق بن ہمام صنعانی متوفی ۲۱۱ھ روایت کرتے ہیں:

و حدثنا الحسن بن یحیی قال حدثنا عبدالرزاق قال حدثنا معمر عن قتادۃ فی قولہ وَعَلَّمَ آدَمَ الْأَسْمَاءَ كُلَّهَا قال علمہ اسم کل شئ ھذا بحر و ھذا جبل و ھذا کذا وھذا کذا لکل شئ ثم عرض تلک الاسماء علی الملائکۃ فَقَالَ أَنْبِئُونِي بِأَسْمَاءِهَؤُلَاءِإِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ۔ (البقرۃ ۳۱)

[1] (تقویۃالایمان ص ۱۰)

ترجمہ: قتادہ رحمۃ اللہ علیہ آیت کریمہ "وَعَلَّمَ آدَمَ الْأَسْمَاءَ كُلَّهَا" کے تحت فرماتے ہیں حضرت آدم علیہ السلام کو ہر ایک چیز کے اسماء بتائے گئے کہ یہ دریا ہے یہ پہاڑ ہے اس طرح تمام چیزوں کے بتائے۔ پھر یہی اسماء ملائکہ پر پیش کر دی گئی اور فرمایا فَقَالَ أَنبِئُونِي بِأَسْمَاءِ هَؤُلَاءِ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ۔ (البقرۃ ۳۱)[1]

امام ابو جعفر محمد بن جریر طبری متوفی ۳۱۱ھ لکھتے ہیں:

عن ابن عباس قال وَعَلَّمَ آدَمَ الْأَسْمَاءَ كُلَّهَا وھی ھذہ الاسماء التی یتعارف بھا الناس انسان و دابۃ و ارض و سھل و بحر و جبل و حمار و اشباہ ذلک من الامم و غیرھا۔

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے آپ رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو تمام نام سکھا دیئے اور وہ نام یہی ہیں جو لوگ جانتے ہیں جیسے انسان' چوپایہ' زمین' میدان' سمندر' پہاڑ' گدھا اور اس کی مانند دیگر مخلوقات کے۔[2]

علامہ ابو عبداللہ محمد بن احمد مالکی قرطبی متوفی ۶۶۸ھ اس آیت کے تحت سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ عکرمہ، قتادہ، مجاہد اور ابن جبیر رحمہم اللہ کا قول نقل کرتے ہیں:

علمہ اسماء جمیع الاشیاء کلھا جلیلھا و حقیرھا۔

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو تمام اشیاء موجودات کے نام سکھا دیئے خواہ بڑی تھیں یا چھوٹی۔[3]

اس کے بعد امام ابو عبداللہ محمد بن احمد مالکی قرطبی متوفی ۶۶۸ھ ہیں:

قلت و قد روی ھذا المعنی مرفوعاً علی ما یاتی و ھو الذی یقتضیہ لفظ کلھا اذ ھو اسم موضوع للاحاطۃ و العموم و فی البخاری من حدیث انس عن النبی صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَ الٰہ و اصحابہ وَسلّم قال ویجتمع المومنون یوم القیامۃ فیقولون لو استشفعنا الی ربنا فیاتون ادم فیقولون انت ابو الناس خلقک اللہ بیدہ و اسجدلک ملائکتہ و علمک اسماء کل شئ۔

ترجمہ: اور یہ معنی جیسا کہ آگے آرہا ہے مرفوعاً بیان کہا گیا ہے اور اسی معنیٰ کا لفظ کلھا مقتضی ہے کیونکہ یہ اسم احاطہ اور عموم کے لئے موضوع ہے صحیح بخاری میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم نے فرمایا قیامت کے دن ایمان والے اکٹھے ہوں گے اور عرض کریں گے کاش ہمارے رب کے حضور کوئی ہماری سفارش

[1] (تفسیر عبدالرزاق ج ا ص ۴۳ مطبوعہ مکتبۃ الرشد الریاض)
[2] (جامع البیان فی تفسیر القرآن المعروف تفسیر طبری ج ا ص ۱۷۰ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)
[3] (الجامع لاحکام القرآن ج ا ص ۲۸۲ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)

کردے پس وہ حضرت آدم علیہ السلام کے پاس آئیں گے اور عرض کریں گے "آپ لوگوں کے باپ ہیں اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنے دست قدرت سے بنایا اور آپ کو اپنے فرشتوں سے سجدہ کروایا اور آپ کو تمام چیزوں کے نام سکھا دیئے۔[1]

علامہ شہاب الدین سید محمود آلوسی بغدادی متوفی ۱۲۷۰ھ لکھتے ہیں:

المراد بها اسماء ما کان و ما یکون الی یوم القیامة۔

ترجمہ: اس سے مراد جو کچھ ہو چکا اور جو کچھ قیامت تک ہونے والا ہے سب کے نام ہیں۔[2]

امام ابی سعود محمد العمادی متوفی ۹۵۱ھ لکھتے ہیں:

وقیل اسماء ما کان و ما یکون الی یوم القیامة۔

ترجمہ: اور یہ قول بھی ہے کہ جو کچھ ہو چکا اور جو کچھ قیامت تک ہونے والا ہے سب کے نام مراد ہیں۔[3]

امام حسین بن مسعود بغوی متوفی ۵۱۶ھ لکھتے ہیں:

وقیل اسماء ما کان و ما یکون الی یوم القیامة۔

ترجمہ: اور یہ قول بھی ہے کہ جو کچھ ہو چکا اور جو کچھ قیامت تک ہونے والا ہے سب کے نام مراد ہیں۔[4]

غیر مقلدوں کے امام محمد بن علی شوکانی متوفی ۱۲۵۰ھ لکھتے ہیں:

والتاکید بقوله (کلها) یفید انه علمه جمیع الاسماء و لم یخرج عن هذا شئ منها کائنا و ما کان۔

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کے فرمان "کلها" کی تاکید کا فائدہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو تمام نام سکھا دیئے اور اس سے جو کچھ ہونے والا ہے اور جو کچھ ہو چکا ہے کوئی شے بھی خارج نہیں۔[5]

حافظ عماد الدین اسماعیل بن عمر بن کثیر متوفی ۷۷۴ھ لکھتے ہیں:

الصحیح انه علمه اسماء الاشیاء کلها ذواتها و صفاتها و افعالها۔

ترجمہ: صحیح یہ ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو تمام اشیاء کے نام ان کی شکلیں اور ان کے افعال کا علم عطا فرما دیا تھا۔[6]

---

1 (الجامع لاحکام القرآن ج ۱ ص ۲۸۲ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)

2 (تفسیر روح المعانی ج ۱ ص ۲۲۴ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)

3 (تفسیر ابی السعود ج ۱ ص ۸۴ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)

4 (تفسیر معالم التنزیل ج ۱ ص ۱۶ مطبوعہ دار المعرفہ بیروت)

5 (تفسیر فتح القدیر ج ۱ ص ۶۴ مطبوعہ دار الفکر بیروت)

6 (تفسیر ابن کثیر ج ۱ ص ۷۳ مطبوعہ دار الفکر بیروت)

تفسیر کبیر میں ہے:

اما قولہ "إِلَّا بِمَا شَاءَ" ففیہ قولان (احدھما) انھم لا یعلمون شیئا من معلومات الا ما شاء ھو ان یعلمھم کما حکی عنھم قالوا (لَا عِلْمَ لَنَا إِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا) والثانی انھم لا یعلمون الغیب الا عند اطلاع اللہ بعض انبیائہ علی بعض الغیب کما قال (عَالِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلَى غَيْبِهِ أَحَدًا (٢٦) إِلَّا مَنِ ارْتَضَى مِنْ رَسُولٍ (الجن ٢٧)۔

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کے فرمان "إِلَّا بِمَا شَاءَ" کی تفسیر میں دو قول ہیں۔ پہلا یہ کہ وہ اللہ تعالیٰ کی معلومات میں سے کچھ نہیں جانتے مگر اس قدر جتنا اللہ انہیں علم عطا فرمادے جیسا کہ فرشتوں نے عرض کیا۔ "ہمیں کچھ علم نہیں مگر اسی قدر جو تو نے ہمیں سکھایا ہے اور دوسرا قول یہ ہے کہ وہ غیب کو نہیں جانتے مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ بعض انبیاء کو بعض غیب پر مطلع فرمادے جیسا کہ فرمایا:

عَالِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلَى غَيْبِهِ أَحَدًا (٢٦) إِلَّا مَنِ ارْتَضَى مِنْ رَسُولٍ (الجن ٢٧)[1]

علامہ ابو عبد اللہ محمد بن احمد مالکی قرطبی متوفی ٦٦٨ھ لکھتے ہیں:

(وَلَكِنَّ اللَّهَ يَجْتَبِي) ای یختار (مِنْ رُسُلِهِ) لاطلاع غیبہ (مَنْ يَشَاءُ)۔

ترجمہ: اور اللہ تعالیٰ اپنے رسولوں میں سے جسے چاہتا ہے اپنے غیب کی اطلاع کے لئے چن لیتا ہے۔[2]

امام ابو الحیان محمد بن یوسف غرناطی اندلسی متوفی ٧٥٤ھ لکھتے ہیں:

اللہ تعالیٰ علم الغیب سے جس پر چاہے اپنے رسولوں کو مطلع فرماتا ہے پس رسول کا غیب پر مطلع ہونا اللہ تعالیٰ کی اس کی طرف وحی کے ذریعہ ہے سو اللہ تعالیٰ غیب سے یہ خبر دیتا ہے کہ فلاں شخص میں اخلاص ہے اور فلاں میں نفاق ہے اور یہ ان کو وحی کے ذریعہ معلوم ہوتا ہے خود بہ خود بغیر واسطہ وحی کے معلوم نہیں ہوتا۔[3]

امام جلال الدین سیوطی متوفی ٩١١ھ لکھتے ہیں:

واخرج ابن ابی حاتم عن الحسن فی قولہ {وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ} قال: ولا یطلع علی الغیب الا رسول۔[4]

علامہ سلیمان بن عمر عجیلی متوفی ١٢٠٤ھ لکھتے ہیں:

والمعنی ولکن اللہ یصطفی ویختار من رسلہ من یشاء فیطلعہ علی الغیب۔

---

[1] (التفسیر الکبیر ج٧ص ١١ مطبوعہ دار الفکر بیروت)
[2] (الجامع لاحکام القرآن ج٤ص ٢٨٩ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)
[3] (البحر المحیط ج٣ص ٤٤٩ مطبوعہ دار الفکر بیروت)
[4] (الدر المنثور فی التفسیر الماثور ج٢ ص ١٨٤ مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت)

ترجمہ: وَلَكِنَّ اللَّهَ يَجْتَبِي کا معنی ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے رسولوں میں سے جسے چاہتا ہے چن لیتا ہے پھر اسے غیب پر مطلع فرماتا ہے۔[1]

امام محمود آلوسی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں:

يشكل على هذا ان الله تعالى قد يطلع على الغيب بعض اهل الكشف ذوى الانفس القدسية لان ذلك بطريق الوراثة لا استقلالا وهم يقولون ان المختص بالرسول عليهم السلام۔

ترجمہ: یہاں یہ اشکال ہوتا ہے کہ کبھی اللہ تعالیٰ نفوس قدسیہ میں سے بعض اہل کشف کو بھی غیب پر مطلع فرماتا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ بطورِ وراثت ہے یعنی انبیاء علیہم السلام کے واسطے سے اور انبیاء علیہم السلام کو بلاواسطہ غیب پر مطلع فرماتا ہے۔[2]

امام ناصر الدین عبد اللہ بن عمر البیضاوی متوفی ۶۸۵ھ لکھتے ہیں:

من خفيات الامور او من امور الدين و الاحكام۔

ترجمہ: یعنی امورِ مخفیہ کا علم یا امور دینیہ اور احکام کا علم۔[3]

علامہ الفاضل الکامل الشیخ اسمٰعیل حقی حنفی متوفی ۱۱۳۷ھ لکھتے ہیں:

(وَعَلَّمَكَ) بالوحى من الغيب و خفيات الامور (مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ) ذلك الى وقت التعليم۔

ترجمہ: اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو وحی کے ذریعہ غیب کا اور پوشیدہ باتوں کا وہ علم جو آپ نہ جانتے تھے عطا فرمادیا اور نہ جاننا اللہ تعالیٰ کے تعلیم فرمانے کے وقت تھا۔ (جب تعلیم فرمادیا تو سب کچھ جان گئے)۔[4]

امام حسین بن مسعود بغوی متوفی ۵۱۶ھ لکھتے ہیں:

(وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ) من الاحكام وقيل من علم الغيب۔

ترجمہ: (اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو وہ سب علم عطا کر دیا جو آپ نہیں جانتے تھے) یعنی احکام میں سب اور علم غیب میں سے۔[5]

امام حسین بن مسعود بغوی متوفی ۵۱۶ھ لکھتے ہیں:

وقال ابن كيسان (خَلَقَ الْإِنسَانَ) يعنى محمدا (عَلَّمَهُ الْبَيَانَ) يعنى بيان ما كان وما يكون لانه كان يبين عن الاولين والآخرين وعن يوم الدين۔

---

[1] (تفسیر الفتوحات الالھیه ج ۱ ص ۳۴۰ مطبوعہ دار الفکر بیروت)
[2] (تفسیر روح المعانی ج ۴ ص ۱۳۸ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)
[3] (انوار التنزیل ج ۱ ص ۳۸۰ مطبوعہ مصطفیٰ البابی مصر)
[4] (تفسیر روح البیان ج ۲ ص ۲۸۲ مطبوعہ مکتبہ اسلامیہ کوئٹہ)
[5] (تفسیر معالم التنزیل ج ۱ ص ۴۷۹ مطبوعہ دار المعرفہ بیروت)

ترجمہ: ابن کیسان فرماتے ہیں !اس آیت کریمہ میں انسان سے مراد حضرت محمد صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم ہیں اور بیان سے مراد جو کچھ ہو چکا ہے اور جو کچھ ہونے والا ہے کیونکہ حضور نبی صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم اولین و آخرین اور یوم حشر کی خبر دیتے ہیں۔[1]

علامہ احمد بن محمد صاوی مالکی متوفی ۱۲۲۳ھ لکھتے ہیں:

و قیل ھو محمدا لانہ الانسان الکامل و المراد بالبیان علم ماکان و مایکون و ماھو کائن۔

ترجمہ: اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس سے مراد حضور صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم کی ذات گرامی ہے کیونکہ وہی انسان کامل ہیں اور بیان سے مراد ہے ہر اس واقعے کا علم جو ہو چکا ہے اور اور جو ہوگا اور (قیامت تک) ہونے والا ہے۔[2]

امام ابی الفرج عبد الرحمن بن الجوزی متوفی ۵۹۷ھ لکھتے ہیں:

انہ محمد اعلمہ البیان ما کان و مایکون و قالہ ابن کیسان۔

ترجمہ: انسان سے مراد حضرت محمد صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم ہیں اور بیان سے مراد ہے جو کچھ پہلے ہو چکا ہے اور جو آئندہ ہونے والا ہے اور یہ ابن کیسان کا قول ہے۔[3]

علامہ ابو عبد اللہ محمد بن احمد مالکی قرطبی متوفی ۶۶۸ھ لکھتے ہیں:

عن ابن عباس ایضاً و ابن کیسان الانسان ھاھنا یراد بہ محمد ا و البیان بیان الحلال من الحرام و الھدی من الضلال و قیل ما کان و مایکون لانہ بین عن الاولین و الآخرین و یوم الدین۔

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اور ابن کیسان فرماتے ہیں کہ یہاں انسان سے مراد تاجدار کائنات صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم کی ذات گرامی ہے اور بیان سے مراد حلال و حرام اور ہدایت و گمراہی کو جدا کرنے والا بیان ہے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس سے مراد ہے جو کچھ ہو چکا اور جو آئندہ ہوگا کیونکہ حضور صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم اولین آخرین اور یوم حشر کی خبر دیتے ہیں۔[4]

امام مجاہد بن جبر المخزومی التابعی متوفی ۱۰۴ھ لکھتے ہیں:

انا عبد الرحمن انا ابراھیم نا ورقاء عن ابن ابی نجیح عن مجاھد و لئن سالتھم لیقولن انما کنا نخوض و نلعب قال رجل من المنافقین یحدثنا محمد ان ناقۃ فلان بوادی کذا و کذا فی یوم کذا و کذا و مایدریہ ما الغیب۔

---

[1] (تفسیر معالم التنزیل ج۴ ص۲۶۷ مطبوعہ دار المعرفہ بیروت)

[2] (الصاوی علی الجلالین ج۴ ص۱۵۳ مطوعہ القاھرہ مصر)

[3] (زاد المسیر ج۸ ص۱۰۶ مطوعہ مکتب الاسلامی بیروت)

[4] (الجامع لاحکام القرآن ج۱۷ ص۱۵۲ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)

ترجمہ: امام مجاہد رحمۃ اللہ علیہ اس آیت وَلَئِنْ سَأَلْتَهُمْ لَيَقُولُنَّ کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ ایک منافق نے کہا محمد (صَلَّی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسَلَّم) ہمیں یہ حدیث سناتے ہیں کہ فلاں شخص کی اونٹنی فلاں وادی میں فلاں فلاں دن ہے یہ غیب کو کیا جانیں۔[1]

امام ابو جعفر محمد بن جریر طبری متوفی ۳۱۱ھ امام مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت نقل کرتے ہیں:

انه قال فی قوله تعالی وَلَئِنْ سَأَلْتَهُمْ لَيَقُولُنَّ إِنَّمَا كُنَّا نَخُوضُ وَنَلْعَبُ قال رجل من المنافقین یحدثنا محمد ان ناقة فلان بوادی کذا وکذا ومایدریه بالغیب۔

ترجمہ: انہوں نے فرمایاکے قول "وَلَئِنْ سَأَلْتَهُمْ" الخ کی تفسیر میں کہ منافقین میں سے ایک شخص نے کہا کہ محمد (صَلَّی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسَلَّم) ہم سے بیان کرتے ہیں کہ فلاں کی اونٹنی فلاں فلاں وادی میں ہے بھلا وہ غیب کی باتیں کیا جانیں۔[2]

امام یوسف بن اسماعیل نبہانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

اخرج البیهقی وابو نعیم عن موسی بن عقبة وعروة ان النبی صَلی اللّٰه تعالیٰ علیه وَاٰله واصحابه وَسلّم قدم من غزوة بنی المصطلق فلما کان قرب المدینة هاجت ریح تکاد تدفن الراکب فقال رسول اللّٰه صَلی اللّٰه تعالیٰ علیه وَاٰله واصحابه وَسلّم بعثت هذه الریح لموت منافق فلما قدمنا المدینة اذا هو قد مات عظیم من عظماء المنافقین ای وهو رفاعة بن زید بن التابوت وسکنت الریح آخر النهار فجمع الناس ظهرهم وفقدت راحلة رسول اللّٰه صَلی اللّٰه تعالیٰ علیه وَاٰله واصحابه وَسلّم من بین الابل فسعی لها الرجال یلتمسونها فقال رجل من المنافقین فی مجلس من الانصار ان محمداً لیحدثنا بما هو اعظم من شان الناقة افلا یحدثه اللّٰه بمکان راحلته ثم قام المنافق وترکهم فعمد لرسول اللّٰه صَلی اللّٰه تعالیٰ علیه وَاٰله واصحابه وَسلّم یستمع الحدیث فوجد اللّٰه قد حدثه حدیثه فقال رسول اللّٰه صَلی اللّٰه تعالیٰ علیه وَاٰله واصحابه وَسلّم والمنافق یسمع ان رجلا من المنافقین شمت ان ضلت ناقة رسول اللّٰه وقال افلا یحدثه اللّٰه بمکان ناقته وان اللّٰه اخبرنی بمکانها ولا یعلم الغیب الا اللّٰه هی فی الشعب المقابل لکم وقد تعلق زمامها بشجرة فعمدوا الیها فجاؤا بها واقبل المنافق سریعاً حتی اتی النفر الذین قال عندهم ما قال فاذا هم جلوس مکانهم لم یقم احد منهم فقال انشدکم باللّٰه هل اتی احد منکم محمداً فاخبره بالذی قلت قالوا اللهم لا ولا قمنا من مجلسنا هذا بعد قال فانی وجدت عنده حدیثی وان کنت لفی شک من شانه فاشهد انه رسول اللّٰه۔ ووقع نحو ذلک فی غزوة تبوک۔

ترجمہ: حضرت موسیٰ بن عقبہ اور عروہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم صَلَّی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسَلَّم غزوہ بنی مصطلق سے لوٹے تو مدینہ شریف کے قریب سخت آندھی آئی قریب تھا کہ کہ سارا لشکر ریت میں دب کر دفن ہو جاتا۔ حضور صَلَّی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسَلَّم نے اس مقام پر فرمایا: یہ آندھی ایک منافق کی موت کے لئے بھیجی گئی ہے چنانچہ جب ہم مدینہ منورہ پہنچے

[1] (تفسیر مجاهد تحت سورة التوبة آیت نمبر ۶۲ ج ۱ ص ۲۸۳ مطبوعه المنشورات العلمیة بیروت)
[2] (جامع البیان فی تفسیر القرآن المعروف تفسیر طبری سورة توبه آیت نمبر ۶۵ ج ۱۰ ص ۱۹۶ مطبوعه دار احیاء التراث العربی بیروت)

تو منافقین کا ایک سردار مر چکا تھا اس منافق کا نام رفاعہ بن زید بن تابوت تھا۔ شام کے وقت یہ آندھی تھی تو لوگوں نے اپنی سواریوں کو اکٹھا کیا ان میں سے نبی اکرم صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم کی اونٹنی گم ہو چکی تھی جس کی وجہ سے لوگوں میں اس کے تلاش کے لئے بھاگ دوڑ پڑ گئی۔ ایک منافق نے انصار کی مجلس میں کہا محمد (صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم) تو ہمیں بڑے بڑے واقعات کی خبریں دیتے ہیں اب اللہ انہیں ان کی اونٹنی کے بارے میں کیوں نہیں بتاتا؟ پھر وہ منافق اٹھ کھڑا ہوا اور نبی کریم صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم کے پاس گیا تاکہ آپ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم کی گفتگو سنے تو اس نے دیکھا کہ اللہ نے اس کی یہ بات نبی اکرم صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم کو بتا دی ہے۔ اس وقت حضور صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم نے فرمایا: جبکہ وہ منافق سن رہا تھا کہ ایک منافق شخص نے یہ ہرزہ سرائی کی ہے کہ محمد رسول اللہ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم کی اونٹنی گم ہو گئی ہے اللہ آپ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم کو کیوں نہیں بتلا دیتا کہ وہ اونٹنی اس وقت کہاں ہے؟ سن لو! اللہ نے مجھے آگاہ فرما دیا ہے کہ وہ اس وقت کہاں ہے؟ اور اس میں کوئی شبہ نہیں کہ کوئی بالذات غیب کی بات نہیں جانتا سوائے اللہ تعالیٰ کے سن لو! وہ اونٹنی سامنے کی گھاٹی میں ہے اور اس کی مہار ایک درخت میں اٹکی ہوئی ہے۔ یہ سن کر لوگ اس اونٹنی کے پاس گئے اور اسے پکڑ کر لے آئے۔ وہ منافق بھاگتا ہوا ان لوگوں کے پاس آیا جن کی موجودگی میں اس نے وہ بات کہی تھی وہ لوگ ابھی اسی جگہ بیٹھے تھے اور ان میں سے کوئی بھی اٹھ کر نہ گیا تھا۔ اس نے کہا: میں تمہیں قسم دیکر پوچھتا ہوں کہ کیا تم میں سے کوئی ابھی تک اس مجلس سے اٹھا نہیں وہ کہنے لگا میری بات جا کر انہیں بتائی ہے۔ انہوں نے کہا: نہیں ہم میں سے کوئی ابھی تک اس مجلس سے اٹھا نہیں وہ کہنے لگا میری بات تو محمد صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم بیان فرما رہے تھے بخدا میں اب تک محمد صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم کے امرِ نبوت میں شک کرتا تھا۔ میں اب گواہی دیتا ہوں کہ محمد صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم اللہ کے رسول ہیں۔[1]

[1] (حجۃ اللہ علی العالمین فی معجزات سید المرسلین ص ۳۲۶ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)، (دلائل النبوۃ امام بیہقی باب ھبوب الریح التی دلت رسول اللہ علی موت عظیم من عظماء المنافقین الخ ج۴ ص ۵۹۔۶۰ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)، (نسیم الریاض فی شرح شفاء القاضی عیاض ج۴ ص ۱۹۵ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)، (شرح العلامۃ الزرقانی علی المواھب اللدنیۃ ج۷ ص ۲۰۷ مطبوعہ دار المرفۃ بیروت)، (خصائص الکبری باب ما وقع فی غزوۃ بنی المصطلق من الآیات والخصائص ج ۱ ص ۳۹۱۔۳۹۲ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)، (سبل الھدی والرشاد ذکر اخبارہ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم بموت کبیر من المنافقین الخ ج۴ ص ۳۵۱ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)، (دلائل النبوۃ لابی نعیم اصفھانی اردو ص ۴۲۸۔۴۲۹ مطبوعہ ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاھور)، (الدرر فی اختصار المغازی والسیر لابن عبدالبر ص ۲۴۰۔۲۴۱ مطبوعہ دار المعارف القاھرۃ مصر)

امام عبد الملک بن ہشام متوفی ۲۱۳ھ لکھتے ہیں:

ان قائلا قال یزعم محمد انه یاتیه خبر السماء و لا یدری این ناقته و الله ما اعلم الا ما علمنی الله و قد و لنی الله علیها فهی فی هذا الشعب قد حبستها شجرة بزمامها فذهب رجال من المسلمین فوجدوها حیث قال رسول الله صَلی الله تعالیٰ علیه وَ آله و اصحابه وَ سلَّم و کما وصف۔

ترجمہ: ایک کہنے والا کہتا ہے کہ محمد (مصطفیٰ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَآلہ واصحابہ وَسلَّم) یہ گمان کرتے ہیں کہ آسمان سے ان کے پاس وحی آتی ہے مگر وہ یہ نہیں جانتے کہ ان کی اونٹنی کہاں ہے قسم بخدا! میں وہی جانتا ہوں جو اللہ تعالیٰ مجھے سکھاتا ہے۔ اب اس نے مجھے اس اونٹنی کے متعلق بتادیا ہے وہ اس گھاٹی میں ہے اس کی نکیل ایک درخت کے ساتھ الجھی ہوئی ہے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس گھاٹی میں گئے انہوں نے وہی اونٹنی کو پایا جہاں حضور صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَآلہ واصحابہ وَسلَّم نے فرمایا اور بالکل اسی حالت میں پایا جس طرح حضور اکرم صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَآلہ واصحابہ وَسلَّم نے فرمایا تھا۔[1]

امام اسماعیل بن محمد بن الفضل الاصبہانی متوفی ۵۳۵ھ لکھتے ہیں:

ذکر ابن قتیبة فی اعلام النبی صَلی الله تعالیٰ علیه وَ آله و اصحابه وَ سلَّم قال اعلام نبوته ان ناقة له ضلت فاقبل یسأل الناس عنها قال المنافقون هذا محمد یخبرکم عن خبر السماء و هو لا یدری این ناقته فحمد الله و اثنی علیه و حکی قولهم ثم قال و انی لا اعلم الا ما علمنی ربی و قد اخبرنی انها فی وادی کذا متعلق زمامها بشجرة فبادر الناس فوجدوها کذلک۔[2]

امام ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ لکھتے ہیں:

فقال رسول الله صَلی الله تعالیٰ علیه وَ آله و اصحابه وَ سلَّم ان رجلا قال کذا و کذا و انی و الله لا اعلم الا ما علمنی الله هی فی الوادی قد حبستها شجرة بزمامها فذهبوا فوجدوها۔[3]

امام ابو الحسن علی بن محمد بن حبیب الماوردی متوفی ۴۲۹ھ روایت کرتے ہیں:

فقال رسول الله ان منافقا یقول ألیس محمد یزعم انه نبی و یخبرکم بخبر السماء و لا یدری این ناقته و الله لا اعلم الا ما علمنی ربی و قد اعلمنی انها فی الوادی فی شعب کذا کذا حبستها شجرة بزمامها فبادر الناس فوجدوها کذلک۔[4]

[1] (السیرة النبویه المعروف سیرت ابن هشام ج ۳ ص ۶۰ مطبوعه دار الجیل بیروت)
[2] (دلائل النبوة للاصبهانی ص ۱۳۷ رقم الحدیث ۱۴۸ مطبوعه دار طیبة الریاض)
[3] (الاصابة فی تمیز الصحابة زید بن لصیت ج ۲ ص ۶۱۹ برقم ۲۹۳۴ مطبوعه دار الجیل بیروت)
[4] (اعلام النبوة ص ۱۵۹ مطبوعه دار الکتاب العربی بیروت)

محمد بن ابی بکر الدمشقی الشہیر بابن قیم الجوزیہ متوفی ۷۵۱ھ لکھتے ہیں:

فقال زید بن اللصیت و کان منافقاً الیس یزعم انه نبی ویخبر کم عن خبر السماء وهو لا یدری این ناقته فقال رسول الله ان رجلا یقول و ذکر مقالته وانی والله اعلم الا ما علمنی الله و قد دلنی الله علیها و هی فی الوادی فی شعب کذا و کذا قد حبستها الشجرة بزمامها و هی فانطلقوا حتی تاتونی بها فذهبوا فاتوه۔[1]

حافظ عمادالدین اسماعیل بن عمر بن کثیر متوفی ۷۷۴ھ روایت کرتے ہیں:

قال حین ضلت ناقة رسول الله یزعم محمد انه یاتیه خبر السماء وهو لا یدری این ناقته فقال رسول الله والله لا اعلم الا ما علمنی الله و قد دلنی الله علیها فهی فی هذا الشعب قد حبستها شجرة بزمامها فذهب رجال من المسلمین فوجدوها۔[2]

امام نبہانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

واخرج البیهقی و ابو نعیم من طریق ابن اسحاق عن عاصم بن عمر بن قتادة قال اخبرنی رجال من قومی یعنی الانصار ان ناقة رسول الله صَلی الله تعالیٰ علیه وَ أله و اصحابه وَ سلّم ضلت یوم تبوک فقال رجل من المنافقین کان معروفاً نفاقه الیس محمد یزعم انه نبی ویخبر کم خبر السماء و لا یدری این ناقته فقال رسول الله صَلی الله تعالیٰ علیه وَ أله و اصحابه وَ سلّم وعنده عمارة بن حزن ان رجلا قال هذا محمد یخبر کم انه نبی ویخبر کم بامر السماء وهو لا یدری این ناقته و انی والله ما اعلم الا ما علمنی الله و قد دلنی الله علیها هی بالوادی من شعب کذا قد حبستها الشجرة بزمامها فانطلقوا فجاؤوا بها فرجع عمارة الی رحله فحدثهم عما قال رسول الله صَلی الله تعالیٰ علیه وَ أله و اصحابه وَ سلّم من خبر الرجل فقال رجل کان فی رحل عمارة انما قال المنافق والله هذه المقالة قبل ان تاتی۔

ترجمہ: بیہقی اور ابو نعیم عاصم بن عمر بن قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ مجھے انصار کے کچھ لوگوں نے بتایا کہ نبی کریم صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم کی اونٹنی تبوک کی جنگ میں گم ہوگئی تو ایک منافق نے جس کا نفاق مشہور و معروف تھا کہا کیا محمد صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم نبوت کے مدعی نہیں؟ وہ تمہیں آسمان کی خبریں دیتے ہیں حالانکہ انہیں پتہ نہیں کہ ان کی اونٹنی کہاں ہے؟ یہ سن کر حضور صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم نے فرمایا (عمارہ بن حزن بھی اس وقت وہاں موجود تھا) کہ ایک شخص نے کہا کہ محمد صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم تمہیں بتاتے ہیں کہ وہ نبی ہیں اور تمہیں آسمان کی خبریں دیتے ہیں حالانکہ انہیں معلوم نہیں کہ خود ان کی اپنی اونٹنی کہاں ہے۔ بخدا! میں تو وہی جانتا ہوں جو مجھے خدا بتاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے بتادیا ہے کہ میری اونٹنی فلاں گھاٹی میں ہے اس کی نکیل ایک درخت میں پھنسی ہوئی ہے۔ یہ سن کر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم گئے اور اسے پکڑ کر لے آئے۔ عمارہ لوٹ کر گھر آئے اور اہل خانہ کو نبی اکرم صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ

[1] (زادالمعاد فی ھدی خیر العباد فصل فی غزوۃ تبوک ج۳ ص ۵۳۳ مطبوعہ مؤسسۃ الرسالۃ بیروت)
[2] (البدایۃ والنہایہ ج۳ ص ۲۴۰ مطبوعہ مکتبۃ المعارف بیروت)

وَسلّم کی منافق کے متعلق گفتگو بیان کی تو ایک شخص نے جو کہ عمارہ کے گھر میں تھا بتایا کہ واقعی ایک منافق نے آپ کے آنے سے پہلے یہ بات کی تھی۔[1]

وَمَاهُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِينٍ (التکویر ۲۴)

ترجمہ: اور یہ نبی غیب بتانے میں بخیل نہیں۔

یہ جب ہی ہو سکتا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو علم غیب ہو اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام لوگوں کو اس سے مطلع فرمادیتے ہوں۔

(معالم التنزیل یہ ہی آیت) على الغيب وخبر السمآء وما اطلع عليه من الاخبار والقصص بضنين اى ببخيل يقول انه ياتيه علم الغيب فلا يبخل به عليكم بل يعلمكم ويخبركم ولا يكتمه كما يكتم الكاهن۔

ترجمہ: حضور علیہ السلام غیب پر اور آسمانی خبروں پر اور ان خبروں وقصوں پر بخیل نہیں ہیں۔ مراد یہ ہے کہ حضور علیہ السلام کے پاس علم غیب آتا ہے پس وہ اس میں تم پر بخل نہیں کرتے بلکہ تم سکھاتے ہیں اور تم کو خبر دیتے ہیں جیسے کہ کاہن چھپاتے ہیں ویسے نہیں چھپاتے۔[2]

(خازن یہ ہی آیت) يقول انه عليه السلام ياتيه علم الغيب فلا يبخل به عليكم بل يعلمكم۔

ترجمہ: مراد یہ ہے کہ حضور علیہ السلام کے پاس علم غیب آتا ہے تو تم پر اس میں بخل نہیں فرماتے بلکہ تم کو سکھاتے ہیں۔[3]

اس آیت وعبارات سے معلوم ہوا کہ حضور علیہ السلام لوگوں کو علم غیب سکھاتے ہیں اور سکھائے گا وہ ہی جو خود جانتا ہے۔

وَعَلَّمْنَاهُ مِنْ لَدُنَّا عِلْمًا (الکهف ۶۵)

ترجمہ: اور ان کو اپنا علم لدنی عطا کیا یعنی حضرت خضر کو۔

(بیضاوی میں یہ ہی آیت) اى مما يختص بنا ولا يعلم الا بتوفيقنا وهو علم الغيب۔

ترجمہ: حضرت خضر کو وہ علم سکھائے جو ہمارے ساتھ خاص ہیں بغیر ہمارے بتائے کوئی نہیں جانتا اور وہ علم غیب ہے۔[4]

---

[1] (حجة الله على العالمين فى معجزات سيد المرسلين ص ۳۶۲ مطبوعه دار الكتب العلميه بيروت)

[2] (معالم التنزيل ج۴ ص ۴۲۲ مطبوعه دار الكتب العلميه بيروت)

[3] (لباب التاويل فى معانى التنزيل المعروف تفسير خازن ج۴ ص ۳۵۷ مطبوعه دار المعرفة بيروت)

[4] (تفسير بيضاوى ج۳ ص ۵۱۰ مطبوعه دار الفكر بيروت)

تفسیر ابن جریر میں سیدنا عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے:

قَالَ إِنَّکَ لَنْ تَسْتَطِیعَ مَعِيَ صَبْرًا کان رجلاً یعلم علم الغیب قد علم ذلک۔

ترجمہ: حضرت خضر نے فرمایا تھا حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہ تم میرے ساتھ صبر نہ کر سکوگے وہ خضر علم غیب جانتے تھے کہ انہوں نے جان لیا۔[1]

(روح البیان یہ ہی آیت) ھو علم الغیوب و الاخبار عنھا باذنه تعالی کما ذھب الیه ابن عباس۔

ترجمہ: حضرت خضر کو جو لدنی علم سکھایا گیا وہ علم غیب ہے اور اس غیب کے متعلق خبر دینا ہے خدا کے حکم سے جیسا کہ اس طرف ابن عباس رضی اللہ عنہما گئے ہیں۔[2]

(تفسیر مدارک یہ ہی آیت) یعنی الاخبار بطریق الالھام۔

ترجمہ: یعنی حضرت خضر کو غیب کی خبریں دیں اور کہا گیا ہے کہ علم لدنی وہ ہوتا ہے جو بندے کو الہام کے طریقہ پر حاصل ہو۔[3]

امام ناصر الدین عبد اللہ بن عمر البیضاوی متوفی ۶۸۵ھ لکھتے ہیں:

(وماھو) وما محمد علیه الصلوۃ و السلام (علی الغیب) علی من الوحی الیه وغیرہ من الغیوب (بضنین) بالضاد وھو البخل ای لا یبخل بالتبلیغ و التعلیم۔

ترجمہ: اور محمد صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہٖ واصحابہٖ وَسَلَّم وحی اور اس کے علاوہ غیوب کی تبلیغ اور تعلیم میں بخل نہیں فرماتے۔

(ضنین) ضاد کے ساتھ ہے اور اس میں بخل کا معنی پایا جاتا ہے۔[4]

امام فخر الدین رازی متوفی ۶۰۶ھ لکھتے ہیں:

و المعنی انه لا یاتیکما طعام ترزقانه الا اخبر تکما ای طعام ھو و ای لون ھو و کم ھو و کیف یکون عاقبته ای اذا اکله الانسان فھو یفید الصحة او السقم وفیه وجه آخر قیل کان الملک اذا اراد قتل الانسان صنع له طعام فارسله الیه فقال یوسف لا یاتیکما طعام الا اخبر تکما ان فیه سما ام لا ھذا ھو المراد من قوله (لَا يَأْتِيكُمَا طَعَامٌ تُرْزَقَانِهِ إِلَّا نَبَّأْتُكُمَا بِتَأْوِيلِهِ) وحاصله راجع الی انه ادعی الاخبار عن الغیب وھو یجری مجری قول عیسی علیه السلام وَأُنَبِّئُكُمْ بِمَا تَأْكُلُونَ وَمَا تَدَّخِرُونَ۔

---

[1] (جامع البیان فی تفسیر القرآن المعروف تفسیر طبری ج۱۵ ص ۳۲۳ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)
[2] (تفسیر روح البیان ج۵ ص ۳۲۱ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)
[3] (تفسیر مدارک ج۲ ص ۲۲ مطبوعہ مکتبۃ القرآن و السنہ پشاور)
[4] (انوار التنزیل ج۴ ص ۳۸۹ مطبوعہ مصطفیٰ البابی مصر)

ترجمہ: اس آیت کا معنی یہ ہے کہ وہ کھانا جو تمہیں دیا جاتا ہے تمہارے پاس ابھی آنے بھی نہیں پائے گا کہ میں تمہیں اس کے بارے میں خبر دے دوں گا کہ وہ کیا ہے کس رنگ کا ہے کتنا ہے اور اس کا انجام کیا ہو گا یعنی جب کوئی انسان اسے کھائے گا تو آیا وہ اس کی صحت کو فائدہ دے گا یا نقصان پہنچائے گا اس میں دوسرا قول یہ ہے کہ بادشاہ جب کسی شخص کو قتل کرنا چاہتا تو اس کے لئے کھانا تیار کروا کر بھیجتا حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا کہ تمہارے پاس وہ کھانا ابھی آئے گا بھی نہیں کہ میں تمہیں بتا دوں گا کہ اس میں زہر ہے یا نہیں مذکورہ آیت سے یہی مراد ہے اور حاصل کلام یہ ہے کہ آپ علیہ السلام نے غیب کی خبر دینے کی بات کی تھی اور یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قول "اور جو کچھ تم کھا کر آئے ہو اور جو کچھ تم اپنے گھروں میں جمع کرتے ہو میں تمہیں (وہ سب کچھ) بتا دیتا ہوں" کی طرح ہے۔ [1]

امام علی بن محمد الخازن متوفی ۷۲۵ھ لکھتے ہیں:

انه علیه السلام اراد ان یبین لهما درجة فی العلم اعلی و اعظم مما اعتقدا فیه و ذلک انهما طلبا منه علم التعبیر و لا شک ان هذا العلم مبنی علی الظن و التخمین فاراد ان یعلمهما انه یمکنه الاخبار عن المغیبات علی سبیل القطع و الیقین و ذلک مما یعجز الخلق عنه و اذا قدر علی الاخبار عن المغیبات کان اقدر علی تعبیر الرؤیا بطریق الاولی انما عدل عن تعبیر رؤیاهما الی اظهار المعجزة لانه علم ان احدهما سیصلب فاراد ان یدخله فی الاسلام و یخلصه من الکفر و دخول النار۔

ترجمہ: حضرت یوسف علیہ السلام ان کے سامنے اس درجہ علم سے بلند درجہ کو بیان کرنا چاہتے تھے جس کا انہیں آپ کی نسبت اعتقاد تھا کیونکہ انہوں نے آپ سے علم تعبیر کا مطالبہ کیا تھا اور اس میں شک نہیں یہ علم ظن اور اندازے پر مبنی ہے سو آپ نے چاہا کہ انہیں اس بات سے آگاہ کیا جائے کہ آپ غیب کی قطعی اور یقینی خبر دینے کی استطاعت بھی رکھتے ہیں تو خوابوں کی تعبیر بطریق اولی بیان کر سکتے ہیں آپ دیکھو کھانا گھر میں کھایا اور رکھا گیا۔ جہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام موجود نہیں تھے اور اس کی خبر آپ باہر دے رہے ہیں یہ ہے علم غیب۔ نے اظہار معجزہ کی خاطر ان کی خوابوں کی تعبیر بتانے سے وقتی طور پر اقرار فرمایا کیونکہ آپ جانتے تھے کہ ایک کو سولی چڑھا دیا جائے گا۔

سو آپ نے کفر اور آگ سے چھٹکارا دلا کر اسے اسلام میں داخل کرنا چاہا۔ [2]

[1] (التفسیر الکبیر ج ۱۸ ص ۱۳۶ مطبوعہ دار الفکر بیروت)

[2] (لباب التاویل فی معانی التنزیل المعروف تفسیر خازن ج ۳ ص ۱۹ مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت)

امام علی بن محمد الخازن متوفی ۷۲۵ھ اس کے بعد لکھتے ہیں:

(إِلَّا نَبَّأْتُكُمَا بِتَأْوِيلِهِ) یعنی اخبر تکما بقدرہ و لونہ و الوقت الذی یصل الیکما فیہ قبل ان یاتیکما یعنی قبل ان یصل الیکما و ای طعام اکلتم و کم اکلتم و متی اکلتم۔

ترجمہ: یعنی میں تمہیں اس کی مقدار اس کا رنگ اور پہنچنے کا وقت کھانا پہنچنے سے قبل ہی بتادوں گا اور یہ کہ کونسا کھانا تم نے کب اور کتنا کھایا ہے تمہیں اس کی بھی خبر دوں گا۔[1]

امام عبد الملک بن ہشام متوفی ۲۱۳ھ لکھتے ہیں:

و آیتنا عیسی ابن مریم البینات ای الآیات التی وضعت علی یدیہ من احیاء الموتی و خلقہ من الطین کھیئۃ الطیر ثم ینفخ فیہ فیکون طیرا باذن اللہ و ابراء الاسقام و الخبر بکثیر من الغیوب مما یدخرون فی بیوتھم۔

ترجمہ: آیات سے مراد وہ معجزات ہیں جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دست اقدس سے ظہور پذیر ہوتے تھے۔ آپ علیہ السلام مردوں کو زندہ کر دیتے تھے وہ مٹی سے پرندے کی شکل بناتے پھر اس پر پھونک مارتے تو وہ اللہ کے حکم سے پرندہ بن جاتا مریض کو شفایاب فرمادیتے تھے وہ لوگ جو کچھ اپنے گھروں میں ذخیرہ کرتے تھے آپ اس کے متعلق انہیں بتادیتے بہت سے علوم غیبیہ کا اظہار فرماتے۔[2]

امام عبد الرزاق بن ہمام صنعانی متوفی ۲۱۱ھ روایت کرتے ہیں:

عبد الرزاق قال نا معمر عن قتادۃ وَأُنَبِّئُكُم بِمَا تَأْكُلُونَ وَمَا تَدَّخِرُونَ فِي بُيُوتِكُمْ قال انبئکم بما تاکلون من المائدۃ و ما تدخرون منھا قال و کان اخذ علیھم فی المائدۃ حین نزلت ان یاکلوا و لا یدخروا فادخروا و خانوا فجعلوا خنازیر حین ادخروا فذلک قولہ تعالی فمن یکفر بعد منکم فانی اعذبہ عذابا لا اعذبہ احدا من العلمین۔

ترجمہ: قتادہ رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کریمہ "وَأُنَبِّئُكُم بِمَا تَأْكُلُونَ وَمَا تَدَّخِرُونَ فِي بُيُوتِكُمْ الخ . . ." کے تحت فرمایا میں تمہیں خبر دیتا ہوں ان چیزوں کا جو تم کھائے ہو اور جو تم دستر خوان میں بچاتے ہو۔[3]

امام فخر الدین رازی متوفی ۶۰۶ھ لکھتے ہیں:

فی ھذہ الایۃ قولان (احدھما) انہ علیہ الصلوۃ و السلام کان من اول مرۃ یخبر عن الغیوب روی السدی انہ کان یلعب مع الصبیان ثم یخبرھم بافعال آبائھم و امھاتم و کان یخبر الصبی بان امک قد خبات لک کذا فیرجع الصبی الی اصلہ و یبکی الی ان یاخذ فذلک الشی ثم قالوا الصبیانھم لا تلعبوا مع ھذا الساحر و جمعوھم فی بیت فجآء عیسی علیہ السلام یطلبھم فقالوا لیسوا فی البیت فقال فمن فی ھذا البیت قالوا خنازیر قال عیسی علیہ السلام کذلک

---

[1] (لباب التاویل فی معانی التنزیل المعروف تفسیر خازن ج۳ ص ۱۹ مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت)
[2] (السیرۃ النبویہ المعروف سیرت ابن ہشام ج۳ ص ۷۷ مطبوعہ دار الجیل بیروت)
[3] (تفسیر عبد الرزاق ج ۱ ص ۱۲۱۔۱۲۲ مطبوعہ مکتبۃ الرشد الریاض)

یکونون فاذاھم خنازیر (والقول الثانی) ان الاخبار عن الغیوب انما ظھر وقت نزول المائدۃ وذلک لان القوم نھوا عن الادخار فکانوا یخزنون ویدخرون فکان عیسی علیہ السلام یخبرھم بذلک۔

ترجمہ: اس آیت کی تفسیر میں دو قول ہیں پہلا یہ کہ آپ نے پہلی مرتبہ غیبوں کی خبر اس وقت دی سدی نے روایت کیا ہے کہ آپ بچوں کے ساتھ کھیلتے پھر انہیں ان کے والدین کے افعال کی خبر دے دیتے آپ بچے کو خبر دیتے کہ اس کی ماں نے فلاں شے اس کے لیے فلاں جگہ چھپا کر رکھی ہے۔ بچہ گھر لوٹ آتا اور رو رو کر وہ شے حاصل کرلیتا۔ ان لوگوں نے بچوں سے کہا کہ وہ اس جادوگر کے ساتھ نہ کھیلا کریں۔ انہوں نے تمام بچوں کو ایک مکان میں جمع کر دیا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ان سے بچوں کے بارے میں دریافت فرمایا تو انہوں نے کہا کہ وہ اس مکان میں نہیں ہیں۔ آپ نے پوچھا تو پھر اس مکان میں کیا ہے؟ انہوں نے کہا خنزیر ہیں۔ آپ نے فرمایا ایسا ہی ہو گا۔ دیکھا تو وہ بچے خنزیر بن چکے تھے۔ دوسرا قول یہ ہے کہ آپ کا معجزہ اخبار غیب بوقت نزول مائدہ ظاہر ہوا۔ وہ ایسے کہ آپ کی قوم کو (مائدہ) کے جمع کرنے اور ذخیرہ کرنے سے منع کیا گیا تھا اس کے باوجود وہ لوگ جمع کر لیتے تھے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام انہیں اس کی خبر دے دیتے۔[1]

امام علی بن محمد الخازن متوفی ۷۲۵ھ لکھتے ہیں:

انبئکم یعنی واخبرکم (بِمَا تَأْكُلُونَ) ای ممالم اعاینہ (وَمَا تَدَّخِرُونَ فِي بُيُوتِكُمْ) ای وما ترفعونہ فتخبؤنہ فی بیوتکم لتاکلوہ فیما بعد ذلک قیل وکان عیسی علیہ السلام یخبر الرجل بما اکل البارحۃ و بما یاکل الیوم و بما یدخرہ للعشاء۔

ترجمہ: اور میں تمہیں بتاتا ہوں جو کچھ تم کھا کر آئے ہو یعنی اس شے کے بارے میں بتاتا ہوں جسے میں نے دیکھا بھی نہیں اور جو کچھ تم اپنے گھروں میں جمع کرتے ہو یعنی جو کچھ تم آئندہ کل کے لئے اٹھا کر جمع کرتے ہو کہا گیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کسی شخص نے جو گزشتہ کل کھایا تھا اور جو آج کھائے گا اور جو رات کے کھانے کے لئے جمع کرے گا سب کی خبر دے دیتے تھے۔[2]

حافظ عماد الدین اسماعیل بن عمر بن کثیر متوفی ۷۷۴ھ لکھتے ہیں:

ای اخبرکم بما اکل احدکم الان وماھو مدخر لہ فی بیتہ لغد۔

ترجمہ: میں تمہیں اس شے کی خبر دیتا ہوں جو تم میں سے کسی نے ابھی ابھی کھائی ہے اور اس شے کی بھی جو آئندہ کل کے لئے ذخیرہ کی ہے۔[3]

---

[1] (التفسیر الکبیر ج۸ ص۵۷ مطبوعہ دار الفکر بیروت)

[2] (لباب التاویل فی معانی التنزیل المعروف تفسیر خازن ج ۱ ص۲۴۷ مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت)

[3] (تفسیر ابن کثیر ج ۱ ص ۳۶۵ مطبوعہ دار الفکر بیروت)

امام کبیر محدث شہیر حافظ حدیث ابو نعیم احمد بن عبد اللہ اصفہانی متوفی ۴۳۰ھ روایت کرتے ہیں:

اگر کہا جائے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام غیب کی خبر دیا کرتے تھے اور وہ کچھ بتلا دیتے جو لوگ گھروں میں کھا کر آتے اور جو کچھ گھر میں چھوڑ کر آتے تھے تو نبی کریم صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم نے اس سے بھی کہیں عجیب تر خبریں دی ہیں کیونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام تو یہی بتلاتے تھے کہ لوگ گھر کی دیوار کے پیچھے کیا کھاتے اور کیا چھوڑ کر آتے ہیں مگر نبی کریم صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم ایک ماہ یا اس سے بھی زائدہ مسافت پر واقع ہونے والے حوادث سے آگاہی دے دیتے تھے جیسے آپ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم نے نجاشی کے وصال اور غزوہ موتہ میں زید جعفر اور عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہم کی شہادت کی اطلاع دی ۔بسا اوقات آپ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم کے پاس کوئی شخص کچھ پوچھنے آتا تو آپ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم فرماتے اگر تم چاہو تو میں تمہیں بتلا دوں کہ تم کیا سوال کرنا چاہتے ہو۔ وغیر ذالک۔[1]

امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ روایت کرتے ہیں :

حضرت انس رضی اللہ عنہ آیت کریمہ لَا تَسْأَلُوا عَنْ أَشْيَاءَ الخ کا شان نزول بیان فرماتے ہیں۔

قال رجل یا نبی اللہ من ابی قال ابوک فلان ونزلت هذه الاية يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَسْأَلُوا عَنْ أَشْيَاءَ إِنْ تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ (المائدة ۱۰۱)

ترجمہ: ایک شخص نے کہا اے اللہ کے نبی صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم میرا باپ کون ہے؟ تو آپ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم نے فرمایا تیرا باپ فلاں ہے اور پھر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اے ایمان والو! ایسی باتیں مت پوچھا کرو کہ اگر تمہارے آگے بیان کر دی جائیں تو تمہیں برا لگے۔[2]

جب معاندینِ حق کی گستاخیاں حد سے بڑھ گئیں اوران کی طرف سے اٹھائے گئے سوالات کا سلسلہ طول پکڑ گیا تو حضور صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم کے رُخِ انور پر ناراضگی اور برہمی کے آثار نمودار ہوئے روایات میں ہے کہ آپ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم جلال میں آکر منبر پر جلوہ افروز ہوئے اور یہ اعلان فرمایا جس کا ذکر حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں بایں الفاظ کیا گیا ہے:

سئل النبی صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم عن اشیاء کرھھا فلما اکثر علیہ غضب ثم قال للناس سلونی عما شئتم فقال رجل من ابی یا رسول اللہ قال ابوک حذافہ فقام اخر فقال من ابی یا رسول اللہ قال ابوک سالم مولی شیبۃ فلما رای عمر فی وجھہ قال یا رسول اللہ انا نتوب الی اللہ عز و جل۔

[1] (دلائل النبوۃ لابی نعیم اصفھانی اردو ص ۵۵۱۔ ۵۵۲ مطبوعہ ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاھور)

[2] (صحیح البخاری کتاب الاعتصام ج ۲ ص ۱۰۸۳ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی)

ترجمہ: حضور صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسَلَّم سے کچھ چیزوں کے بارے میں پوچھا گیا جنہیں آپ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسَلَّم نے ناپسند فرمایا۔ جب سوالات کا سلسلہ طوالت اختیار کر گیا تو آپ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسَلَّم ناراض ہوگئے پھر لوگوں سے فرمایا تم مجھ سے جس شے کے بارے میں چاہو سوال کرو ایک شخص نے کہا میرا باپ کون ہے؟ آپ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسَلَّم نے فرمایا تیرا باپ حذافہ ہے پھر دوسرا شخص کھڑا ہوا اور اس نے کہا یا رسول اللہ! میرا باپ کون ہے؟ آپ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسَلَّم نے فرمایا تیرا باپ شیبہ کا غلام سالم ہے۔ جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسَلَّم کے چہرۂ انور پر ناراضگی کی کیفیت دیکھی تو کہا یا رسول اللہ! صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسَلَّم ہم اللہ کی بارگاہ میں توبہ کرتے ہیں۔[1]

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

ان رسول اللہ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَ آلہ و اصحابہ وَسَلَّم خرج حین زاغت الشمس فصلی الظہر فقام علی المنبر فذکر الساعۃ و ذکر ان فیہا امور عظاما ثم قال من احب ان یسال عن شئ الا اخبرتکم مادمت فی مقامی ہذا فاکثر الناس فی البکاء و اکثر ان یقول سلونی فقام عبداللہ بن حذافۃ السہمی فقال من ابی قال ابوک حذافۃ ثم اکثر ان یقول سلونی فبرک عمر رضی اللہ عنہ علی رکبتیہ فقال رضینا باللہ ربا و بالاسلام دیناً و بمحمد نبیا فسکت ثم قال عرضت علی الجنۃ و النار انفا فی عرض ہذا الحائط فلم ار کالخیر و الشر۔[2]

امام ابن عبدالبر رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

وروی معمر عن وہب بن عبداللہ عن ابی الطفیل قال شہدت علیاً یخطب وہو یقول سلونی فو اللہ لا تسالونی عن شئ الا اخبرتکم و سلونی عن کتاب اللہ فو اللہ ما من آیۃ الا و انا اعلم ابلیل نزلت ام بنہار ام فی سہل ام فی جبل۔[3]

امام ابن عبدالبر رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

قال سلونی عما شئتم۔[4]

---

1 (صحیح البخاری کتاب العلم ج ۱ ص ۱۹ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی)، (البحرالزخار، المعروف بمسند البزار ج ۸ ص ۱۴۶ رقم الحدیث ۳۱۶۵ مطبوعہ مکتبۃ العلوم و الحکم المدینۃ المنورۃ)، (مسند ابی یعلی ج ۱۳ ص ۲۸۸۔۲۸۹ رقم الحدیث ۷۳۰۳) مسلم شریف فی الفضائل باب توقیرہ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَ آلہ و اصحابہ وَسَلَّم ج ۴ ص ۱۸۳۴۔۱۸۳۵ رقم الحدیث ۲۳۶۰)

2 (صحیح البخاری کتاب مواقیت الصلوۃ ج ۱ ص ۷۷ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی)

3 (الاستیعاب ذکر حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ ج ۳ ص ۱۱۰۷ برقم ۱۸۵۵ مطبوعہ دار الجیل بیروت)

4 (الاستیعاب ذکر عبداللہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ ج ۳ ص ۸۸۹ برقم ۱۵۰۸ مطبوعہ دار الجیل بیروت)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

ان رسول اللہ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَ ألہ و اصحابہ وَ سلَّم خرج فقام عبداللہ بن حذافۃ ثم اکثر ان یقول سلونی فبرک عمر علی رکبتیہ فقال رضینا باللہ ربا و بالاسلام دینا و بمحمد صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَ ألہ و اصحابہ وَ سلَّم نبیا ثلاثا فسکت۔

ترجمہ: حضور صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم (منبر پر) تشریف لائے اور خطبہ دیا عبداللہ بن حذافہ نے کھڑے ہو کر عرض کیا؟ میرا باپ کون ہے؟ آپ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم نے فرمایا تیرا باپ حذافہ ہے۔ پھر آپ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم بار بار فرمانے لگے مجھ سے پوچھو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دوزانو بیٹھ کر عرض کی ہم اللہ تعالیٰ کے رب ہونے پر اور اسلام کے دین ہونے پر اور محمد صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم کے نبی ہونے پر راضی ہوئے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ کلمات تین مرتبہ دہرائے پھر حضور صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم نے سکوت اختیار فرمایا۔[1]

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

ان النبی صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَ ألہ و اصحابہ وَ سلَّم خرج حین زاعت الشمس فصلی الظھر فلما سلم قام علی المنبر فذکر الساعۃ و ذکر ان بین یدیھا امورا اعظاما ثم قال من احب ان یسال عن شئ فلیسال عنہ فو اللہ لا تسالونی عن شئ الا اخبرتکم بہ ما دمت فی مقامی ھذا قال انس فاکثر الناس البکآء و اکثر رسول اللہ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَ ألہ و اصحابہ وَ سلَّم ان یقول سلونی قال انس فقام الیہ رجل فقال این مدخلی یا رسول اللہ قال النار فقام عبداللہ بن حذافۃ فقال من ابی یارسول اللہ؟ قال ابوک حذافۃ ثم اکثر ان یقول سلونی سلونی قال فبرک عمر علی رکبتیہ فقال رضینا باللہ ربا و بالاسلام دیناً و بمحمد رسولا قال فسکت رسول اللہ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَ ألہ و اصحابہ وَ سلَّم حین قال عمر ذلک۔[2]

امام ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ لکھتے ہیں:

فو اللہ لا تسالونی عن شئ الا اخبرتکم بہ ما دمت فی مقامی ھذا۔[3]

امام اسماعیل بن محمد بن الفضل الاصبھانی متوفی ۵۳۵ھ لکھتے ہیں:

قال من احب ان یسالنی عن شئ فلیسئلنی عنہ فو اللہ لا تسالونی عن شئ الا اخبرتکم بہ ما دمت فی مقامی ھذا۔[4]

---

1 (صحیح البخاری کتاب العلم ج ۱ ص ۲۰ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی)
2 (صحیح البخاری کتاب الاعتصام ج ۲ ص ۱۰۸۳ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی)
3 (الاصابۃ فی تمیز الصحابۃ ذکر عبداللہ بن حذافۃ رضی اللہ عنہ ج ۴ ص ۵۷ برقم ۴۶۲۵ مطبوعہ دار الجیل بیروت)
4 (دلائل النبوۃ للاصبھانی ص ۷۸ رقم الحدیث ۲۶ مطبوعہ دار طیبۃ الریاض)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

ان الناس سالوا نبی اللہ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَ اٰلہ و اصحابہ وَسلَّم حتی احفوہ بالمسئلۃ فخرج ذات یوم فصعد المنبر فقال سلونی لا تسئلونی عن شیئ الا بینتہ لکم فلما سمع ذلک القوم ارموا ورھبوا ان یکون بین یدی امر قد حضر قال انس فجعلت التفت یمیناً و شمالاً فاذا کل رجل لاف راسہ فی ثوبہ یبکی فانشا رجل من المسجد کان یلاحی فیدعی لغیر ابیہ فقال یا نبی اللہ من ابی قال ابوک حذافۃ ثم انشا عمر الخطاب فقال رضینا باللہ ربا و بالاسلام دیناً و بمحمد رسولا عائذا باللہ من سوء الفتن فقال رسول اللہ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَ اٰلہ و اصحابہ وَسلَّم لم ار کالیوم قط فی الخیر و الشر انی صورت لی الجنۃ و النار فرایتھا دون ھذا الحائط۔[1]

امام عبد الرزاق بن ہمام صنعانی متوفی ۲۱۱ھ روایت کرتے ہیں:

فقال سلونی فو اللہ لا تسألونی الیوم عن شیٔ ما دمت فی مقامی ھذا الا حدثتکم بہ فقام رجل فقال من ابی یا رسول اللہ فقال ابوک حذافۃ۔[2]

امام احمد بن عمرو بن الضحاک ابو بکر الشیبانی متوفی ۲۸۷ھ لکھتے ہیں:

لا تسألونی عن شیٔ الا اخبرتکم بہ فقام عبد اللہ بن حذافۃ فقال یا رسول اللہ من ابی فقال ابوک حذافۃ۔[3]

امام احمد بن حنبل متوفی ۲۴۱ھ روایت کرتے ہیں:

فقال لا تسألونی عن شیٔ الا بینتہ لکم۔

ترجمہ: حضور صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم نے فرمایا تم مجھ سے جس چیز کے متعلق سوال کروگے میں تمہیں اس چیز کے متعلق بیان کروں گا۔

امام ابو عبد اللہ محمد بن عبد الواحد حنبلی المقدسی متوفی ۶۴۳ھ روایت کرتے ہیں:

فقال سلونی فو اللہ لا تسألونی عن شیٔ الا انباتکم بہ فقام رجل فقال یا رسول اللہ من ابی قال ابوک حذافۃ۔[4]

امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں:

حدثنا عبدان بن احمد ثنا عیسی بن یونس الرملی ثنا ضمرۃ بن ربیعۃ عن شوذب عن ابی نضرۃ عن ابی سعید الخدری قال ثم خطبنا رسول اللہ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَ اٰلہ و اصحابہ وَسلَّم فما ترک شیئا بین یدی الساعۃ الا حدثنا بہ حفظہ من حفظہ و نسیہ من نسیہ۔[5]

---

[1] (صحیح مسلم کتاب الفضائل ج ۲ ص ۲۶۳ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی)
[2] (تفسیر عبد الرزاق ج ۱ ص ۱۹۵ مطبوعہ مکتبۃ الرشد الریاض)
[3] (الآحاد و المثانی و من ذکر عبد اللہ بن حذافۃ رضی اللہ عنہ ج ۲ ص ۱۱۵ رقم الحدیث ۸۱۸ مطبوعہ دار الرایۃ الریاض)
[4] (الاحادیث المختارۃ ج ۶ ص ۲۱۶۔۲۱۷ رقم الحدیث ۲۲۲۹ مطبوعہ مکتبۃ النھضۃ الحدیثہ مکہ مکرمۃ)
[5] (مسند الشامیین ج ۲ ص ۲۴۷ رقم الحدیث ۱۲۷۸ مطبوعہ مؤسسۃ الرسالۃ بیروت)

امام احمد بن عمرو بن الضحاک ابو بکر الشیبانی متوفی ۲۸۷ھ لکھتے ہیں:

و قام رسول اللہ فی ذلک المقام فاخبر بما کائن الی قیام الساعۃ۔[1]

امام ابو عمرو عثمان بن سعید المقریٔ الدانی متوفی ۴۴۴ھ لکھتے ہیں:

قام فینا رسول اللہ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَ اٰلہ و اصحابہ وَ سلَّم مقاما حدثنا فیہ بما ھو کائن الی ان تقوم الساعۃ۔[2]

امام شمس الدین محمد بن احمد ذہبی متوفی ۷۴۸ھ لکھتے ہیں:

قام فینا رسول اللہ مقاما فحدثنا بما ھو کائن الی قیام الساعۃ۔[3]

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

عن عمرو و قال فبینا رسول اللہ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَ اٰلہ و اصحابہ وَ سلَّم مقاماً فاخبرنا عن بدء الخلق حتی دخل اھل الجنۃ منازلھم و اھل النار منازلھم حفظ ذالک من حفظہ و نسیہ من نسیہ۔

ترجمہ: حضرت عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم ہمارے درمیان ایک مجلس میں کھڑے ہوئے پھر آپ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم نے ابتداء خلق سے خبریں بیان کرنا شروع کیں حتیٰ کہ جنتیوں کے اپنے ٹھکانوں تک جانے اور جہنمیوں کو اپنے ٹھکانوں تک جانے کی خبریں بیان کیں جس شخص نے اس کو یاد رکھا اس نے یاد رکھا اور جس نے اس کو بھلا دیا اس نے اس کو بھلا دیا۔[4]

امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں:

عن ابی زید قال صلی بنا رسول اللہ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَ اٰلہ و اصحابہ وَ سلَّم الفجر و صعد المنبر فخطبنا حتی حضرت الظھر فنزل فصلی ثم صعد المنبر فخطبنا حتی غربت الشمس فاخبرنا بما کان و ما ھو کائن فاعلمنا احفظنا۔

ترجمہ: حضرت ابو زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم نے ہمیں صبح کی نماز پڑھائی اور منبر پر رونق افروز ہوئے اور ہمیں خطبہ دیا حتیٰ کہ ظہر کا وقت آگیا پھر منبر سے اترے اور ظہر کی نماز پڑھائی اور پھر منبر پر رونق افروز ہوئے اور ہمیں خطبہ دیا حتیٰ کہ عصر کا وقت آگیا پھر آپ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم منبر سے اترے اور عصر کی نماز پڑھائی پھر آپ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم نے ہمیں خطبہ دیا حتیٰ کہ سورج غروب ہو گیا پھر آپ صَلی اللہ

---

[1] (الآحاد والمثانی ج۳ ص ۱۸۱ رقم الحدیث ۱۵۱۰ مطبوعہ دار الرایۃ الریاض)

[2] (السنن الواردۃ فی الفتن باب اعلام النبی صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَ اٰلہ و اصحابہ وَ سلَّم الخ ج ۱ ص ۱۸۰ مطبوعہ دار العاصمۃ الریاض)

[3] (سیر اعلام النبلاء فصل فی بقیۃ کبراء الصحابۃ ج ۲ ص ۳۶۵ مطبوعہ موسسۃ الرسالۃ بیروت)

[4] (صحیح بخاری ج ۱ ص ۴۵۳ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی)

تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم نے ہمیں تمام ماکان ومایکون کی خبریں دیں سو جو ہم میں زیادہ حافظہ والا تھا اس کو ان کا زیادہ علم تھا۔[1]

امام ابو عمرو عثمان بن سعید المقری متوفی ۴۴۴ھ روایت کرتے ہیں:

حدثنا عبدالرحمن بن عثمان بن عفان لصاحب قراءة علی وانا اسمع حدثنا جریر عن عطاء بن السائب عن برید عن ابی مریم عن ابیہ قال قام فینا رسول اللہ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم مقاماً حدثنا فیہ بما ھو کائن الی ان تقوم الساعة۔[2]

امام ابو عیسی ترمذی متوفی ۲۷۹ھ روایت کرتے ہیں:

عن ابی سعید الخدری قال صلی بنا رسول اللہ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم یوماً صلوة العصر بنھار ثم کان خطیبا فلم یدع شیا یکون الی قیام الساعة الا اخبرنا بہ حفظھم من حفظہ ونسیہ من نسیہ۔

ترجمہ: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک روز حضور صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم نے ہمیں نماز عصر پڑھائی پھر آپ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم نے خطاب فرمایا پس آپ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم نے قیامت تک واقع ہونے والی ہر شے کے بارے میں ہمیں خبر دے دی۔ جس نے یاد رکھا سو یاد رکھا جس نے بھلا دیا سو بھول گیا۔[3]

امام نعیم بن حماد المروزی ابو عبد اللہ متوفی ۲۸۸ھ روایت کرتے ہیں:

حدثنا نعیم بن حماد المروزی حدثنا عبداللہ بن المبارک عن معمر عن علی بن زید عن ابی نضرة عن ابی سعید الخدری وابن عیینة عن علی بن زید عن ابی نضرة عن ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ قال صلی بنا رسول اللہ صَلی اللہ

---

[1] (صحیح مسلم ج ۲ ص ۳۹۰ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی)، (مسند احمد ج ۳ ص ۱۵)، مسند عبد بن حمید ج ص رقم الحدیث ۱۰۲۹)، (صحیح مسلم الجنة رقم الحدیث ۲۸۹۳)، (مسند عبد بن حمید رقم الحدیث ۱۰۲۹)، (مسند احمد ج ۳ ص ۳۱۵)، (مسلم شریف کتاب الفتن ج ۲ ص ۳۹۰ رقم الحدیث ۲۲۱۷ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی)، (صحیح مسلم ج ۴ ص ۲۲۱۷ رقم الحدیث ۲۸۹۲ مطبوعہ دار الکتب العلمیة بیروت)، (دلائل النبوة ج ۶ ص ۳۱۳۔۳۱۴ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)، (البدایہ والنہایہ ابن کثیر ج ۶ ص ۱۸۹ مطبوعہ المکتبة التجاریة مکة المکرمہ)، (خصائص الکبری ج ۲ ص ۱۸۴ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)، (حجة اللہ علی العالمین فی معجزات سید المرسلین ص ۳۳۷ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)، (انسان العیون فی سیرة الامین المامون المعروفة بالسیرة الحلبیہ ج ۳ ص ۲۸۹ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)، (مستدرک ج ۴ ص ۴۸۷)، (السنن الواردة فی الفتن باب اعلام النبی صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم الخ ج ۱ ص ۱۸۱ مطبوعہ دار العاصمة الریاض)

[2] (السنن الواردة فی الفتن ج ۱ ص ۱۷۹۔۱۸۰ رقم الحدیث ۱ مطبوعہ دار العاصمة الریاض)

[3] (جامع سنن الترمذی ابواب الفتن باب ما اخبر النبی صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم اصحابہ بما ھو کائن الی یوم القیامة ص ج ۲ ص ۴۲ مطبوعہ مکتبہ اکرمیہ پشاور)

تعالیٰ علیہ وَ اٰلہ واصحابہ وَسلَّم صلاۃ العصر بنھار ثم خطب الی ان غابت الشمس فلم یدع شیئا ھو کائن الی یوم القیامۃ الا حدثنا بہ حفظہ من حفظہ و نیسہ من نسیہ۔[1]

امام ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

وعن المغیرۃ بن شعبۃ انہ قال قام فینا رسول اللہ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَ اٰلہ واصحابہ وَسلَّم مقاماً خبرنا بما یکون فی امتہ الی یوم القیامۃ وعاہ من وعاہ و نسیہ من نسیہ رواہ احمد و الطبرانی ورجال احمد ورجال الطبرانی رجال عمر بن ابراھیم بن محمد و قد وثقہ ابن حبان۔[2]

امام جلال الدین سیوطی متوفی ۹۱۱ھ روایت کرتے ہیں:

واخرج احمد والبخاری فی "تاریخہ" والطبرانی عن المغیرۃ بن شعبۃ قال: قام فینا رسول اللہ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَ اٰلہ واصحابہ وَسلَّم مقاماً فاخبرنا بما یکون فی امتہ الی یوم القیامۃ وعاہ من وعاہ و نسیہ من نسیہ۔

ترجمہ: امام احمد و بخاری رحمہما اللہ نے اپنی "تاریخ" میں اور طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم ہمارے درمیان ایک جگہ کھڑے ہوئے اور قیامت تک جو کچھ آپ کی امت کرے گی، آپ نے ان سب کی خبر ہمیں دے دی جس نے یاد رکھا اس نے یاد رکھا اور جو بھول گیا وہ بھول گیا۔[3]

امام احمد بن حنبل متوفی ۲۴۱ھ روایت کرتے ہیں۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

اصبح رسول اللہ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَ اٰلہ واصحابہ وَسلَّم ذات یوم فصلی الغداۃ ثم جلس حتی اذا کان من الضحی ضحک رسول اللہ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَ اٰلہ واصحابہ وَسلَّم جلس مکانہ حتی صلی الاولی والعصر والمغرب کل ذلک لا یتکلم حتی صلی العشاء الآخرۃ ثم قام الی اھلہ فقال الناس لابی بکر لا تسال رسول اللہ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَ اٰلہ واصحابہ وَسلَّم ما شانہ صنع الیوم شیا لم یصنعہ قط قال فسالہ فقال نعم عرض علی ما ھو کائن من امر الدنیا وامر الآخرۃ۔

ترجمہ: ایک دن رسول اللہ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم نے نماز فجر ادا فرمائی پھر آپ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم اسی جگہ بیٹھ گئے حتی کہ چاشت کا وقت آ گیا حضور صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم اسی جگہ بیٹھے مسکرائے یہاں تک کہ آپ نے نماز ظہر عصر اور مغرب ادا فرمائی (اس دوران) کسی کے ساتھ کوئی گفتگو نہ فرمائی پھر عشاء ادا فرمائی پھر اٹھ کر اہل خانہ

[1] (الفتن لنعیم بن حماد ما کان من رسول اللہ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم من التقدم و من اصحابہ فی الفتن التی ھی کائنۃ ج ۱ ص ۲۷ رقم الحدیث ۱ مطبوعہ مکتبۃ التوحید القاھرۃ)

[2] (مجمع الزوائد باب فیما اوتی من العلم صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم ج ۸ ص ۲۶۴ مطبوعہ دار الکتاب العربی بیروت)، (سنن الترمذی رقم الحدیث ۲۱۹۸)

[3] (خصائص الکبری ج ۲ ص ۱۸۴ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

کے پاس تشریف لے گئے لوگوں نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے عرض کیا کیا آپ حضور صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم سے آج کے عمل کے بارے میں دریافت نہیں کریں گے کہ پہلے کبھی آپ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم نے ایسا عمل نہیں فرمایا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم سے دریافت کیا تو آپ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم نے فرمایا ہاں! دنیا و آخرت میں ہونے والے تمام امور میرے اوپر پیش کیے گئے (یعنی مجھے ان کے بارے میں پیشگی آگاہ کیا گیا)۔[1]

امام جلال الدین سیوطی متوفی ۹۱۱ھ روایت کرتے ہیں:

واخرج احمد عن سمرة بن جندب قال: کسفت الشمس فصلی النبی صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم ثم قال انی واللہ لقد رأیت منذ قمت أصلی ما انتم لاقوہ من امر دنیاکم وآخرتکم۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا آفتاب کو گہن لگا اور نبی کریم صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم نے نماز پڑھا کر فرمایا خدا کی قسم! جب سے میں نماز کے لئے کھڑا ہوا میں تمہاری دنیا اور تمہاری آخرت کی ان باتوں کو دیکھ رہا ہوں جو تم کو پیش آئیں گی۔[2]

حضرت اسماء ورضی اللہ عنہ سے مروی ہے ایک مرتبہ سورج گرہن کے موقع پر حضور صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم نے صلوٰۃ الکسوف کے بعد ارشاد فرمایا:

ما من شیٔ لم اکن رایتہ الا رایتہ فی مقامی ھذا حتی الجنۃ والنار۔

ترجمہ: ہر وہ شے جو مجھے پہلے نہیں دکھائی گئی تھی میں نے اپنی اس جگہ کھڑے دیکھ لی ہے حتیٰ کہ جنت اور دوزخ بھی۔[3]

امام آلوسی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

فلم یقبض النبی صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم حتی علم کل شیٔ یمکن العلم بہ۔

ترجمہ: رسول اللہ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم کا اس وقت تک وصال نہیں ہوا جب تک کہ آپ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم نے ہر اس چیز کو نہیں جان لیا جس کا علم ممکن تھا۔[4]

---

[1] (مسند احمد ج ۱ ص ۴ مطبوعہ دار الفکر بیروت)

[2] (خصائص الکبری ج ۲ ص ۱۸۵ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

[3] (صحیح البخاری کتاب العلم ج ۱ ص ۱۸ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی)، (خصائص الکبری باب تجلی ملکوت السموات والارض لہ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم ج ۲ ص ۱۴۷۔۱۴۸ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

[4] (روح المعانی ج ۱۵ ص ۱۵۴ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)

صحابی رسول سواد بن قارب رضی اللہ عنہ کا کلی علم غیب کا عقیدہ

امام اسماعیل بن محمد بن الفضل الاصبہانی متوفی ۵۳۵ھ لکھتے ہیں:

اخبرنا محمد بن ابی طاهر الخرقی انا ابو سعید النقاش انا ابو جعفر احمد ابن ابراهیم بن یوسف الضریر ثنا ابوبکر عبداللہ بن محمد بن النعمان التیمی ثنا بشر ابن حجر السیامی ثنا علی بن منصور هو الابناوی عن عثمان بن عبدالرحمن هو الوقاصی عن محمد بن کعب القرظی قال بینما عمر بن الخطاب رضی اللہ عنه جالس فی مسجد المدینة ومعه ناس اذ مر رجل فی ناحیة المسجد فقال له رجل من القوم یا امیر المومنین اتعرف هذا قال لا فمن هو قال هذا رجل من اهل الیمن له فیهم شرف و موضع یقال له یخلو بن قارب وهو الذی اتاه رئیه التابع من الجن بظهور رسول اللہ صَلی اللہ تعالیٰ علیه وَ اٰله و اصحابه وَ سلَّم قال عمر علی به فدعی الرجل فقال له عمر انت یخلو بن قارب قال نعم یا امیر المومنین قال انت الذی اتاک رئیک بظهور رسول اللہ صَلی اللہ تعالیٰ علیه وَ اٰله و اصحابه وَ سلَّم قال نعم قال فانت علی ما کنت علیه من کهانتک فغضب الرجل غضباً شدیدا وقال یا امیر المومنین ما استقبلنی احد بهذا منذ اسلمت فقال عمر رضی اللہ عنه یا سبحان ما کنا علیه من الشرک اعظم مما کنت علیه من کهانتک اخبرنی یاتیانک رئیک بظهور رسول اللہ صَلی اللہ تعالیٰ علیه وَ اٰله و اصحابه وَ سلَّم قال نعم یا امیر المومنین بینما انا ذات لیلة بین النائم و الیقظان اذ اتانی رئیی فضربنی برجله وقال قم یخلو بن قارب فافهم واعقل ان کنت تعقل انه قد بعث رسول من لؤی بن غالب یدعو الی دین اللہ الی عبادته ثم الجنی یقول:

عجبت للجن وتجساسها — وشدها العیس باحلاسها
تهوی الی مکة تبغی الهدی — ما خیر الجن کانجاسها
فارحل الی الصفوة من هشام — واسم بعینیک الی راسها

قال فلم ارفع راسا فقلت دعنی انام فانی امسیت ناعسا فلما ان کان اللیلة الثانیة اتانی فضربنی برجله وقال قم یا یخلو بن قارب فافهم واعقل انه قد بعث رسول اللہ صَلی اللہ تعالیٰ علیه وَ اٰله و اصحابه وَ سلَّم من لوئ بن غالب یدعو الی اللہ والی عبادته ثم انشاء۔

یقول الجنی:

عجبت للجن واخبارها — وشدها العیس باکوارها
نهوی الی مکة تبغی الهدی — ما مومن الجن ککفارها
فارحل الی الصفوة من هاشم — بین روابیها واحجارها

قال فلم ارفع بقوله راسا فقلت دعنی فانی امسیت ناعسا فلما کان اللیلة الثالثة اتانی فضربنی برجله وقال قم یا یخلو بن قارب فافهم واعقل ان کنت تعقل انه قد بعث رسول من لؤی بن غالب یدعو الی اللہ والی عبادته ثم انشا الجنی یقول:

عجبت للجن وتطلابها — وشدها العیس باقتابها

تھوی الی مکۃ تبغی الھدی　　ماصادق الجن ککذابھا

فارحل الی الصفوۃ من ھاشم　　لیس قداماھا کاذنابھا

قال فوقع فی قلبنی حب الاسلام ورغبت فیہ فلما اصبحت شددت علی راحلتی رحلھا وانطلقت متوجھا الی مکۃ فلما کنت ببعض الطریق اخبرت ان النبی صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَ الہ واصحابہ وَسلّم قد ھاجر الی المدینۃ فقدمت المدینۃ فسالت عن النبی صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَ الہ واصحابہ وَسلّم فقیل ھو فی المسجد فانتھیت الی المسجد فعلقت ناقتی ودخلت المسجد فاذا رسول اللہ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَ الہ واصحابہ وَسلّم والناس حولہ فقلت اسمع مقالتی یارسول اللہ فقال ادنہ فلم یزل یدنینی حتی صرت بین یدیہ فقال ھات فاخبرنی یاتیانک رئیک فقلت اتانی نجیی بعد ھداء ورقدۃ ولم یک فیما قد بلوت بکاذب ثلاث لیال قولہ کل لیلۃ اتاک رسول اللہ من لوئ بن غالب فشمرت من ذیل الازار ووسطت بی الذعلب الوجناء بین السباسب فاشھد ان اللہ لا رب غیرہ وانک مامون علی کل غائب۔

وانک ادنی المرسلین وسیلۃ　　الی اللہ یاابن الاکرمین الاطایب

فمرنا بمایاتیک یاخیر من مشی　　وان کان فیما جاء شیب الذوائب

وکن لی شفیعاًیوم لا ذو شفاعۃ　　سواک بمغن عن یخلو بن قارب

ففرح النبی صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَ الہ واصحابہ وَسلّم واصحابہ بمقالتی فرحاً شدیداًحتی روی ذلک فی وجوھھم قال فوثب الیہ عمر رضی اللہ عنہ فالتزمہ وقال لقد کنت احب ان اسمع ھذا الحدیث منک فاخبرنی عن رئیک ھل یاتیک الیوم فقال امامنذ قرات کتاب اللہ فلا ونعم العوض کتاب اللہ من الجن۔

ترجمہ: حضرت محمد بن کعب قرظی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایک روز تشریف فرما تھے کہ ان کے پاس سے ایک آدمی گزرا عرض کیا گیا اے امیر المومنین! کیا آپ اس گزرنے والے شخص کو پہچانتے ہیں؟ فرمایا یہ کون ہے؟ لوگوں نے کہا: یہ سواد بن قارب رضی اللہ عنہ ہے جس کے پاس اس کی جنیہ رسول اللہ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَالٰہ واصحابہ وَسلّم کے ظہور کی خبر لائی تھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا یہ ارشاد ان کے اس خطبے کے بعد ہے جس میں انہوں نے منبر شریف پر کھڑے ہو کر پوچھا تھا کہ تم میں سواد بن قارب موجود ہیں؟ تو مجمع میں سے کسی نے جواب نہ دیا جب اگلے سال لوگ آفاق سے زیارت کے لئے مدینہ شریف آئے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا لوگو! کیا تم میں سواد بن قارب موجود ہیں؟ کیونکہ ان کے آغاز اسلام کا واقعہ بڑا عجیب ہے۔ حضرت براء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہم اسی حالت میں تھے کہ حضرت سواد رضی اللہ عنہ آگئے لوگوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بتایا کہ یہ حضرت سواد رضی اللہ عنہ ہیں تو انہوں نے ایک آدمی بھیج کر حضرت سواد رضی اللہ عنہ کو بلوالیا وہ جب آئے تو پوچھا کیا تم سواد بن قارب ہو؟ انہوں نے کہاہاں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دریافت فرمایا کیا تمہاری جنیہ نبی کریم صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَالٰہ واصحابہ وَسلّم کے ظہور کی خبر لائی تھی کہاہاں پوچھا کیا تم اب بھی کہانت کا شغل کرتے ہو؟ حضرت سواد رضی اللہ عنہ نے ناراض ہو کر کہا اے امیر المومنین جب سے میں نے اسلام قبول کیا ہے کسی نے

مجھ سے ایسا کلام نہیں کیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: سبحان اللہ! ہمارا عقیدہ شرک اس کہانت سے کہیں بڑا گناہ تھا ایک اور روایت میں ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے اللہ معاف فرما۔ ہم زمانہ جاہلیت میں اس سے بڑے گناہ میں مبتلا تھے کہ ہم بتوں کی پرستش کرتے تھے حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اپنے رسول اللہ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَآلہ واصحابہ وَسلَّم کے طفیل اور اسلام کی برکت سے عزت عطا فرمائی۔ پھر فرمایا اے سواد! ہمیں اپنے آغاز اسلام کی تفصیل بیان کرو۔ عرض کیا ہاں اے امیر المومنین! میں ایک رات سونے اور جاگنے کے درمیان تھا کہ اچانک میری جنیہ آئی اس نے اپنے پاؤں سے مجھے ٹھوکر ماری اور کہا اے سواد کھڑا ہو اور میری بات سن اور اگر تجھ میں عقل ہے تو سمجھ لے کہ لوی بن غالب میں ایک رسول (صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَآلہ واصحابہ وَسلَّم) مبعوث ہو چکا ہے جو اللہ کے دین اور اس کی عبادت کی دعوت دیتا ہے پھر اس نے مندرجہ ذیل اشعار پڑھے۔ میں نے جنوں سے تعجب کیا اور ان کی طلب اور ان کے سفید اونٹوں پر کجاوے کسنے سے تعجب کیا (جو) تیزی سے مکہ کی طرف جارہے ہیں ہدایت کے متلاشی ہیں سچے جن جھوٹے جنوں کی مانند نہیں ہوسکتے پس بنی ہاشم کے ایک برگزیدہ شخص کی طرف کوچ کر جس کا مستقبل اس کے ماضی کی طرح نہیں۔ میں نے کہا مجھے چھوڑ دو تا کہ سولوں میری ساری شام بے خوابی میں گئی ہے میں نے اس کی بات پر سر او پر نہ اٹھایا جب دوسری رات ہوئی وہ میرے پاس آئی اور پاؤں کی ٹھوکر لگا کر کہنے لگا کہنے لگی کہ سواد اٹھ اور میری بات غور سے سن اور ذہن نشین کرلے کہ لوی بن غالب میں ایک رسول (صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَآلہ واصحابہ وَسلَّم) مبعوث ہوا ہے جو اللہ کی طرف بلاتا ہے اور اس کی عبادت کی طرف دعوت دیتا ہے۔ پھر اس نے یہ اشعار پڑھے۔ میں نے جنوں سے اور ان کی حیرانی سے تعجب کیا اور ان کے سفید اونٹوں پر کاٹھی کس کر دوڑانے سے وہ ہدایت کی تلاش میں مکہ کی طرف اڑتے جارہے ہیں ایمان لانے والے جن کافر جنوں کی طرح نہیں ہیں لہذا تو بنی ہاشم کے اس چیدہ کی طرف روانہ ہو جو ریت کے ٹیلوں اور پتھروں کے درمیان ہے۔ میں نے اس سے کہا مجھے سونے دو کیونکہ میں شام سے سو نہیں سکا پس جب تیسری رات آئی تو اس نے مذکورہ بالا بات دہرائی اور یہ اشعار پڑھے۔ میں نے جنوں، ان کی تلاش و جستجو اور اونٹوں پر پالن کس کر دوڑانے سے حیرانی کا اظہار کیا جو ہدایت کے متلاشیوں کو لیکر مکہ کی جانب دوڑ رہی ہے۔ اچھے جن نجس جنوں کی مثل نہیں ہوتے لہذا تو بنو ہاشم کے اس ممتاز فرد کی طرف سفر اختیار کر اور اپنی آنکھیں اس کے چہرہ اقدس کی طرف اٹھا۔

سواد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے اس جنیہ کے یہ اشعار سنے تو فوراً کھڑا ہو گیا اور کہا اللہ تعالیٰ نے میرے دل کو امتحان میں ڈال دیا ہے۔ میں اپنی اونٹنی پر سوار ہو کر روانہ ہو گیا حتیٰ کہ مکہ شریف آ گیا اور دیکھا کہ رسول اللہ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَآلہ واصحابہ وَسلَّم تشریف فرما ہیں اور آپ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَآلہ واصحابہ وَسلَّم کے آس پاس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بیٹھے ہیں جب

آپ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم کی نظر مجھ پر پڑی تو فرمایا خوش آمدید اے سواد! ہمیں تمہارے آنے کا علم ہو چکا ہے میں نے عرض کیا یارسول اللہ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم میں نے کچھ اشعار کہے لہذا میرا کلام سنئے۔ فرمایاہاں پڑھو تو میں نے یہ اشعار پڑھنے شروع کئے۔ میرے پاس میری جنیہ آئی جبکہ رات آچکی تھی اور نیند کا غلبہ تھا اور جو کچھ میں نے بیان کیا میں اس میں جھوٹا نہیں۔ وہ تین رات لگاتار آئی اور ہر رات یہی کہتی تھی کہ تیرے پاس ایک رسول لوی بن غالب میں تشریف لایا ہے تو میں نے لنگوٹ کس لیا اور میری تیز رفتار موٹے رخسار والی اونٹنی مجھے ٹیلوں کے درمیان غباروں میں لے آئی سو میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ ہے اس کے بغیر کوئی رب نہیں اور آپ ہر غیب پر امین بنائے گئے ہیں بے شک آپ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم تمام رسولوں سے زیادہ قریب کا وسیلہ ہیں اے معزز اور اچھے آباؤ اجداد کے نورِ نظر! لہذا آپ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم ہم کو اس بات کا حکم دیجئے جو آپ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم کے پاس آتی ہیں اے بہترین رسول (صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم)! اگرچہ اس حکم کی تعمیل میں بال سفید ہو جائیں اور اس روز آپ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم میرے شفیع بنیں جس دن آپ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم کے سوا کوئی سفارش کرنے والا نہ ہو گا اور کوئی سواد بن قارب کی طرف سے مستغنی نہ کر سکے گا۔

حضرت سواد بن قارب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم اور آپ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم کے اصحاب میرے اس کلام سے بہت خوش ہوئے یہاں تک کہ اس خوشی کے آثار ان کے چہروں پر ظاہر ہوگئے۔ رسول اکرم صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم مسکراتے حتیٰ کہ آپ کی مبارک داڑھیں نظر آنے لگیں۔ حضرات براء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے دیکھا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت سواد رضی اللہ عنہ کو سینے سے لگالیا اور فرمایا مجھے بڑی خواہش تھی کہ تم سے تمہارے ایمان لانے کی داستان سنوں کیا اب بھی تمہارے پاس تمہاری جنیہ آتی ہیں؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ جب سے میں نے قرآن حکیم پڑھنا شروع کیا وہ نہیں آئی اور جنوں کے بدلے اللہ تعالیٰ کی کتاب کیا ہی خوب عوض ہے۔[1]

علامہ ابو القاسم عبد الرحمن بن عبد اللہ سہیلی متوفی ۵۷۱ھ لکھتے ہیں:

فاشهدان الله لا شئ غيره — وانک مامون علی کل غائب
وانک ادنی المرسلين وسيلة — الی الله یا بن الاکرمين الاطايب
فمرنا بما یاتیک من وحی ربنا — وان کان فیما جئت شیب الذوائب

[1] (دلائل النبوۃ للاصبہانی ص ۱۳۱۔۱۳۲۔۱۳۳ رقم الحدیث ۱۴۴ مطبوعہ دار طیبۃ الریاض)، (اعلام النبوۃ فصل فی ہتوف الجن ص ۲۴۴ مطبوعہ دار الکتاب العربی بیروت)

وکن لی شفیعاً یوم لا ذو شفاعة　　　بمغن فتیلا عن سواد بن قارب

ترجمہ: میں گواہی دیتاہوں کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی شئ نہیں اور آپ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم ہر غیب پر امین بنائے گئے ہیں۔ بے شک آپ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم تمام رسولوں سے زیادہ قریب کا وسیلہ ہیں اے معزز اور اچھے آباؤاجداد کے نور نظر! اے رسول محترم صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم آپ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم کے پاس ہمارے رب کی طرف سے جو وحی آتی ہے ہمیں اس کا حکم فرمائیں اگرچہ اس حکم کی تعمیل میں بال سفید ہو جائیں اور اس روز آپ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم میرے شفیع بنیں جس دن آپ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم کے سوا کوئی سفارش کرنے والا نہ ہو گا اور کوئی سواد بن قارب کی طرف سے مستغنی نہ کر سکے گا۔[1]

امام کبیر محدث شہیر حافظ حدیث ابو نعیم احمد بن عبد اللہ اصفہانی متوفی ۴۳۰ھ روایت کرتے ہیں:

تانی رئیی بعد لیل وھجعة　　　ولم یک فیما قد بلوت بکاذب

ثلاث لیال قوله کل لیلة　　　اتاک رسول من لؤی بن غالب

فشمرت عن ذیل الازار ووسطت　　　بی الذعلب الوجناء بین السباسب

فاشھد ان اللہ لا رب غیرہ　　　وانک مامون علی کل غائب

وانک ادنی المرسلین وسیلة　　　الی اللہ یا ابن الاکرمین الاطایب

فمرنا بما یاتیک یا خیر مرسل　　　وان کان فیما جاء شیب الذوائب

وکن لی شفیعاً یوم لا ذو شفاعة　　　سواک بمغن عن سواد بن قارب

ترجمہ: میرے پاس میری جنیہ آئی جبکہ رات آچکی تھی اور نیند کا غلبہ تھا اور جو کچھ میں نے بیان کیا میں اس میں جھوٹا نہیں۔ وہ تین رات لگاتار آئی اور ہر رات یہی کہتی تھی کہ تیرے پاس ایک رسول لوی بن غالب میں تشریف لایا ہے تو میں نے لنگوٹ کس لیا اور میری تیز رفتار موٹے رخسار والی اونٹنی مجھے ٹیلوں کے درمیان غباروں میں لے آئی۔ پس میں شہادت دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی رب نہیں ہے اور آپ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم جملہ غیوب واسرار پر اللہ تعالیٰ کے امین ہیں۔ بے شک آپ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم تمام رسولوں سے زیادہ قریب کا وسیلہ ہیں اے معزز اور اچھے آباؤاجداد کے نور نظر! لہذا آپ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم ہم کو اس بات کا حکم دیجئے جو آپ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم کے پاس آتی ہیں اے بہترین رسول صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم! اگرچہ اس حکم کی تعمیل میں بال سفید

[1] (روض الانف ج ۱ ص ۳۶۷ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت) (حجة اللہ علی العالمین فی معجزات سید المرسلین ص ۱۳۵ ۔ ۱۳۶ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

ہو جائیں اور اس روز آپ میرے شفیع بنیں جس دن آپ کے سوا کوئی سفارش کرنے والا نہ ہو گا اور کوئی سواد بن قارب کی طرف سے مستغنی نہ کر سکے گا۔

یہ سن کر رسول اکرم صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم اور آپ کے اصحاب میرے اس کلام سے بہت خوش ہوئے یہاں تک کہ اس خوشی کے آثار ان کے چہروں پر ظاہر ہو گئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اٹھ کر حضرت سواد رضی اللہ عنہ کو سینے سے لگالیا اور کہا یہ قصہ تم سے پھر سننا چاہتا ہوں۔[1]

امام شامی صالحی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

فاشھد ان اللہ لا شئ غیرہ — وانک مامون علی کل غائب
وانک ادنی المرسلین شفاعۃ — الی اللہ یا ابن الاکرمین الاطایب
فمرنا بما یاتیک یا خیر من مشی — وان کان فیما جاء شیب الذوائب
وکن لی شفیعاً یوم لا ذو شفاعۃ — سواک بمغن قتیلاً عن سواد بن قارب

قال: ففرح رسول اللہ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم واصحابہ بمقالتی فرحاً شدیداً حتی رئی الفرح فی وجوھھم۔

ترجمہ: پس میں شہادت دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی رب نہیں ہے اور آپ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم جملہ غیوب واسرار پر اللہ تعالیٰ کے امین ہیں۔ بے شک آپ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم تمام رسولوں سے زیادہ قریب کا وسیلہ ہیں۔ اے معزز اور اچھے آباؤ اجداد کے نور نظر! لہٰذا آپ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم ہم کو اس بات کا حکم دیجئے جو آپ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم کے پاس آتی ہیں اے بہترین رسول صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم! اگر چہ اس حکم کی تعمیل میں بال سفید ہو جائیں اور اس روز آپ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم میرے شفیع بنیں جس دن آپ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم کے سوا کوئی سفارش کرنے والا نہ ہو گا اور کوئی سواد بن قارب کی طرف سے مستغنی نہ کر سکے گا۔

---

[1] (دلائل النبوۃ اردو ص ۱۰۹۔۱۱۰۔۱۱۱ مطبوعہ ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور)، (الوفا باحوال المصطفیٰ باب الاول فی ذکر الھواتف بنبوۃ نبینا صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم ج ۱ ص ۱۵۱۔۱۵۲ مطبوعہ مصطفیٰ البابی مصر)، (السیرۃ النبویۃ باب فی ھواتف الجان خبر سواد بن قارب ج ۱ ص ۳۸۱ مطبوعہ دار الکتاب العربی بیروت)، (خصائص الکبری باب ما سمع من الکھان والاصوات بظھور النبی صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم عند بعثتہ ج ۱ ص ۱۷۰۔۱۷۱۔۱۷۲ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)، (الاصابۃ فی تمیز الصحابۃ سواد بن قارب رضی اللہ عنہ ج ۳ ص ۲۱۹ برقم ۳۵۸۵ مطبوعہ دار الجیل بیروت)، (دلائل النبوۃ ج ۲ ص ۲۵۴ مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت)

حضرت سواد بن قارب رضی اللہ عنہ نے جب ایمان افروز قصیدہ پڑھا اور شرفِ اسلام سے مشرف ہوئے تو رسول اکرم صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہٖ واصحابہ وَسَلَّم کا چہرۂ انور خوشی سے چودھویں کے چاند کی طرح چمکنے لگا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی انتہائی فرحت و مسرت کا اظہار فرمانے لگے۔[1]

امام عبد اللہ بن عبد الرحمن دارمی متوفی ۲۵۵ھ روایت کرتے ہیں:

رایت ربی فی احسن صورۃ قال فیم یختصم الملا الا علی قلت انت اعلم یا رب قال: فوضع کفہ بین کتفی فوجدت بردھا بین ثدیی فعلمت مافی السموات والارض۔

ترجمہ: میں نے اپنے رب عزوجل کو بہترین صورت میں دیکھا رب ذوالجلال نے مجھ سے فرمایا کہ ملائکہ مقربین کس بات پر جھگڑا کرتے ہیں؟ میں نے عرض کی مولا تو ہی خوب جانتا ہے۔ حضور صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہٖ واصحابہ وَسَلَّم نے فرمایا پھر میرے رب نے اپنی رحمت کا ہاتھ میرے دونوں شانوں کے درمیان رکھ دیا میں نے اس کی ٹھنڈک اپنی دونوں چھاتیوں کے درمیان پائی پس مجھے ان تمام چیزوں کا علم ہو گیا جو کہ آسمانوں اور زمینوں میں تھیں۔[2]

امام محمد بن ھارون الرویانی متوفی ۳۰۸ھ روایت کرتے ہیں:

حدثنا ابن اسحاق حدثنا ابو صالح حدثنی معاویۃ بن صالح عن ابی یحیی عن ابی یزید عن ابی سلام الاسود عن ثوبان مولی رسول اللہ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسَلَّم انہ قال خرج الینا رسول اللہ بعد صلاۃ الصبح فقال ان ربی اتانی اللیلۃ فی احسن الصورۃ فقال لی یا محمد ھل تدری فیم یختصم الملا الاعلی قال قلت لا اعلم یارب قال فوضع کفہ بین کتفی حتی وجدت انا ملہ فی صدری فتجلی لی مابین السماء والارض۔[3]

امام احمد بن حنبل متوفی ۲۴۱ھ روایت کرتے ہیں:

حدثنا عبداللہ حدثنی ابی ثنا عبدالرزاق انا معمر عن ایوب عن ابی قلابۃ عن ابن عباس ان النبی صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسَلَّم قال اتانی ربی عزوجل اللیلۃ فی احسن صورۃ احسبہ یعنی فی النوم فقال یا محمد ھل تدری فیم یختصم الملأ الاعلی قال قلت لا قال النبی صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسَلَّم فوضع یدیہ بین کتفی حتی وجدت بردھا بین ثدیی او قال نحری فعلمت مافی السموات والارض۔

---

[1] (سبل الھدی والرشاد الباب الرابع فی بعض ماسمع من الھواتف وتنکس الاصنام ج ۲ ص ۲۰۹ مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت)، (الاستیعاب ذکر سواد بن قارب رضی اللہ عنہ ج ۲ ص ۲۸۵ برقم ۱۱۰۹ مطبوعہ دار الجیل بیروت)، (الاصابۃ فی تمیز الصحابۃ لابن حجر عسقلانی مختصراً ج ۳ ص ۲۲۰ برقم ۳۵۵۸ مطبوعہ دار الجیل بیروت)، (عمدۃ القاری للعینی ج ۱۷ ص ۸) (طبرانی کبیر ج ۷ ص ۹۱ تا ۹۴ رقم الحدیث ۶۴۷۵ مطبوعہ مکتبۃ العلوم والحکم الموصل)، (فنون العجائب لابی سعید النقاش ج ۱ ص ۸۴ رقم الحدیث ۶۷)

[2] (سنن الدارمی کتاب الرؤیا باب فی رویۃ الرب تعالی فی النوم ج ۲ ص ۵۱ رقم الحدیث ۲۱۵۵ مطبوعہ نشر السنہ ملتان)، (کتاب الاسماء والصفات للبیھقی ص ۳۷۸ ـ تفسیر الطبری ج ۷ ص ۱۶۲ ـ الدر المنثور ج ۳ ص ۲۴ ـ اطبقات الکبری لابن سعد ج ۷ ص ۱۵۰ زاد المسیر ج ۱ ص ۱۵۵ ـ اتحاف السادۃ المتقین ج ۱ ص ۳۱۶ ـ ۳۱۴)

[3] (مسند الرویانی ج ۱ ص ۴۲۹ رقم الحدیث ۶۵۶ مطبوعہ موسسۃ قرطبۃ القاھرۃ مصر)

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم نے فرمایا آج رات کو نیند میں میرا رب عزوجل حسین صورت میں میرے پاس آیا اور فرمایا اے محمد صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم! کیا تم جانتے ہو کہ ملا اعلیٰ کس چیز میں بحث کر رہے ہیں؟ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں آپ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم نے فرمایا نہیں نبی کریم صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم نے فرمایا پھر اللہ تعالیٰ نے اپنا ہاتھ میرے دو کندھوں کے درمیان رکھا حتیٰ کہ میں نے اپنے سینے میں اس کی ٹھنڈک محسوس کی اور میں نے ان تمام چیزوں کو جان لیا جو آسمانوں اور زمینوں میں ہیں۔[1]

امام عبد بن حمید رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں:

فوضع یدیہ بین کتفی حتی وجدت بردھا بین ثدیی او قال نحری فعلمت مافی السموات والارض۔

ترجمہ: پھر اللہ تعالیٰ نے اپنا ہاتھ میرے دو کندھوں کے درمیان رکھا حتیٰ کہ میں نے اپنے سینے میں اس کی ٹھنڈک محسوس کی اور میں نے ان تمام چیزوں کو جان لیا جو آسمانوں اور زمینوں میں ہیں۔[2]

امام عبد الباقی بن قانع ابو الحسین متوفی ۳۵۱ھ روایت کرتے ہیں:

فوضع یدیہ بین کتفی فوجدت بردھا بین ثدیی فعلمت مافی السموات والارض۔[3]

امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں:

فوضع یدہ بین کتفی فوجدت بردھا بین ثدیی فعلمت مافی السماوات والارض۔[4]

امام جلال الدین سیوطی متوفی ۹۱۱ھ روایت کرتے ہیں:

فوضع کفہ بین کتفی فوجدت بردھا بین ثدیی فعلمت مافی السموات والارض۔[5]

امام ابی الفرج عبد الرحمن بن الجوزی متوفی ۵۹۷ھ لکھتے ہیں:

رایت ربی تبارک وتعالی فی احسن صورۃ قال فیم یختصم الملا الاعلی قال قلت لا اعلم ای رب قال: فوضع کفہ بین کتفی فوجدت بردھا بین ثدیی فعلمت مافی السموات والارض۔

---

[1] (مسند احمد ج ۱ ص ۳۶۸ رقم الحدیث ۳۴۸۴ مطبوعہ مؤسسۃ قرطبۃ مصر)، (السنۃ لابن ابی عاصم ج ۱ ص ۲۰۴ رقم الحدیث ۴۶۹ مطبوعہ المکتب الاسلامی بیروت)

[2] (مسند عبد بن حمید ج ۱ ص ۲۲۸ رقم الحدیث ۶۸۲ مطبوعہ مکتبۃ السنۃ القاھرۃ)

[3] (معجم الصحابۃ ج ۲ ص ۱۰۲ برقم ۵۵۲ مطبوعہ مکتبۃ الغرباء الاثریۃ المدینۃ المنورۃ)

[4] (مسند الشامیین ج ۱ ص ۳۳۹۔۳۴۰ رقم الحدیث ۵۹۷ مطبوعہ مؤسسۃ الرسالۃ بیروت)، (المعجم الکبیر للطبرانی ج ۲۰ ص ۱۰۹ رقم الحدیث ۲۱۶ مطبوعہ مکتبۃ العلوم والحکم الموصل)، (مسند البزار ج ۷ ص ۱۱۰۔۱۱۱ رقم الحدیث ۲۶۶۸ مطبوعہ مکتبۃ العلوم والحکم المدینۃ المنورۃ)

[5] (جامع الاحادیث الکبیر ج ۲۰ ص ۸۲ رقم الحدیث ۱۵۶۸۸ مطبوعہ دار الفکر بیروت)، (الفتح الکبیر فی ضم الزیادۃ الی الجامع الصغیر ج ۱ ص ۲۳ رقم الحدیث ۱۲۲ مطبوعہ دار الفکر بیروت)

ترجمہ: میں نے اپنے رب عزوجل کو بہترین صورت میں دیکھا رب ذوالجلال نے مجھ سے فرمایا کہ ملائکہ مقربین کس بات پر جھگڑا کرتے ہیں؟ میں نے عرض کی مولا تو ہی خوب جانتا ہے۔ حضور صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم نے فرمایا پھر میرے رب نے اپنی رحمت کا ہاتھ میرے دونوں شانوں کے درمیان رکھ دیا میں نے اس کی ٹھنڈک اپنی دونوں چھاتیوں کے درمیان پائی پس مجھے ان تمام چیزوں کا علم ہو گیا جو کہ آسمانوں اور زمینوں میں تھیں۔[1]

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں:

عن معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ قال احتبس عنا رسول اللہ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم ذات غداۃ عن صلاۃ الصبح حتی کدنا نتراءی عین الشمس فخرج سریعاً فثوب بالصلاۃ فصلی رسول اللہ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم وتجوز فی صلاتہ فلما سلم دعا بصوتہ قال لنا علی مصافکم کما انتم ثم انفتل الینا ثم قال اما انی ساحدثکم ما حبسنی عنکم الغداۃ انی قمت من اللیل فتوضات وصلیت ما قدر لی فنعست فی صلاتی حتی استثقلت فاذا انا بربی تبارک وتعالی فی احسن صورۃ فقال یا محمد قلت لبیک رب قال فیم یختصم الملاء الاعلی؟ قلت لا ادری قالھا ثلاثاً قال فرأیتہ وضع کفہ بین کتفی حتی وجدت برد انا ملہ بین ثدیی فتجلی لی کل شئ وعرفت۔

ترجمہ: حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ ایک مرتبہ صبح کی نماز کے وقت حضور صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم کو دیر ہو گئی اور ہم لوگوں نے آپ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم کا انتظار اس حد تک کیا کہ قریب تھا کہ آفتاب کی شعاع نظر آنے لگے اتنے میں حضور صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم تیزی سے تشریف لائے چنانچہ تکبیر کہی گئی اور آپ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم نے اختصار سے نماز پڑھائی۔ نماز سے فراغت کے بعد آپ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم نے باآواز بلند فرمایا جس طرح تم بیٹھے ہو اسی طرح صف بندی کیے ہوئے بیٹھے رہو پھر فرمایا میں اپنی تاخیر کا واقعہ تم کو سناتا ہوں پھر واقعہ سنایا (واقعہ یہ ہے) رات کے وقت وضو کر کے جس قدر نماز میرے لیے مقدور تھی میں نے پڑھی اس کے بعد مجھے نیند آ گئی اور میں نماز میں ہی سو گیا۔ یکا یک کیا دیکھتا ہوں کہ میں اپنے رب کے حضور میں ہوں اور میں نے اپنے رب کو (اس کی شان کے لائق) نہایت اچھی شکل میں دیکھا (مجھ سے) ارشاد ہوا اے محمد صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم میں نے عرض کی لبیک اے میرے پروردگار میں حاضر ہوں فرمایا اس وقت ملائکہ آسمانی کیا گفتگو کر رہے ہیں؟ میں نے عرض کی مجھے معلوم نہیں تین مرتبہ یہی ارشاد ہوا حضور صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم فرماتے ہیں پھر میں نے دیکھا کہ اللہ

[1] (العلل المتناھیۃ باب فی ذکر صورۃ ج ۱ ص ۳۱ رقم الحدیث ۱۱ مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت)، (جامع سنن الترمذی کتاب التفسیر من سورۃ ص ج۵ ص ۱۶۰ رقم الحدیث ۳۲۴۶ مطبوعہ دار الفکر بیروت)، (العلل المتناھیۃ باب فی ذکر صورۃ لابن جوزی ج ۱ ص ۳۲ رقم الحدیث ۱۲ و ص ۳۳ رقم الحدیث ۱۳ مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت)، (تھذیب الکمال ج۱۷ ص ۲۰۴۔۲۰۵ برقم ۳۸۶۴ مطبوعہ مؤسسۃ الرسالۃ بیروت)، (سبل الھدی والرشاد ج۱۰ ص ۱۰ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

تعالیٰ نے اپنا دست قدرت میرے سینہ پر رکھا حتیٰ کہ میں نے اس کی انگلیوں کی ٹھنڈک اپنے سینے کے درمیان محسوس کی پس ہر چیز مجھ پر روشن ہو گئی اور میں نے پہچان لی۔[1]

امام جلال الدین سیوطی متوفی ۹۱۱ھ لکھتے ہیں:

فوضع کفه بین کتفی فوجدت بردانامله بین ثدیی فتجلی لی کل شئ وعرفته۔

ترجمہ: پھر میں نے دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنا دست قدرت میرے سینہ پر رکھا حتیٰ کہ میں نے اس کی انگلیوں کی ٹھنڈک اپنے سینے کے درمیان محسوس کی پس ہر چیز مجھ پر روشن ہو گئی اور میں نے پہچان لی۔[2]

امام جلال الدین سیوطی متوفی ۹۱۱ھ لکھتے ہیں:

فوضع یده بین کتفی حتی وجدت بردها بین ثدیی او فی نحری فعلمت مافی السموات ومافی الارض۔[3]

امام جلال الدین سیوطی متوفی ۹۱۱ھ لکھتے ہیں، حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے:

قال فوضع کفیه بین کتفی حتی وجدت انامله فی صدری فتجلی لی بین السماء والارض۔[4]

امام جلال الدین سیوطی متوفی ۹۱۱ھ لکھتے ہیں، حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے:

فوضع یده بین ثدیی وبین کتفی فوجدت بردها بین ثدیی فعلمنی کل شئ۔[5]

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کی دوسری روایت کے الفاظ یہ ہیں:

فعلمت ما بین المشرق والمغرب۔

ترجمہ: میں مشرق و مغرب کے درمیان ہر شے کو جان لیا۔[6]

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کی ایک روایت میں ہے:

فعلمت مافی السموات والارض۔

ترجمہ: پس میں نے آسمانوں اور زمین کی ہر شے کو جان لیا۔[1]

---

[1] (جامع سنن الترمذی کتاب التفسیر من سورة ص ج۵ ص ۳۶۸۔۳۶۹ رقم الحدیث ۳۲۳۵ مطبوعه داراحیاء التراث العربی بیروت)، (سنن الدارمی رقم الحدیث ۲۱۵۳۔طبرنی کبیر ج۲۰ رقم الحدیث ۲۱۶۔الکامل ابن عدی ج۶ ص ۲۳۴۴۔مسند البزار رقم الحدیث ۲۶۶۸۔مستدرک ج ۱ ص ۵۲۱۔شرح السنة رقم الحدیث ۹۱۹ مسند احمد ج۸ رقم الحدیث ۲۲۷۰)، (تحفة الاحوزی شرح ترمذی ج۴ ص۱۷۵ مطبوعه نشرالسنة ملتان)، (تفسیرابن کثیرج ۴ص۴۴مطبوعه دارالفکربیروت)

[2] (الدرالمنثور فی التفسیر الماثور سورہ ص آیت نمبر ۲۹ ج۵ ص ۵۹۷ مطبوعه دارالکتب العلمیه بیروت)

[3] (الدرالمنثور فی التفسیر الماثور سورہ ص آیت نمبر ۲۹ ج۵ ص ۵۹۶ مطبوعه دارالکتب العلمیه بیروت)

[4] (الدرالمنثور فی التفسیر الماثور سورہ ص آیت نمبر ۲۹ ج۵ ص ۵۹۸ مطبوعه دارالکتب العلمیه بیروت)

[5] (الدرالمنثور فی التفسیر الماثور سورہ ص آیت نمبر ۲۹ ج۵ ص ۵۹۷ مطبوعه دارالکتب العلمیه بیروت)

[6] (جامع سنن الترمذی کتاب التفسیر من سورة ص ج۲ ص ۱۵۶ مطبوعه مکتبه اکرمیه پشاور)، السنة لابن ابی عاصم رقم الحدیث ۴۶۹۔جامع المسانید والسنن لابن کثیر مسند ابن عباس رقم الحدیث ۱۳۵۱)، (مسند ابویعلی رقم الحدیث ۲۶۰۸)

محمد بن ابی بکر ابن القیم الجوزیہ متوفی ۷۵۱ھ لکھتے ہیں:

فوضع یدہ بین کتفی فعلمت ما بین السماء والارض الحدیث وھو فی الترمذی وسئل عنہ البخاری فقال صحیح۔[2]

امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

ھذا حدیث حسن سألت محمد بن اسمٰعیل عن ھذا الحدیث فقال صحیح۔

ترجمہ: یہ حدیث حسن صحیح ہے میں نے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے اس کا حال پوچھا فرمایا صحیح ہے۔[3]

علامہ علی بن سلطان محمد القاری متوفی ۱۰۱۴ھ اس حدیث مبارکہ کی شرح میں لکھتے ہیں:

فعلمت بسبب وصول ذلک الفیض ما فی السموت والارض یعنی اعلمہ اللہ ما فیھا من الملائکۃ والاشجار وغیرھا وھو عبارۃ عن سعۃ علمہ الذی فتح اللہ وقال ابن حجر ای جمیع الکائنات التی فی السموت بل وما فوقھا کما یستفاد من قصۃ المعراج والارض ھی بمعنی الجنس وجمیع ما فی الارضین السبع بل وماتحتھا کما افادہ اخبارعلیہ السلام عن الثور والحوت الذی علیھما والارضون۔

ترجمہ: اس فیض ربانی کی بدولت میں نے جو کچھ آسمان اور زمین میں ہے جان لیا یعنی اللہ تعالیٰ نے آپ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم کو ان کے اندر پائے جانے والے فرشتوں درختوں اور دیگر چیزوں کا علم عطا فرمادیا۔ یہ حدیث آپ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم کی اس وسعت علم سے عبارت ہے جو اللہ تعالیٰ نے آپ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم کو عطا فرمائی ہے۔

امام ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حضور صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم نے آسمانوں کی بلکہ ان سے بھی اوپر کی تمام مخلوقات کو جان لیا جیسا کہ حدیثِ معراج سے ثابت ہے اور زمین جنس کے معنی میں ہے معنی آپ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم نے سات زمینوں کی بلکہ ان سے بھی نیچے کی تمام چیزوں کو جان لیا جیسا کہ قرآن اور احادیث صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم نے بیل اور مچھلی کی خبر دی جن پر زمینیں قائم ہیں۔[4]

---

[1] (جامع سنن الترمذی کتاب التفسیر من سورۃ ص ج۵ ص ۳۶۸۔۳۶۹ رقم الحدیث ۳۲۳۳ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)، تفسیر عبدالرزاق ج۲ ص ۱۶۹۔ مسند احمد ج ۱ ص ۳۶۸۔ السنۃ لابن ابی عاصم رقم الحدیث ۴۶۹۔ جامع المسانید والسنن لابن کثیر مسند ابن عباس رقم الحدیث ۱۳۵۱)

[2] (زادالمعاد فصل فی ملابسہ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم ج ۱ ص ۱۳۶۔۱۳۷ مطبوعہ موسسۃ الرسالۃ بیروت)

[3] (سنن الترمذی کتاب التفسیر رقم الحدیث ۳۲۴۶ ج۵ ص ۱۶۱ مطبوعہ دار الفکر بیروت)

[4] (مرقاۃ شرح المشکوۃ ج۲ ص ۲۱۰ مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان)

امام جلال الدین سیوطی متوفی ۹۱۱ھ لکھتے ہیں:

واخرج الطبرانی عن ابن عمر قال قال رسول اللہ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَ اٰلہ واصحابہ وَسلّم ان اللہ قد رفع لی الدنیا فانا انظر الیھا والی ما ھو کائن فیھا الی یوم القیامۃ کانما انظر الی کفی ھذہ جلیانا جلاہ اللہ لنبیہ کما جلاہ للنبیین من قبلہ۔

طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم نے فرمایا اللہ عزوجل نے ساری دنیا کو اٹھا کر میرے پیش نظر کر دیا ہے اور میں اسے دیکھ رہا ہوں اور قیامت تک جو کچھ اس میں ہونے والا ہے میں اسے اس طرح واضح طور پر دیکھ رہا ہوں جیسے میری یہ ہتھیلی ہے۔ اللہ عزوجل نے اپنے نبی صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم کے لئے اس طرح منکشف فرمایا جس طرح آپ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم سے پہلے نبیوں کے لئے منکشف کیا۔[1]

امام نعیم بن حماد المروزی ابو عبد اللہ متوفی ۲۸۸ھ روایت کرتے ہیں:

حدثنا الحکم بن نافع عن سعید بن سنان حدثنا ابو الزاھریۃ عن کثیر بن مرۃ ابی شجرۃ عن ابن عمر رضی اللہ عنھما قال قال رسول اللہ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَ اٰلہ واصحابہ وَسلّم ان اللہ رفع لی الدنیا فانا انظر الیھا والی ما ھو کائن فیھا الی یوم القیامۃ کما انظر الی کفی ھذہ جلیان من اللہ جلاہ لنبیہ کما جلا للنبیین قبلہ۔[2]

امام یوسف بن اسماعیل نبہانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

واخرج احمد وابن سعد والطبرانی عن ابی ذر قال: لقد ترکنا رسول اللہ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَ اٰلہ واصحابہ وَسلّم ومایحرک طائر جناحیہ فی السماء الا ذکر لنا منہ علماً۔

ترجمہ: امام احمد وابن سعد اور طبرانی رحمہم اللہ نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم نے ہمیں اس حال میں چھوڑا ہے کہ فضائے آسمانی میں جو پرندہ پر مارتا ہے آپ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم نے ازروئے علم ہم سے اس کا ذکر کر دیا ہے۔[1]

---

[1] (خصائص الکبری ج ۲ ص ۱۸۵ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)، (مواھب اللدنیہ ج۳ ص ۹۵ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)، (مجمع الزوائد ومنبع الفوائد باب اخبارہ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَ اٰلہ واصحابہ وَسلّم بالمغیبات ج۸ ص ۲۹۰ مطبوعہ موسسۃ المعارف بیروت)، (حلیۃ الاولیاء ترجمۃ ۳۳۸ حدید بن کریب ج۶ ص ۱۰۱ مطبوعہ دار الکتاب العربی بیروت)، جمع الجوامع رقم الحدیث ۴۸۴۹، (کنز العمال رقم الحدیث ۳۱۸۱۰۔ ۳۱۹۷۱ ج ۱۱ ص ۳۷۸ و ۴۲۰ مطبوعہ مؤسسۃ الرسالۃ بیروت)، (حجۃ اللہ علی العالمین فی معجزات سیدالمرسلین ص ۳۳۶ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت)، (شرح العلامۃ الزرقانی علی المواھب اللدنیۃ ج۷ ص ۲۰۴۔۲۰۵ مطبوعہ دار المرفۃ بیروت) (جامع الکبیر الحدیث رقم الحدیث ۴۸۴۹)، (الترغیب والترھیب للاسماعیل الاصبھانی ج ۲ ص ۲۱۱ مطبوعہ دار الحدیث القاھرۃ مصر)، (جمع الجوامع للسیوطی رقم الحدیث ۴۸۴۹)

[2] (الفتن لنعیم بن حماد ما کان من رسول اللہ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَ اٰلہ واصحابہ وَسلّم من التقدم ومن اصحابہ فی الفتن التی ھی کائنۃ ج ۱ ص ۲۷ رقم الحدیث ۲ مطبوعہ مکتبۃ التوحید القاھرۃ)، (الفتح الکبیر فی ضم الزیادۃ الی الجامع الصغیر ج ۱ ص ۳۱۶ رقم الحدیث ۳۳۹۷ مطبوعہ دار الفکر بیروت)

امام قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

(وقال ابو ذر) الصحابی المشھور فی حدیث رواہ احمد و الطبرانی وغیرھما بسند صحیح۔ لقد ترکنا رسول اللہ ای ذھب عنا و انتقل الی الآخرۃ من بین اظھرنا ولم یدع شیئاً الا بینہ لنا بحیث لا یخفی علینا شئ من بعدہ وکان قد خطب قبل موتہ خطباً اطال فیھا مرۃ من الصباح الی الظھر و مرۃ من الظھر الی قبیل الغروب لم یدع شیئاً الا بینہ لا صحابہ (و ما یحرک طائر جناحیہ فی السماء) ای فی الجو و ھو کنایۃ نسخۃ الا ذکر نامنہ علما ای تذکرنا من طیرانہ علما یتعلق بہ فکیف بغیرہ مما یھمنا فی الارض؟ و ھذا تمثیل لبیان کل شئ تفصیلاً تارۃ و اجمالاً اخری۔[2]

امام محمد بن احمد بن جمیع الصیداوی متوفی ۴۰۲ھ روایت کرتے ہیں:

حدثنا محمد بن مخلد الشیخ الصالح ببغداد حدثنا عیسی بن ابی حرب حدثنا یحیی بن ابی بکر حدثنا سفیان غن فطر عن ابی الطفیل عن ابی ذر قال: لقد ترکنا رسول اللہ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَ اٰلہ و اصحابہ وَ سلّم و ما من طائر یقلب جناحیۃ فی السماء الا و ھو یذکر نا منہ علماً۔

ترجمہ: حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم نے ہمیں اس حال میں چھوڑا ہے کہ فضائے آسمانی میں جو پرندہ پر مارتا ہے آپ نے از روئے علم ہم سے اس کا ذکر کر دیا ہے۔[3]

امام ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

و عن ابی الدرداء قال لقد ترکنا رسول اللہ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَ اٰلہ و اصحابہ وَ سلَّم و ما فی السماء طائر یطیر بجناحیہ الا ذکر نا منہ علما رواہ الطبرانی و رجالہ رجال الصحیح۔[4]

امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

حدثنا محمد بن عبداللہ الحضرمی ثنا محمد بن عبداللہ بن یزید المقری ثنا سفیان بن عیینۃ عن فطر عن ابی الطفیل عن ابی ذر قال ثم ترکنا رسول اللہ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَ اٰلہ و اصحابہ وَ سلَّم و ما طائر یقلب جناحیہ فی الھواء الا و ھو یذکر نا منہ علما قال فقال رسول اللہ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَ اٰلہ و اصحابہ وَ سلَّم ما بقی شئ یقرب من الجنۃ و یباعد من النار الا و قد بین لکم۔[5]

---

[1] (حجۃ اللہ علی العالمین فی معجزات سید المرسلین ص ۳۳۶ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)، (الشفا بتعریف حقوق المصطفیٰ ج ۱ ص ۲۰۷ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)، (شرح العلامۃ الزرقانی علی المواھب اللدنیۃ المقصد الثامن الفصل الثالث القسم الثانی ج ۷ ص ۲۰۶ مطبوعہ دار المرفۃ بیروت)، (مجمع الزوائد کتاب علامات النبوۃ باب فیما اوتی من العلم الخ ج ۸ ص ۲۶۴ مطبوعہ دار الکتاب العربی بیروت)، (مسند احمد ج ۵ ص ۱۵۳ مطبوعہ دار الفکر بیروت)، (مسند احمد ج ۵ ص ۳۸۵۔ ۳۸۹ مطبوعہ المکتب الاسلامی بیروت)، (نسیم الریاض القسم الاول فی تعظیم العلی الاعلی لقدر النبی صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَ اٰلہ و اصحابہ وَ سلَّم ج ۳ ص ۱۲۷ مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت)

[2] (نسیم الریاض فصل فیما اطلع علیہ من الغیوب و مایکون ج ۴ ص ۱۵۱۔ ۱۵۲ مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت)

[3] (معجم الشیوخ ص ۱۴۲ مطبوعہ موسسۃ الرسالۃ بیروت)

[4] (مجمع الزوائد باب فیما اوتی من العلم صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَ اٰلہ و اصحابہ وَ سلَّم ج ۸ ص ۲۶۴ مطبوعہ دار الکتاب العربی بیروت)

[5] (المعجم الکبیر للطبرانی ج ۲ ص ۱۵۵ رقم الحدیث ۱۶۴۷ مطبوعہ مکتبۃ العلوم و الحکم الموصل)

امام ابو یعلی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

حدثنا محمد بن ابی بکر حدثنا یحیی عن فطر بن خلیفة عن عطاء قال قال ابو الدرداء ثم لقد ترکنا رسول اللہ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَ اٰلہ و اصحابہ وَ سلّم و ما فی السماء طیر یطیر بجناحیہ الا ذکر نا منہ علما۔[1]

امام احمد بن حنبل متوفی ۲۴۱ھ روایت کرتے ہیں:

حدثنا عبداللہ حدثنی ابی ثنا بن نمیر ثنا الاعمش عن منذر ثنا اشیاخ من التیم قالو ا قال ابو ذر ثم لقد ترکنا محمد صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَ اٰلہ و اصحابہ وَ سلّم و ما یحرک طائر بجناحیہ فی السماء الا ذکر نا منہ علما۔

ترجمہ: حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہمیں رسول اللہ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم نے اس حال میں چھوڑا کہ فضا میں جو بھی اپنے پروں سے اڑنے والا پرندہ تھا آپ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم نے ہمیں اس سے متعلق علم کا ذکر کیا۔[2]

امام ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

رواہ احمد و الطبرانی و زاد فقال النبی صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَ اٰلہ و اصحابہ وَ سلّم ما بقی شئ یقرب الجنة و یباعد من النار الا وقد بین لکم و رجال الطبرانی رجال محمد بن عبداللہ بن یزید المقری و ھو ثقة و فی اسناد احمد من لم یسم۔[3]

امام بزار رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

کتب الی محمد بن عبداللہ بن یزید المقری یخبرنی فی کتابہ ثنا ان ابن عیینة حدثہ عن فطر بن خلیفة عن ابی الطفیل عن ابی ذر رضی اللہ عنہ قال لقد ترکنا رسول اللہ و ما طائر فی ماسماء یقلب جناحیہ الا و قد او جدنا فیہ علما۔[4]

امام ابن عبد البر رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

و قال ابو ذر لقد ترکنا رسول اللہ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَ اٰلہ و اصحابہ وَ سلّم و ما یحرک طائر جناحیہ فی السماء الا ذکر نا منہ علما۔[5]

امام جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ متوفی ۹۱۱ھ اس روایت کے بعد لکھتے ہیں:

و اخرج ابو یعلی و ابن منیع و الطبرانی مثلہ عن ابی الدرداء۔

ترجمہ: ابو یعلی، وابن منیع، اور طبرانی رحمہم اللہ نے حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے اس کی مثل روایت کی۔[1]

---

1 (مسند ابو یعلیٰ ج ۹ ص ۴۶ رقم الحدیث ۵۱۰۹ مطبوعہ دار المامون للتراث دمشق)

2 (مسند احمد ج ۵ ص ۱۵۳ رقم الحدیث ۲۱۳۹۹ مطبوعہ مؤسسة قرطبة مصر)

3 (مجمع الزوائد باب فیما اوتی من العلم صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَ اٰلہ و اصحابہ وَ سلَّم ج ۸ ص ۲۶۴ مطبوعہ دار الکتاب العربی بیروت)

4 (مسند البزار ج ۹ ص ۳۴۱ رقم الحدیث ۳۸۹۷ مطبوعہ مکتبة العلوم و الحکم المدینة المنورة)

5 (الاستیعاب ذکر ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ ج ۴ ص ۱۶۵۵ برقم ۲۹۴۵ مطبوعہ دار الجیل بیروت)

الشیخ علامہ احمد بن محمد القسطلانی رحمہ اللہ تعالیٰ متوفی ۹۲۳ھ اس روایت کے بعد لکھتے ہیں:

لا شک ان اللہ تعالی قد اطلعہ علی ازید من ذلک و القی علیہ علوم الاولین و الاٰخرین۔

ترجمہ: کچھ شک نہیں کہ بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے اس سے بھی زائد حضور صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم کو علم دیا اور تمام اگلے پچھلوں کا علم حضور صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم پر القا فرمایا۔[2]

نسیم الریاض میں ہے:

ھذا تمثیل لبیان کل شیٔ تفصیلاً تارۃً و اجمالاً اخری۔

ترجمہ: یہ ایک مثال دی ہے اس کی کہ نبی صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم نے ہر چیز بیان فرمادی کبھی تفصیلاً کبھی اجمالاً۔[3]

امام محمد بن سعد رحمہ اللہ تعالیٰ متوفی ۲۳۰ھ لکھتے ہیں:

قال قال رسول اللہ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم یوم خیبر لادفعن الرایۃ الی رجلاً یحب اللہ و رسولہ و یحبہ اللہ و رسولہ و یفتح علیہ۔

ترجمہ: حضور صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم نے خیبر کے دن فرمایا کہ میں ایسے شخص کو جھنڈا دوں گا جو اللہ عزوجل اور اس کے رسول صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم کو محبوب رکھتا ہے اور اللہ اور اس کے رسول صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم اسے دوست رکھتے ہیں اور وہ محصور یہود کے قلعہ کو فتح کرے گا۔[4]

امام عبد الملک بن ہشام متوفی ۲۱۳ھ لکھتے ہیں:

فقال رسول اللہ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ و اصحابہ وَسلَّم لاعطین الرایۃ غداً رجلاً یحبہ اللہ و رسولہ یفتح اللہ علی یدیہ لیس بفرار۔

ترجمہ: حضور صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم نے فرمایا میں کل ایسے آدمی کو جھنڈا عطا کروں گا جو اللہ اور اس کے رسول صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم سے محبت کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے ہاتھ پر مسلمانوں کو فتح نصیب فرمائے گا وہ بھاگے گا نہیں۔[1]

---

[1] (خصائص الکبری ج ۲ ص ۱۸۴ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

[2] (مواھب اللدنیہ المقصد الثامن الفصل الثالث ج ۳ ص ۹۵ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

[3] (نسیم الریاض شرح الشفاء للقاضی عیاض فصل و من ذلک ما اطلع علیہ من الغیوب ج ۳ ص ۱۵۳ مطبوعہ گجرات ھند)، (شرح العلامۃ الزرقانی علی المواھب اللدنیۃ المقصد الثامن الفصل الثالث القسم الثانی ج ۷ ص ۲۰۶ مطبوعہ دار المرفۃ بیروت)

[4] (طبقات الکبری ابن سعد غزوۃ خیبر ج ۲ ص ۱۱۰ مطبوعہ دار صادر بیروت)

امام احمد بن حنبل متوفی ۲۴۱ھ روایت کرتے ہیں:

قال یوم خیبر ثم لادفعن الرایة الی رجل یحبه الله و رسوله صَلی الله تعالیٰ علیه وَ اٰله و اصحابه وَسلّم ویحب الله و رسوله فدعا علیا و انه لارمد ما یبصر موضع قدمه فتفل فی عینه ثم دفعها الیه یفتح الله علیه۔[2]

امام حارث بن ابی اسامہ متوفی ۲۸۲ھ روایت کرتے ہیں:

فقال رسول الله لاعطین الرایة رجلا یحب الله و رسوله یفتح الله علی یدیه . . . قال فما رجع حتی فتح علی یدیه۔[3]

امام ابو جعفر محمد بن جریر طبری متوفی ۳۱۰ھ لکھتے ہیں:

لاعطینها غدا رجلا یحب الله و رسوله و یحبه الله و رسوله۔[4]

امام ابو عبد الرحمن احمد بن شعیب نسائی متوفی ۳۰۳ھ روایت کرتے ہیں:

قال یوم خیبر لاعطین هذه الرایة غدا یفتح الله علی یدیه یحب الله و رسوله و یحبه الله و رسوله۔

ترجمہ: حضور صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم نے فرمایا کل میں اس شخص کو جھنڈا دوں گا یا وہ شخص جھنڈا پکڑے گا جس سے اللہ اور اس کا رسول صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم محبت کرتے ہیں یا فرمایا جو اللہ اور اس کے رسول صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم سے محبت کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے ہاتھ پر فتح عطا فرمائے گا۔[5]

امام محمد بن حبان بن احمد ابو حاتم التمیمی متوفی ۳۵۴ھ لکھتے ہیں:

لاعطین الرایة غدا رجلا یحب الله و رسوله و یحبه الله و رسوله یفتح الله علی یدیه۔[6]

محدث کبیر امام ابو نعیم احمد بن عبد اللہ اصفہانی متوفی ۴۳۰ھ لکھتے ہیں:

قال یوم خیبر لاعطین هذه الرایة رجلا یفتح الله علی یدیه یحب الله و رسوله و یحبه الله و رسوله۔

---

[1] (السیرة النبویه المعروف سیرت ابن هشام ذکر المسیر الی خیبر ج ۴ ص ۳۰۵ مطبوعه دار الجیل بیروت)، (روض الانف للسهیلی غزوة خیبر ج ۴ ص ۷۶ مطبوعه دار الکتب العلمیه بیروت)

[2] (فضائل صحابه لابن حنبل ج ۲ ص ۵۸۴ رقم الحدیث ۹۸۸ مطبوعه موسسة الرسالة بیروت)، (مسند احمد ج ۴ ص ۵۲ مطبوعه مکتب اسلامی بیروت)

[3] (بغیة الباحث عن زوائد مسند الحارث [زوائد الهیثمی] کتاب المغازی باب ما جاء فی شان خیبر ج ۲ ص ۷۰۸ رقم الحدیث ۶۹۲ مطبوعه مرکز خدمة السنة و السیرة النبویة المدینة المنورة)

[4] (تاریخ الامم و الملوک المعروف تاریخ الطبری غزوة خیبر ج ۲ ص ۱۳۷ مطبوعه دار الکتب العلمیه بیروت)

[5] (فضائل الصحابة للنسائی ص ۱۵۔۱۶ رقم الحدیث ۴۶۔۴۷۔۴۸ مطبوعه دار الکتب العلمیة بیروت)، (الذریة الطاهرة النبویة ص ۷۸ رقم الحدیث ۱۳۱ مطبوعه الدار السلفیة الکویت)

[6] (السیرة النبویة و اخبار الخلفاء لابن حبان السنة السابعة من الهجرة غزوة خیبر ص ۳۰۲ مطبوعه دار الفکر بیروت)، (الثقات لابن حبان السنة السابعة من الهجرة ج ۲ ص ۱۳ مطبوعه دار الفکر بیروت)

ترجمہ: حضور صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم نے فرمایا کل میں اس شخص کو جھنڈا دوں گا یا وہ شخص جھنڈا پکڑے گا جس سے اللہ اور اس کا رسول صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم محبت کرتے ہیں یا فرمایا جو اللہ اور اس کے رسول صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم سے محبت کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے ہاتھ پر فتح عطا فرمائے گا۔[1]

حافظ ابو عمرو ابن عبد البر مالکی متوفی ۴۶۳ھ لکھتے ہیں:

قال رسول اللہ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم لاعطین الرایۃ غدا رجلا یحب اللہ ورسولہ ویحبہ اللہ ورسولہ لیس بفرار یفتح اللہ عزوجل علی یدیہ۔[2]

امام حافظ ابو بکر احمد بن حسین بیہقی متوفی ۴۵۸ھ روایت کرتے ہیں:

قال رسول اللہ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم لاعطین الرایۃ غدا رجلاً یحب اللہ ورسولہ یفتح اللہ علیہ۔

ترجمہ: حضور صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم نے فرمایا کل میں ایسے شخص کو جھنڈا دوں گا جو اللہ عزوجل اور اس کے رسول صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم کو محبوب رکھتا ہے اور وہ محصور یہود کے قلعہ کو فتح کرے گا۔

قال رسول اللہ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم لاعطین الرایۃ غدا اولیاخذن الرایۃ غدا رجل یحبہ اللہ ورسولہ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم وقال یفتح اللہ علیہ۔

ترجمہ: حضور صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم نے فرمایا کل میں اس شخص کو جھنڈا دوں گا یا وہ شخص جھنڈا پکڑے گا جس سے اللہ اور اس صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم کا رسول محبت کرتے ہیں یا فرمایا جو اللہ اور اس کے رسول صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم سے محبت کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے ہاتھ پر فتح عطا فرمائے گا۔[3]

امام اسماعیل بن محمد بن الفضل الاصبھانی متوفی ۵۳۵ھ لکھتے ہیں:

قال یوم خیبر لاعطین ھذہ الرایۃ غداً رجلاً یفتح اللہ علی یدیہ یحب اللہ ورسولہ ویحبہ اللہ ورسولہ۔

ترجمہ: حضور صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم نے خیبر کے دن فرمایا کہ کل میں ایسے شخص کو جھنڈا دوں گا جو اللہ عزوجل اور اس کے رسول صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم کو محبوب رکھتا ہے اور اللہ اور اس کے رسول صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم اسے دوست رکھتے ہیں اللہ تعالیٰ اس کے ہاتھ پر فتح عطا فرمائے گا۔[4]

---

[1] (حلیۃ الاولیاء وطبقات الاصفیاء ذکر علی بن ابی طالب ج ۱ ص ۶۲ مطبوعہ دار الکتاب العربی بیروت)

[2] (الدرر فی اختصار المغازی والسیر لابن عبد البر ص ۱۹۸ مطبوعہ دار المعارف القاہرۃ مصر)

[3] (دلائل النبوۃ باب ماجآء فی بعث السرایا الی حصون خیبر واخبار النبی صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم یفتحہا علی یدی علی بن ابی طالب الخ ج ۴ ص ۲۰۶ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

[4] (دلائل النبوۃ للاصبھانی ص ۱۲۴ رقم الحدیث ۱۳۳ و ص ۱۸۹ رقم الحدیث ۲۴۴ مطبوعہ دار طیبۃ الریاض)، (صفوۃ الصفوۃ ذکر محبۃ اللہ عزوجل لہ ومحبۃ رسول اللہ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم ج ۱ ص ۳۱۱ مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت)

امام ابی الربیع سلیمان بن موسیٰ الکلاعی الاندلسی متوفی ۶۳۴ھ لکھتے ہیں:

قال قال رسول اللہ یوم خیبر لاعطین الرایۃ غدا رجلا یحب اللہ ورسولہ یفتح اللہ علی یدیہ۔[1]

اس حدیث مبارکہ میں حضور صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسَلَّم نے یہ بھی بتادیا کہ کل کیا ہوگا (مافی غدً) اور یہ بھی کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کل کیا کریں گے (ماذا تکسب غداً)۔

امام ابوداوٗد متوفی ۲۷۵ھ روایت کرتے ہیں:

قال انس قال رسول اللہ صَلّی اللہ تعالیٰ علیہ وَ اٰلہ واصحابہ وَسلَّم ھذا مصرع فلان غدا ووضع یدہ علی الارض وھذا مصرع فلان غدا ووضع یدہ علی الارض وھذا مصرع فلان غدا ووضع یدہ علی الارض فقال والذی نفسی بیدہ ما جاوز احد منھم عن موضع ید رسول اللہ صَلّی اللہ تعالیٰ علیہ وَ اٰلہ واصحابہ وَسلَّم فاخذ بارجلھم فسحبوا فالقوا فی قلیب بدر۔

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ (جنگ بدر کے دن) رسول اللہ صَلّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسَلَّم نے فرمایا کل یہ فلاں کے گرنے کی جگہ ہے اور آپ صَلّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسَلَّم نے زمین پر ہاتھ رکھا اور کل یہ فلاں کے گرنے کی جگہ ہے اور زمین پر ہاتھ رکھا اور کل یہ فلاں کے گرنے کی جگہ ہے اور زمین پر ہاتھ رکھا تھا کوئی شخص اس سے بالکل متجاوز نہیں ہوا (اسی جگہ گر کر مرا) پھر رسول اللہ صَلّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسَلَّم کے حکم سے ان کو گھسیٹ کر بدر کے کنویں میں ڈال دیا گیا۔[2]

علامہ یحییٰ بن شرف نووی شافعی متوفی ۶۷۶ھ اس حدیث مبارکہ کی شرح میں لکھتے ہیں:

وفیہ معجزتان من اعلام النبوۃ احدھما اخبارہ ا بمصرع جبابرتھم فلم یتعد مصرعہ الثانیۃ اخبارا بان الغلام الذی کانوا یضربونہ یصدق اذا ترکوہ ویکذب اذا ضربوہ وکان کذلک فی نفس الامر۔

ترجمہ: اس حدیث مبارکہ میں حضور صَلّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسَلَّم کے دو معجزوں کا ذکر ہے جو کہ آپ صَلّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسَلَّم کی نبوت کی نشانیاں ہیں۔ ایک آپ صَلّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسَلَّم کا ان کے جابر سرداروں کی قتل

---

[1] (الاکتفاء بما تضمنہ من مغازی رسول اللہ والثلاثۃ الخلفاء غزوۃ خیبر ج ۲ ص ۱۹۱ مطبوعہ عالم الکتب بیروت)، (سنن الترمذی باب مناقب علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ ج ۵ ص ۶۳۸ رقم الحدیث ۳۷۲۴ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)، (ذخائر العقبی فی مناقب ذوی القربی ذکر اختصاصہ باعطائہ الرایۃ یوم خیبر وفتحھا علی یدیہ ص ۷۲۔۷۳ مطبوعہ دار الکتب المصریۃ)، (تخریج الدلالات السمعیۃ ص ۲۷۵ مطبوعہ دار الغرب الاسلامی بیروت)، (البدایۃ والنہایۃ غزوۃ خیبر فی اولھا ج ۴ ص ۱۸۵ مطبوعہ مکتبۃ المعارف بیروت)، (السیرۃ النبویۃ لابن کثیر غزوۃ خیبر فی اولھا ج ۳ ص ۳۳۷ مطبوعہ دار الکتاب العربی بیروت)، (وسیلۃ الاسلام بالنبی علیہ الصلاۃ والسلام ص ۱۰۶ مطبوعہ دار الغرب الاسلامی بیروت)، (خصائص الکبری باب ما وقع فی غزوۃ خیبر من الآیات المعجزات ج ۱ ص ۴۱۷۔۴۱۸ مطبوعہ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)، (الاستیعاب ذکر عامر بن الاکوع رضی اللہ عنہ ج ۲ ص ۷۸۷ برقم ۱۳۱۷ مطبوعہ دار الجیل بیروت)، (انسان العیون فی سیرۃ الامین المامون المعروفۃ بالسیرۃ الحلبیہ غزوۃ خیبر ج ۲ ص ۷۳۶۔۷۳۷ مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت)

[2] (سنن ابی داؤد باب فی الاسیر ینال منہ ویضرب ویقرن ج ۳ ص ۵۸ رقم الحدیث ۲۶۸۱ مطبوعہ دار الفکر بیروت)

گاہوں کی خبر دینا کہ کسی نے اپنی قتل گاہ سے تجاوز نہ کیا۔ دوسرا معجزہ آپ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہٖ واصحابہٖ وَسلَّم کا یہ بتانا کہ جس لڑکے کو وہ مار رہے تھے۔ جب اسے چھوڑتے تو وہ سچ بولتا اور جب اسے مارتے تو وہ جھوٹ بولتا اور یہی حقیقت تھی۔ (سچ کیا تھا اور جھوٹ کیا؟ اس کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نہ سمجھ سکے اور آقا علیہ السلام نے واضح فرمادیا یہی غیب بتانا سرکار علیہ الصلوۃ والسلام کا دوسرا معجزہ تھا)[1]

حافظ ابو عمرو ابن عبد البر مالکی متوفی ۴۶۳ھ لکھتے ہیں:

یقول ھذا مصرع فلان وھذا مصرع فلان فما عدا واحد منھم مصرعہ ذلک الذی حدہ رسول اللہ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم۔[2]

امام ابی العباس احمد بن احمد الخطیب متوفی ۸۱۰ھ لکھتے ہیں:

واخبر عن مصارع المشرکین یوم بدر فوجد کل واحد فی مصرعہ الذی اخبر بہ۔[3]

محمد بن ابی بکر الدمشقی الشہیر بابن قیم الجوزیہ متوفی ۷۵۱ھ لکھتے ہیں:

وجعل یشیر بیدہ ھذا مصرع فلان وھذا مصرع فلان وھذا مصرع فلان ان شاء اللہ فما تعدی احد منھم مضوع اشارتہ۔[4]

امام علی بن برہان الدین الحلبی الشافعی متوفی ۱۰۶۶ھ لکھتے ہیں:

یقول ھذا مصرع عتبۃ بن ربیعۃ وھذا مصرع شیبۃ بن ربیعۃ وھذا مصرع امیۃ بن خلف وھذا مصرع ابی جھل بن ھشام وھذا مصرع فلان غدا ان شاء اللہ تعالی ای ویضع یدہ الشریفۃ علی الارض فما تنحی احدھم عن موضع یدہ۔[5]

امام ابی الفرج عبد الرحمن بن الجوزی متوفی ۵۹۷ھ لکھتے ہیں:

قال الذئب اعجب من ھذا رجل فی النخلات بین الحرتین یخبر کم بما مضی وما ھو کائن من بعد کم۔

ترجمہ: بھیڑیئے نے کہا یہ تو کوئی تعجب خیز بات نہیں ہے دراصل حیرت و تعجب کا موجب تو یہ بات ہے کہ سنگستانوں کے درمیان نخلستان میں ایک ہستی جلوہ فرما ہے جو گزرے ہوئے واقعات بھی بتلاتے ہیں اور آنے والے بھی۔[6]

---

[1] (صحیح مسلم مع نووی کتاب الجھاد باب غزوۃ بدر ج ۲ ص ۱۰۲ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی)
[2] (الدرر فی اختصار المغازی والسیر لابن عبد البر ص ۱۰۵ مطبوعہ دار المعارف القاھرۃ مصر)
[3] (وسیلۃ الاسلام بالنبی علیہ الصلاۃ والسلام ص ۱۳۳ مطبوعہ دار الغرب الاسلامی بیروت)
[4] (زاد المعاد فی ھدی خیر العباد ج ۳ ص ۱۷۶ مطبوعہ مؤسسۃ الرسالۃ بیروت)
[5] (انسان العیون فی سیرۃ الامین المامون المعروفۃ بالسیرۃ الحلبیہ باب غزوۃ بدر الکبری ج ۲ ص ۴۳۰ مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت)
[6] (الوفا باحوال المصطفیٰ باب الثانی فی ذکر اعلام الوحش بنبوتہ ج ۱ ص ۱۵۹ مطبوعہ مصطفیٰ البابی مصر)

علامہ ابو عبد اللہ محمد بن احمد مالکی قرطبی متوفی ۶۶۸ھ لکھتے ہیں:

فقال الذئب اعجب من هذا رجل فی النخلات بین الحرتین یخبر کم بما مضی و ما هو کائن بعد کم۔

ترجمہ: بھیڑیا کہنے لگا اے بکریوں والے! اس سے کہیں زیادہ عجیب بات تو یہ ہے کہ ان دو سنگستانوں کے درمیان کھجوروں کے باغات والے شہر میں ایک مرد خدا جلوہ فرما ہے جو تمہیں ماضی کی خبریں بھی دیتا ہے اور جو کچھ تمہارے بعد مستقبل میں ہونے والا ہے ان واقعات کی خبریں بھی دیتا ہے۔[1]

حافظ عماد الدین اسماعیل بن عمر بن کثیر متوفی ۷۷۴ھ روایت کرتے ہیں:

فقال الذئب اعجب من هذا رجل فی النخلات بین الحرتین یخبر کم بما مضی و ما هو کائن بعد کم۔

ترجمہ: بھیڑیئے نے کہا اس سے بھی عجیب تر بات یہ ہے کہ ایک آدمی دو میدانوں کے درمیان واقع نخلستان (مدینہ) میں بیٹھ کر بتلا رہا ہے کہ کیا ہو چکا ہے اور آئندہ کیا ہو گا۔[2]

امام اسحاق بن ابراہیم راھویہ متوفی ۲۳۸ھ روایت کرتے ہیں:

فقال الذئب او اعجب من ذلک رجل بین النخلات بین الحرتین یخبر کم بما مضی و ما هو کائن بعد کم۔[3]

امام کبیر محدث شہیر حافظ حدیث ابو نعیم احمد بن عبد اللہ اصفہانی متوفی ۴۳۰ھ روایت کرتے ہیں:

فقال اعجب من هذا رجل فی النخلات بین الحرتین یخبر بما مضی و ما هو کائن بعد کم۔

ترجمہ: بھیڑیئے نے کہا اس سے بھی عجیب تر بات یہ ہے کہ ایک آدمی دو میدانوں کے درمیان واقع نخلستان (مدینہ) میں بیٹھ کر بتلا رہا ہے کہ کیا ہو چکا ہے اور آئندہ کیا ہو گا۔[4]

امام جلال الدین سیوطی متوفی ۹۱۱ھ روایت کرتے ہیں:

اخرج احمد و ابن سعد و البزار و الحاکم و البیهقی و صححاه و ابو نعیم من طرق عن ابی سعید الخدری قال: بینما راع یرعی بالحرة اذ عرض ذئب لشاة من شیاهه فحال الراعی بین الذئب و بین الشاة فاقعی الذئب علی ذنبه ثم قال للراعی الا تتقی اللہ تعالیٰ تحول بینی و بین رزق ساقه اللہ تعالیٰ الی فقال الراعی العجب من الذئب یتکلم بکلام الانس فقال الذئب الا احدثک باعجب من ذلک رسول اللہ صَلی اللہ تعالیٰ علیه وَ اٰله و اصحابه وَ سلّم بین الحرتین یحدث الناس بانباء ما قد سبق فساق الراعی غنمه حتی قدم المدینة فدخل علی النبی صَلی اللہ تعالیٰ علیه وَ اٰله و اصحابه وَ سلّم فحدث بحدیث الذئب فقال رسول اللہ صَلی اللہ تعالیٰ علیه وَ اٰله و اصحابه وَ سلّم صدق صدق الا انه

---

[1] (التذکرة فی احوال الموتی و امور الآخرة باب امور تکون بین یدی الساعة ج ۲ ص ۷۲۵ مطبوعہ سعیدیہ کتب خانہ صدف پلازہ محلہ جنگی پشاور)
[2] (البدایة و النهایة قصة الذئب و شهادته بالرسالة ج ۶ ص ۱۴۴ مطبوعہ مکتبة المعارف بیروت)
[3] (مسند اسحاق بن راهویه ج ۱ ص ۳۵۷ رقم الحدیث ۳۰۶ مطبوعہ مکتبة الایمان المدینة المنورة)
[4] (دلائل النبوة امام ابو نعیم اصفہانی اردو ص ۳۳۷۔۳۳۸ مطبوعہ ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور)

من اشراط الساعة کلام السباع للانس والذی نفسی بیده لا تقوم الساعة حتی تکلم السباع الانس ویکلم الرجل شراک نعله وعذبة سوطه ویخبره فخذه بما احدث اهله من بعده۔

ترجمہ: امام احمد وابن سعد وبزار رحمہم اللہ اور حاکم و بیہقی رحمہما اللہ دونوں نے صحیح بتا کر اور ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ نے متعدد سندوں کے ساتھ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ حرہ میں ایک چرواہا بکریاں چرا رہا تھا اچانک بھیڑیا اس کی بکریوں میں سے ایک بکری پر لپکا تو چرواہا بکری اور بھیڑئے کے درمیان حائل ہو گیا۔ بھیڑیا اپنی دم پر بیٹھ گیا۔ اس کے بعد اس نے چرواہے سے کہا کیا تو خدا سے نہیں ڈرتا کہ میرے اور اس رزق کے درمیان جسے اللہ تعالیٰ نے میری طرف بھیجا حائل ہوتا ہے؟ چرواہے نے کہا تعجب ہے کہ بھیڑیا انسان جیسی بات کرتا ہے۔ بھیڑیئے نے کہا کیا میں اس سے زیادہ تعجب کی بات نہ بتاؤں وہ یہ کہ رسول اللہ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم ان دونوں پہاڑوں کے درمیان گذشتہ واقعات کی خبریں لوگوں کو بتارہے ہیں۔ یہ سن کر اس چرواہے نے اپنی بکریوں کو ہانک دیا اور خود مدینہ منورہ چل دیا اور رسول اللہ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور اس نے بھیڑیئے کی بات بیان کی۔ رسول اللہ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم نے فرمایا۔ اس نے سچ کہا اس نے سچ کہا لوگوں سن لو انسانوں سے درندوں کا بات کرنا قیامت کی علامتوں میں سے ایک ہے اور قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک درندے انسانوں سے بات نہ کریں اور مرد سے اس کی جوتی کا تسمہ اور اس کے کوڑے کا پھندنا بات کرے گا اور اس کی ران اسے وہ بات بتائے گی جو اس کے جانے کے بعد اس کی بیوی سے رونما ہوئی ہوگی۔[1]

امام قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ ارشاد الساری میں اور ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ مرقاۃ میں امام طیبی رحمۃ اللہ علیہ کا قول نقل کرتے ہیں:

قال الطیبی حتی غایة اخبرنا ای اخبرنا مبتدئاً من بدء الخلق حتی انتھی الی دخول اھل الجنة الجنة ووضع الماضی موضع المضارع للتحقق المستفاد من قول الصادق الامین ودل ذلک علی انه اخبر بجمیع احوال المخلوقات منذ ابتدئت الی ان تفنی الی ان تبعث۔

ترجمہ: طیبی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا حتی اخبرنا کی غایت کے لئے ہے یعنی آپ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم نے ہمیں مخلوق کی پیدائش سے لے کر لوگوں کے جنت میں داخل ہونے تک کے بارے میں خبر دے دی اور یہاں ماضی مضارع کی جگہ

---

[1] (خصائص الکبری ج ۲ ص ۱۰۲ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)، (خصوصیات مصطفی صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم محمد ھارون معاویہ دیوبندی ج ۲ ص ۲۵۴ مطبوعہ دار الاشاعت کراچی)، (مجمع الزوائد ومنبع الفوائد باب اخبار الذئب بنوتہ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم ج ۸ ص ۲۹۴ مطبوعہ موسسة المعارف بیروت)، (حجة اللہ علی العالمین فی معجزات سید المرسلین الباب السادس فی معجزاته صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم المتعلقة بتکلیم البھائم له وشھادتھا برسالة الخ ص ۳۳۲ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

آیا ہے صادق اور امین نبی صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسَلَّم کے فرمان گرامی سے حاصل ہونے والے تحقق کی وجہ سے یہ اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ حضور صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسَلَّم نے تمام مخلوقات کے تمام احوال از ابتدا تا انتہا اور دوبارہ اٹھائے جانے تک کے بارے میں خبر دے دی۔[1]

حافظ شہاب الدین احمد ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ لکھتے ہیں:

وفی تیسیر ایراد ذلک فی مجلس واحد من خوارق العادۃ امر عظیم ویقرب ذلک مع کون معجزاتہ لامریۃ فی کثرتھا انہ اعطی جوامع الکلم ومثل ھذا من جھۃ اخری ماروا ہ الترمذی من حدیث عبداللہ بن عمرو ابن العاص خرج علینا رسول اللہ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسَلَّم وفی یدہ کتابان فقال الذی فی یدہ الیمنی ھذا الکتاب من رب العالمین فیہ اسماء اھل الجنۃ واسماء آبائھم وقبائلھم ثم اجمل علی آخرھم فلا یزاد فیھم ولا ینقص منھم ابدا ثم قال للذی فی شمالہ مثلہ فی اھل النار۔

ترجمہ: حضور صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسَلَّم ایک ہی مجلس میں روز قیامت تک کہ احوال و واقعات کا بیان فرمانا آپ کا عظیم معجزہ ہے اور آپ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسَلَّم کی شان جوامع الکلم (طویل کلام کو چند جملوں میں بیان کرنا) کا آئینہ دار ہے اور اس کی مثال ایک دوسری جہت سے عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے جسے امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے کہ حضور صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسَلَّم ہمارے پاس تشریف لائے درآنحالیکہ آپ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسَلَّم کے ہاتھ میں دو کتابیں تھیں دائیں ہاتھ والی کتاب کے بارے میں فرمایا یہ کتاب رب العالمین کی طرف سے ہے اس میں اہل جنت اور ان کے آباء اور ان کے قبیلوں کے نام ہے ان پر کبھی بھی نہ کوئی نام زیادہ ہو سکتا ہے اور نہ کوئی نام کم ہو سکتا ہے۔ پھر آپ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسَلَّم نے بائیں ہاتھ والی کتاب کے بارے میں اہل دوزخ کی نسبت اسی کی مثل بیان فرمایا۔[2]

امام بدرالدین عینی حنفی متوفی ۸۵۵ھ لکھتے ہیں:

وفی ایراد ذلک کلہ فی مجلس واحد امر عظیم من خوارق العادۃ وکیف وقد اعطی جوامع الکلم مع ذلک۔

ترجمہ: حضور صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسَلَّم ایک ہی مجلس میں روز قیامت تک کہ احوال و واقعات کا بیان فرمانا آپ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسَلَّم کے معجزات میں سے ایک عظیم معجزہ ہے اور ایسا کیوں نہ ہو کہ آپ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسَلَّم کو اس کے ساتھ جوامع الکلم بھی عطا کیے گئے۔[3]

---

[1] (مرقاہ شرح المشکوۃ ج ۱۱ ص ۴ مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان)

[2] (فتح الباری شرح صحیح بخاری ج ۶ ص ۲۹۱ مطبوعہ دار النشر الکتب الاسلامیہ لاہور)

[3] (عمدۃ القاری ج ۱۵ ص ۱۱۰ مطبوعہ دار الفکر بیروت)

علامہ احمد قسطلانی متوفی ۹۱۱ھ لکھتے ہیں:

وھذامن خوارق العادۃففیہ تیسیرا القول الکثیر فی الزمن القلیل۔

ترجمہ: اور آپ صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسَلَّم کا ابتدائے خلق سے قیامت تک کے احوال کی ایک ہی مجلس میں خبر دینا آپ صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسَلَّم کے معجزات میں سے ایک ہے اس حدیث میں کثیر کلام کر کے تھوڑے وقت میں بیان کر دینے کا معجزہ ہے۔[1]

[1] (ارشادالساری ج۵ ص ۲۵۰)

چند مزید احادیث سے علم غیب کا ثبوت

حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ نے چند احادیث بیان فرمائی فقیر ناچیز علم غیب کے ثبوت میں مزید ۴۰ احادیث پیش کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمائیں۔

حدیث نمبر ا: نجاشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے انتقال کی خبر دینا

نجاشی ملک حبشہ کے بادشاہ کا لقب تھا جو کوئی وہاں کا بادشاہ ہوتا تھا اسے نجاشی کہتے تھے اس نجاشی کا نام اصحمہ رضی اللہ عنہ تھا جو پہلے عیسائی تھا لیکن جب حضور صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم کا نامہ مبارک جس میں اس کو دعوت اسلام دی گئی تھی ملا تو حضور صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم پر ایمان لے آیا اور آپ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم کی رسالت کا اقرار کیا۔

امام علی بن محمود بن سعود الخزاعی متوفی ۷۸۹ھ لکھتے ہیں:

فاسلم النجاشی و شہدان لا الہ الا اللہ و ان محمد رسول اللہ۔

ترجمہ: نجاشی رضی اللہ عنہ اسلام لائے اور گواہی دی توحید و رسالت کی۔ [1]

امام ابی الفرج عبد الرحمن بن الجوزی متوفی ۵۹۷ھ لکھتے ہیں:

نجاشی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

و لو لا ما انا فیہ من الملک لاتیتہ حتی اقبل نعلہ۔

ترجمہ: اگر میں ملک (حکمرانی) کے مسائل میں نہ ہوتا تو میں آپ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم کے پاس آکر آپ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم کے نعلین کو چومتا۔ [2]

حافظ ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبرانی متوفی ۳۶۰ھ ایک طویل روایت میں لکھتے ہیں:

فقام رسول اللہ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ و اصحابہ وَسلَّم فتوضأ ثم دعا اللھم اغفر لنجاشی فقال المسلمون آمین۔

ترجمہ: حضور صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم کھڑے ہوئے اور وضو کیا اور پھر تین مرتبہ یہ دعا کی اے اللہ نجاشی کی مغفرت فرما پس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آمین کہا۔ [3]

---

[1] (تخریج الدلالات السمعیۃ ص ۲۹۷ مطبوعہ دار الغرب الاسلامی بیروت)

[2] (صفوۃ الصفوۃ ج ۱ ص ۵۱۸ مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت)

[3] (المعجم الکبیر طبرانی ما اسند جعفر رضی اللہ عنہ ج ۲ ص ۱۱۰ رقم الحدیث ۱۴۷۸ مطبوعہ مکتبۃ العلوم والحکم الموصل)

چند مزید احادیث سے علمِ غیب کا ثبوت

امام شمس الدین محمد بن احمد ذہبی متوفی ۷۴۸ھ لکھتے ہیں:

فقام رسول اللہ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَ اٰلہ و اصحابہ وَ سلّم فتوضا ثم دعا ثلاث مرات اللھم اغفر للنجاشی فقال المسلمون آمین۔

ترجمہ: حضور صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَ سلَّم کھڑے ہوئے اور وضو کیا اور پھر تین مرتبہ یہ دعا کی اے اللہ نجاشی کی مغفرت فرما پس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آمین کہا۔[1]

امام ابو داوٗد متوفی ۲۷۵ھ روایت کرتے ہیں:

عن عائشۃ رضی اللہ عنہا قالت لما مات النجاشی کنا نتحدث انہ لا یزال یری علی قبرہ نور۔

ترجمہ: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ وہ فرماتی ہیں ہم گفتگو کیا کرتے تھے کہ نجاشی رضی اللہ عنہ کی قبر پر ہمیشہ ایک نور نظر آتا ہے۔[2]

اور جب نجاشی رضی اللہ عنہ وفات پا گئے تو حضور صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَ سلَّم نے اسی دن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ان کی وفات کی خبر سنائی اوران پر نماز جناز پڑھا اور نماز جنازہ کے بعد حضرت نجاشی رضی اللہ عنہ کے لئے دعا بھی فرمائی۔

امام مسلم بن حجاج قشیری متوفی ۲۶۱ھ روایت کرتے ہیں:

و حدثنی عبد الملک بن شعیب بن اللیث قال حدثنی ابی عن جدی قال نا عقیل بن خالد عن ابن شھاب عن سعید بن المسیب و ابی سلمۃ بن عبد الرحمن انھما حدثاہ عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ انہ قال نعی لنا رسول اللہ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَ اٰلہ و اصحابہ وَ سلّم النجاشی صاحب الحبشۃ فی الیوم الذی مات فیہ فقال استغفروا لأخیکم۔

ترجمہ: حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَ سلَّم نے حبشہ کے بادشاہ نجاشی کی وفات کی اسی دن خبر دی جس دن ان کا انتقال ہوا تھا۔ آپ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَ سلَّم نے فرمایا اپنے بھائی کے لئے استغفار کرو۔[1]

---

[1] (سیر اعلام النبلاء ج ۱ ص ۴۳۷ مطبوعہ مؤسسۃ الرسالۃ بیروت)

[2] (سنن ابو داؤد کتاب الجهاد باب فی النویری عند قبر الشهید ج ۱ ص ۳۴۱۔۳۴۲ مطبوعہ مکتبہ حقانیہ پشاور)، (سنن ابی داؤد کتاب الجهاد باب فی النوریری عند قبر الشهید ج ۳ ص ۱۶ رقم الحدیث ۲۵۲۳ مطبوعہ دار الفکر بیروت)، (دلائل النبوۃ باب نعی رسول اللہ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَ اٰلہ و اصحابہ وَ سلَّم النجاشی النجاشی فی الیوم الخ ج ۴ ص ۴۱۱۔۴۱۲ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)، (سیرۃ ابن اساق حدیث الهجرۃ الاولی الی الحبشۃ ج ۴ ص ۲۰۱ رقم الحدیث ۲۹۲ مطبوعہ معهد الدراسات والابحاث للتعریب)، (روض الانف للسهلی باب النور الذی کان علی قبر النجاشی ج ۲ ص ۱۰۷ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)، (سیر اعلام النبلاء ج ۱ ص ۴۳۰ و ص ۴۳۹۔۴۴۰ مطبوعہ مؤسسۃ الرسالۃ بیروت)، (الاصابۃ فی تمیز الصحابۃ ذکر اصحمۃ بن ابحر النجاشی رضی اللہ عنہ ج ۱ ص ۲۰۶ برقم ۴۷۳ مطبوعہ دار الجیل بیروت)، (الاکتفاء بما تضمنہ من مغازی رسول اللہ و الثلاثۃ الخلفاء ذکر الهجرۃ الی ارض الحبشۃ ج ۱ ص ۲۴۸ مطبوعہ عالم الکتب بیروت)، (السیرۃ النبویۃ لابن کثیر باب هجرۃ من هاجر من اصحاب رسول اللہ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَ اٰلہ و اصحابہ وَ سلَّم من مکۃ الی ارض الحبشۃ فراراً بدینهم من الفتنۃ ج ۲ ص ۲۳ مطبوعہ دار الکتاب العربی بیروت)

چند مزید احادیث سے علم غیب کا ثبوت

امام ابوعبدالرحمن احمد بن شعیب نسائی متوفی ۳۰۳ھ روایت کرتے ہیں:

انبأ قتیبة بن سعید قال ثنا سفیان عن الزهری عن ابی سلمة عن ان ابی هریرة قال ثم لما مات النجاشی قال النبی صَلی اللہ تعالیٰ علیه وَ اٰله و اصحابه وَ سلَّم استغفر و اله۔

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب نجاشی رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا تو نبی کریم صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم نے فرمایا کہ ان کے لئے استغفار کرو۔[2]

امام ابی منصور محمد بن محمد محمود الماتریدی متوفی ۳۳۳ھ لکھتے ہیں:

وعن الحسن قال: لما مات النجاشی، قال رسول اللہ صَلی اللہ تعالیٰ علیه وَ اٰله و اصحابه وَ سلَّم: استغفروا لأخیکم۔

ترجمہ: حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ جب نجاشی رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا تو نبی کریم صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم نے فرمایا کہ اپنے بھائی کے لئے استغفار کرو۔[3]

حافظ ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبرانی متوفی ۳۶۰ھ روایت کرتے ہیں:

حدثنا العباس بن احمد ان الحنفی ثنا محمد بن عبید بن شعبلة حدثنا ابی ثنا شریک عن الشیبانی عن الشعبی عن جریر قال قال له النبی صَلی اللہ تعالیٰ علیه وَ اٰله و اصحابه وَ سلَّم ان اخاکم النجاشی قدمات فاستغفر و اله۔

ترجمہ: حضرت جریر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم نے فرمایا تمہارا بھائی نجاشی وفات پا گیا ہے ان کے لئے استغفار کرو۔[4]

---

[1] (مسلم شریف ج ۱ ص ۳۰۹ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی)، (اکمال اکمال المعلم شرح صحیح مسلم ج ۳ ص ۸۸ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)، (مواھب اللدنیہ ج ۳ ص ۹۵ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

[2] (سنن الکبری للنسائی ج ۱ ص ۶۵۷ رقم الحدیث ۲۱۶۸۔۲۱۶۹ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)، (نسائی شریف ج ۱ ص ۲۸۷ مطبع مجتبائی پاکستان لاھور)، (مصنف ابن ابی شیبہ ج ۳ ص ۲۴۱ رقم الحدیث مطبوعہ دار الفکر بیروت)، (مسند احمد ج ۲ ص ۲۴۱ رقم الحدیث ۷۲۸۱ مطبوعہ مؤسسۃ قرطبۃ مصر)، (مسند ابی ھریرہ ج ۱ ص ۳۱۰ رقم الحدیث ۱۸۰۸ مطبوعہ دار الفکر بیروت)، (الفتح الربانی مع شرحہ بلوغ الامانی ج ۷ ص ۲۲۰۔۲۲۱ رقم الحدیث ۱۷۳ مطبوعہ مصر)، (المنتقی لابن الجارود کتاب الجنائز ج ۱ ص ۱۴۱ رقم الحدیث ۵۴۳ مطبوعہ مؤسسۃ الکتاب الثقافیۃ بیروت)، (الاصابۃ فی تمیز الصحابۃ ذکر جریر بن عبد اللہ بن جابر رضی اللہ عنہ ج ۱ ص ۴۷۵ برقم ۱۱۳۸ مطبوعہ دار الجیل بیروت)، (مسند احمد ج ۲ ص ۲۴۱ رقم الحدیث ۷۲۸۱ مطبوعہ مؤسسۃ قرطبۃ مصر)، (حلیۃ الاولیاء و طبقات الاصفیاء ذکر عبدالرحمن بن مھدی رحمۃ اللہ علیہ ج ۹ ص ۲۸۔۲۹ مطبوعہ دار الکتاب العربی بیروت)

[3] (تاویلات اھل السنۃ تفسیر الماتریدی ج ۲ ص ۵۶۷ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

[4] (المعجم الکبیر طبرانی ج ۱ ص رقم الحدیث ۲۳۴۷۔۲۳۴۸۔۲۳۵۰ مطبوعہ احیاء التراث الاسلامی عراق)، (المعجم الکبیر طبرانی ج ۲ ص ۳۲۳ رقم الحدیث ۲۳۴۷۔۲۳۵۰ مطبوعہ مکتبۃ العلوم والحکم الموصل)، (مسند الشامیین ج ۱ ص ۸۵ رقم الحدیث ۱۱۶ و ص ۱۰۴ رقم الحدیث ۱۵۵ مطبوعہ مؤسسۃ الرسالۃ بیروت)، (حلیۃ الاولیاء وطبقات الاصفیاء ذکر عبدالرحمن بن مھدی رحمۃ اللہ علیہ ج ۹ ص ۲۸۔۲۹ مطبوعہ دار الکتاب العربی بیروت)، (دلائل النبوۃ لابی نعیم اصفھانی اردو ص ۴۹۸ مطبوعہ ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاھور)

چند مزید احادیث سے علم غیب کا ثبوت

امام ابو جعفر احمد بن محمد الطحاوی متوفی ۳۲۱ھ لکھتے ہیں:

حدثنا یونس قال ثنا ابن وھب قال اخبرنی مالک عن ابن شھاب عن سعید بن المسیب عن ابی ھریرۃ ثم ان رسول اللہ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَ اٰلہ و اصحابہ وَ سلّم نعی للناس النجاشی فی الیوم الذی مات فیہ ثم خرج الی المصلی فصف بھم و کبر علیہ اربع تکبیرات۔[1]

امام ابو بکر احمد بن حسین بیہقی متوفی ۴۵۸ھ روایت کرتے ہیں:

عن ابی ھریرۃ انہ قال نعی لنا رسول اللہ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَ اٰلہ و اصحابہ وَ سلّم النجاشی صاحب الحبشۃ فی الیوم الذی مات فیہ فقال استغفروا لاخیکم۔

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم نے حبشہ کے بادشاہ نجاشی کی وفات کی اسی دن خبر دی جس دن ان کا انتقال ہوا تھا۔ آپ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم نے فرمایا اپنے بھائی کے لئے استغفار کرو۔[2]

امام ابو بکر احمد بن حسین بیہقی متوفی ۴۵۸ھ روایت کرتے ہیں:

قولہ ولا اراہ الا قدمات یرید واللہ اعلم قبل بلوغ الھدیۃ الیہ وھذا القول صدر منہ قبل موتہ ثم لما مات نعاہ فی الیوم الذی مات فیہ وصلی علیہ۔

---

[1] (شرح معانی الآثار باب التکبیر علی الجنائز ج ۱ ص ۴۹۵ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

[2] (السنن الکبری ج ۴ ص ۵۷ رقم الحدیث ۲۹۳۲ ص ۸۲ رقم الحدیث ۷۰۲۶ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)، (دلائل النبوۃ باب نعی رسول اللہ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم النجاشی النجاشی فی الیوم الخ ج ۴ ص ۴۱۱ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)، (الاستیعاب ج ۱ ص ۱۶۹ مطبوعہ دار الجیل بیروت)، (تحفۃ الاشراف بمعرفۃ الاطراف ج ۱۰ ص ۲۴ رقم الحدیث ۱۳۱۷۶ و ص ۱۰۳ رقم الحدیث ۱۳۲۱۱ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)، (مسند الربیع باب صلاۃ الجنائز ص ۱۹۴ رقم الحدیث ۴۷۹ مطبوعہ دار الحکمۃ بیروت)، (شرح السنۃ ج ۳ ص ۲۳۹ رقم الحدیث ۱۴۸۴ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)، (الاحادیث المختارۃ ج ۵ ص ۴۰ رقم الحدیث ۱۶۴۹ و ج ۶ ص ۶۱۔۶۲۔۶۳ رقم الحدیث ۲۰۳۷۔۲۰۳۸ مطبوعہ مکتبۃ النھضۃ الحدیثہ مکہ مکرمۃ)، (تفسیر ابن کثیر ج ۱ ص ۴۴۴ مطبوعہ دار الفکر بیروت)، (جامع المسانید والسنن ج ۱ ص ۲۱ ۵۹۰۹ رقم الحدیث ۴۸۰ مطبوعہ دار الفکر بیروت)، (تحفۃ المحتاج ج ۲ ص ۱۳ رقم الحدیث ۸۸۴ مطبوعہ دار حراء مکۃ المکرمۃ)(الاصابۃ فی تمیز الصحابۃ ذکر اصحمۃ بن ابحر النجاشی رضی اللہ عنہ ج ۱ ص ۲۰۶ برقم ۴۷۳ مطبوعہ دار الجیل بیروت)، (عمدۃ الاحکام کتاب الجنائز ج ۲ ص ۱۵۸ مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت)، (خلاصۃ البدر المنیر ج ۱ ص ۲۶۶ رقم الحدیث ۹۲۹ مطبوعہ مکتبۃ الرشد الریاض)، (تلخیص الحبیر کتاب الجنائز ج ۲ ص ۱۲۵ رقم الحدیث ۷۷۳ مطبوعہ المدینۃ المنورۃ)، (الدر المنثور فی التفسیر الماثور ج ۲ ص ۲۰۰ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)، (فتح الوھاب کتاب الجنائز فصلی فی صلاۃ المیت ج ۱ ص ۱۶۸ مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت)، (روض الانف مع سیرۃ النبویۃ لامام ابن ھشام ج ۲ ص ۱۱۸ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)، (الاکتفاء بما تضمنہ من مغازی رسول اللہ والثلاثۃ الخلفاء ذکر الھجرۃ الی ارض الحبشۃ ج ۱ ص ۲۴۹ مطبوعہ عالم الکتب بیروت)، (شرح زرقانی علی الموطاء ج ۲ ص ۸۰ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)، (الشفا بتعریف حقوق المصطفیٰ ج ۱ ص ۲۱۰۔۲۱۱ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)، (نسیم الریاض فی شرح شفاء القاضی عیاض ج ۴ ص ۲۰۲ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)، (حجۃ اللہ علی العالمین فی معجزات سید المرسلین ص ۳۸۱ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)، (شرح العلامۃ الزرقانی علی المواھب اللدنیۃ ج ۷ ص ۲۰۶ مطبوعہ دار المرفۃ بیروت)(الوفا باحوال المصطفیٰ الباب الرابع فی ذکر ارسال رسو اللہ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم الی النجاشی و کتابہ الیہ ج ۲ ص ۳۶۷ مطبوعہ مصطفیٰ البابی مصر)، (اعلام النبوۃ الباب العاشر فیما سمع من معجزات اقوالہ فصل اخبار الآحاد ص ۱۵۷ مطبوعہ دار الکتاب العربی بیروت)، (معجم الصحابۃ ج ۱ ص ۱۴۹ برقم ۱۵۵ و ص ۱۹۲ برقم ۲۱۶ مطبوعہ مکتبۃ الغرباء الاثریۃ المدینۃ المنورۃ)، (السیرۃ النبویۃ واخبار الخلفاء لابن حبان ص ۳۶۶ مطبوعہ دار الفکر بیروت)

چند مزید احادیث سے علم غیب کا ثبوت

ترجمہ: امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم کا یہ فرمانا کہ "میں نہیں دیکھتا مگر یہ کہ وہ فوت ہو گیا ہے" واللہ اعلم آپ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم نے ہدیوں کو اس کی طرف بھیجنے سے پہلے خبر دینے کا ارادہ فرمایا اور اس کے فوت ہونے سے پہلے آپ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم نے ان کلمات کو صادر فرمایا۔ اس کے بعد جب وہ فوت ہوا تو حضور صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم نے اسی دن اس کے فوت ہونے کی خبر دیدی اور اس پر نماز پڑھی تھی۔[1]

حافظ عمادالدین اسماعیل بن عمر بن کثیر متوفی ۷۷۴ھ روایت کرتے ہیں:

وروی الحافظ البیھقی من طریق مسلم بن خالد الزنجی عن موسی بن عقبۃ عن ابیہ عن ام کلثوم قالت: لما تزوج النبی صَلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم ام سلمۃ قال قد اھدیت الی النجاشی اواقی من مسک وحلۃ وانی لا اراہ قد مات ولا اری الھدیۃ الا سترد علی فان ردت علی اظنہ قال فسمتھا بینکن او فھی لک قال فکان کما قال رسول اللّٰہ صَلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم مات النجاشی وردت الھدیۃ۔

ترجمہ: بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم نے فرمایا جب ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے نکاح فرمایا تو آپ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم نے فرمایا، میں نے نجاشی کی طرف سے چند مشک کے اوقیے اور جوڑے بھیجے ہیں۔ میں اسے نہیں دیکھتا مگر یہ کہ وہ فوت ہو گیا ہے اور میں ان ہدیوں کو نہیں دیکھتا مگر یہ کہ اسے میری طرف واپس کر دیا ہے تو یہ غیبی خبر ایسے ہی واقع ہوئی جیسا کہ رسول اللہ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم نے فرمایا کہ نجاشی فوت ہو گیا اور ہدیے واپس آ گئے۔[2]

---

[1] (دلائل النبوۃ باب نعی رسول اللہ صَلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم النجاشی النجاشی فی الیوم الخ ج۴ ص ۴۱۲ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)، (خصائص الکبری ج ۲ ص ۱۲۸ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)، (حجۃ اللّٰہ علی العالمین فی معجزات سید المرسلین ص ۳۸۱ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)، (مجمع الزوائد ومنبع الفوائد باب اخبارہ صَلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم بالمغیبات ج۸ ص ۲۹۲ مطبوعہ موسسۃ المعارف بیروت)، (دلائل النبوۃ للاصبھانی ص ۱۵۰ رقم الحدیث ۱۶۲ مطبوعہ دار طیبۃ الریاض)

[2] (السیرۃ النبویۃ نعی رسول اللّٰہ صَلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم النجاشی فی الیوم الذی مات فیہ بارض الحبشۃ ج۳ ص ۹۳ ۴ مطبوعہ دار الکتاب العربی بیروت)

علم غیب مصطفیٰ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہٖ واصحابہٖ وَسلَّم

اس حدیث مبارکہ سے نبی کریم صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہٖ واصحابہٖ وَسلَّم کا علم غیب ثابت ہوا جو قال نعی لنا رسول اللہ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ و اصحابہ وَسلَّم النجاشی صاحب الحبشۃ فی الیوم الذی مات فیہ سے واضح ہے۔ حضور صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہٖ واصحابہٖ وَسلَّم نے حبشہ کے بادشاہ نجاشی رضی اللہ عنہ کی وفات کی اسی دن خبر دی جس دن اس کا انتقال ہوا تھا۔

حدیث نمبر ۲: حضور صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہٖ واصحابہٖ وَسلَّم نے پہلے سے بتادیا تم مجھ سے نیکی اور بدی کے بارے میں پوچھنے آئے ہو

امام اسماعیل بن محمد بن الفضل الاصبہانی متوفی ۵۳۵ھ لکھتے ہیں:

اخبرنا احمد بن علی بن خلف انا ابو عبدالرحمن السلمی انا ابو بکر الربویخی انا الحسن بن سفیان ثنا حرملۃ انا ابن وھب حدثنی معاویۃ عن ابی عبداللہ محمد الاسدی انہ سمع وابصۃ الاسدی قال جئت لاسأل النبی صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ و اصحابہ وَسلَّم عن البر و الاثم، فقال: من قبل ان أسألہ عنہ یا وابصۃ: اخبرک بما جئت تسألنی عنہ؟ قلت: اخبرنی یارسول اللہ۔ قال: جئت تسألنی عن البر و الاثم۔ قلت: ای والذی بعثک بالحق، فقال: البر ما انشرح لہ صدرک و الاثم ما حاک فی نفسک و ان أفتاک عنہ الناس۔

ترجمہ: حضرت وابصہ اسدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا، میں نبی کریم صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہٖ واصحابہٖ وَسلَّم کی بارگاہ میں اس لیے آیا کہ میں نیکی اور بدی کے بارے میں پوچھوں مگر میرے پوچھنے سے قبل حضور صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہٖ واصحابہٖ وَسلَّم نے فرمایا:

اے وابصہ رضی اللہ عنہ! کیا میں تمہیں بتادوں جو تم مجھ سے پوچھنا چاہتے ہو؟ میں نے عرض کیا، یارسول اللہ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہٖ واصحابہٖ وَسلَّم! مجھے بتایئے۔ فرمایا تم مجھ سے نیکی اور بدی کے بارے میں پوچھنے آئے ہو؟ میں نے عرض کیا، قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہٖ واصحابہٖ وَسلَّم کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا۔ آپ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہٖ واصحابہٖ وَسلَّم نے بالکل صحیح فرمایا۔

فرمایا نیکی وہ عمل ہے جس سے انشراح صدر تمہیں حاصل ہو اور بدی وہ ہے جس سے تمہارے دل میں انقباض ہو۔ اگرچہ لوگوں نے تم سے اس کے کرنے کو کہا ہو۔[1]

---

[1] (دلائل النبوۃ للاصبہانی ص ۱۱۵ رقم الحدیث ۱۱۹ مطبوعہ دار طیبۃ الریاض)

امام دارمی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

عن وابصة بن معبد الاسدی ان رسول اللہ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم قال لوابصة ثم جئت تسال عن البر والاثم قال قلت نعم۔

ترجمہ: حضرت وابصہ بن معبد الاسدی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم نے وابصہ سے فرمایا تم نیکی اور گناہ کے متعلق پوچھنے آئے ہو؟ انہوں نے کہا جی ہاں۔[1]

امام احمد بن حنبل متوفی ۲۴۱ھ روایت کرتے ہیں:

فقال لی ادن یا وابصة ادن یا وابصة فدنوت منه حتی مست رکبتی رکبته فقال یا وابصة اخبرک ما جئت تسألنی عنه او تسألنی فقلت: یا رسول اللہ فاخبرنی قال: جئت تسألنی عن البر والاثم قلت نعم۔

ترجمہ: حضور صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم نے ارشاد فرمایا اے وابصہ رضی اللہ عنہ! کیا میں تمہیں بتادوں جو تم مجھ سے پوچھنا چاہتے ہو؟ میں نے عرض کیا، یارسول اللہ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم! مجھے بتائیے۔ فرمایا تم مجھ سے نیکی اور بدی کے بارے میں پوچھنے آئے وابصہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا آپ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم نے بالکل صحیح فرمایا۔[2]

امام جلال الدین سیوطی متوفی ۹۱۱ھ روایت کرتے ہیں:

واخرج احمد والبزار، وابویعلی، والبیهقی وابو نعیم، عن وابصة الاسدی قال: جئت لاسأل النبی صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم عن البر والاثم، فقال: من قبل ان أسأله عنه یا وابصة: اخبرک بما جئت تسألنی عنه؟ قلت: اخبرنی یا رسول اللہ۔ قال: جئت تسألنی عن البر والاثم۔ قلت: ای والذی بعثک بالحق، فقال: البر ما انشرح له صدرک والاثم ما حاک فی نفسک وان أفتاک عنه الناس۔

ترجمہ: امام احمد وبزار، ابویعلی، بیہقی اور ابونعیم رحمہم اللہ نے حضرت وابصہ اسدی رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا، میں نبی کریم صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم کی بارگاہ میں اس لیے آیا کہ میں نیکی اور بدی کے بارے میں پوچھوں مگر میرے پوچھنے سے قبل حضور صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم نے فرمایا: اے وابصہ رضی اللہ عنہ! کیا میں تمہیں بتادوں جو تم مجھ سے پوچھنا چاہتے ہو؟ میں نے عرض کیا، یارسول اللہ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم! مجھے بتائیے۔ فرمایا تم مجھ سے نیکی اور بدی کے بارے میں پوچھنے آئے ہو؟ میں نے عرض کیا، قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا۔ آپ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم نے بالکل صحیح فرمایا۔

---

1 (سنن الدارمی باب دع ومایریبک الا مالا یریبک ج ۲ ص ۳۲۰ رقم الحدیث ۲۵۳۳ دار الکتاب العربی بیروت)

2 (مسند احمد ج ۴ ص ۲۲۸ مطبوعہ مؤسسۃ قرطبۃ مصر)، (حلیۃ الاولیاء وطبقات الاصفیاء ذکر وابصۃ بن معبد جهنی ج ۲ ص ۲۴ مطبوعہ دار الکتاب العربی بیروت)

فرمایا نیکی وہ عمل ہے جس سے انشراحِ صدر تمہیں حاصل ہو اور بدی وہ ہے جس سے تمہارے دل میں انقباض ہو۔ اگرچہ لوگوں نے تم سے اس کے کرنے کو کہا ہو۔[1]

امام محمد عبد الباقی زرقانی متوفی ۱۱۲۴ھ لکھتے ہیں:

وھو الاخبار بالغیب۔[2]

حدیث نمبر ۳: یہ بکری بغیر اجازت ذبح ہوئی ہے

امام جلال الدین سیوطی متوفی ۹۱۱ھ روایت کرتے ہیں:

اخرج البیھقی، عن رجل من الانصار: دعت امراۃ النبی صَلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وَ اٰلہ و اصحابہ وَ سلّم الی طعام، فلما وضع اخذ النبی صَلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وَ اٰلہ و اصحابہ وَ سلّم لقمۃ، فجعل یلوکھا فی فمہ ثم قال: اجد لحم شاۃ اخذت بغیر حق، فسالت المراۃ فذکرت ان جارتھا ارسلتھا بغیر اذن زوجھا۔

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک انصاری سے روایت کی۔ اس نے کہا کہ ایک عورت نے نبی کریم صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم کے کھانے کی دعوت کی۔ جب کھانا رکھا گیا تو حضور صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم نے لقمہ لے کر منہ میں اسے چبایا تو فرمایا' میں اس گوشت کو اس بکری کا پاتا ہوں جسے ناحق پکڑ لیا گیا تھا۔ اس عورت سے پوچھا گیا' اس عورت نے کہا کہ اس کی ہمسایہ نے اس گوشت کو اپنے شوہر کی اجازت لئے بغیر بھیجا تھا۔[3]

امام ابو داوٗد متوفی ۲۷۵ھ روایت کرتے ہیں:

حدثنا محمد بن العلاء اخبرنا ادریس اخبرنا عاصم بن کلیب عن ابیہ عن رجل من الانصار قال ثم خرجنا مع رسول اللّٰہ صَلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وَ اٰلہ و اصحابہ وَ سلّم فی جنازۃ فرأیت رسول اللّٰہ صَلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وَ اٰلہ و اصحابہ وَ سلّم وھو علی القبر یوصی الحافر اوسع من قبل رجلیہ اوسع من قبل رأسہ فلما رجع استقبلہ داعی امراۃ فجاء وجیٔ بالطعام فوضع یدہ ثم وضع القوم فاکلوا فنظر آباونا رسول اللّٰہ صَلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وَ اٰلہ و اصحابہ وَ سلّم یلوک لقمۃ فی فمہ ثم قال اجد لحم شاۃ اخذت بغیر اذن اھلھا فارسلت المرأۃ قالت یارسول اللّٰہ صَلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وَ اٰلہ و اصحابہ وَ سلّم انی

---

1 (خصائص الکبری ج ۲ ص ۱۷۱ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)، (دلائل النبوۃ للبیہقی ج ۶ ص ۲۹۲ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)، (سبل الھدی و الرشاد ج ۱۰ ص ۱۵ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)، (حجۃ اللّٰہ علی العالمین فی معجزات سید المرسلین ص ۳۶۳ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)، (خصوصیات مصطفی صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم محمد ھارون دیوبندی ج ۲ ص ۱۵۲ مطبوعہ دار الاشاعت کراچی)، (المطالب العالیہ ج ۱ ص ۳۴۱۲ ۔ ۳۱۴ مطبوعہ مکہ مکرمۃ)، (مجمع الزوائد و منبع الفوائد ج ۳ ص ۲۷۶ مطبوعہ دار الکتاب العربی بیروت)

2 (شرح العلامۃ الزرقانی علی المواھب اللدنیۃ ج ۷ ص ۲۱۱ مطبوعہ دار المرفۃ بیروت)

3 (خصائص الکبری ج ۲ ص ۱۷۶ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)، (دلائل النبوۃ ج ۶ ص ۳۱۰ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)، (البدایہ و النھایہ ابن کثیر ج ۶ ص ۱۸۸ مطبوعہ المکتبۃ التجاریۃ مکۃ المکرمہ)، (حجۃ اللّٰہ علی العالمین فی معجزات سید المرسلین ص ۳۸۷ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

ارسلت الی البقیع یشتری لی شاۃ فلم اجد فارسلت الی جار لی قد اشتری شاۃ ان ارسل الی بھا بثمنھا فلم یوجد فارسلت الی امرأتہ فارسلت الی بھافقال رسول اللہ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ و اصحابہ وَسلَّم اطعمیہ الاساری۔

ترجمہ: انصار کے ایک آدمی سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم کے ساتھ ایک جنازہ میں گئے آپ قبر کھودنے والے کو وصیت فرمارہے تھے کہ پیروں کی جانب سے قبر کو کشادہ کرو اور سر کی جانب سے قبر کو کشادہ کرو جب آپ واپس ہوئے تو ایک عورت کی طرف سے دعوت دینے والا آیا آپ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم نے اس کی دعوت کو قبول کرلیا اور ہم بھی آپ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم کے ساتھ تھے پس کھانا لایا گیا آپ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم نے اپنا ہاتھ رکھا پھر قوم نے اپنا ہاتھ رکھا سب نے کھایا ہم نے رسول اللہ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم کی طرف دیکھا آپ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم اپنے منہ میں ایک لقمہ چبارہے تھے آپ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم نے فرمایا مجھے یہ علم ہوا کہ یہ اس بکری کا گوشت ہے جس کو اس کے مالک کی مرضی کے بغیر لیا گیا ہے پھر اس عورت کو بلایا گیا اس نے کہا یارسول اللہ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم میں نے کسی کو منڈی کی طرف بھیجا تھا تاکہ میرے لیے بکری خرید لی جائے تو بکری نہیں ملی میں نے اپنے پڑوسی کو پیغام بھیجا جس نے ایک بکری خریدی تھی کہ وہ بکری مجھے قیمت کے عوض بھیج دے تو وہ پڑوسی نہیں ملا میں نے اس کی بیوی کو پیغام بھیجا تو اس نے اس وہ بکری مجھے بھیج دی تب رسول اللہ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم نے فرمایا یہ کھانا قیدیوں کو کھلا دو۔[1]

امام علی بن عمر الدارقطنی البغدادی متوفی ۳۸۵ھ روایت کرتے ہیں:

فقال رسول اللہ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ و اصحابہ وَسلَّم اجد لحم شاۃ اخذت بغیر اذن اھلھا۔

ترجمہ: آپ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم نے فرمایا میں اس گوشت کو اس بکری کا پاتا ہوں جسے اس کے مالک کی اجازت کے ذبح کیا گیا ہے۔[2]

امام ابی الفرج عبدالرحمن بن الجوزی متوفی ۵۹۷ھ لکھتے ہیں:

قال لحم شاۃ اخذت بغیر اذن اھلھا۔

ترجمہ: حضور صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم نے فرمایا یہ اس بکری کا گوشت ہے جو مالک کی اجازت کے بغیر حاصل کرکے ذبح کی گئی ہے۔[1]

---

[1] (سنن ابی داؤد باب فی اجتناب الشبہات ج ۳ ص ۲۴۴ رقم الحدیث ۳۳۳۲ مطبوعہ دار الفکر بیروت)

[2] (سنن الدارقطنی ج ۴ ص ۲۸۵ مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت)، (خصائص الکبری ج ۲ ص ۱۷۶ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)، (سبل الھدی و الرشاد ج ۱۰ ص ۵۳ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)، (حجۃ اللہ علی العالمین فی معجزات سید المرسلین ص ۳۸۷ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

حدیث نمبر ۴: تمہارے پاس اہل جنت کا ایک شخص آرہا ہے

محمد بن عبد اللہ ابو عبد اللہ الحاکم نیشاپوری متوفی ۴۰۵ھ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں:

كنا عند النبى صَلى اللّٰه تعالىٰ عليه وَ أله و اصحابه وَ سلّم فقال النبى ايطلع عليكم رجل من اهل الجنة فاطلع ابو بكر فسلم ثم اجلس۔

ترجمہ: ہم نبی اکرم صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم کی بار گاہ میں حاضر تھے تو رسول اللہ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم نے فرمایا تمہارے پاس اہل جنت کا ایک شخص آرہا ہے تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ آئے اور سلام کرکے بیٹھ گئے۔[2]

امام جلال الدین سیوطی متوفی ۹۱۱ھ روایت کرتے ہیں:

و اخرج الحاكم و صححه، عن ابن مسعود قال: قال النبى صَلى اللّٰه تعالىٰ عليه وَ أله و اصحابه وَ سلّم يطلع عليكم رجل من هل الجنة فاطلع ابو بكر فسلم ثم جلس۔

ترجمہ: حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے صحیح بتا کر حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم نے فرمایا تمہارے پاس اہل جنت کا ایک شخص آرہا ہے تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ آئے اور سلام کرکے بیٹھ گئے۔[3]

امام ابو بکر احمد بن علی خطیب بغدادی متوفی ۴۶۳ھ روایت کرتے ہیں:

محمد بن العباس بن الحسين ابو بكر القاص كان شيخاً فقيرا يقص فى جامع المنصور و فى الطرقات و الاسواق و سمعته يقول حدثنا ابو بكر محمد بن احمد المفيد حدثنا الحسن بن على بن زيد حدثنا حاجب بن سليمان حدثنا و كيع بن الجراح حدثنا سفيان بن سعيد الثورى قال حدثنى سفيان بن عيينة عن عمرو بن دينار عن جابر بن عبداللّٰه قال كنا ثم النبى صَلى اللّٰه تعالىٰ عليه وَ أله و اصحابه وَ سلّم يطلع عليكم رجل لم اصحهما اللّٰه بعدى احدا هو خير منه و لا افضل و له شفاعة مثل شفاعة النبيين فما برحنا حتى طلع ابو بكر الصديق فقام النبى صَلى اللّٰه تعالىٰ عليه وَ أله و اصحابه وَ سلّم فقبله و التزامه۔

ترجمہ: حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نبی کریم صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم کی بار گاہ میں حاضر تھے کہ حضور صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم نے ارشاد فرمایا اس وقت تم پر وہ شخص چمکے گا کہ اللہ نے میرے بعد

---

[1] (الوفا باحوال المصطفىٰ الباب الخامس عشر فى اخبار رسول اللّٰه صَلى اللّٰه تعالىٰ عليه وَ أله و اصحابه وَ سلّم بالغائبات ج ۱ ص ۳۱۴ مطبوعه مصطفىٰ البابى مصر)، (التحقيق فى احاديث الخلاف ج ۲ ص ۲۱۲ رقم الحديث ۱۵۵۵ مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت)

[2] (المستدرك كتاب معرفة الصحابة ج ۳ ص ۷۳ رقم الحدث ۴۴۴۳ مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت)

[3] (خصائص الكبرى ج ۲ ص ۱۸۰ مطبوعه دار الكتب العلميه بيروت)، (حجة اللّٰه على العالمين فى معجزات سيد المرسلين ص ۲۳۷ مطبوعه دار الكتب العلميه بيروت)

اس سے بہتر و بزرگ تر کسی کو نہیں بنایا اور اس کی شفا شفاعت کی مثل ہو گی پس ہم حاضر ہی تھے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ آئے تو حضور نبی کریم صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم نے قیام فرمایا پھر ان کو بوسہ دیا اور گلے لگایا۔[1]

امام محب الدین طبری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

و عن جابر بن عبداللہ قال کنا ثم النبی افقال یطلع علیکم رجل لم اصحہما اللہ بعدی احدا ھو خیر منہ و لا افضل و لہ شفاعۃ مثل شفاعۃ النبیین فما برحنا حتی طلع ابو بکر فقام النبی صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ و اصحابہ وَسلَّم فقبلہ و التزامہ۔

ترجمہ: حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نبی کریم صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم کی بارگاہ میں حاضر تھے کہ حضور صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم نے ارشاد فرمایا اس وقت تم پر وہ شخص چمکے گا کہ اللہ نے میرے بعد اس سے بہتر و بزرگ تر کسی کو نہیں بنایا اور اس کی شفا شفاعت کی مثل ہو گی پس ہم حاضر ہی تھے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ آئے تو حضور نبی کریم صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم نے قیام فرمایا پھر ان کو بوسہ دیا اور گلے لگایا۔[2]

حدیث نمبر ۵: سب سے بدبخت انسان کون ہے؟

امام کبیر محدث شہیر حافظ حدیث ابو نعیم احمد بن عبد اللہ اصفہانی متوفی ۴۳۰ھ اس روایت کے بعد لکھتے ہیں:

حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہتے ہیں میں اور حضرت علی رضی اللہ عنہ غزوۂ عشیرہ میں ہم رکاب تھے ایک جگہ ہم نے پڑاؤ کیا وہاں ہم نے چند چھوٹی سی کھجوروں کو دیکھا اور ان کے نیچے مٹی کی دھول پر ہی سو گئے ہمیں نبی صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم کے سوا کسی نے بیدار نہ کیا آپ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم تشریف لائے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاؤں کو آہستہ سے ٹٹولا اور حالت یہ تھی کہ ہم مٹی سے لت پت تھے آپ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم نے فرمایا علی اٹھو! کیا میں تمہیں بتلاؤں نہیں کہ سب سے بدبخت انسان کون ہے؟ ایک تو قوم ثمود کا وہ مرد احمر جس نے صالح علیہ السلام کی اونٹنی کے پاؤں کاٹے تھے اور دوسرا وہ جو تم پر اس جگہ وار کرے گا۔ آپ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم نے اپنے سر کی ایک جانب اشارہ کیا اور یہ تر ہو جائے گی آپ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم نے اپنی داڑھی مبارک پکڑ لی۔ (یعنی سر سے لے کر داڑھی تک خون ہی خون ہو گا)[3]

---

[1] (تاریخ بغداد ج ۳ ص ۱۲۳۔۱۲۴ برقم ۱۱۴۱ مطبوعہ دار الفکر بیروت)

[2] (الریاض النضرۃ فی مناقب العشرۃ ج ۲ ص ۲۸ رقم الحدیث ۴۳۵ مطبوعہ دار الغرب الاسلامی بیروت)

[3] (دلائل النبوۃ لابی نعیم اصفہانی اردو ص ۴۹۷ مطبوعہ ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور)، (تاریخ الامم والملوک المعروف تاریخ الطبری ج ۲ ص ۱۴۔۱۵ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)، (فضائل صحابہ لابن حنبل ج ۲ ص ۶۸۶۔۶۸۷ رقم الحدیث ۱۱۷۲ مطبوعہ موسسۃ الرسالۃ بیروت)، (الآحاد والمثانی ذکر علی بن ابی طالب ج ۱ ص ۱۴۷ رقم الحدیث ۱۷۵ مطبوعہ دار الرایۃ الریاض)

امام احمد بن حنبل متوفی ۲۴۱ھ روایت کرتے ہیں:

حدثنا عبداللہ حدثنی ابی نا وکیع قال حدثنی قتیبة بن قدامة الرؤاسی عن ابیه عن الضحاک بن مزاحم قال قال رسول اللہ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم یا علی تدری من شر الاولین وقال وکیع مرة عن الضحاک عن علی قال قال رسول اللہ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم ثم یا علی تدری من اشقی الاولین قلت واللہ ورسوله اعلم قال عاقر الناقة قال تدری من شر وقال مرة من اشقی الآخرین قلت اللہ ورسوله اعلم قال قاتلک۔[1]

امام ابوعبداللہ محمد بن عبدالواحد حنبلی المقدسی متوفی ۶۴۳ھ روایت کرتے ہیں:

فقال علی ان رسول اللہ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم عهد الی انی لا اموت حتی اومر ثم تخضب هذه یعنی لحیته من دم هذه یعنی هامته فقتل وقتل ابو فضالة مع علی یوم صفین اسناده ضعیف۔

ترجمہ: تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ بے شک رسول اللہ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم نے مجھ سے عہد فرمایا کہ میں اس وقت تک نہیں مروں گا جب تک میں خلیفہ نہ بن جاؤں پھر میری داڑھی کو میرے چہرے کے خون سے رنگ دیا جائے۔

تو آپ رضی اللہ عنہ بھی قتل ہوئے اور ابو فضالہ رضی اللہ عنہ بھی یوم صفین کے روز قتل ہوئے۔[2]

امام ابوالحسن علی بن محمد بن حبیب الماوردی متوفی ۴۲۹ھ روایت کرتے ہیں:

لا اموت حتی تخضب هذه من هذه وضرب بیده علی لحیته وهامته۔

ترجمہ: میں نہیں مروں گا جب تک میرے داڑھی کو میرے چہرے کے خون سے رنگ نہ دیا جائے۔[3]

امام محمد بن سعد رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

اخبرنا عبیداللہ ان النبی صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم قال لعلی یا علی من شقی الاولین والآخرین قال اللہ ورسوله اعلم قال اشقی الاولین عاقر الناقة واشقی الآخرین الذی یطعنک یا علی واشار الی حیث یطعن قال اخبرنا الفضل بن دکین قال اخبرنا سلیمان بن القاسم الثقفی قال حدثتنی امی عن ام جعفر سرية علی قالت انی لاصب علی یدیه الماء اذ رفع رأسه فاخذ بلحیته فرفعها الی کلاهما فقال واهالک لتخضبن بدم قالت فاصیب یوم الجمعة۔

---

[1] (فضائل صحابه لابن حنبل ج ۱ ص ۵۶۲ رقم الحدیث ۹۵۳ مطبوعه موسسة الرسالة بیروت)، (ذخائر العقبی فی مناقب ذوی القربی ذکر وصف قاتله باشقی الآخرین ص ۱۱۵ مطبوعه دار الکتب المصریة)

[2] (الاحادیث المختارة ج ۲ ص ۳۲۴ رقم الحدیثه ۷۰۲ مطبوعه مکتبة النهضة الحدیثه مکه مکرمة)

[3] (اعلام النبوة الباب الثانی عشر فی انذاره بما سیحدث بعده ص ۱۷۹ و الباب العاشر فیما سمع من معجزات اقواله فصل اخبار الآحاد ص ۱۵۷ مطبوعه دار الکتاب العربی بیروت)

ترجمہ: حضرت عبید اللہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صَلَّی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا اے علی رضی اللہ عنہ اگلوں اور پچھلوں میں بد بخت ترین کون ہے۔ انہوں نے کہا اللہ اور اس کا رسول صَلَّی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم زیادہ جانتے ہیں، فرمایا اگلوں کا سب سے زیادہ بد بخت صالح علیہ السلام کی اونٹنی کے ہاتھ پاؤں کاٹنے والا تھا اور پچھلوں کا بد بخت ترین وہ ہوگا جو تمہیں نیزہ مارے گا اور آپ صَلَّی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم نے اس مقام پر اشارہ کیا جہاں وہ نیزہ مارے گا۔

ام جعفر سریہ علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں پر پانی ڈال رہی تھی یکا یک انہوں نے اپنا سر اٹھایا پھر اپنی داڑھی پکڑ کر اسے ناک تک بلند کیا کہ تیرے لئے خوشی ہے کہ تو ضرور ضرور خون میں رنگی جائے گی پھر جمعہ کے دن ان پر حملہ کیا گیا۔[1]

امام جلال الدین سیوطی متوفی ۹۱۱ھ روایت کرتے ہیں:

واخرج الحاکم وصححه عن علی قال قال لی رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم انک ستضرب ضربة ههنا وضربة ههنا واشار الی صدغیه فیسیل دمهما حتی تخضب لحیتک وله طرق کثیرة عن علی۔

ترجمہ: حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے صحیح بتا کر حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ آپ نے کہا مجھ سے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم فرمایا تمہیں اس جگہ اور اس جگہ ضرب لگائی جائے گی اور حضور صَلَّی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم نے دونوں کنپٹیوں کی طرف اشارہ کیا اور ان دونوں زخموں سے خون بہہ کر تمہاری داڑھی کو رنگین کر دے گا۔[2]

---

1 (طبقات ابن سعد ج ۳ ص ۳۵ مطبوعہ دار صادر بیروت)، (فضائل صحابہ لابن حنبل ج ۲ ص ۶۹۴ رقم الحدیث ۱۱۸۷ مطبوعہ موسسة الرسالة بیروت)، (الآحاد والمثانی ذکر علی بن ابی طالب ج ۱ ص ۱۴۵ رقم الحدیث ۱۷۳ مطبوعہ دار الرایة الریاض)، (ذخائر العقبی فی مناقب ذوی القربی ص ۹۸ مطبوعہ دار الکتب المصریة)، (المعجم الکبیر للطبرانی ج ۱ ص ۱۰۶ رقم الحدیث ۱۷۲ مطبوعہ مکتبة العلوم والحکم الموصل)، (دلائل النبوة للاصبهانی ص ۱۳۰ رقم الحدیث ۱۴۳ مطبوعہ دار طیبة الریاض)، (الاحادیث المختارة ج ۲ ص ۲۵۔۲۶ رقم الحدیث ۴۰۵ مطبوعہ مکتبة النهضة الحدیثه مکه مکرمة)

2 (خصائص الکبری ج ۲ ص ۲۱۰ مطبوعہ دار الکتب العلمیه بیروت)، (دلائل النبوة امام بیهقی ج ۶ ص ۴۳۹ مطبوعہ دار الکتب العلمیه بیروت)، (الشفا بتعریف حقوق المصطفیٰ ج ۱ ص ۲۰۸ مطبوعہ دار الکتب العلمیه بیروت)، (کنز العمال ج ۱۱ ص ۲۹۷ رقم الحدیث ۳۱۵۶۲ مطبوعہ مؤسسة الرسالة بیروت)، (دلائل النبوة لابی نعیم اصفهانی اردو ص ۴۹۷ مطبوعہ ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاهور)، (الجامع الصغیر فی احادیث البشیر النذیر ج ۱ ص ۱۲۹ رقم الحدیث ۲۸۵۰ مطبوعہ دار الکتب العلمیه بیروت)، (سبل الهدی والرشاد ج ۱۰ ص ۸۵۔۱۵۳ مطبوعہ دار الکتب العلمیه بیروت)، (دلائل النبوة لابی نعیم اصفهانی اردو ص ۴۹۷ مطبوعہ ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاهور)، (الاستیعاب ذکر حضرت علی بن ابی طالب رضی اللّٰہ عنه ج ۳ ص ۱۱۲۵ برقم ۱۸۵۵ مطبوعہ دار الجیل بیروت)، (مسند البزار ج ۴ ص ۲۵۴ رقم الحدیث ۱۴۲۴ مطبوعہ مکتبة العلوم والحکم المدینة المنورة)، (خصائص الکبری ج ۲ ص ۲۱۱ مطبوعہ دار الکتب العلمیه بیروت)، (مواهب اللدنیه ج ۳ ص ۹۸ مطبوعہ دار الکتب العلمیه بیروت)، (البدایه والنهایه ابن کثیر ج ۶ ص ۲۱۳ مطبوعہ المکتبة التجاریة مکة المکرمه)، (حجة اللّٰہ علی العالمین فی معجزات سید المرسلین ص ۳۴۰ مطبوعہ دار الکتب العلمیه بیروت)، (نسیم الریاض فی شرح شفاء القاضی عیاض ج ۴ ص ۱۶۶ مطبوعہ دار الکتب العلمیه بیروت)، (جامع الاحادیث الکبیر ج ۲۰ ص ۳۸ رقم الحدیث ۱۵۵۴۸ مطبوعہ دار الفکر بیروت)

حافظ ابو القاسم سلیمان بن احمد الطبرانی متوفی ۳۶۰ھ روایت کرتے ہیں:

حدثنا محمد بن عبداللہ الحضرمی ثنا ابو کریب و حدثنا القاسم بن عباد الخطابی ثنا سوید بن سعید قالا ثنا رشیدین بن سعد عن یزید بن عبداللہ بن الھاد عن عن عثمان بن صھیب عن ابیہ عن النبی صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ و اصحابہ وَسلَّم ثم انہ قال یوماً لعلی رضی اللہ عنہ من اشقی الاولین؟ قال الذی عقر الناقۃ یا رسول اللہ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ و اصحابہ وَسلَّم قال صدقت فمن اشقی الآخرین؟ قال لا علم لی یا رسول اللہ قال: الذی یضرب علی ھذہ و اشار النبی صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ و اصحابہ وَسلَّم بیدہ الی یافوخہ۔

فکان علی رضی اللہ عنہ یقول لاھل العراق: اما واللہ لوددت انہ قد فخضب ھذہ یعنی لحیتہ من ھذہ و وضع یدہ علی مقدم راسہ۔ واللفظ لحدیث سوید بن سعید و قال الحضرمی فی حدیث و اشار بیدہ الی یافوخہ۔

ترجمہ: حضرت عثمان بن صہیب اپنے باپ صہیب رضی اللہ عنہ سے نقل فرماتے ہیں کہ ایک دن حبیب کریم صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو فرمایا یہ بتلاؤ پہلے لوگوں میں سے بدبخت شخص کون تھا۔ آپ نے عرض کیا جس نے صالح علیہ السلام کی اونٹنی کو قتل کیا اور پاؤں کاٹے آپ نے فرمایا تم نے ٹھیک جواب دیا ہے۔ یہ بتلاؤ پچھلے لوگوں اور آنے والوں میں سے بدبخت کون ہے؟ انہوں نے عرض کیا معلوم نہیں ہے۔ آپ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم نے فرمایا جو شخص آپ کو کنپٹی پر وار کر کے شہید کر دے گا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ اہل عراق کو فرماتے تھے بخدا میں چاہتا ہوں اور پسند کرتا ہوں کہ کوئی بدبخت اٹھتا اور اس اور اس جگہ (یعنی داڑھی مبارک اور سرِ اقدس کی اسی جانب) کو خون آلود کرتا اور میں درجۂ شہادت کو پالیتا۔[1]

امام عبد الملک بن ہشام متوفی ۲۱۳ھ لکھتے ہیں:

ا اشقی رجلین ثم قال الا احدثکما کما باشقی الناس رجلین قلنا بلی یا رسول اللہ قال احمیر ثمود الذی عقر الناقۃ والذی یضربک یا علی علی ھذہ و وضع یدہ علی قرنہ حتی یبل منھا ھذہ و اخذ بلحیتہ۔

ترجمہ: حضور صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم نے فرمایا کیا میں تمہیں تمام لوگوں میں سے دو بدبخت آدمیوں کے متعلق نہ بتاؤں؟ ہم نے عرض کی ضرور یا رسول اللہ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم۔ حضور صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم نے فرمایا ایک قوم ثمود کا وہ شخص جس نے اونٹنی کو نچیں کاٹ دی تھیں اور دوسرا وہ شخص اے علی! تیرے اس مقام پر

---

1 (المعجم الکبیر للطبرانی ج ۸ ص ۳۸ رقم الحدیث ۷۳۱۱ و ج ۲ ص ۲۴۷ رقم الحدیث ۲۰۳۷ ـ ۲۰۳۸ مطبوعہ مکتبۃ العلوم والحکم الموصل)، (الوفا باحوال المصطفیٰ الباب الخامس عشر فی اخبار رسول اللہ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ و اصحابہ وَسلَّم بالغائبات ج ۱ ص ۳۱۵ مطبوعہ مصطفیٰ البابی مصر)، (صفوۃ الصفوۃ ذکر مقتلہ رضی اللہ عنہ ج ۱ ص ۳۳۳ مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت)، (البدایۃ والنھایۃ ذکر مقتل امیر المؤمنین علی بن ابی طالب وما ورد من الاحادیث النبویۃ من الاخبار بمقتلہ و کیفیتہ ج ۷ ص ۳۲۴ مطبوعہ مکتبۃ المعارف بیروت)، (مسند الحارث زوائد الھیثمی کتاب المناقب باب فضل علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ ج ۲ ص ۹۰۵ رقم الحدیث ۹۸۵ مطبوعہ مرکز خدمۃ السنۃ والسیرۃ النبویۃ المدینۃ المنورۃ)، (مسند ابی یعلی مسند علی رضی اللہ عنہ ج ۱ ص ۳۷۷ رقم الحدیث ۴۸۵ مطبوعہ دار المأمون للتراث دمشق)

ضرب لگائے گا (حضور صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَآلہ واصحابہ وَسلَّم نے اپنا دست اقدس حضرت علی رضی اللہ عنہ کے سر کی چوٹی پر رکھا) یہاں تک کہ اس مقام کے خون سے یہ جگہ بھی تر ہو جائے گی۔[1]

علامہ ابو القاسم عبد الرحمن بن عبد اللہ سہیلی متوفی ۵۷۱ھ لکھتے ہیں:

اشقی الناس و ذکر اشقی الناس قال وهو احمیر ثمود الذی عقر الناقة صالح و اسمه قدار بن سالف و امه فذیرة وهو من التسعة رهط المذکورین فی سورة النمل وقد ذکرت اسماءهم فی التعریف و الاعلام۔

سب سے بڑا بد بخت انسان

علامہ ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے سب سے بڑے بد بخت انسان کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ قومِ ثمود کا وہ شخص ہے جس نے صالح علیہ السلام کی اونٹنی کی کونچیں کاٹ ڈالی تھیں۔ اس کا نام قدار بن سالف ہے اور اس کی ماں فذیرہ ہے۔ یہ ان نو اشخاص میں سے ہے جن کا ذکر سورہ نحل میں ہے۔ میں نے ان کے اسماء کتاب التعریف والاعلام میں ذکر کر دیے ہیں۔[2]

امام علی بن محمود بن سعود الخزاعی متوفی ۷۸۹ھ لکھتے ہیں:

وهو من معجزات النبی صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَآلہ واصحابہ وَسلَّم وهو من باب اخباره بالغیوب۔

ترجمہ: یہ معجزات النبی صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَآلہ واصحابہ وَسلَّم میں سے ہیں اور یہ اخبار الغیب کے باب میں سے ہے۔[3]

حدیث نمبر ۶: زمین پر چلتا پھرتا شہید دیکھو

امام ابو الحسن علی بن محمد بن حبیب الماوردی متوفی ۴۲۹ھ روایت کرتے ہیں:

و من انذاره ما رواه عن جابر بن عبداللہ قال قال رسول اللہ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَآلہ واصحابہ وَسلَّم من احب ان ینظر الی شهید یمشی علی وجه الارض فلینظر الی طلحة بن عبیداللہ۔

ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَآلہ واصحابہ وَسلَّم نے فرمایا' جو ارادہ رکھتا ہو کہ میں زمین پر چلتا پھرتا شہید دیکھوں تو اسے چاہئے کہ طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ کو دیکھے۔[4]

امام ابن عبد البر رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

ان رسول اللہ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَآلہ واصحابہ وَسلَّم نظر الیه فقال من احب ان ینظر الی شهید یمشی علی وجه الارض فلینظر طلحة ثم شهد طلحة بن عبیداللہ یوم الجمل۔

---

[1] (السیرة النبویه المعروف سیرت ابن هشام غزوة العشیرة ج۳ ص ۱۴۴ مطبوعه دار الجیل بیروت)

[2] (روض الانف للسهیلی تکنیة علی بأبی تراب ج۳ ص ۴۰۔۴۱ مطبوعه دار الکتب العلمیه بیروت)

[3] (تخریج الدلالات السمعیة الفصل الثانی فی ذکر نسبهم و اخبارهم رضی اللہ عنهم ص ۱۸۸ مطبوعه دار الغرب الاسلامی بیروت)

[4] (اعلام النبوة الباب الثانی عشر فی انذاره بما سیحدث بعده ص ۱۸۱ مطبوعه دار الکتاب العربی بیروت)

ترجمہ: بے شک حضور صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہٖ واصحابہٖ وَسلَّم نے فرمایا جو چاہے کہ زمین پر چلتا پھرتا شہید دیکھوں تو اسے چاہیئے کہ طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ کو دیکھے۔ پھر طلحہ رضی اللہ عنہ یوم جمل میں شہید ہوئے۔[1]

امام ابو عبد اللہ محمد بن عبد الواحد حنبلی المقدسی متوفی ۶۴۳ھ روایت کرتے ہیں:

عن موسی بن طلحۃ عن ابیہ قال کان النبی صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہٖ واصحابہٖ وَسلَّم اذا رآنی قال من احب ان ینظر الی شہید یمشی علی وجہ الارض فلینظر الی طلحۃ بن عبید اللہ اسنادہ حسن۔

ترجمہ: حضرت موسیٰ بن طلحہ ضی اللہ عنہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ نبی کریم صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہٖ واصحابہٖ وَسلَّم نے فرمایا' جو محبوب رکھتا ہے کہ زمین پر چلتا پھرنا شہید دیکھے تو اسے چاہیئے کہ طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ کو دیکھے۔ اس حدیث مبارکہ کی اسناد حسن ہے۔[2]

امام ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں:

حدثنا علی بن محمد وعمرو بن عبد اللہ الاودی قالا ثنا وکیع ثنا الصلت الازدی ثنا ابو نضرۃ عن جابر ان طلحۃ مر علی النبی صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہٖ واصحابہٖ وَسلَّم فقال ثم شہید یمشی علی وجہ الارض۔

ترجمہ: حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ ایک مرتبہ نبی کریم صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہٖ واصحابہٖ وَسلَّم کے پاس سے گزرے تو آپ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہٖ واصحابہٖ وَسلَّم نے فرمایا شہید زمین پر چل رہا ہے۔[3]

امام عبد الملک بن ہشام متوفی ۲۱۳ھ لکھتے ہیں:

قال ابن ہشام وذکر عبد العزیز بن محمد الدراوردی ان النبی اقال من احب ان ینظر الی شہید یمشی علی وجہ الارض فلینظر الی طلحۃ بن عبید اللہ۔

ترجمہ: حضرت عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ دراوردی رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر کیا کہ نبی کریم صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہٖ واصحابہٖ وَسلَّم نے فرمایا جو شخص کسی شہید کو زمین پر چلتا پھرتا دیکھنا چاہے وہ طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ کو دیکھ لے۔[4]

---

[1] (الاستیعاب ذکر طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ ج ۲ ص ۲۶۷ برقم ۱۲۸۰ مطبوعہ دار الجیل بیروت)، (تلخیص الحبیر لابن حجر عسقلانی ج ۱ ص ۳۱ رقم الحدیث ۱۹ مطبوعہ المدینۃ المنورۃ)، (دلائل النبوۃ للبیہقی ج ۳ ص ۳۲ مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت)، (البدایۃ والنہایۃ طلحۃ بن عبید اللہ ج ۷ ص ۲۴۹ مطبوعہ مکتبۃ المعارف بیروت)، (سیر اعلام النبلاء ج ۱ ص ۲۵۔۲۶ مطبوعہ مؤسسۃ الرسالۃ بیروت)

[2] (الاحادیث المختارۃ ج ۳ ص ۴۴ رقم الحدیث ۸۵۰ مطبوعہ مکتبۃ النہضۃ الحدیثہ مکہ مکرمۃ)، (خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۲۱۱ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

[3] (سنن ابن ماجہ فضل طلحۃ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ ج ۱ ص ۴۶ رقم الحدیث ۱۲۵ مطبوعہ دار الفکر بیروت)، (المعجم الکبیر للطبرانی ج ۱ ص ۱۱۷ رقم الحدیث ۲۱۵ مطبوعہ مکتبۃ العلوم والحکم الموصل)، (تخریج الدلالات السمعیۃ ص ۲۳۶ و ص ۴۷۰ ذکر طلحۃ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ مطبوعہ دار الغرب الاسلامی بیروت)،، (کنز العمال ج ۱۱ ص ۲۹۶ رقم الحدیث ۳۳۳۷۱ مطبوعہ مؤسسۃ الرسالۃ بیروت)، (الجامع الصغیر فی احادیث البشیر النذیر حرف المیم ج ۲ ص ۵۰۷ رقم الحدیث ۸۳۲۰ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)، (حلیۃ الاولیاء وطبقات الاصفیاء ذکر منذر بن مالک رحمۃ اللہ علیہ ج ۳ ص ۱۰۰ مطبوعہ دار الکتاب العربی بیروت)

[4] (السیرۃ النبویہ المعروف سیرت ابن ہشام ج ۴ ص ۲۹ مطبوعہ دار الجیل بیروت)، (تاریخ بغداد ج ۴ ص ۳۸۳ برقم ۲۲۶۲ مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت)

امام ابو عیسیٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ھ روایت کرتے ہیں:

جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم کو فرماتے ہوئے سنا:

من سرہ ان ینظر الی شہید یمشی علی وجہ الارض فلینظر الی طلحۃ بن عبید اللہ۔

ترجمہ: جو شخص شہید کو زمین پر چلتے پھرتے دیکھنے سے خوش ہو وہ طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ کو دیکھ لے۔[1]

حدیث نمبر ۷: امام حسین رضی اللہ عنہ اور علم غیب مصطفی صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم

امام جلال الدین سیوطی متوفی ۹۱۱ھ روایت کرتے ہیں:

واخرج ابن عساکر عن محمد بن عمرو بن حسن قال: کنا مع الحسین رضی اللہ عنہ بنھر کربلاء فنظر الی شمر بن ذی الجوشن فقال: صدق اللہ ورسولہ قال رسول اللہ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم کانی انظر الی کلب ابقع یلغ فی دماء اھل بیتی وکان شمر ابرص۔

ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے محمد بن عمرو بن حسن رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا ہم امام حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ کربلا کی نہر پر تھے۔ آپ نے شمر بن ذی الجوشن کو دیکھ کر فرمایا اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم نے سچ فرمایا۔ گویا میں چتکبرے کتے کو دیکھ رہا ہوں جو میری اہل بیت کا خون پی رہا ہے چونکہ شمر ملعون برص کے مرض میں مبتلا تھا۔[2]

امام جلال الدین سیوطی متوفی ۹۱۱ھ روایت کرتے ہیں:

واخرج البیھقی عن الشعبی قال: ان ابن عمر قدم المدینۃ فاخبر ان الحسین قد توجہ الی العراق فلحقہ فی مسیرۃ لیلتین من المدینۃ فقال لہ: ان اللہ تعالی خیر نبیہ بین الدنیا وبین الآخرۃ فاختار الآخرۃ ولم یرد الدنیا وانکم بضعۃ منہ واللہ لا یلیھا احد منکم ابدا وما صرفھا اللہ عنکم الا للذی ھو خیر لکم فارجعوا فابی فاعتنقہ ابن عمر وقال: استودعتک اللہ من قتیل۔

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے شعبی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ آئے۔ انہیں معلوم ہوا کہ امام حسین رضی اللہ عنہ عراق کی طرف روانہ ہو چکے ہیں تو وہ مدینے سے دو دن کی مسافت پر جا کر ان سے ملے اور ان سے کہا اللہ تعالیٰ اپنے نبی کریم صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم کو دنیا اور آخرت کے درمیان اختیار کرنے کو فرمایا

---

1 (سنن الترمذی باب مناقب طلحۃ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ ج ۵ ص ۶۴۴ رقم الحدیث ۳۷۳۹ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)، (سنن ابن ماجہ فضل طلحۃ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ ج ۱ ص ۴۶ رقم الحدیث ۱۲۵ مطبوعہ دار الفکر بیروت)، (حلیۃ الاولیاء ج ۳ ص ۱۰۰ مطبوعہ دار الکتاب العربی بیروت)، (انسان العیون فی سیرۃ الامین المامون المعروفۃ بالسیرۃ الحلبیہ باب غزوۃ بدر الکبری ج ۲ ص ۴۰۰ مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت)

2 (خصائص الکبری باب اخبارہ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم بقتل حسین رضی اللہ عنہ ج ۲ ص ۲۱۳ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)، (حجۃ اللہ علی العالمین فی معجزات سید المرسلین ص ۴۲۲ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

تو حضور صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسَلَّم نے آخرت کو اختیار کیا اور دنیا کو رد کیا چونکہ آپ رسول اللہ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسَلَّم کے جزو ہیں۔ خدا کی قسم آپ میں سے کسی کو دنیا کبھی نہیں حاصل ہو گی اور اللہ تعالیٰ نے آپ حضرات سے اس دنیا کو اس چیز کے ساتھ پھیر دیا ہے جو آپ حضرات کے لئے اس سے بہتر ہے لہٰذا آپ واپس چلئے مگر امام حسین رضی اللہ عنہ نے واپسی سے انکار کر دیا تو ابن عمر رضی اللہ عنہ نے آپ سے یہ کہتے ہوئے معانقہ کیا کہ میں آپ کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کرتا ہوں کیونکہ آپ شہید ہیں۔[1]

حافظ ابو بکر احمد بن حسین بیہقی متوفی ۴۵۸ھ روایت کرتے ہیں:

اخبرنا ابو الحسن علی بن احمد بن عبدان، اخبرنا احمد بن عبید الصفار، قال حدثنا بشر بن موسی الاسدی، اخبرنا الحسن بن موسی الاشیب، اخبرنا حماد عن عمار بن ابی عمار، عن عبداللہ بن عباس قال: رأیت رسول اللہ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسَلَّم فیما یری النائم نصف النہار اشعث اغبر فی یدہ قارورۃ فیہا دم فقلت بابی انت یارسول اللہ ما ھذہ؟ قال: ھذا دم الحسین و اصحابہ لم ازل التقطہ منذ الیوم قال: فاحصوا ذلک الیوم فوجد قد قتل ذلک الیوم۔

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسَلَّم کو ایک دن دوپہر کے وقت خواب میں اس حالت میں دیکھا کہ آپ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسَلَّم کے بال مبارک گردآلود ہیں اورآپ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسَلَّم کے دست مبارک میں خون کی بوتل ہے۔ میں نے پوچھا یہ کیا ہے؟ فرمایا یہ حسین رضی اللہ عنہ اوران کے ساتھیوں کاخون ہے۔ آج میں شروع دن سے اس خون کو اس وقت تک جمع کرتا رہا ہوں تو میں نے اپنے خواب کے وقت کو یاد رکھا تو یہ وہی وقت تھا جس دن وہ شہید کئے گئے۔[2]

امام احمد بن حنبل متوفی ۲۴۱ھ روایت کرتے ہیں:

حدثنا عبداللہ حدثنی ابی ثنا عبدالرحمن ثنا حماد بن سلمۃ عن عمار بن ابی عمار عن بن عباس قال ثم رأیت النبی صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم فی المنام بنصف البنہار اشعث اغبر معہ قارورۃ فیہا دم یلتقطہ او یتتبع فیہا

---

[1] (خصائص الکبری باب اخبارہ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم بقتل حسین رضی اللہ عنہ ج ۲ ص ۲۱۳ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت)، (البدایہ والنہایہ ابن کثیر ج ۶ ص ۲۲۶ مطبوعہ المکتبۃ التجاریۃ مکۃ المکرمہ)، (دلائل النبوۃ امام بیہقی ج ۶ ص ۴۷۰۔۴۷۱ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت)، (الاصابۃ فی تمیز الصحابۃ ذکر انس بن الحارث رضی اللہ عنہ ج ۱ ص ۱۲۱ برقم ۲۲۶ مطبوعہ دارالجیل بیروت)

[2] (دلائل النبوۃ باب ماجاء رؤیۃ النبی صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم فی المنام ج ۷ ص ۴۸ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت)، (خصائص الکبری باب اخبارہ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم بقتل حسین رضی اللہ عنہ ج ۲ ص ۲۱۴ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت)، (التذکرۃ فی احوال الموتی وامور الآخرۃ باب ماجاء فی بیان مقتل الحسین رضی اللہ عنہ ولا رضی عن قاتلہ ج ۲ ص ۴۷۴۔۴۷۵ مطبوعہ سعیدیہ کتب خانہ صدف پلازہ محلہ جنگی پشاور)، (فضائل صحابہ لابن حنبل ج ۲ ص ۷۷۸ رقم الحدیث ۱۳۸۰۔۱۳۸۱ مطبوعہ موسسۃ الرسالۃ بیروت)، (ذخائر العقبی فی مناقب ذوی القربی ذکر مقتل الحسین رضی اللہ عنہ وذکر قاتلہ واین قتل ومتی قتل ص ۱۴۸۔۱۴۹ مطبوعہ دارالکتب المصریۃ)، (الاصابۃ فی تمیز الصحابۃ ذکر حسین بن علی رضی اللہ عنہما ج ۲ ص ۸۱ برقم ۱۷۲۶ مطبوعہ دارالجیل بیروت)

شیئا قال قلت یارسول اللہ ما ھذا قال دم الحسین واصحابہ لم ازل اتتبعہ منذ الیوم قال عمار فحفظنا ذلک الیوم فوجدناہ قتل ذلک الیوم۔

ترجمہ: حضرت عمار بن ابی عمار رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا میں نے خواب میں دیکھا کہ نبی کریم صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہٖ واصحابہٖ وَسلَّم کے بال مبارک بکھرے ہوئے اور غبار آلود ہیں اور آپ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہٖ واصحابہٖ وَسلَّم دوپہر کے وقت ایک شیشی اٹھائے ہوئے ہیں جس میں خون بھرا ہوا ہے میں نے عرض کیا یارسول اللہ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہٖ واصحابہٖ وَسلَّم! یہ کیا چیز ہے؟ آپ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہٖ واصحابہٖ وَسلَّم نے فرمایا یہ حسین رضی اللہ عنہ اور ان کے اصحاب رضی اللہ عنہم کا خون ہے میں آج دن سے لے کر اب تک یہ خون جمع کرتا رہا ہوں۔ حضرت عمار بن ابی عمار رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نے وہ دن یاد رکھا پھر معلوم ہوا کہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو اسی دن شہید کیا گیا تھا۔[1]

امام حافظ ابو بکر احمد بن حسین بیہقی متوفی ۴۵۸ھ روایت کرتے ہیں:

اخبرنا ابو عبداللہ الحافظ اخبرنا احمد بن علی المقری اخبرنا ابو عیسی الترمذی اخبرنا ابو سعید الاشج اخبرنا ابو خالد الاحمر قال: حدثنا رزیق قال: حدثنی سلمی قالت دخلت علی ام سلمۃ وھی تبکی فقلت ما یبکیک؟ قالت رأیت رسول اللہ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہٖ واصحابہٖ وَسلَّم فی المنام وعلی راسہ ولحیتہ التراب فقلت مالک یارسول اللہ قال: شھدت قتل الحسین آنفاً۔

ترجمہ: حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہٖ واصحابہٖ وَسلَّم کو خواب میں دیکھا کہ آپ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہٖ واصحابہٖ وَسلَّم کے سر مبارک اور آپ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہٖ واصحابہٖ وَسلَّم کی داڑھی شریف گرد آلود ہے۔ یہ حال دیکھ کر میں نے عرض کیا یارسول اللہ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہٖ واصحابہٖ وَسلَّم آپ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہٖ واصحابہٖ وَسلَّم کا کیا حال ہے؟ آپ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہٖ واصحابہٖ وَسلَّم نے فرمایا ابھی ابھی مقتلِ حسین سے آرہا ہوں۔[2]

---

[1] (مسند احمد ج ۱ ص ۲۴۲ رقم الحدیث ۲۱۶۵ مطبوعہ مؤسسۃ قرطبۃ مصر)

[2] (دلائل النبوۃ باب ما جاء رؤیۃ النبی صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہٖ واصحابہٖ وَسلَّم فی المنام ج ۷ ص ۴۸ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)، (خصائص الکبری باب اخبارہ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہٖ واصحابہٖ وَسلَّم بقتل حسین رضی اللہ عنہ ج ۲ ص ۲۱۴ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)، (ذخائر العقبی فی مناقب ذوی القربی ذکر مقتل الحسین رضی اللہ عنہ وذکر قاتلہ واین قتل ومتی قتل ص ۱۴۸ مطبوعہ دار الکتب المصریۃ)، (تحفۃ الاشراف بمعرفۃ الاطراف ج ۱۳ ص ۴۸ رقم الحدیث ۱۸۲۷۹ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)، (سیر اعلام النبلاء ذکر حسین بن علی رضی اللہ عنہ ج ۳ ص ۲۹۰ مطبوعہ مؤسسۃ الرسالۃ بیروت)

حدیث نمبر ۸: بے شک امام حسن اور امام حسین رضی اللہ عنہما جنتی نوجوانوں کے سردار ہیں

امام ابو عیسیٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ھ روایت کرتے ہیں:

حدثنا محمود بن غیلان حدثنا ابو داؤد الحفری عن سفیان عن زید بن ابی زیاد عن بن ابی نعم عن ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ و اصحابہ وَسلَّم ثم الحسن و الحسین سیدا شباب اھل الجنۃ ھذا حدیث حسن صحیح۔

ترجمہ: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم نے فرمایا حسن اور حسین رضی اللہ عنہما جنت کے جوانوں کے سردار ہیں۔[1]

علامہ ابو عبد اللہ محمد بن احمد مالکی قرطبی متوفی ۶۶۸ھ لکھتے ہیں:

قال النبی صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ و اصحابہ وَسلَّم فیہ و فی الحسن انھما سیدا شباب اھل الجنۃ۔

ترجمہ: حضور نبی کریم صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ اور ان کے بڑے بھائی حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے متعلق ارشاد فرمایا: بے شک امام حسن اور امام حسین رضی اللہ عنہما جنتی نوجوانوں کے سردار ہیں۔[2]

حدیث نمبر ۹: سب سے پہلے مجھ سے وہ ملے گی جو تم سب میں دراز دست ہے

امام جلال الدین سیوطی متوفی ۹۱۱ھ لکھتے ہیں:

اخرج مسلم عن عائشۃ قالت قال رسول اللہ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ و اصحابہ وَسلَّم اسرعکن لحوقا بی اطولکن یداً فکن یتطاولن ایھن اطول یدا فکانت زینب اطول یدا لانھا کانت تعمل بیدھا و تتصدق۔

---

[1] (سنن الترمذی باب مناقب الحسن و الحسین علیھما السلام قال ابو عیسیٰ ھذا حدیث حسن صحیح ج ۵ ص ۶۵۶ رقم الحدیث ۳۷۶۸ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)، (مسند احمد ج ۳ ص ۳ رقم حدیث ۱۱۰۱۲ مطبوعہ مؤسسۃ قرطبۃ مصر)، (تاریخ بغداد ج ۶ ص ۳۷۲ مطبوعہ دار لکتب العلمیۃ بیروت)، (مسند الحارث زوائد الھیثمی کتاب المناقب باب فضل فاطمۃ بنت رسول اللہ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ و اصحابہ وَسلَّم و الحسن و الحسین ج ۲ ص ۹۰۸ رقم الحدیث ۹۸۹ مطبوعہ مرکز خدمۃ السنۃ و السبرۃ النبویۃ المدینۃ المنورۃ)، (ذخائر العقبی فی مناقب ذوی القربی ذکر قول رسول اللہ من سرہ ان ینظر الی رجل من اھل الجنۃ فلینظر الی الحسین ص ۱۲۹۔ ۱۳۰ مطبوعہ دار الکتب المصریۃ)، (معجم الصحابۃ ج ۱ ص ۱۴۳ برقم ۱۴۹ مطبوعہ مکتبۃ الغرباء الاثریۃ المدینۃ المنورۃ)، (سیر اعلام النبلاء ذکر حسین بن علی رضی اللہ عنہ ج ۳ ص ۲۸۲۔۲۸۳ مطبوعہ مؤسسۃ الرسالۃ بیروت)

[2] (التذکرۃ فی احوال الموتی و امور الآخرۃ باب ما جاء فی بیان مقتل الحسین رضی اللہ عنہ ولا رضی عن قاتلہ ج ۲ ص ۴۷۲۔ ۴۷۳ مطبوعہ سعیدیہ کتب خانہ صدف پلازہ محلہ جنگی پشاور)، (ابن ماجہ رقم الحدیث ۱۱۸)، (مسند احمد ج ۳ ص ۲۲۳)، (للحاکم ج ۳ ص ۱۶۶۔۱۶۷)، (ابن حبان رقم الحدیث ۲۲۲۹)، (حلیۃ الاولیاء ج ۴ ص ۱۳۹)، (تاریخ بغداد ج ۴ ص ۲۰۷)، (ذخائر العقبی فی مناقب ذوی القربی ذکر انھما سیدا شباب اھل الجنۃ ص ۱۲۹ مطبوعہ دار الکتب المصریۃ)، (وسیلۃ الاسلام بالنبی علیہ الصلاۃ و السلام ص ۷۸ مطبوعہ دار الغرب الاسلامی بیروت)، (الفتح الکبیر فی ضم الزیادۃ الی الجامع الصغیر ج ۱ ص ۲۴ رقم الحدیث ۱۳۰ مطبوعہ دار الفکر بیروت)، (معتصر المختصر ما جاء فی معجزاتہ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ و اصحابہ وَسلَّم ج ۱ ص ۸ مطبوعہ عالم الکتب بیروت)، (سیر اعلام النبلاء ذکر حسن بن علی رضی اللہ عنہ ج ۳ ص ۲۵۱ مطبوعہ مؤسسۃ الرسالۃ بیروت)، (الاصابۃ فی تمیز الصحابۃ ج ۱ ص ۵۲۲ برقم ۱۲۵۳ و ذکر حسن بن علی رضی اللہ عنہما ج ۲ ص ۷۱ برقم ۱۷۲۱ مطبوعہ دار الجیل بیروت)، (الجامع الصغیر فی احادیث البشیر النذیر ج ۲ ص ۵۲۹ رقم الحدیث ۷۴۷۸ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

ترجمہ: مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہٖ واصحابہٖ وَسلَّم نے فرمایا تم ازواج میں سے وہ زوجہ مجھے سب سے پہلے ملے گی جو تم سب میں دراز دست ہے تو ہم ناپتی تھیں کہ کس کے ہاتھ طویل ہیں تو وہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا تھیں۔ ان کے ہاتھ طویل تھے کیونکہ وہ اپنے ہاتھ سے عمل کرتیں اور صدقہ دیا کرتی تھیں۔[1]

قال محمد بن عمر هذا الحديث وهل فی سودة وانما هو فی زينب بنت جحش وكانت اول نساء رسول الله صَلَّى الله تعالىٰ عليه وَاٰله واصحابه وَسلَّم لحوقا به وتوفيت فی خلافة عمر بن الخطاب وبقيت سودة بنت زمعة فيما حدثنا محمد بن عبدالله بن مسلم عن ابيه ان سودة توفيت فی شوال سنة اربع وخمسين بالمدينة فی خلافة معاوية بن ابی سفيان قال محمد بن عمر وهذا الثبت عندنا۔

ترجمہ: لیکن محمد بن عمر رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ اس حدیث میں حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں دادی کو وہم ہو گیا ہے آپ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہٖ واصحابہٖ وَسلَّم کی وفات کے بعد ازواج مطہرات میں سے سب سے پہلے زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کا انتقال ہوا تھا اور یہ انتقال دور فاروقی میں ہوا اور حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کا انتقال محمد بن عبد اللہ بن مسلم کی روایت کے مطابق دور معاویہ میں شوال ۵۴ھ کو ہوا اور یہی روایت ہمارے نزدیک زیادہ صحیح و قابل اعتماد ہے۔[2]

امام محمد بن حبان بن احمد ابو حاتم التیمی متوفی ۳۵۴ھ لکھتے ہیں:

وهی اول نساء رسول الله صَلَّى الله تعالىٰ عليه وَاٰله واصحابه وَسلَّم وفاة۔

ترجمہ: وہ (زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا) رسول اللہ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہٖ واصحابہٖ وَسلَّم کے وفات ہونے والی سب سے پہلی بیوی تھی۔[3]

---

[1] (خصائص الكبرى ج ۲ ص ۲۱۹ مطبوعه دارالكتب العلميه بيروت)، (البدايه والنهايه ابن كثير ج ٦ ص ۱۹۸ مطبوعه المكتبة التجارية مكة المكرمه)، (مواهب اللدنيه ج ۳ ص ۹۸ مطبوعه دارالكتب العلميه بيروت)، صحيح مسلم رقم الحديث ۱۰۱۔ حاكم مستدرك ج ۴ ص ۹۵۔ طحاوی مشكل الآثار ج ۱ ص ۸۲۔ (دلائل النبوة امام بيهقی ج ٦ ص ۳۷۴ مطبوعه دارالكتب العلميه بيروت)، اتحاف السادة المتقين ج ۷ ص ۱۸۵۔ كنزالعمال رقم الحديث ۱۵۹۵۲۔ (سبل الهدى والرشاد ج ۱۰ ص ۱۰۰ مطبوعه دارالكتب العلميه بيروت)، (حجة الله على العالمين فی معجزات سيدالمرسلين ص ۳۴۳ مطبوعه دارالكتب العلميه بيروت)، (نسيم الرياض فی شرح شفاء القاضی عياض ج ۴ ص ۲۰۵ مطبوعه دارالكتب العلميه بيروت) (الشفا بتعريف حقوق المصطفیٰ ج ۱ ص ۲۱۱ مطبوعه دارالكتب العلميه بيروت)، (احياء علوم الدين ج ۲ ص ۳۸٦ مطبوعه دار احياء التراث العربی بيروت)، (اتحاف سادة المتقين ج ۸ ص ۳۴۰۔ ۳۴۱ مطبوعه دارالكتب العلميه بيروت)، (شرح العلامة الزرقانی على المواهب اللدنية ج ۷ ص ۲۱۲ مطبوعه دارالمرفة بيروت)، (مجمع الزوائد ومنبع الفوائد باب اخباره صَلَّى الله تعالىٰ عليه وَاٰله واصحابه وَسلَّم بالمغيبات ج ۸ ص ۲۹۲ مطبوعه موسسة المعارف بيروت)، (البداية والنهاية تزويجه بزينب بنت حجش ج ۴ ص ۱۴۹ مطبوعه مكتبة المعارف بيروت)، (السيرة النبوية لابن كثير ذكر نزول الحجاب صبيحة عرسها الذی ولی الله عقد نكاحه ج ۳ ص ۲۷٦ مطبوعه دارالكتاب العربی بيروت)، (صفوة الصفوة لابن جوزی ج ۲ ص ۴۹ مطبوعه دارالمعرفة بيروت)، (الفتح الكبير فی ضم الزيادة الى الجامع الصغير ج ۱ ص ۱۷۲ رقم الحديث ۱۷۹۷ مطبوعه دارالفكر بيروت)، (حلية الاولياء وطبقات الاصفياء ذكر زينب بنت حجش رضی الله عنها ج ۲ ص ۵۴ مطبوعه دارالكتاب العربی بيروت)، (طبقات ابن سعد ج ۸ ص ۵۵ مطبوعه دار صادر بيروت)

[2] (طبقات ابن سعد ج ۸ ص ۵۵ مطبوعه دار صادر بيروت)

[3] (الثقات ج ۳ ص ۱۴۴ برقم ۴۸۵ مطبوعه دارالفكر بيروت)

امام ابن عبد البر رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

و کانت اول نساء النبی صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَ اٰلہ و اصحابہ وَ سلَّم وفاۃ بعدہ ولحوقا بہ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَ اٰلہ و اصحابہ وَ سلَّم روی اسماعیل بن ابی خالد عن الشعبی عن عبدالرحمن بن ابزی قال صلیت مع عمر علی ام المؤمنین زینب بنت جحش و کانت اول نساء النبی صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَ اٰلہ و اصحابہ وَ سلَّم وفاۃ۔

حدثنا عبدالوارث حدثنا قاسم بن اصبغ حدثنا احمد بن زھیر حدثنا معاویۃ بن عمرو حدثنا المسعودی عن القاسم قال کانت زینب بنت جحش و کانت اول نساء النبی صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَ اٰلہ و اصحابہ وَ سلَّم لحوقاً بہ۔

ترجمہ: وہ (زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا) سب سے پہلی ملنے والی بیوی تھی۔[1]

امام جلال الدین سیوطی متوفی ۹۱۱ھ روایت کرتے ہیں:

اول من یلحقنی من اھلی انت یافاطمۃ و اول من یلحقنی من ازواجی زینب و ھی اطولکن کفا۔[2]

علامہ ابوالقاسم عبد الرحمن بن عبد اللہ سہیلی متوفی ۵۸۱ھ لکھتے ہیں:

و فی الحدیث انہ قال لازواجہ اسرعکن بی اطولکن یدا فاجتمعن یتطاولن فطالتھن سودۃ فماتت زینب تلک صفۃ زینب بنت جحش۔

ترجمہ: حدیث شریف میں ہے کہ حضور صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہٖ واصحابہ وَسلَّم نے اپنی ازواج مطہرات سے کہا تم میں سب سے پہلے مجھے وہ ملے گی جس کے ہاتھ لمبے ہوں گے۔ ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن ایک جگہ جمع ہو کر اپنے ہاتھوں کی پیائش کرنے لگیں۔ حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کے ہاتھ طویل تھے مگر ان میں سب سے پہلے حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا نے وصال فرمایا۔ حضور صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہٖ واصحابہ وَسلَّم نے ہاتھ کی طوالت سے صدقہ اور نیکی میں زیادتی مراد لی تھی اور یہ خوبی حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا میں بدرجہ اتم پائی جاتی تھی۔[3]

محدث کبیر امام ابونعیم احمد بن عبد اللہ اصفہانی متوفی ۴۳۰ھ روایت کرتے ہیں:

حدثنا محمد بن ابراھیم ثنا محمد بن سفیان بن موسی الصفار ثنا محمد بن آدم ثنا محمد بن السماک عن اسماعیل بن ابی خالد عن عامر ثنا عبدالرحمن بن ابزی قال صلیت خلف ابن عمر علی زینب زوج النبی صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَ اٰلہ و اصحابہ وَ سلَّم بالمدینۃ و کانت اول نسائہ بعدہ موتا فکبر علیھا اربعاً۔

---

[1] (الاستیعاب ذکر ام المؤمنین زینب بنت جحش رضی اللہ عنھا ج ۴ ص ۱۸۵۰ برقم ۳۳۵۵ مطبوعہ دار الجیل بیروت)

[2] (الجامع الصغیر فی احادیث البشیر النذیر ج ۱ ص ۱۶۸ رقم الحدیث ۲۸۳۲ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)، (الفتح الکبیر فی ضم الزیادۃ الی الجامع الصغیر ج ۱ ص ۴۳۵ رقم الحدیث ۴۶۸۸ مطبوعہ دار الفکر بیروت)

[3] (روض الانف من شرح شعرہ ج ۲ ص ۳۶۴ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

ترجمہ: حضرت عبد الرحمن ابزی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے مدینہ منورہ میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے پیچھے زینب رضی اللہ عنہا زوج نبی صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہٖ واصحابہٖ وَسلَّم کی نماز جنازہ پڑھی آپ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہٖ واصحابہٖ وَسلَّم کے پردہ فرمانے کے بعد حضرت زینب رضی اللہ عنہا پہلی زوجہ مطہرہ تھیں جنھوں نے وفات پائی۔ چنانچہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے ان کی نماز جنازہ میں چار تکبیریں کہیں۔[1]

امام ابو بکر احمد بن حسین بیہقی متوفی ۴۵۸ھ روایت کرتے ہیں:

وھی اول نساء رسول اللہ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہٖ واصحابہٖ وَسلّم وفاۃ بعدہ۔

ترجمہ: وہ (زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا) رسول اللہ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہٖ واصحابہٖ وَسلَّم کے وفات ہونے والی سب سے پہلی بیوی تھی۔[2]

امام ابی العباس احمد بن احمد الخطیب متوفی ۸۱۰ھ لکھتے ہیں:

وھی اول ازواجہ لحوقابہ۔

ترجمہ: وہ (زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا) سب سے پہلی ملنے والی بیوی تھی۔[3]

امام محمد بن عبد الباقی زرقانی متوفی ۱۱۲۲ھ لکھتے ہیں:

وروی البزار عن عبدالرحمن بن ابزی انہ صلی مع عمر علی زینب فکبر اربعا وکانت اول نساء البنی صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہٖ واصحابہٖ وَسلّم موتا۔

ترجمہ: حضرت عبد الرحمن ابزی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ حضرت زینب رضی اللہ عنہا کی نماز جنازہ پڑھی چار تکبیرات کہیں اور یہ آپ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہٖ واصحابہٖ وَسلَّم کے سب سے پہلی بیوی تھی جس کی وفات ہوئی تھی۔[4]

علامہ سید محمد بن محمد مرتضی حسینی زبیدی حنفی متوفی ۱۲۰۵ھ لکھتے ہیں:

واخرج الطبرانی من طریق الشعبی ان عبدالرحمن بن ابزی اخبرہ انہ صلی مع عمر علی زینب نبت جحش وکانت اول نساء النبی صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہٖ واصحابہٖ وَسلّم ماتت بعدہ۔[5]

---

[1] (حلیۃ الاولیاء وطبقات الاصفیاء ذکر محمد بن صبیح بن سماک رحمۃ اللہ علیہ ج ۸ ص ۲۱۱ مطبوعہ دار الکتاب العربی بیروت)

[2] (دلائل النبوۃ امام بیہقی باب تسمیۃ ازواج النبی صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہٖ واصحابہٖ وَسلّم واولادہ رضی اللہ عنہم ج ۷ ص ۲۸۵ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

[3] (وسیلۃ الاسلام بالنبی علیہ الصلاۃ والسلام ص ۷۵ مطبوعہ دار الغرب الاسلامی بیروت)

[4] (شرح الزرقانی علی الموطاء ج ۲ ص ۷۸ مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت)

[5] (اتحاف سادۃ المتقین ج ۸ ص ۳۴۱ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

حافظ عمادالدین اسماعیل بن عمر بن کثیر متوفی ۷۷۴ھ روایت کرتے ہیں:

قال الواقدی وغیرہ من اھل السیر والمغازی والتواریخ توفیت سنة عشرین من الھجرة وصلی علیھا امیر المؤمنین عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ ودفنت بالبقیع وھی اول امراۃ صنع لھا النعش۔[1]

حدیث نمبر ۱۰: اویس قرنی رضی اللہ عنہ اور علم غیب مصطفی صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہٖ واصحابہٖ وَسلَّم

امام جلال الدین سیوطی متوفی ۹۱۱ھ روایت کرتے ہیں:

واخرج مسلم عن عمر قال: ان رسول اللہ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہٖ واصحابہٖ وَسلَّم حدثنا ان رجل من اھل الیمن یقدم علیکم ولا یدع بھا الا امالہ قد کان بہ بیاض فدعا اللہ ان یذھبہ عنہ فاذاھبہ عنہ الا موضع الدینار یقال لہ اویس فمن لقیہ منکم فلیامرہ فلیستغفر لہ۔

مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہٖ واصحابہٖ وَسلَّم نے ہم سے ارشاد فرمایا کہ اہل یمن کا ایک شخص تمہارے پاس آئے گا اور یمن میں صرف اپنی والدہ کو ہی چھوڑ کر آئے گا۔ اس کے جسم پر سفیدی تھی تو اس نے اللہ عزوجل سے اسے دور کرنے کی دعا کی تو وہ سفیدی اس سے جاتی رہی۔ صرف ایک دینار کے برابر سفیدی باقی ہے۔ اس کا نام اویس رحمۃ اللہ علیہ ہے تو تم میں سے جو کوئی اس سے ملاقات کرے تو اسے چاہئے کہ اس سے مغفرت کی دعا کی درخواست کرے۔[2]

امام جلال الدین سیوطی متوفی ۹۱۱ھ روایت کرتے ہیں:

واخرج البیھقی من وجہ آخر عن عمر ان رسول اللہ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہٖ واصحابہٖ وَسلَّم سیکون فی التابعین رجل من قرن یقال لہ: اویس بن عامر یخرج بہ رضح فیدعو اللہ ان یذھبہ عنہ فیذھبہ فیقول: اللھم دع لی فی جسدی منہ ما اذکر بہ نعمتک علی فیدع لہ فی جسدہ فمن ادرکہ منکم فاستطاع ان یستغفر لہ فلیستغفر لہ۔

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے دوسری سند کے ساتھ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہٖ واصحابہٖ وَسلَّم نے فرمایا تابعین میں قرن کا ایک شخص ہو گا۔ اس کا نام اویس بن عامر رحمۃ اللہ علیہ ہو گا۔ اس کے جسم میں سفیدی ظاہر ہو گی وہ اللہ عزوجل سے اسے دور کرنے کی دعا کرے گا اور وہ دور ہو جائے گی۔ چنانچہ وہ دعا کرے گا "اللھم دع لی فی جسدی منہ ما اذکر بہ نعمتک علی" اے خدا میرے جسم سے اس سفیدی کو دور کر دے اور میرے جسم میں

---

[1] (البدایة والنھایة تزویجہ بزینب بنت حجش ج ۴ ص ۱۴۹ مطبوعہ مکتبة المعارف بیروت)، (السیرة النبویة لابن کثیر ذکر نزول الحجاب صبیحة عرسھا الذی ولی اللہ عقد نکاحہ ج ۳ ص ۲۷۶ مطبوعہ دار الکتاب العربی بیروت)

[2] (خصائص الکبری ج ۲ ص ۲۲۰ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)، (سبل الھدی والرشاد ج ۱۰ ص ۱۰۰۔ ۱۰۱ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)، (البدایہ والنھایہ ابن کثیر ج ۶ ص ۱۹۸ مطبوعہ المکتبة التجاریة مکة المکرمہ)، (طبقات ابن سعد ج ۶ ص ۱۶۲ مطبوعہ دار صادر بیروت)، (تھذیب التھذب ج ۱ ص ۳۸۶۔ میزان الاعتدال ج ۱ ص ۲۷۸)، (حجة اللہ علی العالمین فی معجزات سید المرسلین ص ۳۹۴ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

اتنی سفیدی چھوڑدے کہ میں تیری نعمت کو یاد رکھوں تو اللہ عزوجل اس کے جسم میں اتنی سفیدی چھوڑدے گا لہٰذا تم میں سے کوئی اگر اس سے ملے تو اور وہ استطاعت رکھتا ہو کہ اس سے استغفار کرائے تو اسے لازم ہے کہ اس سے استغفار کی درخواست کرے۔[1]

محدث کبیر امام ابو نعیم احمد بن عبد اللہ اصفہانی متوفی ۴۳۰ھ لکھتے ہیں:

قالوا یا رسول اللہ کیف لنا برجل منھم قال ذاک اویس القرنی قالوا وما اویس القرنی قال اشھل ذا صھوبۃ بعید ما بین المنکبین معتدل القامۃ آدم شدید الادمۃ ضارب بذقنہ الی صدرہ رام بذقنہ الی موضع سجودہ واضع یمینہ علی شمالہ یتلو القرآن یبکی علی نفسہ ذو طمرین لا یؤبہ لہ متزر بازار صوف ورداء صوف مجھول فی اھل الارض معروف فی اھل السماء لو اقسم علی اللہ لا برقسمہ الا وان تحت منکبہ الایسر لمعۃ بیضاء الا وانہ اذا کان یوم القیامۃ قیل للعباد ادخلوا الجنۃ ویقال لاویس قف فاشفع فیشفع اللہ عزوجل فی مثل عدد ربیعۃ ومضر یا عمرو و یا علی اذا انتما لقیتماہ فاطلبا الیہ ان یستغفر لکما یغفر اللہ لکما۔

ترجمہ: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کہنے لگے یا رسول اللہ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہٖ واصحابہٖ وَسلَّم ان بزرگوں میں سے ہمیں کوئی آدمی مل سکتا ہے؟ فرمایا ہاں "اویس قرنی" ہے جس سے تمہاری ملاقات ہوگی صحابہ رضی اللہ عنہم نے اویس قرنی رضی اللہ عنہ کی علامات پوچھیں ارشاد فرمایا اس کی آنکھیں سرخ مائل ہوں گی سرخ بالوں والا ہوگا۔ کشادہ کاندھوں والا میانے قد والا گندم گوں، سینے پر بالوں والا، دایاں بائیں پر رکھتا ہوگا قرآن کی تلاوت کرے گا اور اپنے پر بہت روتا ہوگا اہل سماء میں مشہور ہے اگر اللہ پر کسی کام کے کرنے کی قسم کھالے تو اللہ اسے اپنی قسم میں بری کردیتا ہے سنو اس کے بائیں کاندھے کے نیچے ایک چمک ہوگی اہل زمین میں اسے کوئی نہیں جانتا اون کا ازار باندھا ہوگا اون ہی کی چادر اوڑھی ہوگی خوب سن لو۔ قیامت کے دن عام لوگوں سے کہا جائے گا کہ جنت میں داخل ہو جاؤ اور اویس رضی اللہ عنہ سے کہا جائے گا کہ ادھر کھڑے ہو جاؤ اور شفاعت کرو تمہاری شفاعت قبول کی جائے گی اے عمرو علی رضی اللہ عنہما جب تمہاری ان سے ملاقات ہوگی تو ان سے استغفار کرانا اللہ تمہاری مغفرت فرمائے گا۔[2]

---

[1] (خصائص الکبری ج ۲ ص ۲۲۰ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)، (سبل الھدی والرشاد ج ۱۰ ص ۱۰۱ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)، (دلائل النبوۃ امام بیہقی ج ۶ ص ۳۷۶ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)، (حجۃ اللہ علی العالمین فی معجزات سید المرسلین ص ۳۹۴۔۳۹۵ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)، (حلیۃ الاولیاء و طبقات الاصفیاء ذکر اویس بن عامر القرنی سید العباد و علم الاصفیاء ج ۲ ص ۸۰ مطبوعہ دار الکتاب العربی بیروت)، (سیر اعلام النبلاء ذکر اویس القرنی رضی اللہ عنہ ج ۴ ص ۲۰ مطبوعہ مؤسسۃ الرسالۃ بیروت)

[2] (حلیۃ الاولیاء و طبقات الاصفیاء ذکر اویس بن عامر القرنی سید العباد و علم الاصفیاء ج ۲ ص ۸۲ مطبوعہ دار الکتاب العربی بیروت)، (الاصابۃ فی تمیز الصحابۃ ذکر اویس بن عامر رضی اللہ عنہ ج ۱ ص ۲۱۹ برقم ۵۰۰ مطبوعہ دار الجیل بیروت)

امام جلال الدین سیوطی متوفی ۹۱۱ھ روایت کرتے ہیں:

سیکون فی امتی رجل یقال لہ اویس بن عبداللہ القرنی و ان شفاعۃ فی امتی مثل ربیعۃ و مضر۔ [1]

امام محمد بن سعد رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

قال رسول اللہ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَ اٰلہ و اصحابہ وَسلَّم خلیلی من ھذہ الامۃ اویس القرنی۔

ترجمہ: حضور صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم نے فرمایا اس امت میں میرا خلیل اویس قرنی ہے۔ [2]

امام جلال الدین سیوطی متوفی ۹۱۱ھ روایت کرتے ہیں:

و اخرج ابن سعد و الحاکم عن عبدالرحمن بن ابی لیلی قال: نادی رجل من اھل الشام یوم صفین فقال فیکم اویس القرنی؟ قالوا: نعم قال انی سمعت رسول اللہ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَ اٰلہ و اصحابہ وَسلَّم یقول ان من خیر التابعین اویس القرنی ثم ضرب دابتہ فدخل فیھم۔

ترجمہ: ابن سعد و حاکم رحمہما اللہ نے عبد الرحمن بن ابو لیلی رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ جنگ صفین کے روز اہل شام کے ایک آدمی نے پکارا کہ کیا تم میں اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ ہیں؟ لوگوں نے جواب دیا ہاں ہیں۔ اس نے کہا میں نے رسول اللہ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم سے سنا ہے۔ آپ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم نے فرمایا اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ خیر التابعین ہیں۔ اس کے بعد وہ شخص اپنے گھوڑے کو ایڑ لگا کر اپنے لشکر میں چلا گیا۔ [3]

امام ابو نعیم اصفہانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

حدثنا ابو بکر بن مالک ثنا عبداللہ بن احمد بن حنبل حدثنی ابی و عبیداللہ بن عمر قالا ثنا عبداللہ بن الاشعت بن سوار عن محارب بن دثار قال قال رسول اللہ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَ اٰلہ و اصحابہ وَسلَّم ان من امتی من لا یستطیع ان یاتی مسجدہ او مصلاہ من العری یحجزہ ایمانہ ان یسال الناس منھم اویس القرنی و فرات بن حیان۔

---

[1] (الجامع الصغیر فی احادیث البشیر النذیر حرف السین ج ۱ ص ۲۹۳ رقم الحدیث ۴۷۷۳ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)، (الفتح الکبیر فی ضم الزیادۃ الی الجامع الصغیر ج ۲ ص ۱۵۸ رقم الحدیث ۶۹۴۳ مطبوعہ دار الفکر بیروت)

[2] (طبقات ابن سعد ج ۶ ص ۱۶۳ مطبوعہ دار صادر بیروت)، (الجامع الصغیر فی احادیث البشیر النذیر ج ۱ ص ۲۴۰ رقم الحدیث ۳۹۴۲ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)، (الفتح الکبیر فی ضم الزیادۃ الی الجامع الصغیر ج ۲ ص ۸۵ رقم الحدیث ۶۰۴۷ مطبوعہ دار الفکر بیروت)

[3] (خصائص الکبری ج ۲ ص ۲۲۰ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)، (البدایہ و النھایہ ابن کثیر ج ۶ ص ۱۹۸ مطبوعہ المکتبۃ التجاریۃ مکۃ المکرمہ)، (سبل الھدی و الرشاد ج ۱۰ ص ۱۰۱ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)، (دلائل النبوۃ امام بیھقی ج ۶ ص ۳۷۸ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت) حاکم مستدرک ج ۳ ص ۴۰۲۔ ، (حجۃ اللہ علی العالمین فی معجزات سید المرسلین ص ۳۹۵ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)، (طبقات ابن سعد ج ۶ ص ۱۶۲ مطبوعہ دار صادر بیروت)، (انسان العیون فی سیرۃ الامین المامون المعروفۃ بالسیرۃ الحلبیہ ج ۲ ص ۵۴۸ مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت)، (الجامع الصغیر فی احادیث البشیر النذیر ج ۱ ص ۲۴۴ رقم الحدیث ۴۰۰۳ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت) (سبل الھدی و الرشاد ج ۱۰ ص ۱۰۱ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)، (دلائل النبوۃ امام بیھقی ج ۶ ص ۳۷۸ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)، (الفتح الکبیر فی ضم الزیادۃ الی الجامع الصغیر ج ۲ ص ۱۹ رقم الحدیث ۶۱۱۴ مطبوعہ دار الفکر بیروت)

ترجمہ: حضرت محارب بن دثار رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم نے ارشاد فرمایا کہ بلاشبہ میری امت میں سے ایسے لوگ ہیں جو ننگے ہونے کی وجہ سے اپنی مسجد اور عید گاہ میں نہیں جاسکتے اور ان کا ایمان ان کو لوگوں سے مانگنے سے روکتا ہے ان میں سے اویس قرنی اور فرات بن حیان رضی اللہ عنہما ہیں۔[1]

امام جلال الدین سیوطی متوفی ۹۱۱ھ روایت کرتے ہیں:

واخرج ابن سعد والحاکم من طریق أسیر بن جابر عن عمر انه قال لاویس القرنی استغفرلی قال: کیف استغفر لک وانت صاحب رسول اللہ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم قال سمعت رسول اللہ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم یقول ان خیر التابعین رجل یقال له اویس القرنی۔

ترجمہ: ابن سعد و حاکم رحمہما اللہ نے بطریقہ اسیر بن جابر رحمۃ اللہ علیہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے حضرت اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا کہ آپ میرے لئے استغفار فرمائیں۔ اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا میں آپ کے لئے کیونکر استغفار کروں جبکہ آپ خود رسول اللہ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم کے صحابی ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے رسول اللہ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم سے سنا ہے۔ آپ نے فرمایا خیر التابعین وہ شخص ہے جس کا نام اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ ہے۔[2]

حدیث نمبر ۱۱: دو عظیم گروہوں کے درمیان اللہ عزوجل اس کے ذریعہ صلح کرائے گا

امام جلال الدین سیوطی متوفی ۹۱۱ھ روایت کرتے ہیں:

للحسن ان ابنی ھذا سید ولعل اللہ ان یصلح بہ بین فئتین عظیمتین من المسلمین۔

ترجمہ: بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ابو بکرہ رضی اللہ عنہ اسے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم نے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کی بابت فرمایا میرا یہ فرزند سردار ہے اور توقع ہے کہ اللہ عزوجل مسلمانوں کے دو عظیم گروہوں کے درمیان اس کے ذریعہ صلح کرائے گا۔[3]

---

[1] (حلیۃ الاولیاء وطبقات الاصفیاء ذکر عبدالرحمن بن مھدی رحمۃ اللہ علیہ ج ۹ ص ۳۸ مطبوعہ دارالکتاب العربی بیروت)، (الاصابۃ فی تمیز الصحابۃ ذکر اویس بن عامر رضی اللہ عنہ ج ۱ ص ۲۲۱ برقم ۵۰۰ مطبوعہ دارالجیل بیروت)

[2] (خصائص الکبری ج ۲ ص ۲۲۱ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت)، (سبل الھدی والرشاد ج ۱۰ ص ۱۰۱ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت)، (حجۃ اللہ علی العالمین فی معجزات سیدالمرسلین ص ۳۹۵ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت)، (نسیم الریاض فی شرح شفاء القاضی عیاض ج ۴ ص ۱۸۰ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت)

[3] (خصائص الکبری ج ۲ ص ۲۲۶ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت)، (مواھب اللدنیہ ج ۳ ص ۱۰۰ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت)، (البدایہ والنھایہ ابن کثیر ج ۶ ص ۲۱۴۔۲۱۵ مطبوعہ المکتبۃ التجاریۃ مکۃ المکرمہ)، (سبل الھدی والرشاد ج ۱۰ ص ۱۵۳ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت)، (دلائل النبوۃ امام بیھقی ج ۶ ص ۴۴۴ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت)، (انسان العیون فی سیرۃ الامین المامون المعروفۃ بالسیرۃ الحلبیہ ج ۳ ص ۲۸۸ مطبوعہ داراحیاء التراث العربی بیروت)، (نسیم الریاض فی شرح شفاء القاضی عیاض ج ۴ ص ۱۹۹ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت)، (الشفا بتعریف حقوق المصطفیٰ ج ۱ ص ۲۱۰ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت)، (اتحاف سادۃ المتقین ج ۸ ص ۱۳۳ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت)، (شرح العلامۃ الزرقانی علی المواھب اللدنیۃ ج ۷ ص ۲۱۷ مطبوعہ دارالمرفۃ

امام اسماعیل بن محمد بن الفضل الاصبھانی متوفی ۵۳۵ھ لکھتے ہیں:

قال الامام رحمہ اللہ فی ھذا الحدیث من دلالۃ النبوۃ انہ کان الامر کما ذکر ا اصلح اللہ بہ بین جند العراق و جند الشام۔

ترجمہ: امام رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث نبوۃ پر دلالت کرتی ہے کہ اسی طرح ہوا جیسا کہ حضور صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہٖ واصحابہ وَسلَّم نے فرمایا تھا کہ اللہ عزوجل نے اس کے ذریعے عراقی اور شامی لشکروں میں صلح فرمادیا۔[1]

حدیث نمبر ۱۲: ام ورقہ بن نوفل رضی اللہ عنہا شہیدہ ہے

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

اخبرنا ابو الحسن علی بن احمد بن عمر بن حفص المقری بن الحمامی رحمہ اللہ ببغداد ثنا احمد بن سلمان النجار ثنا جعفر بن محمد بن شاکر ثنا ابو نعیم ثنا الولید بن جمیع حدثتنی جدتی عن ام ورقۃ بنت عبداللہ بن الحارث ثم و کان رسول اللہ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہٖ واصحابہ وَسلَّم یزورھا و یسمیھا الشھیدۃ و کانت قد جمعت القرآن و کان رسول اللہ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہٖ واصحابہ وَسلَّم حین غزا بدراً قالت تاذن لی فاخرج معک امرض مرضکم لعل اللہ تعالیٰ یھدی لی شھادۃ قال ان اللہ تعالیٰ مھد لک شھادۃ فکان یسمیھا الشھیدۃ و کان النبی صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہٖ واصحابہ وَسلَّم قد امرھا ان تؤم اھل دارھا و انھا غمتھا جاریۃ لھا و غلام کانت قد دبرتھما فقتلاھا فی امارۃ عمر فقیل ان ام ورقۃ قتلتھا جاریتھا و غلامھا و انھما ھربا فاتی فکانا اول مصلوبین بالمدینۃ فقال عمر رضی اللہ عنہ صدق رسول اللہ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہٖ واصحابہ وَسلَّم کان یقول انطلقوا نزور الشھیدۃ۔

بیروت)، (الوفا باحوال المصطفیٰ الباب الخامس عشر فی اخبار رسول اللہ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہٖ واصحابہ وَسلَّم بالغائبات ج ۱ ص ۳۰۹ مطبوعہ مصطفیٰ البابی مصر)، (مجمع الزوائد ومنبع الفوائد باب ماجاء فی الصلح وما کان بعدہ ج ۷ ص ۲۵۰ مطبوعہ موسسۃ المعارف بیروت)، (دلائل النبوۃ لابی نعیم اصفھانی اردو ص ۴۹۸ مطبوعہ ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاھور)، (حجۃ اللہ علی العالمین فی معجزات سید المرسلین ص ۳۴۲ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)، (دلائل النبوۃ للاصبھانی ص ۲۱۱ رقم الحدیث ۱۱۴ مطبوعہ دار طیبۃ الریاض)، (فضائل صحابہ لابن حنبل ج ۲ ص ۷۶۸ رقم الحدیث ۱۳۵۴ مطبوعہ موسسۃ الرسالۃ بیروت)، (فضائل الصحابۃ للنسائی ص ۱۹۔۲۰ رقم الحدیث ۶۲۔۶۳ مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت)، (الاحادیث المختارۃ ج ۵ ص ۲۲۳ رقم الحدیث ۱۸۵۲ وقال اسناد صحیح مطبوعہ مکتبۃ النھضۃ الحدیثہ مکہ مکرمۃ)، (ذخائر العقبی فی مناقب ذوی القربی ذکر وصف قاتلہ باشقی الآخرین ص ۱۲۵ مطبوعہ دار الکتب المصریۃ)، (اعلام النبوۃ الباب الثانی عشر فی انذارہ بما سیحدث بعدہ ص ۱۸۲ مطبوعہ دار الکتاب العربی بیروت)، (وسیلۃ الاسلام بالنبی علیہ الصلاۃ والسلام ص ۱۳۳ مطبوعہ دار الغرب الاسلامی بیروت)، (الفصول فی اختصار سیرۃ الرسول لابن کثیر فصل الاخبار بالغیوب المستقبلیۃ ص ۲۱۲ مطبوعہ دار القلم بیروت)، (صفوۃ الصفوۃ لابن جوزی ج ۱ ص ۲۰۷ مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت)، (الجامع الصغیر فی احادیث البشیر النذیر ج ۱ ص ۱۳۲ رقم الحدیث ۲۱۶۷ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)، (الفتح الکبیر فی ضم الزیادۃ الی الجامع الصغیر ج ۱ ص ۲۶۵ رقم الحدیث ۲۸۷۲ مطبوعہ دار الفکر بیروت)، (سنن الکبریٰ للنسائی ج ۱ ص ۵۳۱ رقم الحدیث ۱۷۱۸ مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت)، (سیر اعلام النبلاء ذکر حسن بن علی رضی اللہ عنہ ج ۳ ص ۲۵۱ مطبوعہ مؤسسۃ الرسالۃ بیروت)، (الاصابۃ فی تمیز الصحابۃ ذکر حسن بن علی رضی اللہ عنھما ج ۲ ص ۷۱ برقم ۱۷۲۱ مطبوعہ دار الجیل بیروت)، (صحیح بخاری رقم الحدیث ج ۴ رقم الحدیث ۲۴۲۹)، (سنن الترمذی ج ۵ رقم الحدیث ۳۷۹۸)، (سنن ابی داؤد رقم الحدیث ج ۳ ۴۶۶۲)، سنن النسائی ج ۲ رقم الحدیث ۱۴۰۹، صحیح ابن حبان ج ۵ ۱ رقم الحدیث ۶۹۶۴، مسند احمد ج ۵ ص ۵۱، ۴۴، طبرانی کبیر ج ۳ رقم الحدیث ۲۵۹۱، مجمع الزوائد ج ۹ ص ۱۷۵)(طبرانی صغیر باب اللام ج ۱ ص ۲۷۱ مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت)

[1] (دلائل النبوۃ للاصبھانی ص ۲۱۱ رقم الحدیث ۱۱۴ مطبوعہ دار طیبۃ الریاض)

ترجمہ: حضرت ام ورقہ بنت الحارث رضی اللہ عنہا کی ملاقات کے لیے رسول اللہ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم تشریف لے جاتے اور آپ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم نے ان کا نام الشہیدۃ رکھا تھا، وہ قرآن کی حافظہ تھیں جب رسول اللہ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم غزوہ بدر کے لیے تشریف لے گئے تو انہوں نے کہا آپ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم مجھے اجازت دیں تو میں بھی آپ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم کے ساتھ جاؤں اور زخمیوں کی مرہم پٹی اور بیماروں کی تیمارداری کروں، شاید اللہ تعالیٰ مجھے شہادت عطا فرمائے آپ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم نے فرمایا اللہ تعالیٰ تم کو شہادت عطا فرمائے گا اور آپ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم ان کو الشہیدۃ کہتے تھے اور نبی کریم صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم نے ان کو حکم دیا تھا کہ وہ اپنے گھر کی خواتین کی امامت کیا کریں ان کو مال غنیمت میں سے ایک باندی اور ایک غلام ملا تھا جن کو انہوں نے مدبر کر دیا تھا (یعنی ان سے کہہ دیا تھا کہ میرے مرنے کے بعد تم آزاد ہو) حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں ان دونوں نے حضرت ام ورقہ رضی اللہ عنہا کو قتل کر دیا اور دونوں بھاگ گئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے حکم سے ان کو پکڑ لیا گیا اور ان دونوں کو سولی پر لٹکایا گیا، مدینہ طیبہ میں ان کو سب سے پہلی سولی دی گئی تھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا رسول اللہ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم نے سچ فرمایا تھا آپ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم فرماتے تھے چلو الشہیدہ کی زیارت کے لیے چلیں۔[1]

امام جلال الدین سیوطی متوفی ۹۱۱ھ روایت کرتے ہیں:

اخرج ابو داود و ابو نعیم عن جمیع وعبدالرحمن بن خلاد الانصاری عن ام ورقة بنت نوفل ان النبی صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم لما غزا بدراً قالت: یارسول اللہ ائذن لی فی الغزو معک لعل اللہ تعالی ان یرزقنی شھادة قال قری فی بیتک فان اللہ یرزقک الشھادة فکانت تسمی الشھیدة و کانت قد قرات القرآن ثم انھا دبرت غلاماً لھا و جاریة فقاما الیھا من اللیل فغماھا بقطیفة حتی ماتت و ذلک فی امارة عمر فامر بھا فصلبا فکانا اول مصلوب بالمدینة۔

ترجمہ: ابوداؤد و ابو نعیم رحمہما اللہ نے جمیع اور عبدالرحمن بن خلاد انصاری رضی اللہ عنہما سے ان دونوں نے ام ورقہ بن نوفل رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ نبی کریم صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم جب بدر گئے تو انہوں نے عرض کیا یارسول اللہ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم! مجھے غزوہ بدر میں اپنی معیت میں جانے کی اجازت دیجئے۔ ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے

---

[1] (سنن الکبری للبیھقی جماع ابواب اثبات امامة المرأة وغیرھا ج۳ ص ۱۳۰ رقم الحدیث ۵۱۳۶ مطبوعہ مکتبة دار الباز مکة المکرمة)، (الاصابة فی تمیز الصحابة لابن حجر عسقلانی ج۸ ص ۳۲۱ برقم ۱۲۲۹۴ مطبوعہ دار الجیل بیروت)، (مسند احمد ج۶ ص ۴۰۵ رقم الحدیث ۲۷۳۲۳ مطبوعہ مؤسسة قرطبة مصر)، (صحیح ابن خزیمة جماع ابواب صلاة النساء فی الجماعة باب امامة المرأة النساء فی الفریضة ج۳ ص ۸۹ رقم الحدیث ۱۶۷۶ مطبوعہ المکتب السلامی بیروت)

شہادت نصیب فرمائے۔ آپ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہٖ واصحابہٖ وَسلَّم نے فرمایا تم اپنے گھر میں بیٹھی رہو۔ اللہ عزوجل تمہیں شہادت نصیب فرمائے گا۔ تو ان کو لوگ شہیدہ کے نام سے پکارتے تھے۔

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی شہادت کا واقعہ یہ ہوا کہ وہ قرآن کریم کی تلاوت کررہی تھیں اور انہوں نے ایک غلام اور باندی کو مدبر کیا تھا۔ وہ دونوں رات کے وقت ان کے پاس آئے اور ایک چادر سے ان کا گلا گھونٹا یہاں تک کہ وہ فوت ہو گئیں۔ یہ واقعہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانۂ خلافت کا ہے۔ چنانچہ انہوں نے ان دونوں کو حکم دیا اور دونوں کو سولی دی گئی۔ یہ دونوں مدینہ منورہ میں سب سے پہلے سولی چڑھنے والے تھے۔[1]

امام ابن عبدالبر رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

وقال صدق رسول اللہ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہٖ واصحابہٖ وَسلَّم حین کان یقول انطلقوا ابنا نزور الشھیدۃ۔

ترجمہ: حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا حضور صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہٖ واصحابہٖ وَسلَّم نے سچ فرمایا تھا چنانچہ آپ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہٖ واصحابہٖ وَسلَّم فرمایا کرتے تھے کہ شہیدہ کے گھر چلو۔[2]

امام محمد ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

فقال عمر صدق رسول اللہ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہٖ واصحابہٖ وَسلَّم کان یقول انطلقوا ابنا نزورو الشھیدۃ۔

ترجمہ: حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا حضور صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہٖ واصحابہٖ وَسلَّم نے سچ فرمایا تھا چنانچہ آپ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہٖ واصحابہٖ وَسلَّم فرمایا کرتے تھے کہ آؤ شہیدہ کی ملاقات کے لئے چلیں۔[3]

محدث کبیر امام ابو نعیم احمد بن عبد اللہ اصفہانی متوفی ۴۳۰ھ لکھتے ہیں:

فقال عمر رضی اللہ عنہ صدق رسول اللہ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہٖ واصحابہٖ وَسلَّم کان یقول انطلقوا فزوروا لشھیدۃ۔

ترجمہ: حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا حضور صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہٖ واصحابہٖ وَسلَّم نے سچ فرمایا تھا چنانچہ آپ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہٖ واصحابہٖ وَسلَّم فرمایا کرتے تھے کہ شہیدہ کے گھر چلو۔[1]

---

[1] (خصائص الکبری ج ۲ ص ۲۲۸۔۲۲۹ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت)، (البدایہ والنہایہ ابن کثیر ج ۶ ص ۱۹۸ مطبوعہ المکتبۃ التجاریۃ مکۃ المکرمہ)، (سبل الھدی والرشاد ج ۱۰ ص ۱۰۷ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت)، (دلائل النبوۃ امام بیھقی ج ۶ ص ۳۸۱ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت) مسند احمد ج ۶ ص ۴۰۵) الاصابۃ ج ۴ ص ۵۰۵)، (حجۃ اللہ علی العالمین فی معجزات سیدالمرسلین ص ۳۶۳ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت)، (الوفا باحوال المصطفیٰ الباب الخامس عشر فی اخبار رسول اللہ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہٖ واصحابہٖ وَسلَّم بالغائبات ج ۱ ص ۳۱۷ مطبوعہ مصطفیٰ البابی مصر)، (اعلام النبوۃ ص ۱۶۵ مطبوعہ دارالکتاب العربی بیروت)

[2] (الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب باب الواو ج ۴ ص ۱۹۶۵ برقم ۴۲۲۴ مطبوعہ دارالجیل بیروت)

[3] (طبقات ابن سعد ج ۸ ص ۴۷۵ مطبوعہ دارصادر بیروت)

امام ابی الفرج عبد الرحمن بن الجوزی متوفی ۵۹۷ھ لکھتے ہیں۔(آوَاُمّ ورقہ رضی اللہ عنہا کی زیارت کریں):

فقال عمر صدق رسول اللہ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم کان یقول انطلقوا بنا نزور الشہیدۃ رحمہا اللہ۔

ترجمہ: حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم نے سچ فرمایا تھا آؤ شہیدہ کی زیارت کریں۔[2]

امام جلال الدین سیوطی متوفی ۹۱۱ھ روایت کرتے ہیں:

واخرجہ ابن راھویہ وابن سعد والبیھقی وابو نعیم من وجہ آخر وزاد فی آخرہ فقال عمر: صدق رسول اللہ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم وکان یقول انطلقوا انزور الشہیدۃ۔

ابن راہویہ ابن سعد بیہقی اور ابو نعیم رحمہم اللہ نے دوسری سند کے ساتھ اسے روایت کیا۔ اس میں اسناد زیادہ ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم نے سچ فرمایا تھا آؤ شہیدہ کی زیارت کریں۔[3]

حدیث نمبر ۱۳: لیکن وہ شخص نعلین مبارک کو سینے والا شخص ہے یعنی حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ

امام محب الدین ابو العباس احمد بن عبد اللہ متوفی ۶۹۴ھ لکھتے ہیں:

عن ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ قال سمعت رسول اللہ یقول ان منکم من یقاتل علی تاویل القرآن کما قاتلت علی تنزیلہ قال ابو بکر رضی اللہ عنہ انا ھو یارسول اللہ قال لا ولکن خاصف النعل فی الحجرۃ وکان اعطی علیا نعلہ یخصفہا۔

ترجمہ: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضور صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم سے سنا کہ بے شک تم میں سے ایک تاویل قرآن پر جھگڑا کرے گا جیسے کہ اس کے نزول پر جھگڑا کیا تھا تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ فرمانے لگے کیا وہ میں ہوں اے اللہ کے رسول صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم تو حضور صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم فرمانے لگے نہیں بلکہ جوتے کے سینے والا حجرے میں اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو جوتا مبارک دیا تھا تاکہ اس کو سی لے۔[4]

---

1 (حلیۃ الاولیاء وطبقات الاصفیاء ذکر ام ورقۃ انصاریہ رضی اللہ عنہا ج ۲ ص ۶۳ مطبوعہ دار الکتاب العربی بیروت)

2 (صفوۃ الصفوۃ ج ۲ ص ۷۳ مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت)

3 (خصائص الکبری ج ۲ ص ۲۲۹ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)، (البدایہ والنہایہ ابن کثیر ج ۶ ص ۱۹۹ مطبوعہ المکتبۃ التجاریۃ مکۃ المکرمہ)، (سبل الھدی والرشاد ج ۱۰ ص ۱۰۷ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)، (دلائل النبوۃ امام بیہقی ج ۶ ص ۳۸۱ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)، (حجۃ اللہ علی العالمین فی معجزات سید المرسلین ص ۳۶۳ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

4 (ذخائر العقبی فی مناقب ذوی القربی ص ۷۶ مطبوعہ دار الکتب المصریۃ)

امام احمد بن حنبل متوفی ۲۴۱ھ روایت کرتے ہیں:

حدثنا عبداللہ قال حدثنی ابی ثنا یحیی بن آدم نا یونس عن ابی اسحاق عن زید بن یثیع قال قال رسول اللہ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ و اصحابہ وَسلّم ثم لینتھین بنو ولیعة او لا بعثن الیھم رجلا کنفسی یمضی فیھم امری یقتل المقاتلة ویسبی الذریة قال فقال ابو ذر فما راعنی الا برد کف عمر فی حجزتی من خلفی فقال من تراہ یعنی قلت ما یعنیک ولکن خاصف النعل۔[1]

امام بغدادی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

فقال ابو بکر انا ھو یارسول اللہ قال لا قال لہ عمر انا ھو یارسول اللہ قال لا ولکنہ خاصف النعل قال وفی کف علی نعل یخصفھا لرسول اللہ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ و اصحابہ وَسلّم۔[2]

امام جلال الدین سیوطی متوفی ۹۱۱ھ روایت کرتے ہیں:

اخرج الحاکم وصححہ والبیھقی عن ابی سعید قال: کنا مع رسول اللہ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ و اصحابہ وَسلّم فانقطعت نعلہ فتخلف علی یخصفھا فمشی قلیلاً ثم قال ان منکم من یقاتل علی تاویل القرآن کما قاتلت علی تنزیلہ فقال ابو بکر انا قال: لا قال عمر: انا قال: لا ولکن خاصف النعل۔

ترجمہ: حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے صحیح بتا کر اور بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ انہوں نے کہا کہ ہم رسول اللہ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم کے ساتھ تھے آپ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم کی نعلین مبارک ٹوٹ گئی تو حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ پیچھے رہ کر اسے سینے لگے پھر کچھ دور چل کر فرمایا تم میں سے ایک شخص وہ ہے جو قرآن کی تاویل پر جنگ کرے گا جس طرح کہ میں اس کی تنزیل پر جنگ کرتا ہوں۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کیا وہ میں ہوں؟ فرمایا نہیں۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم میں ہوں؟ فرمایا نہیں۔ لیکن وہ شخص نعلین مبارک کو سینے والا شخص ہے یعنی حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ۔[3]

---

[1] (فضائل صحابہ لابن حنبل ج ۱ ص ۵۷۱ رقم الحدیث ۹۶۶ مطبوعہ موسسۃ الرسالۃ بیروت)

[2] (تاریخ بغداد ج ۸ ص ۴۳۳ برقم ۴۵۴۰ مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت)

[3] (خصائص الکبری ج ۲ ص ۲۳۴ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)، (البدایہ والنھایہ ابن کثیر ج ۶ ص ۲۱۳ مطبوعہ المکتبۃ التجاریۃ مکۃ المکرمہ)، (سبل الھدی والرشاد ج ۱۰ ص ۱۵۰ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)، (دلائل النبوۃ امام بیہقی ج ۶ ص ۴۳۶ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)، (حجۃ اللہ علی العالمین فی معجزات سید المرسلین ص ۳۴۰ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)، (کنز العمال ج ۱۱ ص ۶۱۳ رقم الحدیث ۳۲۹۶۷ مطبوعہ مؤسسۃ الرسالۃ بیروت)

حدیث نمبر ۱۴: سب سے پہلے جو میری سنت کو بدلے گا وہ بنی امیہ کا آدمی ہو گا یعنی یزید

امام جلال الدین سیوطی متوفی ۹۱۱ھ روایت کرتے ہیں:

واخرج ابن ابی شیبۃ وابویعلی والبیہقی عن ابی ذر سمعت رسول اللہ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم یقول ان اول من یبدل سنتی رجل من بنی امیۃ۔

قال البیہقی: یشبہ ان یکون ھو یزید بن معاویۃ۔

ترجمہ: ابن ابی شیبہ وابو یعلی اور بیہقی رحمہم اللہ ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ میں نے رسول اللہ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم سے سنا ہے کہ آپ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم نے فرمایا سب سے پہلے جو میری سنت کو بدلے گا وہ بنی امیہ کا آدمی ہو گا۔

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا شبہ ہوتا ہے کہ غالباً وہ آدمی یزید بن معاویہ ہے۔[1]

امام حارث بن ابی اسامہ متوفی ۲۸۲ھ روایت کرتے ہیں:

حدثنا الحکم بن موسی ثنا الولید بن مسلم عن الاوزاعی عن مکحول عن ابی عبیدۃ بن الجراح قال قال رسول اللہ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم لا یزال امر امتی قائما بالقسط حتی یکون اول من یثلمہ رجل من بنی امیۃ یقال لہ یزید۔

ترجمہ: حضرت ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم نے فرمایا یہ دین ہمیشہ معتدل اور عدل وانصاف پر قائم رہے گا البتہ بنی امیہ کا ایک آدمی جس کا نام یزید ہے اس میں رخنہ ڈالے گا۔[2]

امام جلال الدین سیوطی متوفی ۹۱۱ھ روایت کرتے ہیں:

واخرج ابن منیع والبیہقی وابونعیم عن ابی عبیدۃ بن الجراح قال قال رسول اللہ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم لا یزال ھذا الامر معتدلاً قائما بالقسط حتی یثلمہ رجل من بنی امیۃ یقال لہ یزید۔

---

[1] (خصائص الکبری ج ۲ ص ۲۳۶ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)، (سبل الهدی والرشاد ج ۱۰ ص ۸۹ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)، (حجۃ اللہ علی العالمین فی معجزات سید المرسلین ص ۳۷۹ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)، (الجامع الصغیر فی احادیث البشیر النذیر ج ۱ ص ۱۶۹ رقم الحدیث ۲۸۴۱ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)، (الفتح الکبیر فی ضم الزیادۃ الی الجامع الصغیر ج ۱ ص ۴۳۵ رقم الحدیث ۴۶۸۲ مطبوعہ دار الفکر بیروت)

[2] (بغیۃ الباحث عن زوائد مسند الحارث [زوائد الهیثمی] کتاب الامارۃ باب فی ولاۃ السوء ج ۲ ص ۶۴۲ رقم الحدیث ۶۱۲ مطبوعہ مرکز خدمۃ السنۃ والسیرۃ النبویۃ المدینۃ المنورۃ)

ترجمہ: ابن منیع و ابویعلی و بیہقی اور ابو نعیم رحمہم اللہ نے ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم نے فرمایا یہ دین ہمیشہ معتدل اور عدل وانصاف پر قائم رہے گا البتہ بنی امیہ کا ایک آدمی جس کا نام یزید ہے اس میں رخنہ ڈالے گا۔[1]

امام جلال الدین سیوطی متوفی ۹۱۱ھ روایت کرتے ہیں:

و اخرج ابو نعیم عن معاذ بن جبل ان النبی صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ و اصحابہ وَسلَّم قال اتتکم الفتن کقطع اللیل المظلم کلما ذھب رسل جاء رسل تناسخت النبوۃ فصارت ملکا امسک یا معاذ و احص فلما بلغت خمسۃ قال یزید لا یبارک اللہ فی یزید ثم ذرفت عیناہ فقال نعی الی حسین و اتیت بتربتہ و اخبرت بقتلہ فلما بلغت عشرۃ قال الولید اسم فرعون ھادم شرائع الاسلام یبؤ بدمہ رجل من اھل بیتہ۔

ترجمہ: ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ نے معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی کریم صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم نے فرمایا تم پر اندھیری رات کے ٹکڑے کی مانند فتنے آئے جب ایک رسول گیا دوسرا رسول آگیا اور نبوت منسوخ ہو گئی اور بادشاہت آگئی۔ اے معاذ رضی اللہ عنہ یاد رکھو اور گنو۔ پھر جب پانچ تک پہنچے تو فرمایا یزید۔ اللہ عزوجل یزید میں برکت نہ دے اس کے بعد آپ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم کے چشمانِ مبارک سے آنسو بہنے لگے اور فرمایا مجھے امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر دی گئی اور ان کے مقتل کی مٹی لائی گئی ہے اور مجھے ان کے قاتل کی خبر دی گئی۔ اس کے بعد جب شمار دس تک پہنچی تو فرمایا ولید۔ یہ فرعون کا نام ہے۔ وہ اسلامی شریعت کا ڈھانے والا ہو گا۔ اس کے اہلبیت کا ایک آدمی اس کا خون بہائے گا۔[2]

حدیث نمبر ۱۵: عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے فرمایا تمہیں باغی جماعت شہید کرے گی

امام جلال الدین سیوطی متوفی ۹۱۱ھ روایت کرتے ہیں:

اخرج الشیخان عن ابی سعید و مسلم عن ام سلمۃ و ابی قتادۃ ان رسول اللہ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ و اصحابہ وَسلَّم قال لعمار تقتلک الفئۃ الباغیۃ ھذا الحدیث متواتر رواہ من الصحابۃ بضعۃ عشر کما بینت ذلک الاحادیث المتواترۃ۔

---

[1] (خصائص الکبری ج ۲ ص ۲۳۶ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)، (البدایہ و النہایہ ابن کثیر ج ٦ ص ۲۲۴ مطبوعہ المکتبۃ التجاریۃ مکۃ المکرمہ)، (سبل الھدی والرشاد ج ۱۰ ص ۸۹ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)، (حجۃ اللہ علی العالمین فی معجزات سید المرسلین ص ۴۷۹ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

[2] (خصائص الکبری ج ۲ ص ۲۳۷ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

ترجمہ: شیخین رحمہما اللہ نے ابو سعید و مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا اور ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہٖ واصحابہٖ وَسلَّم نے حضرت عمار رضی اللہ عنہ سے فرمایا تمہیں باغی جماعت شہید کرے گی۔ یہ حدیث متواتر ہے اسے دس صحابیوں نے روایت کیا ہے جیسا کہ احادیث متواترہ میں میں نے اسے بیان کیا ہے۔[1]

امام ابن عبد البر رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

وتواترت الآثار عن النبی صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہٖ واصحابہٖ وَسلَّم انہ قال تقتل عمار الفئۃ الباغیۃ وھذا من اخبارہ بالغیب واعلام النبوتہ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہٖ واصحابہٖ وَسلَّم وھو من اصح الاحادیث۔

---

[1] (خصائص الکبری ج ۲ ص ۲۳۹ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)، (طبرانی صغیر باب العین من اسمہ عمر ج ۱ ص ۱۸۷ مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت)، (مواہب اللدنیہ ج۳ ص ۱۰۱ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)، (صحیح البخاری رقم الحدیث ۴۴۷۔ ۲۸۱۲۔ صحیح مسلم رقم الحدیث ۷۰۔ ۷۲۔ ۷۳۔ مسند الطیالسی ص ۲۸۸ رقم الحدیث ۲۰۶۸)، دلائل النبوۃ امام بیہقی ج ۲ ص ۵۴۶۔ (مجمع الزوائد و منبع الفوائد باب فیما کان بینھم یوم صفین رضی اللہ عنھم ج۷ ص ۲۴۴۔ ۲۴۵ مطبوعہ موسسۃ المعارف بیروت)، (المعجم الکبیر للطبرانی ج ۱ ص ۳۲۰ رقم الحدیث ۹۵۴ مطبوعہ مکتبۃ العلوم والحکم الموصل)، (کنز العمال رقم الحدیث ۲۳۷۳۶۔ ۳۳۵۵۱)، (البدایہ والنہایہ ابن کثیر ج۶ ص ۲۱۰ مطبوعہ المکتبۃ التجاریۃ مکۃ المکرمہ)، (سبل الھدی والرشاد ج ۱۰ ص ۱۵۱۔ ۱۵۲ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)، (دلائل النبوۃ امام بیہقی ج۶ ص ۴۲۰ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)، (حجۃ اللہ علی العالمین فی معجزات سید المرسلین ص ۴۷۳ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)، (نسیم الریاض فی شرح شفاء القاضی عیاض ج۴ ص ۱۷۱ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)، (اتحاف سادۃ المتقین ج۸ ص ۳۳۰ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)، (مسند ابن جعد ص ۱۸۲ رقم الحدیث ۱۱۷۵ وص ۲۴۵۔ ۲۴۶ رقم الحدیث ۱۶۲۱۔ ۱۶۲۲ مطبوعہ موسسۃ نادر بیروت)، (احیاء علوم الدین ج ۲ ص ۳۸۵ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)، (شرح العلامۃ الزرقانی علی المواھب اللدنیۃ ج۷ ص ۲۲۰ مطبوعہ دار المرفۃ بیروت)، (الوفا باحوال المصطفیٰ الباب الخامس عشر فی اخبار رسول اللہ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہٖ واصحابہٖ وَسلَّم بالغائبات ج ۱ ص ۳۰۸ مطبوعہ مصطفیٰ البابی مصر)، (کنز العمال ج ۱۱ ص ۳۴۴۔ ۳۴۵ رقم الحدیث ۳۱۶۹۸ ص ۳۵۱ رقم الحدیث ۳۱۷۱۸۔ ۳۱۷۱۹ ص ۷۲۲ رقم الحدیث ۳۳۵۳۲۔ ۳۳۵۳۳ ص ۷۲۵ رقم الحدیث ۳۳۵۴۹۔ ۳۳۵۵۰۔ ۳۳۵۵۱ مطبوعہ مؤسسۃ الرسالۃ بیروت)، (الریاض النضرۃ فی مناقب العشرۃ ج ۱ ص ۱۹۷ مطبوعہ دار الغرب الاسلامی بیروت)، (فضائل الصحابۃ للنسائی ص ۵۱ رقم الحدیث ۱۷۰ مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت)، (معجم الشیوخ ص ۲۸۳ مطبوعہ موسسۃ الرسالۃ بیروت)، (الآحاد والمثانی ذکر ابی قتادۃ الانصاری ج ۳ ص ۴۳۶ رقم الحدیث ۱۸۷۰ مطبوعہ دار الرایۃ الریاض)، (البدایۃ والنہایۃ ج۷ ص ۳۱۲ مطبوعہ مکتبۃ المعارف بیروت)، (السیرۃ النبویۃ فصل بناء مسجدہ الشریف فی مدۃ مقامہ علیہ السلام بدار ابی ایوب رضی اللہ عنہ ج ۲ ص ۲۶۸ مطبوعہ دار الکتاب العربی بیروت)، (معجم الصحابۃ ج ۱ ص ۲۳۶ برقم ۲۶۷ و ج ۲ ص ۳۷۶ برقم ۹۲۲ مطبوعہ مکتبۃ الغرباء الاثریۃ المدینۃ المنورۃ)، (تخریج الدلالات السمعیۃ ص ۹۷ مطبوعہ دار الغرب الاسلامی بیروت)، (وسیلۃ الاسلام بالنبی علیہ الصلاۃ والسلام ص ۷۸ مطبوعہ دار الغرب الاسلامی بیروت)، (الفصول فی اختصار سیرۃ الرسول لابن کثیر فصل الاخبار بالغیوب المستقبلیۃ ص ۲۱۲ مطبوعہ دار القلم بیروت)، (الثقات لابن حبان ذکر قدوم النبی المدینۃ ج ۱ ص ۱۳۵ وص ۱۴۱ مطبوعہ دار الفکر بیروت)، (الذریۃ الطاھرۃ النبویۃ ص ۷۱ رقم الحدیث ۱۰۹ مطبوعہ الدار السلفیۃ الکویت)، (السیرۃ النبویۃ واخبار الخلفاء لابن حبان ص ۱۴۳ و ص ۵۴۲ ذکر قدوم النبی صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہٖ واصحابہٖ وَسلَّم المدینۃ مطبوعہ دار الفکر بیروت)، (الجامع الصغیر فی احادیث البشیر النذیر حرف العین ج ۱ ص ۳۴۶ رقم الحدیث ۵۵۹۸ و حرف العین حدیث صحیح ج ۱ ص ۳۴۶ رقم الحدیث ۵۶۰۷ و ج ۲ ص ۵۷۲ رقم الحدیث ۹۶۴۰ حرف الواو مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)، (تحفۃ الاشراف بمعرفۃ الاطراف ج ۱۳ ص ۴۰ رقم الحدیث ۱۸۲۵۴ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)، (جامع الاحادیث الکبیر ج ۲۰ ص ۴۸۲ رقم الحدیث ۱۷۸۹۳ مطبوعہ دار الفکر بیروت)، (الفتح الکبیر فی ضم الزیادۃ الی الجامع الصغیر ج ۲ ص ۳۳ رقم الحدیث ۵۴۱۸ مطبوعہ دار الفکر بیروت)، (سیر اعلام النبلاء ج ۱ ص ۴۱۹۔ ۴۲۰۔ ۴۲۱ مطبوعہ مؤسسۃ الرسالۃ بیروت)، (طبقات ابن سعد ج ۳ ص ۲۵۲۔ ۲۵۳۔ ۲۵۴ مطبوعہ دار صادر بیروت)، (الاستیعاب ذکر حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ ج۳ ص ۱۱۳۹ برقم ۱۸۶۳ مطبوعہ دار الجیل بیروت)، (حلیۃ الاولیاء و طبقات الاصفیاء ذکر زید بن وھب رحمۃ اللہ علیہ ج ۴ ص ۱۷۲ ذکر عبد اللہ بن ابی الھذیل رحمۃ اللہ علیہ ج ۴ ص ۳۶۱ مطبوعہ دار الکتاب العربی بیروت)، (الاصابۃ فی تمیز الصحابۃ ذکر اسماعیل بن عبد الرحمن انصای تابعی رضی اللہ عنہ ج ۱ ص ۲۳۴ برقم ۵۳۰ مطبوعہ دار الجیل بیروت)، (مسند الحارث زوائد الھیثمی کتاب المناقب باب فضل عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ ج ۲ ص ۹۲۴ رقم الحدیث ۱۰۱۷۔ ۱۰۱۸ مطبوعہ مرکز خدمۃ السنۃ والسبرۃ النبویۃ المدینۃ المنورۃ)، (الاستیعاب ج ۲ ص ۵۳۳ برقم ۸۳۲ مطبوعہ دار الجیل بیروت)

ترجمہ: حضور صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہٖ واصحابہ وَسلَّم سے متواتر آثار اس بارے میں نقل کی گئی ہے کہ عمار رضی اللہ عنہ کو ایک باغی گروہ قتل کرے گا اور یہ رسول اللہ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہٖ واصحابہ وَسلَّم کا اخبار الغیب ہے اور یہ آپ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہٖ واصحابہ وَسلَّم کی اعلام النبوۃ ہے اور یہ حدیث مبارک صحیح ہے۔[1]

امام ابی العباس احمد بن احمد الخطیب متوفی ۸۱۰ھ لکھتے ہیں:

و من معجزاته الاخبار بالغيوب و التكلم على ما فى الضمائر و ذلك فى غير ما موطن بما هو كثير شائع و من ذلك قوله لعمار بن ياسر تقتلك الفئة الباغية و آخر شربة شربها من الدنيا شربة لبن و تقدم للقتال يوم صفين و قاتل حتى قتل۔[2]

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

و قال قبل ان يقتل ائتونى بشربة لبن فانى سمعت رسول الله صَلَّى الله تعالىٰ عليه وَ أله و اصحابه وَ سلَّم يقول آخر ثم ثم شربة تشربها من الدنيا شربة لبن و ثبت فى الصحيحن ان رسول الله صَلَّى الله تعالىٰ عليه وَ أله و اصحابه وَ سلَّم قال ويح عمار تقتله ثم ثم الفئة الباغية۔[3]

امام احمد بن عمرو بن الضحاک ابو بکر الشیبانی متوفی ۲۸۷ھ لکھتے ہیں:

حدثنا بن كاسب نا يوسف بن الماجشون عن ابيه عن ابى عبيدة بن محمد بن عمار بن ياسر عن عمار بن ياسر قال حدثنى حبيبى رسول الله صَلَّى الله تعالىٰ عليه وَ أله و اصحابه وَ سلَّم ان آخر زادى من الدنيا مذقة لبن۔[4]

امام ابن عبد البر رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

ان رسول الله صَلَّى الله تعالىٰ عليه وَ أله و اصحابه وَ سلَّم عهد الى ان آخر شربة تشربها من الدنيا شربة لبن۔[5]

امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

قال فشرب ثم قال قال رسول الله صَلَّى الله تعالىٰ عليه وَ أله و اصحابه وَ سلَّم ان آخر شربة تشربها من الدنيا شربة لبن ثم تقدم فقتل۔[6]

---

1 (الاستیعاب ذکر حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ ج۳ ص ۱۱۴۰ برقم ۱۸۶۳ مطبوعہ دار الجیل بیروت)
2 (وسیلۃ الاسلام بالنبی علیہ الصلاۃ و السلام ص ۱۳۳ مطبوعہ دار الغرب الاسلامی بیروت)
3 (تہذیب الاسماء ج ۲ ص ۳۵۱ برقم ۴۶۵ مطبوعہ دار الفکر بیروت)
4 (الآحاد و المثانی ذکر عمار بن یاسر ج ۱ ص ۲۰۷ رقم الحدیث ۲۷۱ مطبوعہ دار الرایۃ الریاض)
5 (الاستیعاب ذکر حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ ج۳ ص ۱۱۳۹ برقم ۱۸۶۳ مطبوعہ دار الجیل بیروت)
6 (سیر اعلام النبلاء ج ۱ ص ۴۲۵ مطبوعہ مؤسسۃ الرسالۃ بیروت)

محدث کبیر امام ابونعیم احمد بن عبد اللہ اصفہانی متوفی ۴۳۰ھ روایت کرتے ہیں:

حدثنا ممدا احمد بن الحسن ثنا عبداللہ بن احمد بن حنبل حدثنی ابی ثنا محمد بن جعفر ثنا شعبۃ عن عمرو ابن دینار عن رجل من اھل مصر یحدث ان عمرو بن العاص اھدی الی ناس ھذایا ففضل عمار بن یاسر فقیل لہ فقال سمعت رسول اللہ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہٖ واصحابہٖ وَسلَّم یقول تقتل عمارا الفئۃ الباغیۃ۔

ترجمہ: حضرت عمرو بن دینار رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مصری شخص نے فرمایا کہ ایک بار حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے لوگوں میں ہدایا تقسیم کئے حضرت عمار رضی اللہ عنہ کو دوسروں کے مقابلہ میں زیادہ دیا۔ ان سے ان کی وجہ پوچھی گئی انہوں نے فرمایا میں ان کے متعلق حضور صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہٖ واصحابہٖ وَسلَّم کو یہ کہتے ہوئے سنا اے عمار تیرا قاتل ایک باغی گروہ ہو گا۔[1]

ان کے علاوہ محدث کبیر امام ابونعیم احمد بن عبد اللہ اصفہانی متوفی ۴۳۰ھ نے دو سندوں کے ساتھ ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے اور چار سندوں کے ساتھ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے اور ایک سند کے ساتھ حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے اور ایک سند کے حنظلہ بن سوید رضی اللہ عنہ سے اس روایت کو نقل کیا ہے۔[2]

یہی محدث کبیر امام ابونعیم احمد بن عبد اللہ اصفہانی متوفی ۴۳۰ھ لکھتے ہیں:

حدثنا جعفر بن محمد بن عمرو ثنا الوحصین الوادعی ثنا یحی بن الحمانی ثنا خالد بن عبداللہ عن عطاء بن السائب عن ابی البختری و میسرۃ ان عمارا یوم صفین اتی بلبن فشربہ ثم قال ان النبی صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہٖ و اصحابہٖ وَسلَّم قال ھذہ آخر شربۃ اشربھا من الدنیا فقام فقاتل حتی قتل۔

ترجمہ: عطاب بن سائب کے سلسلہ سند سے ابو البختری اور میسرہ کا قول مروی ہے: حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کو جنگ صفین کے روز دودھ پیش کیا گیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے نوش کرکے فرمایا حضور نبی کریم صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہٖ واصحابہٖ وَسلَّم کے فرمان کے مطابق اس کے بعد میرے بطن میں کوئی چیز نہیں جائے گی۔ اس کے بعد عمار رضی اللہ عنہ قتال میں مشغول ہوگئے اور بالآخر قتال کرتے کرتے دنیا سے چلے گئے۔[3]

---

[1] (حلیۃ الاولیاء و طبقات الاصفیاء ذکر امام شعبہ بن الحجاج رحمۃ اللہ علیہ ج ۷ ص ۱۹۷ مطبوعہ دار الکتاب العربی بیروت)

[2] (حلیۃ الاولیاء و طبقات الاصفیاء ذکر امام شعبہ بن الحجاج رحمۃ اللہ علیہ ج ۷ ص ۱۹۶۔۱۹۷ مطبوعہ دار الکتاب العربی بیروت)

[3] (حلیۃ الاولیاء و طبقات الاصفیاء ذکر عمار بن یاسر ج ۱ ص ۱۴۱ مطبوعہ دار الکتاب العربی بیروت)، (تاریخ بغداد ج ۱ ص ۱۵۲)، (اتحاف السادۃ المتقین ج ۱۰ ص ۲۳۰)، (مجمع الزوائد ج ۹ ص ۲۹۸)، (کنز العمال رقم الحدیث ۳۳۵۳۹)، (جامع الصغیر للسیوطی رقم الحدیث ۴۲۹۶)

امام عبد الملک بن ہشام متوفی ۲۱۳ھ لکھتے ہیں:

عمار و الفئة الباغية قال فدخل عمار بن ياسر وقد اثقلوه باللبن فقال يارسول الله قتلونى يحملون على ما لا يحملون قالت ام سلمة زوج النبى صَلَّى الله تعالىٰ عليه وَاٰله و اصحابه وَسلَّم فرأيت رسول الله صَلَّى الله تعالىٰ عليه وَاٰله و اصحابه وَسلَّم ينفض وفرته بيده وكان رجلا جعدا وهو يقول ويح ابن سمية ليسوا بالذين يقتلونك انما تقتلك الفئة الباغية۔

حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ اور باغی گروہ

حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ مسجد کی جگہ میں داخل ہوئے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ان پر بہت زیادہ اینٹیں رکھی تھی انہوں نے عرض کی یارسول اللہ! صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم انہوں نے مجھے ہلاک کر دیا ہے اور مجھ پر اتنا بوجھ ڈالا ہے جسے میں اٹھا نہیں سکتا۔ حضرت ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں نے نبی اکرم صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم کو دیکھا آپ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم اپنی زلف مبارک کو دست اقدس سے صاف فرما رہے تھے آپ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم کے بال مبارک گھنگھریالے تھے آپ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم نے فرمایا اے سمیہ کے نور نظر! یہ لوگ تمہیں قتل نہیں کریں گے تمہیں تو ایک باغی گروہ شہید کرے گا۔[1]

علامہ ابو القاسم عبد الرحمن بن عبد اللہ سہیلی متوفی ۵۷۱ھ لکھتے ہیں:

وفى جامع معمر بن راشد ان عمارا كان ينقل فى بنيان المسجد لبنة عنه ولبنة عن رسول الله والناس ينقلون لبنة واحدة فقال له النبى اجر ولك اجران وآخر زادك من الدنيا شربة لبن وتقتلك الفئة الباغية۔

ترجمہ: جامع معمر بن راشد میں ہے کہ تعمیر مسجد نبوی کے وقت حضرت عمار رضی اللہ عنہ بیک وقت دو دو اینٹیں اٹھا کر لا رہے تھے۔ ایک اینٹ اپنی طرف سے اور دوسری اینٹ حضور صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم کی طرف سے جب کہ باقی لوگ ایک ایک اینٹ اٹھا کر لا رہے تھے۔ حضور صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم نے حضرت عمار رضی اللہ عنہ سے فرمایا لوگوں کے لئے ایک گنا جب کہ تمہارے لئے دو گنا اجر ہے اور دنیا سے تمہاری آخری خوراک دودھ ہو گا اور تجھے ایک باغی گروہ قتل کرے گا۔[2]

---

[1] (السيرة النبويه المعروف سيرت ابن هشام ج ۳ ص ۲۵ مطبوعه دار الجيل بيروت)

[2] (روض الانف ذكر سمية ام عمار ج ۲ ص ۳۳۸ مطبوعه دار الكتب العلميه بيروت)

امام احمد بن عمرو بن الضحاک ابو بکر الشیبانی متوفی ۲۸۷ھ روایت کرتے ہیں:

حدثنا ابو بکر ثنا وکیع عن سفیان عن حبیب بن ابی ثابت عن ابی البختری قال لما کان یوم صفین واشتدت الحرب قال عمار ائتونی بشراب اشربة ثم قال انی سمعت رسول اللہ یقول ان آخر شربة تشربھا شربة لبن قال ثم تقدم فقتل۔[1]

امام محمد بن سعد رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

قال اخبرنا وکیع بن الجراح قال اخبرنا سفیان عن حبیب بن ابی ثابت عن ابی البختری قال قال عمار یوم صفین ائتونی بشربة لبن فان رسول اللہ صَلّی اللہ تعالیٰ علیہ وَآلہ واصحابہ وَسلَّم قال لی ان آخر شربة تشربھا من الدنیا شربة لبن فاتی بلبن فشربه ثم تقدم فقتل۔

قال اخبرنا الفضل بن دکین اخبرنا سفیان عن حبیب بن ابی ثابت عن البختری قال اتی عمار یومئذ بلبن فضحک وقال وقال لی رسول اللہ صَلّی اللہ تعالیٰ علیہ وَآلہ واصحابہ وَسلَّم ان آخر شراب تشربه لبن حتی تموت۔

ترجمہ: ابی البختری رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ جنگ صفین میں عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میرے پاس دودھ کا شربت لاؤ کیونکہ رسول اللہ صَلّی اللہ تعالیٰ علیہ وَآلہ واصحابہ وَسلَّم نے مجھ سے فرمایا کہ دنیا کا آخری شربت جو تم پیو گے وہ دودھ کا شربت ہو گا دودھ لایا گیا اس دودھ کو انہوں نے نوش فرمایا پھر آگے بڑھے اور شہید ہو گئے۔

ابی البختری رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں اس روز عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کے پاس دودھ لایا گیا تو وہ مسکرائے اور کہا کہ مجھ سے رسول اللہ صَلّی اللہ تعالیٰ علیہ وَآلہ واصحابہ وَسلَّم نے فرمایا کہ سب سے آخری مشروب جو تم پیو گے وہ دودھ ہو گا یہاں تک کہ (اسے پی کر) تم اس دنیا سے رخصت ہو جاؤ گے۔[2]

امام ابو الحسن علی بن محمد بن حبیب الماوردی متوفی ۴۲۹ھ روایت کرتے ہیں:

وقال لعمار تقتلک الفئة الباغیة وآخر زادک من الدنیا صاع من لبن۔[3]

امام علی بن محمود بن سعود الخزاعی متوفی ۷۸۹ھ لکھتے ہیں:

وھو من اخبار بالغیب واعلام النبوته صَلّی اللہ تعالیٰ علیہ وَآلہ واصحابہ وَسلَّم وھو من اصح الاحادیث وکانت صفین فی ربیع الآخر سنة سبع وثلاثین ودفن فی ثیابه ولم یغسل۔[4]

---

[1] (الآحاد والمثانی ذکر عمار بن یاسر ج ۱ ص ۲۰۸ رقم الحدیث ۲۷۲ مطبوعہ دار الرایۃ الریاض)

[2] (طبقات ابن سعد ج ۳ ص ۲۵۷ مطبوعہ دار صادر بیروت)

[3] (اعلام النبوۃ الباب العاشر فیما سمع من معجزات اقوالہ فصل اخبار الآحاد ص ۱۵۷ مطبوعہ دار الکتاب العربی بیروت)

[4] (تخریج الدلالات السمعیۃ ص ۷۹ مطبوعہ دار الغرب الاسلامی بیروت)

امام ابو بکر احمد بن حسین بیہقی متوفی ۴۵۸ھ روایت کرتے ہیں:

اخبرنا علی بن احمد بن عبدان اخبرنا احمد بن عبید الاسفاطی حدثنا ابو مصعب حدثنا یوسف الماجشون عن ابیه عن ابی عبیدة بن محمد بن عمار بن یاسر عن مولاة لعمار قالت: اشتکی عمار شکوی ارق منها فغشی علیه فأفاق ونحن نبکی حوله فقال ما تبکون اتخشون ان اموت علی فراشی؟ اخبرنی حبیبي صَلی اللّٰه تعالیٰ علیه وَ أله و اصحابه وَ سلَّم انه تقتلنی الفئة الباغیة وان آخر ادمی من الدنیا مذقة من لبن۔

ترجمہ: حضرت عمار رضی اللہ عنہ کی کنیز سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ حضرت عمار رضی اللہ عنہ کو سخت بیماری لاحق ہوئی اور ان پر بے ہوشی طاری ہوگئی۔ پھر انہیں افاقہ ہوا تو دیکھا کہ ہم سب ان کے گرد رو رہے ہیں۔ اس وقت انہوں نے فرمایا کیا لوگ ڈر رہے تھے کہ میں اپنے بستر پر مر جاؤں گا مجھے میرے حبیب رسول اللہ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم نے خبر دی ہے کہ مجھے باغی جماعت قتل کرے گی اور دنیا میں میری آخری غذا پانی ملا ہوا دودھ ہوگا۔[1]

امام جلال الدین سیوطی متوفی ۹۱۱ھ روایت کرتے ہیں:

واخرج احمد وابن سعد والطبرانی والحاکم وصححه والبیهقی وابو نعیم عن ابی البختری ان عمار بن یاسر اتی یوم صفین بشربة من لبن فضحک فقیل له: مم تضحک؟ فقال ان رسول اللّٰه صَلی اللّٰه تعالیٰ علیه وَ أله و اصحابه وَ سلَّم قال آخر شراب تشربه من الدنیا شربة لبن ثم تقدم فقتل۔

ترجمہ: امام احمد وابن سعد اور طبرانی وحاکم رحمہم اللہ نے صحیح بتا کر اور بیہقی وابو نعیم رحمہما اللہ نے ابو البختری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی کہ یوم صفین حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کے پاس دودھ کا پیالہ لایا گیا اور اسے دیکھ کر انہوں نے تبسم کیا۔ لوگوں نے ان سے پوچھا اس میں ہنسنے کی کون سی بات ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم نے فرمایا دنیا میں آخری غذا جسے تم پیوگے وہ دودھ کا شربت ہے۔ اس کے بعد وہ آگے بڑھے اور شہید ہوگئے۔[2]

امام احمد بن حنبل متوفی ۲۴۱ھ روایت کرتے ہیں:

حدثنا عبداللّٰه قال حدثنی ابی ثنا وکیع قال قال سفیان وقال ابو قیس عن الهذیل قال ثم اتی النبی صَلی اللّٰه تعالیٰ علیه وَ أله و اصحابه وَ سلَّم فقیل ان عمارا وقع فمات فقال ما مات عمار۔

---

[1] (دلائل النبوة ج٦ ص ۴۲۱ مطبوعه دارالکتب العلمیه بیروت)، (خصائص الکبری ج ۲ ص ۲۳۹ مطبوعه دارالکتب العلمیه بیروت)، (البدایه والنهایه ابن کثیر ج ٦ ص ۲۱۰ مطبوعه المکتبة التجاریة مکة المکرمه)، (سبل الهدی والرشاد ج ۱۰ ص ۱۵۱ مطبوعه دارالکتب العلمیه بیروت) مسند احمد ج۴ ص ۳۱۹۔ حاکم مستدرک ج۳ ص ۳۸۹)، (حجة اللّٰه علی العالمین فی معجزات سیدالمرسلین ص ۳۴۷ مطبوعه دارالکتب العلمیه بیروت)، (شرح العلامة الزرقانی علی المواهب اللدنیة ج۷ ص ۲۲۰ مطبوعه دارالمرفة بیروت)، (کنز العمال ج ۱۱ ص ۷۲٦ رقم الحدیث ۳۳۵۵۵ مطبوعه مؤسسة الرسالة بیروت)، (مجمع الزوائد ومنبع الفوائد باب فیما کان بینهم یوم صفین رضی اللّٰه عنهم ج۷ ص ۲۴٦ مطبوعه موسسة المعارف بیروت)

[2] (خصائص الکبری ج ۲ ص ۲۳۹ مطبوعه دارالکتب العلمیه بیروت)، (البدایه والنهایه ابن کثیر ج٦ ص ۲۱۰ مطبوعه المکتبة التجاریة مکة المکرمه)، (دلائل النبوة امام بیهقی ج٦ ص ۴۲۱ مطبوعه دارالکتب العلمیه بیروت)، (حجة اللّٰه علی العالمین فی معجزات سیدالمرسلین ص ۳۴۷ مطبوعه دارالکتب العلمیه بیروت)

ترجمہ: حضرت ہذیل رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم تشریف لائے لوگوں نے عرض کیا حضرت عمار رضی اللہ عنہ پر چھت گر گئی ہے اور وہ فوت ہوگئے ہیں آپ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم نے فرمایا حضرت عمار رضی اللہ عنہ فوت نہیں ہوئے ہیں۔[1]

امام جلال الدین سیوطی متوفی ۹۱۱ھ روایت کرتے ہیں:

واخرج ابن سعد عن هذيل قال اتى النبى صَلى الله تعالىٰ عليه وَاٰله واصحابه وَسلَّم فقيل له ان عمارا وقع عليه حائط فمات فقال مامات عمار۔

ترجمہ: ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے ہذیل رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم تشریف لائے لوگوں نے عرض کیا حضرت عمار رضی اللہ عنہ پر چھت گر گئی ہے اور وہ فوت ہوگئے ہیں آپ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم نے فرمایا حضرت عمار رضی اللہ عنہ فوت نہیں ہوئے ہیں۔[2]

حدیث نمبر ۱۶: عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ اور علم غیب مصطفی صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم

حافظ ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبرانی متوفی ۳۶۰ھ روایت کرتے ہیں:

يطلع عليكم رجل من اهل الجنة فطلع عمر ثم قال يطلع عليكم رجل من اهل الجنة فطلع عثمان۔

ترجمہ: تمہارے پاس اہل جنت میں سے ایک شخص آئے گا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ تشریف لے آئے پھر فرمایا تمہارے پاس اہل جنت میں سے ایک شخص آئے گا تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ تشریف لے آئے۔[3]

امام جلال الدین سیوطی متوفی ۹۱۱ھ روایت کرتے ہیں:

واخرج احمد والطبرانی وابو نعيم عن ابن عمر وان رسول الله صَلى الله تعالىٰ عليه وَاٰله واصحابه وَسلَّم كان فى حش من حشان المدينة فاستاذن رجل خفيض الصوت فقال ائذن له وبشره بالجنة على بلوى تصيبه فاذا هو عثمان۔[4]

---

[1] (فضائل صحابہ لابن حنبل ج ۲ ص ۸۵۷ رقم الحدیث ۱۵۹۷ مطبوعہ موسسۃ الرسالۃ بیروت)

[2] (خصائص الکبری ج ۲ ص ۲۳۹ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)، (حجۃ اللہ علی العالمین فی معجزات سید المرسلین ص ۳۴۷ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

[3] (طبرانی الاوسط ج ۷ ص ۵۰۴ رقم الحدیث ۶۹۹۸ مطبوعہ مکتبۃ المعارف الریاض)

[4] (خصائص الکبری ج ۲ ص ۲۰۷ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)، (البدایہ والنہایہ ابن کثیر ج ۶ ص ۱۹۶ مطبوعہ المکتبۃ التجاریۃ مکۃ المکرمہ)، (احیاء علوم الدین ج ۲ ص ۳۸۵ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)، (اتحاف سادۃ المتقین ج ۸ ص ۳۲۹ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)، (شرح العلامۃ الزرقانی علی المواہب اللدنیۃ ج ۷ ص ۲۱۵ مطبوعہ دار المرفۃ بیروت)، (جامع الاحادیث الکبیر ج ۲۰ ص ۳۵۸۔۳۵۹ رقم الحدیث ۱۷۱۵۸ مطبوعہ دار الفکر بیروت)، (دلائل النبوۃ امام بیہقی ج ۶ ص ۳۸۸ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)، (دلائل النبوۃ لابی نعیم اصفہانی اردو ص ۴۹۶۔۴۹۷ مطبوعہ ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور)

امام جلال الدین سیوطی متوفی ۹۱۱ھ روایت کرتے ہیں:

واخرج الطبرانی عن زید بن ثابت سمعت رسول اللہ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَآلہ واصحابہ وَسلَّم یقول مر بی عثمان وعندی ملک من الملائکۃ فقال شہید یقتلہ قومہ انا لنستحی منہ۔

ترجمہ: طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ میں نے رسول اللہ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَآلہ واصحابہ وَسلَّم سے سنا ہے۔ آپ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَآلہ واصحابہ وَسلَّم نے فرمایا میرے ساتھ عثمان رضی اللہ عنہ چلے۔ اس وقت میرے پاس ایک فرشتہ تھا۔ اس نے کہا یہ شہید ہوں گے اور ان کی قوم ان کو شہید کرے گی اور ہم تمام فرشتے ان سے حیاء کرتے ہیں۔[1]

امام جلال الدین سیوطی متوفی ۹۱۱ھ روایت کرتے ہیں:

واخرج البزار والطبرانی فی (الاوسط) عن الزبیر بن العوام قال: قتل النبی صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَآلہ واصحابہ وَسلَّم یوم الفتح رجلا من قریش صبراً ثم قال لا یقتل قرشی بعد ھذا الیوم صبراً الا رجل قتل عثمان بن عفان فاقتلوہ فان لاتفعلوا اتقتلوا اقتل الشاء۔

ترجمہ: بزار و طبرانی رحمہا اللہ نے "اوسط" میں حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَآلہ واصحابہ وَسلَّم نے فتح مکہ کے دن ایک قریشی آدمی کو قتل کر کے فرمایا آج کے بعد جبر کے ساتھ کسی قریشی کو قتل نہیں کیا جائے گا مگر ایک آدمی عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو قتل کرے گا لہٰذا تم اس آدمی کو قتل کر دینا۔ اگر تم نے اسے قتل نہ کیا تو تم بکریوں کی مانند قتل کئے جاؤ گے۔[2]

امام جلال الدین سیوطی متوفی ۹۱۱ھ روایت کرتے ہیں:

واخرج الحاکم وصححہ والبیہقی عن ابی ہریرۃ انہ قال و عثمان محصور سمعت رسول اللہ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَآلہ واصحابہ وَسلَّم یقول ستکون فتنۃ واختلاف قلنا یارسول اللہ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَآلہ واصحابہ وَسلَّم ما تامرنا قال علیکم بالامیر واصحابہ واشار الی عثمان۔

حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے صحیح بتا کر اور بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے اس وقت فرمایا جب کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو بلوائیوں نے محصور کر رکھا تھا کہ میں نے رسول اللہ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَآلہ واصحابہ وَسلَّم سے سنا ہے۔ آپ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَآلہ واصحابہ وَسلَّم نے فرمایا فتنہ و اختلاف رونما ہو گا۔ ہم نے عرض کیا یارسول اللہ

---

[1] (خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۲۰۷ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)، (حجۃ اللہ علی العالمین فی معجزات سید المرسلین ص ۳۳۹ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)، (کنز العمال ج ۱۱ ص ۲۹۵ رقم الحدیث ۳۲۸۶۱ مطبوعہ مؤسسۃ الرسالۃ بیروت)

[2] (خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۲۰۷ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم ہمارے لئے اس وقت کیا حکم ہے؟ آپ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم نے فرمایا تم امیر اور ان اصحاب کے دامن سے وابستہ رہنا اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف اشارہ کیا۔[1]

امام ابو عیسیٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ھ روایت کرتے ہیں:

حدثنا محمد بن بشار حدثنا عبدالوھاب الثقفی حدثنا ایوب عن ابی قلابة عن ابی الاشعت الصنعانی ثم ان خطباء قامت بالشام وفیھم رجال من اصحاب رسول اللہ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم فقام آخرھم رجل یقال لہ مرة بن کعب فقال لو لا حدیث سمعتہ من رسول اللہ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم ما قمت وذکر الفتن فقربھا فمر رجل مقنع فی ثوب فقال ھذا یومئذ علی الھدی فقمت الیہ فاذا ھو عثمان بن عفان قال فاقبلت علیہ بوجھہ فقلت ھذا قال نعم۔ قال ھذا حدیث حسن صحیح وفی الباب عن بن عمر وعبداللہ بن حوالة وکعب بن عجرة۔

ترجمہ: حضرت کعب مرہ بن کعب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم نے فتنوں کا ذکر کیا اور بتایا کہ وہ عنقریب واقع ہونے والے ہیں اس وقت ایک شخص کپڑے سے اپنے آپ کو ڈھانپے ہوئے گزرا نبی کریم صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم نے فرمایا یہ شخص اس وقت ہدایت پر ہوگا میں نے کھڑے ہو کر دیکھا تو وہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ تھے میں نے پھر آپ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم کی طرف رخ کر کے پوچھا یہ؟ آپ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم نے فرمایا ہاں۔[2]

امام ابو عیسیٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ھ روایت کرتے ہیں:

عن بن عمر قال ثم ذکر رسول اللہ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم فتنة فقال یقتل فیھا ھذا مظلوماً لعثمان۔

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ حضور صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم نے فتنوں کا ذکر کیا۔ پھر آپ نے حصرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے متعلق فرمایا کہ یہ شخص فتنوں میں مظلوماً قتل کیا جائے گا۔[3]

امام ابو عیسیٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ھ روایت کرتے ہیں:

عن عائشة ان النبی صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم قال ثم یاعثمان انہ لعل اللہ یقمصک قمیصاً فان ارادوک علی خلعہ فلا تخلعہ لھم۔[4]

---

[1] (خصائص الکبری ج ۲ ص ۲۰۷ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

[2] (سنن الترمذی باب فی مناقب عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ ج ۵ ص ۶۲۸ رقم الحدیث ۳۷۰۴ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)

[3] (سنن الترمذی باب فی مناقب عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ ج ۵ ص ۶۳۰ رقم الحدیث ۳۷۰۸ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)

[4] (سنن الترمذی باب فی مناقب عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ ج ۵ ص ۶۲۸ رقم الحدیث ۳۷۰۵ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)، (فضائل صحابہ لابن حنبل ج ۱ ص ۴۹۴ رقم الحدیث ۸۰۴ مطبوعہ موسسة الرسالة بیروت)، (الاکتفاء بما تضمنہ من مغازی رسول اللہ و الثلاثة الخلفاء مقتل عثمان رضی اللہ عنہ ج ۴ ص ۴۳۳ مطبوعہ

امام جلال الدین سیوطی متوفی ۹۱۱ھ روایت کرتے ہیں:

واخرج ابن ماجة والحاکم وصححه والبیهقی وابونعیم عن عائشة ان رسول اللہ صَلی اللہ تعالیٰ علیه وَاٰله واصحابه وَسلّم دعا عثمان فجعل یشیر الیه ولون عثمان یتغیر فلما کان یوم الدار قلنا الا تقاتل قال: لا ان رسول اللہ صَلی اللہ تعالیٰ علیه وَاٰله واصحابه وَسلّم عهد الی امر افانا صابر نفسی علیه۔

ترجمہ: ابن ماجہ وحاکم رحمہا اللہ نے صحیح بتاکر اور بیہقی وابونعیم رحمہا اللہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ رسول اللہ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو بلایا اور آپ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم ان کی طرف اشارہ فرمارہے تھے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا رنگ متغیر ہورہا تھا۔ چنانچہ جب یوم الدار یعنی وہ دن آیا جس میں انہیں محصور کیا گیا تو ہم نے عرض کیا، کیا آپ جنگ نہیں کریں گے؟ تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا نہیں کیونکہ نبی کریم صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم نے مجھ سے اس امر کا عہد لیا ہے لہٰذا میں اس پر اپنی جان کا خیال نہ کروں گا۔ صابر رہوں گا۔[1]

امام جلال الدین سیوطی متوفی ۹۱۱ھ روایت کرتے ہیں:

واخرج الحاکم وابن ماجة وابونعیم عن عائشة قالت قال رسول اللہ صَلی اللہ تعالیٰ علیه وَاٰله واصحابه وَسلّم لعثمان ان اللہ مقصمک قمیصاً فان ارادک المنافقون علی خلعه فلاتخلعه۔

ترجمہ: حاکم وابن ماجہ اور ابونعیم رحمہم اللہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے فرمایا، بلاشبہ اللہ تعالیٰ تمہیں ایک قمیص پہنائے گا۔[2]

عالم الکتب بیروت)، (البدایة والنهایة ج۷ ص ۱۸۱ مطبوعه مکتبة المعارف بیروت)، (التمهید والبیان فی مقتل الشهید عثمان ص ۱۲۴ مطبوعه دار الثقافة الدوحة قطر)، (حلیة الاولیاء وطبقات الاصفیاء ذکر عثمان بن عفان ج ۱ ص ۵۸ مطبوعه دار الکتاب العربی بیروت)، (سنن ابن ماجه رقم الحدیث ۱۱۳)، (مصنف ابن ابی شیبة ج ۱۲ ص ۴۵ مطبوعه کراچی)، (طبقات ابن سعد ج ۳ ص ۴۶ مطبوعه دار صادر بیروت)

[1] (خصائص الکبری ج ۲ ص ۲۰۷ مطبوعه دار الکتب العلمیه بیروت)، (البدایه والنهایه ابن کثیر ج ۲۰۲ مطبوعه المکتبة التجاریة مکة المکرمه)، (دلائل النبوة امام بیهقی ج۶ ص ۳۹۱ مطبوعه دار الکتب العلمیه بیروت) (حجة اللہ علی العالمین فی معجزات سید المرسلین ص ۳۳۹ مطبوعه دار الکتب العلمیه بیروت)

[2] (خصائص الکبری ج ۲ ص ۲۰۸ مطبوعه دار الکتب العلمیه بیروت)، (سبل الهدی والرشاد ج ۱۰ ص ۱۴۷ مطبوعه دار الکتب العلمیه بیروت)، (کنز العمال ج ۱۱ ص ۵۸۷ رقم الحدیث ۳۲۸۰۲ ص ۵۹۷ رقم الحدیث ۳۲۸۶۹ مطبوعه مؤسسة الرسالة بیروت)، (فضائل صحابه لابن حنبل ج ۱ ص ۴۵۳ رقم الحدیث ۷۲۸ و ص ۵۰۰ رقم الحدیث ۸۱۶ مطبوعه موسسة الرسالة بیروت)، (الاکتفاء بما تضمنه من مغازی رسول اللہ والثلاثة الخلفاء مقتل عثمان رضی اللہ عنه ج ۴ ص ۴۳۳ مطبوعه عالم الکتب بیروت)، (البدایة والنهایة ج۷ ص ۱۸۰ مطبوعه مکتبة المعارف بیروت)، (صفوة الصفوة لابن جوزی ذکر جملة من فضائله رضی اللہ عنه ج ۱ ص ۲۹۸۔۲۹۹ مطبوعه دار المعرفة بیروت)، (مصنف ابن ابی شیبه ج ۷ ص ۵۱۵ رقم الحدیث ۳۷۶۵۵ مطبوعه مکتبة الرشد الریاض)، (مسند احمد ج ۶ ص ۱۴۹ رقم الحدیث ۲۵۲۰۳ مطبوعه مؤسسة قرطبة مصر)، (سنن الترمذی کتاب المناقب باب فی مناقب عثمان رضی اللہ عنه ج ۵ ص ۶۲۸ رقم الحدیث ۳۷۰۵ مطبوعه دار احیاء التراث العربی بیروت)، (صحیح ابن حبان ج ۱۵ ص ۳۴۶ رقم الحدیث ۶۹۱۵ مطبوعه مؤسسة الرسالة بیروت)، (موارد الظمآن ج ۱ ص ۵۳۹ رقم الحدیث ۲۱۹۶ مطبوعه

امام احمد بن حنبل متوفی ۲۴۱ھ روایت کرتے ہیں:

حدثنا عبداللہ حدثنی ابی ثنا یحیی عن اسماعیل قال ثنا قیس عن ابی سھلة عن عائشة قالت قال لی رسول اللہ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلِّم ادعوا الی بعض اصحابی قلت ابو بکر قال لا قلت عمر قال لا قلت ابن عمک علی قال لا قالت قلت عثمان قال نعم فلما جاء قال تنحی فجعل یسارہ ولون عثمان یتغیر فلما کان یوم الدار وحصر فیھا قلنا یا امیر المومنین الا تقاتل قال لا ان رسول اللہ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلِّم عھد الی عھداً وانی صابر نفسی علیہ۔

ترجمہ: حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ حضور صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم نے مجھے فرمایا میرے بعض صحابہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) کو میرے پاس بلاؤ میں نے عرض کیا یارسول اللہ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم! ابو بکر رضی اللہ عنہ کو بلاؤں؟ آپ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم نے منع فرمایا۔ پھر میں نے عرض کیا۔ عمر رضی اللہ عنہ کو؟ آپ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم نے فرمایا نہیں پھر میں نے عرض کیا آپ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم کے چچا کے بیٹے علی رضی اللہ عنہ کو آپ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم نے فرمایا نہیں پھر میں نے عرض کیا عثمان رضی اللہ عنہ کو؟ آپ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم نے فرمایا ہاں پس جب وہ آ گئے تو آپ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم نے فرمایا (اے عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا) ذرا پیچھے ہو کر بیٹھ جاؤ پھر آپ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم ان سے سرگوشی فرمانے لگے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا رنگ تبدیل ہونے لگا پھر یومِ دار آیا اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اس میں محصور ہو گئے ہم نے کہا اے امیر المؤمنین! آپ قتال نہیں کریں گے؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا نہیں بے شک حضور نبی کریم صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم نے مجھے (اس دن کی) وصیت فرمائی تھی اور میں اس وصیت پر صبر کرنے والا ہوں۔[1]

امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

حدثنا احمد بن داؤد المکی ثنا محمد بن اسماعیل الوساوسی ثنا ضمرة بن ربیعة عن ربیعة عن عبداللہ بن شوذب عن ابی الجویریة عن بدر بن خالد قال وقف علینا زید بن ثابت یوم الدار فقال الا تستحیون ممن تستحی منه

دارالکتب العلمیة بیروت)، (سنن ابن ماجه المقدمة ج ۱ ص ۴۱ رقم الحدیث ۱۱۲ مطبوعه دارالفکر بیروت)، (مسند الشامیین ج ۲ ص ۲۲۶ رقم الحدیث ۱۲۳۴ مطبوعه مؤسسة الرسالة بیروت)

[1] (مسند احمد ج ۶ ص ۵۱ رقم الحدیث ۲۴۲۹۸ مطبوعه مؤسسة قرطبة مصر)، (مستدرک للحاکم ج ۳ ص ۱۰۶ رقم الحدیث ۴۵۴۳ مطبوعه دار الکتب العلمیة بیروت)، (مسند ابویعلی ج ۸ ص ۲۳۴ رقم الحدیث ۴۸۰۵ مطبوعه دار المامون للتراث دمشق)، (الاستیعاب ذکر عثمان بن عفان رضی اللہ عنه ج ۳ ص ۱۰۴۳ برقم ۱۷۷۸ مطبوعه دار الجیل بیروت)

الملائکۃ قلنا و ماذاک؟ قال سمعت رسول اللّٰہ صَلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وَ اٰلہ و اصحابہ وَ سلَّم یقول مر بی عثمان و عندی ملک من الملائکۃ فقال شہید یقتلہ قومہ انا لنستحی منہ قال بدر فانصر فنا عنہ عصابۃ من الناس۔

ترجمہ: حضرت بدر بن خالد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ یوم الدار کو حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ ہمارے پاس کھڑے ہوئے اور کہا کیا تم اس شخص سے حیاء نہیں کرتے جس سے ملائکہ بھی حیاء کرتے ہیں ہم نے کہا وہ کون ہے؟ راوی نے کہا میں نے حضور صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ آپ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم نے فرمایا فرشتوں میں سے ایک فرشتہ میرے پاس تھا جب عثمان رضی اللہ عنہ میرے پاس سے گزرا تو اس نے کہا یہ شخص شہید ہے اس کی قوم اس کو قتل کرے گی اور ہم ملائکہ اس سے حیاء کرتے ہیں بدر بن خالد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ پھر ہم نے آپ رضی اللہ عنہ سے لوگوں کے ایک گروہ کو دور کیا۔[1]

امام ابن عبد البر رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

ان عہد رسول اللّٰہ صَلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وَ اٰلہ و اصحابہ وَ سلَّم الی عہدا و انا صابر نفسی علیہ۔[2]

امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

عن ابن عمر قال کنت مع رسول اللّٰہ صَلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وَ اٰلہ و اصحابہ وَ سلَّم اذ جاء رجل الی النبی صَلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وَ اٰلہ و اصحابہ وَ سلَّم فصافحہ فلم ینزع النبی صَلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وَ اٰلہ و اصحابہ وَ سلَّم یدہ من ید الرجل حتی انتزع الرجل یدہ ثم قال لہ یا رسول اللّٰہ صَلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وَ اٰلہ و اصحابہ وَ سلَّم جاء عثمان قال امرؤ من اہل الجنۃ۔

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں حضور صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم کے ساتھ تھا۔ اس دوران ایک آدمی حضور نبی کریم صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم کے پاس آیا اور اس نے آپ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم کے ساتھ مصافحہ کیا تو حضور صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم نے اپنا ہاتھ اس شخص کے ہاتھ سے اس وقت تک نہ چھڑایا جب تک خود اس آدمی نے آپ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم کا ہاتھ نہ چھوڑا پھر اس آدمی نے آپ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم سے عرض کیا یا رسول اللہ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم! حضرت عثمان رضی اللہ عنہ تشریف لائے ہیں آپ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم نے فرمایا وہ اہل جنت میں سے ہیں۔[3]

---

[1] (طبرانی کبیر ج ۵ ص ۱۵۹ رقم الحدیث ۴۹۳۹ مطبوعہ مکتبۃ العلوم والحکم الموصل)، (مسند الشامیین للطبرانی ج ۲ ص ۲۵۸ رقم الحدیث ۱۲۹۷ مطبوعہ مؤسسۃ الرسالۃ بیروت)، (مجمع الزوائد ج ۹ ص ۸۲ مطبوعہ دار الکتاب العربی بیروت)

[2] (الاستیعاب ذکر عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ ج ۳ ص ۱۰۴۳ برقم ۱۷۷۸ مطبوعہ دار الجیل بیروت)

[3] (طبرانی کبیر ج ۱۲ ص ۴۰۵ رقم الحدیث ۱۳۴۹۵ مطبوعہ مکتبۃ العلوم والحکم الموصل)، (طبرانی الاوسط ج ۱ ص ۹۸ رقم ۳۰۰ مطبوعہ دار الحرمین القاھرۃ)، (مجمع الزوائد ج ۹ ص ۸۷ مطبوعہ دار الکتاب العربی بیروت)

امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

عن ابن عمر رضی اللہ عنہما ان عثمان اصبح فحدث فقال انی رایت النبی صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَ اٰلہ و اصحابہ وَ سلّم فی المنام اللیلۃ فقال یاعثمان افطر عندنا فاصبح عثمان صائما فقتل من یو مہ رضی اللہ عنہ ھذا حدیث صحیح الاسناد و لم یخر جاہ۔

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ صبح کے وقت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ہمیں فرمایا بے شک میں نے حضور صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم کو گزشتہ رات خواب میں دیکھا ہے۔ آپ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم نے فرمایا اے عثمان! آج ہمارے پاس روزہ افطار کرو۔ پس حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے روزہ کی حالت میں صبح کی اور اسی روز انہیں شہید کر دیا گیا۔[1]

امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

یوم یموت عثمان تصلی علیہ ملائکۃ السماء۔

ترجمہ: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم نے فرمایا جس دن عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت واقع ہو گی اس دن آسمان کے فرشتے ان پر درود بھیجیں گے۔[2]

امام احمد بن حنبل متوفی ۲۴۱ھ روایت کرتے ہیں:

حدثنا عبداللہ قال حدثنی ابی قثنا اسود بن عامر قثنا سنان بن ہارون عن کلیب بن وائل عن بن عمر قال ثم ذکر رسول اللہ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَ اٰلہ و اصحابہ وَ سلّم فتنۃ فمر رجل فقال یقتل ھذا المقنع یو مئذ مظلوما قال فنظرت فاذا ھو عثمان بن عفان۔[3]

علامہ محمد بن یحییٰ بن ابی بکر الاندلسی متوفی ۷۴۱ھ لکھتے ہیں:

فقال ھذا و اصحاب علی الحق فاتبعتہ فاذا ھو عثمان رضی اللہ عنہ۔[4]

---

[1] (مستدرک للحاکم ج ۳ ص ۱۱۰ رقم الحدیث ۴۵۵۴ مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت)

[2] (طبرانی الاوسط ج ۳ ص ۲۸۷ رقم ۳۱۷۲ مطبوعہ دار الحرمین القاھرۃ)، (الفردوس بمأثور الخطاب ج ۵ ص ۵۳۳ رقم الحدیث ۸۹۹۹ مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت)، (لسان المیزان لابن حجر ج ۵ ص ۲۶۲ برقم ۷۹۸ مطبوعہ مؤسسۃ الاعلمی المطبوعات بیروت)

[3] (فضائل صحابہ لابن حنبل ج ۱ ص ۴۵۱ رقم الحدیث ۷۲۴ مطبوعہ موسسۃ الرسالۃ بیروت)، (التمھید و البیان فی مقتل الشھید عثمان ذکر وفاۃ ابی ذر رضی اللہ عنہ ص ۱۷۷ مطبوعہ دار الثقافۃ الدوحۃ قطر)

[4] (التمھید و البیان فی مقتل الشھید عثمان ص ۱۷۷ مطبوعہ دار الثقافۃ الدوحۃ قطر)

امام جلال الدین سیوطی متوفی ۹۱۱ھ روایت کرتے ہیں:

عن بن عباس رضی اللہ عنہما قال قال رسول اللہ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَ اٰلہ و اصحابہ وَسلَّم یطلع علیکم رجل من اھل الجنۃ فطلع عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ وفی لفظ اول من یدخل علیکم من ھذا الفج رجل من اھل الجنۃ فدخل عثمان بن عفان۔[1]

امام جلال الدین سیوطی متوفی ۹۱۱ھ روایت کرتے ہیں:

واخرج ابن عدی وابن عساکر عن انس قال قال رسول اللہ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَ اٰلہ و اصحابہ وَسلَّم یا عثمان انک ستؤنی الخلافۃ من بعدی وسیریدک المنافقون علی خلعھا فلا تخلعھا وصم فی ذلک الیوم فانک تفطر عندی۔

ترجمہ: ابن عدی وابن عساکر رحمہما اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ حضور صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہٖ واصحابہ وَسلَّم نے فرمایا' اے عثمان رضی اللہ عنہ! میرے بعد تمہیں خلافت دی جائے گی اور منافقین چاہیں گے کہ تم اسے چھوڑدو تو تم اسے نہ چھوڑنا اور تم اس دن روزہ رکھنا کیونکہ تم میرے پاس افطار کروگے۔[2]

امام جلال الدین سیوطی متوفی ۹۱۱ھ روایت کرتے ہیں:

واخرج الحاکم وصححہ عن عبداللہ بن حوالۃ قال قال رسول اللہ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَ اٰلہ و اصحابہ وَسلَّم تھجمون علی رجل معتجر ببردۃ یبایع الناس من اھل الجنۃ فھجمت علی عثمان وھو معتجر ببردۃ حبرۃ یبایع۔

ترجمہ: حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے صحیح بتاکر عبداللہ بن حوالہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہٖ واصحابہ وَسلَّم نے فرمایا تم لوگ ایک ایسے شخص پر بلوہ کروگے جو چادر سے عمامہ باندھے گا اور وہ جنتی لوگوں کی بیعت لے گا تو جب لوگوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر بلوہ کیا تو وہ حیری چادر کا عمامہ باندھے بیعت لے رہے تھے۔[3]

امام ابو بکر احمد بن حسین بیہقی متوفی ۴۵۸ھ روایت کرتے ہیں:

حدثنا ابو عبداللہ الحافظ حدثنا ابو العباس محمد بن یعقوب حدثنا ابو عبداللہ محمد بن عبداللہ بن عبدالحکم المصری حدثنا ابی حبیب عن ربیعۃ بن لقط التجیبی عن عبداللہ بن حوالۃ عن رسول اللہ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَ اٰلہ

---

[1] (جامع الاحادیث الکبیر ج ۲۰ ص ۱۸۸ رقم الحدیث ۱۲۲۵۴ مطبوعہ دار الفکر بیروت)، (فضائل صحابہ لابن حنبل ج ۱ ص ۴۵۴ رقم الحدیث ۷۳۲ مطبوعہ موسسۃ الرسالۃ بیروت)

[2] (خصائص الکبری ج ۲ ص ۲۰۸ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)، (حجۃ اللہ علی العالمین فی معجزات سید المرسلین ص ۳۳۹ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)،، (التمھید والبیان فی مقتل الشھید عثمان ص ۱۲۴ مطبوعہ دار الثقافۃ الدوحۃ قطر)، (تاریخ دمشق الکبیر ج ۴۱ ص ۲۹۴ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)، (الکامل لابن عدی ج ۷ ص ۵۴۴ مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت)

[3] (خصائص الکبری ج ۲ ص ۲۰۸ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

و اصحابہ وَسلَّم قال من نجا من ثلاث فقد نجا قالو اماذا یا رسول اللہ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَ اٰلہ و اصحابہ وَسلَّم؟ قال موتی و قتل خلیفۃ مصطبر بالحق یعطیہ و من الدجال۔

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن حوالہ رضی اللہ عنہ سے انہوں نے رسول اللہ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم سے روایت کی۔ حضور صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم نے فرمایا جو تین باتوں سے محفوظ رہا اس نے نجات پائی۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یارسول اللہ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم وہ کیا باتیں ہیں؟ فرمایا میری رحلت ہے اور اس خلیفہ کا قتل ہے جو حق پر قائم رہ کر حق پر جان دے گا۔[1]

امام جلال الدین سیوطی متوفی ۹۱۱ھ روایت کرتے ہیں:

و اخرج الحاکم و صححہ و البیھقی عن ابن مسعود قال قال رسول اللہ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَ اٰلہ و اصحابہ وَسلَّم ان رحی الاسلام ستدور بعد خمس او ست او سبع و ثلاثین فان یھلکو افسبیل من ھلک و ان یقم لھم دینھم یقم سبعین قال عمر یا نبی اللہ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَ اٰلہ و اصحابہ وَسلَّم مما مضی؟ قال: لا بل مم بقی قال البیھقی و کذلک کان ملک بنی امیۃ الی ان دخلہ الوھن و ظھرت الدعاۃ بخراسان نحو سبعین سنۃ۔

ترجمہ: حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے صحیح بتا کر اور بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم نے فرمایا اسلام کی چکی پینتیس ۳۵ یا چھتیس ۳۶ یا سینتیس ۳۷ سال کے بعد گھومے گی تو اگر وہ لوگ ہلاک ہوئے تو راہ صواب ہلاک ہونے والوں میں ہے اور اگر ان کا دین ان کے لئے قائم رہا تو ستر سال تک قائم رہے گا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا نبی اللہ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم یہ مدت گذشتہ سال سے ہے؟ فرمایا نہیں جو آئندہ آئے گا۔ بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا چنانچہ ایسا ہی واقع ہوا۔ بنی امیہ کی حکومت اس سال میں رہی۔ یہاں تک کہ جب ان میں سستی دراندازہوئی تو ۷۰ھ کے قریب خراسان سے دعویٰ کرنے والوں کا ظہور ہوا۔[2]

حافظ عمادالدین اسماعیل بن عمر بن کثیر متوفی ۷۷۴ھ روایت کرتے ہیں:

قال رأیت النبی صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَ اٰلہ و اصحابہ وَسلَّم فی المنام فقال عثمان افطر عندنا صبح صائما و قتل من یومہ۔[3]

---

[1] (دلائل النبوۃ ج ۶ ص ۳۹۲ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت)، (خصائص الکبری ج ۲ ص ۲۰۸ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت)

[2] (خصائص الکبری ج ۲ ص ۲۰۸ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت)، (دلائل النبوۃ امام بیہقی ج ۶ ص ۳۹۳۔۳۹۴ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت)

[3] (البدایۃ والنہایۃ ج ۷ ص ۱۸۲ مطبوعہ مکتبۃ المعارف بیروت)

علامہ محمد بن یحییٰ بن ابی بکر الاندلسی متوفی ۷۴۱ھ لکھتے ہیں:

قال رأیت النبی صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَ اٰلہ و اصحابہ وَ سلّم فقال یا عثمان افطر عندنا فاصبح صائما ثم قتل من یومہ رحمہ اللہ۔[1]

امام احمد بن حنبل متوفی ۲۴۱ھ روایت کرتے ہیں:

و ذکر فتنۃ کائنۃ فمر رجل متقنع فقال ھذا و اصحابہ یومئذ فاذا عثمان بن عفان۔

ترجمہ: آپ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم قریب تر ہونے والے فتنوں کا ذکر فرمارہے تھے اسی اثناء میں ایک شخص گزرا۔ آپ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم نے فرمایا اس دن یہ شخص ہدایت پر ہو گا۔[2]

امام ابو بکر احمد بن حسین بیہقی متوفی ۴۵۸ھ روایت کرتے ہیں:

واخبرنا ابو بکر بن فورک اخبرنا عبداللہ بن جعفر حدثنا یونس بن حبیب حدثنا ابو داؤد حدثنا اسماعیل بن جعفر عن عمرو بن ابی عمرو مولی المطلب عن المطلب ھکذا قال ابو داؤد۔ عن حذیفۃ قال قال رسول اللہ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَ اٰلہ و اصحابہ وَ سلّم لا تقوم الساعۃ حتی تقتلوا امامکم و تجتلدوا باسیافکم و یرث دنیاکم شرارکم۔

ترجمہ: حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم نے فرمایا کہ قیامت اس وقت تک قائم نہ ہو گی جب تک تم اپنے امام کو قتل نہ کرو گے اور ایک دوسرے کو اپنی تلوار سے قتل کرو گے اور تمہارے شریر لوگ تمہاری دنیا کے وارث بن جائیں گے۔[3]

امام جلال الدین سیوطی متوفی ۹۱۱ھ روایت کرتے ہیں:

واخرج البیھقی و ابو نعیم فی (المعرفۃ) عن عبدالرحمن بن عدیس سمعت رسول اللہ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَ اٰلہ و اصحابہ وَ سلّم یقول یخرج اناس یمرقون من الدین کما یمرق السھم من الرمیۃ یقتلون فی جبل لبنان قال ابن لھیعۃ کان عبدالرحمن بن عدیس البلوی سار باھل مصر الی عثمان فقتلہ ثم قتل ابن عدیس بعد ذلک بعام او عامین بجبل لبنان۔

ترجمہ: بیہقی اور ابو نعیم رحمہما اللہ نے "المعرفہ" میں عبد الرحمن بن عدیس سے روایت کی کہ میں نے رسول اللہ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم سے سنا ہے۔ آپ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم نے فرمایا لوگ دین سے اس طرح نکل جائیں گے جیسے کمان سے تیر نکل جاتا ہے اور وہ لبنان کے پہاڑوں میں قتل کئے جائیں گے۔ ابن لہیعہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ

---

1 (التمھید والبیان فی مقتل الشھید عثمان ص ۱۷۸ مطبوعہ دار الثقافۃ الدوحۃ قطر)

2 (فضائل صحابہ لابن حنبل ج ۱ ص ۵۰۷ رقم الحدیث ۸۲۸ مطبوعہ موسسۃ الرسالۃ بیروت)

3 (دلائل النبوۃ ج ۶ ص ۳۹۱ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)، (خصائص الکبری ج ۲ ص ۲۰۹ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)، (البدایہ والنھایہ ابن کثیر ج ۶ ص ۲۰۲ مطبوعہ المکتبۃ التجاریۃ مکۃ المکرمہ)

عبد الرحمن بن عدیس ان بلوائیوں میں شامل تھا جو اہل مصر کے ساتھ قتل عثمان رضی اللہ عنہ کی غرض سے چلے تھے۔ ان بلوائیوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو قتل کیا تھا۔ اس واقعہ کے ایک یا دو سال بعد لبنان کے پہاڑ میں ابن عدیس کو قتل کیا گیا۔[1]

امام جلال الدین سیوطی متوفی ۹۱۱ھ روایت کرتے ہیں:

واخرج الحارث بن ابی اسامۃ فی (مسندہ) عن مھاجر بن حبیب قال: بعث عثمان الی عبداللہ بن سلام وھو محصور فقال لہ ارفع راسک تری ھذہ الکوۃ فان رسول اللہ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَآلہ واصحابہ وَسلَّم اشرف منھا اللیلۃ فقال یا عثمان احصروک قلت نعم فادلی لی دلواً فشربت منہ فانی اجد بردہ علی کبدی ثم قال لی ان شئت دعوت اللہ فینصرک علیھم وان شئت افطرت عندنا فاخترت الفطر عندہ فقتل فی یومہ۔

ترجمہ: حارث بن ابی اسامہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مسند میں مہاجر بن حبیب رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کو کسی کو بھیج کر بلوایا اور وہ اس وقت محصور تھے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے کہا اپنا سر اٹھا کر اس روزن کو دیکھو۔ آج رات رسول اللہ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم اس روزن سے رونق افروز ہوئے اور فرمایا اے عثمان صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم کیا تم محصور ہو؟ میں نے عرض کیا ہاں تو آپ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم نے ایک ڈول لٹکایا اور میں نے اس سے پانی پیا اور میں اپنے اندر اس کی ٹھنڈک اب تک پا رہا ہوں۔ اس کے بعد حضور صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم نے مجھ سے فرمایا اگر تم چاہو تو میں اللہ تعالیٰ سے دعا کروں۔ وہ تمہیں ان پر غالب کر دے گا اور اگر تم چاہو تو ہمارے پاس آکر افطار کرو تو میں نے آپ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم کے پاس حاضر ہونے کو اختیار کیا ہے اور وہ اسی دن شہید کئے گئے۔[2]

امام احمد بن حنبل متوفی ۲۴۱ھ روایت کرتے ہیں:

حدثنا عبداللہ حدثنی ابی ثنا وکیع عن اسماعیل بن ابی خالد قال قال قیس فحدثنی ابو سھلۃ ان عثمان قال یوم الدار حین حصر ثم ان النبی اعھد الی عھداً فانا صابر علیہ قال قیس فکانو ایرونہ ذلک الیوم۔

ترجمہ: حضرت قیس بن ابی حازم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ابو سہلہ رضی اللہ عنہ نے مجھے بتایا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے یوم الدار (محاصرہ کے دن) کو فرمایا جب وہ محصور تھے کہ بے شک حضور صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم

---

1 (خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۲۰۹ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)، (دلائل النبوۃ امام بیہقی ج ۶ ص ۳۹۴_۳۹۵ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)، (الاحادیث المختارۃ ج ۱ ص ۵۲۷ رقم الحدیث ۳۹۴ مطبوعہ مکتبۃ النھضۃ الحدیثہ مکہ مکرمۃ)

2 (خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۲۰۹ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

نے مجھے ایک وصیت فرمائی تھی پس میں اسی پر صابر ہوں اور حضرت قیس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ وہ اس کا انتظار کیا کرتے تھے۔[1]

امام جلال الدین سیوطی متوفی ۹۱۱ھ روایت کرتے ہیں:

واخرج ابن منیع فی (مسندہ) من طریق النعمان بن بشیر عن نائلۃ بنت الفرافصۃ امراۃ عثمان قالت لما حصر عثمان ظل صائماً فلما کان عند الافطار سالھم الماء العذب فمنعوہ فبات فلما کان فی السحر قال: ان رسول اللہ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم اطلع علی علی ھذا السقف ومعہ دلو من ماء فقال اشرب یا عثمان فشربت حتی رویت ثم قال ازدد فشربت حتی امتلات۔

ترجمہ: ابن منیع رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی "مسند" میں بطریق نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ محصور ہوگئے تو روزے سے رہنے لگے۔ ایک دن افطار کا وقت آیا تو انہوں نے بلوائیوں سے افطار کے لئے شیریں پانی مانگا مگر انہوں نے پانی دینے سے انکار کر دیا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تشنگی کے عالم میں رات بسر کی۔ پھر جب سحر کا وقت آیا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم اس چھت سے رونق افروز ہوئے۔ آپ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم کے ساتھ پانی کا ڈول تھا۔ آپ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم نے فرمایا اے عثمان رضی اللہ عنہ! پانی پیو تو میں نے پیا یہاں تک کہ میں سیراب ہوگیا۔ پھر فرمایا اور زیادہ پیو تو میں نے پیا یہاں تک کہ میں سیر ہوگیا۔[2]

امام ابو جعفر محمد بن جریر طبری متوفی ۳۱۱ھ لکھتے ہیں:

قال وذاک انہ رای من اللیل ان نبی اللہ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم یقول: افطر نا عندنا اللیلۃ۔[3]

حافظ ابو بکر احمد بن حسین بیہقی متوفی ۴۵۸ھ روایت کرتے ہیں:

فقال انی رأیت رسول اللہ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم فی منامی ھذا فقال انک شاھد معنا الجمعۃ۔[4]

---

[1] (مسند احمد ج ۱ ص ۶۹ رقم الحدیث ۵۰۱ مطبوعہ مؤسسۃ قرطبۃ مصر)، (صحیح ابن حبان ج ۱۵ ص ۳۵۶ رقم الحدیث ۶۹۱۸ مطبوعہ مؤسسۃ الرسالۃ بیروت)، (الاحادیث المختارۃ للمقدسی ج ۱ ص ۵۲۵ رقم الحدیث ۳۹۱ مطبوعہ مکتبۃ النھضۃ الحدیثۃ مکۃ المکرمۃ)، (حلیۃ الاولیاء ج ۱ ص ۵۸ مطبوعہ دار الکتاب العربی بیروت)

[2] (خصائص الکبری ج ۲ ص ۲۰۹ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

[3] (تاریخ الامم والملوک المعروف تاریخ الطبری ج ۲ ص ۶۷۱ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

[4] (دلائل النبوۃ باب ماجاء رؤیۃ النبی صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم فی المنام ج ۷ ص ۴۷۔۴۸ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

حدیث نمبر ۱۷: منافق کی خبر دینا

امام جلال الدین سیوطی متوفی ۹۱۱ھ لکھتے ہیں:

و اخرج مسلم عن ابی حمید قال: خرجنا مع رسول اللہ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَ اٰلہ و اصحابہ وَ سلَّم فی غزوۃ تبوک فاتینا وادی القری علی حدیقۃ لامراۃ فقال اخرصوھا فخرصناھا و خرصھا رسول اللہ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَ اٰلہ و اصحابہ وَ سلَّم عشرۃ اوسق وقال احصیھا حتی نرجع الیک ان شاء اللہ تعالی فانطلقنا حتی قدمنا تبوک فقال رسول اللہ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَ اٰلہ و اصحابہ وَ سلَّم ستھب علیکم اللیلۃ ریح شدیدۃ فلا یقم فیما احد منکم و من کان لہ بعیر فلیشد عقالہ فھبت ریح شدیدۃ فقام رجل فحملتہ الریح حتی القتہ بجبل طیٔ ثم اقبلنا حتی قدمنا وادی القری فسال رسول اللہ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَ اٰلہ و اصحابہ وَ سلَّم المراۃ عن حدیقتھا کم بلغ تمرھا فقالت بلغ عشرۃ اوسق۔

ترجمہ: مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے ابی حمید رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ ہم رسول اللہ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم کے ہمراہ نصرانیوں کے حملہ کی خبر سن کر تبوک کی طرف روانہ ہوئے دورانِ سفر وادی قُریٰ میں ایک خاتون کے باغ کے پاس سے گزرے سرور کونین صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم نے فرمایا تم اس باغ کی کھجوروں کا تخمینہ لگاؤ۔ ہم نے تخمینہ لگایا حضور صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم کا اندازہ دس وسق تھا۔ اس عورت سے کہا تم اپنی کھجوروں کا ناپ تول کر لینا اور ہم ان شاء اللہ تمہارے پاس واپس آئیں گے۔ ہم میدانِ تبوک میں تھے کہ ایک روز آپ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم نے ارشاد فرمایا آج رات میں شدید ہوا اور سخت جھکڑ چلیں گے۔[1]

امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

بعثت ھذہ الریح لموت منافق فلما قدم المدینۃ فاذا منافق عظیم من المنافقین قدمات۔

ترجمہ: حضور صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم نے ارشاد فرمایا یہ آندھی کسی منافق کی موت کی علامت ہے پھر جب ہم مدینہ پہنچے تو معلوم ہوا منافقین کا پیشوا مر چکا تھا۔[2]

---

[1] (خصائص الکبری باب ما وقع فی غزوۃ تبوک من المعجزات ج ۱ ص ۴۵۸ مطبوعہ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)، (مختصر سیرۃ الرسول ص ۱۵۵ مطبوعہ دار القلم بیروت)، (حجۃ اللہ علی العالمین فی معجزات سید المرسلین ص ۳۸۷۔۳۸۸ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)، (الوفا باحوال المصطفیٰ الباب الخامس عشر فی اخبار رسول اللہ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَ اٰلہ و اصحابہ وَ سلَّم بالغائبات ج ۱ ص ۳۰۷ مطبوعہ مصطفیٰ البابی مصر)، (دلائل النبوۃ امام لابی نعیم اصفہانی اردو غزوہ تبوک کے معجزات ص ۴۷۳ مطبوعہ ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور)، (دلائل النبوۃ للاصبہانی ص ۱۷۱ رقم الحدیث ۲۱۲ مطبوعہ دار طیبۃ الریاض)، (السیرۃ النبویۃ ابن کثیر ذکر مرورہ علیہ السلام فی ذہابہ الی تبوک بمساکن ثمود و صرحتہم بالحجر ج ۴ ص ۲۲ مطبوعہ دار الکتاب العربی بیروت)، (مسند احمد ج ۵ ص ۴۲۴۔۲۲۵)، (البدایۃ والنہایۃ ذکر غزوۃ تبوک فی رجب منہا ج ۵ ص ۱۲ مطبوعہ مکتبۃ المعارف بیروت)، (تخریج الدلالات السمعیۃ ص ۵۵۴ مطبوعہ دار الغرب الاسلامی بیروت)، (زاد المعاد فی ہدی خیر العباد فصل فی غزوۃ تبوک ج ۳ ص ۵۳۱ مطبوعہ مؤسسۃ الرسالۃ بیروت)

[2] (مسلم شریف کتاب صفات المنافقین)، (نسیم الریاض فی شرح شفاء القاضی عیاض ج ۴ ص ۱۹۳ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)، (تاریخ الامم والملوک المعروف تاریخ الطبری ج ۲ ص ۱۱۰ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)، (دلائل النبوۃ امام بیہقی باب خرص انبی صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَ اٰلہ و اصحابہ وَ سلَّم فی مسیرہ واخبارہ عن الریح الخ ج ۵ ص ۲۳۸۔۲۳۹ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)، (سبل الہدی والرشاد ج ۱۰ ص ۵۰۔۶۳ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

امام عبد الملک بن ہشام متوفی ۲۱۳ھ لکھتے ہیں:

حین مات قد مات الیوم عظیم من عظماء المنافقین و رفاعۃ بن زید التابوت قال لہ رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم حین ھبت علیہ الریح وھو الذی قافل من غزوۃ بنی المصطلق فاشتدت علیہ حتی اشفق المسلمون منھا فقال لھم رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم لاتخافوا فانما ھبت لموت عظیم من عظماء الکفار فلما قدم رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم المدینۃ وجد رفاعۃ بن زید التابوت مات ذلک الیوم الذی ھبت فیہ الریح۔

ترجمہ: منافقین کے سرداروں میں سے ایک سردار آج مرگیا ہے۔ رفاعہ بن زید بن تابوت کا تعلق بھی اسی قبیلے سے تھا۔ جب حضور صَلَّی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم غزوہ بنی مصطلق سے واپس تشریف لارہے تھے توراستہ میں شدید آندھی کا سامنا کرنا پڑا۔ مسلمان اسے دیکھ کر گھبرا گئے۔ حضور صَلَّی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم نے فرمایا خوفزدہ ہونے کی ضرورت نہیں یہ آندھی کفار کے عظیم سرداروں میں سے ایک سردار کی موت کے لئے آئی ہے۔ جب حضور صَلَّی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم مدینہ طیبہ میں رونق افروز ہوگئے تو معلوم ہوا کہ رفاعہ بن زید اسی دن مرا تھا جب شدید آندھی آئی تھی۔[1]

یہی امام عبد الملک بن ہشام متوفی ۲۱۳ھ دوسری جگہ لکھتے ہیں:

فقال رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم لاتخافوھا فانما ھبت لموت عظیم من عظماء الکفار فلما قدموا المدینۃ وجدوا رفاعۃ بن زید بن التابوت احد بنی قینقاع وکان عظیما من عظماء الیھود وکھفا للمنافقین مات فی ذلک الیوم۔

ترجمہ: حضور صَلَّی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم نے فرمایا اس آندھی سے نہ ڈرو یہ آندھی ایک بڑے منافق کی وجہ سے چلی ہے۔ جب صحابہ رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہم مدینہ طیبہ پہنچے تو انہوں نے رفاعہ بن زید کی موت کی خبر سنی جو بنی قینقاع سے تعلق رکھتا تھا یہ یہودیوں کا ایک سردار تھا اور منافقوں کی پناہ گاہ تھا یہ اسی دن مرا تھا جس روز آندھی چلی تھی۔[2]

حافظ ابو بکر احمد بن حسین بیہقی متوفی ۴۵۸ھ روایت کرتے ہیں:

قال بعثت ھذہ الریح لموت منافق قال فقدم المدینۃ فاذا منافق عظیم من المنافقین قد مات۔

ترجمہ: حضور صَلَّی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم نے ارشاد فرمایا یہ آندھی کسی منافق کی موت کی علامت ہے پھر جب ہم مدینہ پہنچے تو معلوم ہوا منافقین کا پیشوا فوت ہوگیا۔

---

[1] (السیرۃ النبویہ المعروف سیرت ابن ہشام ج ۲ ص ۲۰۱۔۲۰۱ مطبوعہ دار الجیل بیروت)

[2] (السیرۃ النبویہ المعروف سیرت ابن ہشام غزوۃ بنی المصطلق فی شعبان سنۃ ست ج ۴ ص ۲۵۵ مطبوعہ دار الجیل بیروت)

لفظ حدیث حفص وفی روایة ابی معاویة ابی معاویة قال هبت ریح شدیدة والنبی صَلی اللہ تعالیٰ علیه وَ اٰله واصحابه وَسلَّم فی بعض اسفاره فقال هذه لموت منافق قال فلما قدمنا المدینة اذا هو قد مات عظیم من عظماء المنافقین۔[1]

امام احمد بن حنبل متوفی ۲۴۱ھ روایت کرتے ہیں:

فقال هذه لموت منافق قال فلما قدمنا المدینة اذا هو قد مات منافق عظیم من عظماء المنافقین۔

ترجمہ: حضور صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم نے فرمایا ایک منافق کی موت کی وجہ سے یہ آندھی بھیجی گئی ہے جب ہم مدینہ طیبہ پہنچے تو ایک بہت بڑا منافق مر چکا تھا۔[2]

امام عبد بن حمید بن نصر ابو محمد الکسی متوفی ۲۴۹ھ لکھتے ہیں:

ثنا ابراهیم بن الاشعت ثنا فضیل بن عیاض عن سلیمان عن ابی سفیان عن جابر ثم کنا مع النبی صَلی اللہ تعالیٰ علیه وَ اٰله واصحابه وَسلَّم سفر هاجت ریح تکاد تدفن الراکب فقال رسول اللہ صَلی اللہ تعالیٰ علیه وَ اٰله واصحابه وَسلَّم بعثت هذه الریح لموت منافق فلما رجعنا الی المدینة وجدنا مات فی ذلک الیوم منافق عظیم النفاق فسمعت اصحابنا بعد یقولون هو رافع بن التابوت۔[3]

امام ابو الحسن علی بن محمد بن حبیب الماوردی متوفی ۴۲۹ھ روایت کرتے ہیں:

فقال رسول اللہ صَلی اللہ تعالیٰ علیه وَ اٰله واصحابه وَسلَّم هذا لموت منافق عظیم النفاق قد مات فی ذلک الوقت۔[4]

حافظ ابو بکر احمد بن حسین بیہقی متوفی ۴۵۸ھ روایت کرتے ہیں:

فوجدوا رفاعة بن زید بن التابوت مات فی ذلک الیوم وکان من بنی قینقاع وکان اظهر الاسلام وکان کهفاً للمنافقین۔[5]

امام ابی الفرج عبد الرحمن بن الجوزی متوفی ۵۹۷ھ لکھتے ہیں:

فقال رسول اللہ صَلی اللہ تعالیٰ علیه وَ اٰله واصحابه وَسلَّم هبت هذه الریح لموت منافق مات بالمدینة فقدم المدینة فاذا منافق عظیم من المنافقین مات ذلک الیوم۔

---

1 (دلائل النبوة باب هبوب الریح التی دلت رسول اللہ علی موت عظیم من عظماء المنافقین الخ ج۴ ص ۶۱ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

2 (مسند احمد ج۳ ص ۳۱۵ رقم الحدیث ۱۴۴۱۸ مطبوعہ مؤسسة قرطبة مصر)

3 (مسند عبد بن حمید ج ۱ ص ۳۱۵ رقم الحدیث ۱۰۲۹ مطبوعہ مکتبة السنة القاهرة)

4 (اعلام النبوة الباب العاشر فیما سمع من معجزات اقواله فصل اخبار الآحاد ص ۱۵۶ مطبوعہ دار الکتاب العربی بیروت)

5 (دلائل النبوة باب هبوب الریح التی دلت رسول اللہ علی موت عظیم من عظماء المنافقین الخ ج۴ ص ۶۱ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

ترجمہ: حضور صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم نے ارشاد فرمایا یہ آندھی مدینہ منورہ میں ایک منافق کے مرنے کی وجہ سے چل رہی ہے پھر جب ہم مدینہ پہنچے تو واقعی منافقین میں سے ایک بہت بڑا منافق اسی دن جہنم واصل ہو چکا تھا۔[1]

امام ابی الربیع سلیمان بن موسی الکلاعی الاندلسی متوفی ۶۳۴ھ لکھتے ہیں:

فقال رسول اللہ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم لاتخافوھا فانما ھبت لموت عظیم من الکفار فلما قدموا المدینۃ وجدوا رفاعۃ بن زید بن التابوت احد بنی قینقاع وکان من عظماء یھود وکھفا للمنافقین مات ذلک الیوم۔[2]

حافظ عماد الدین اسماعیل بن عمر بن کثیر متوفی ۷۷۴ھ روایت کرتے ہیں:

فقال رسول اللہ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم لاتخافوھا فانما ھبت لموت عظیم من الکفار فلما قدموا المدینۃ وجدوا رفاعۃ بن زید بن التابوت احد بنی قینقاع وکان من عظماء یھود وکھفا للمنافقین مات ذلک الیوم۔[3]

امام ابی العباس احمد بن احمد الخطیب متوفی ۸۱۰ھ لکھتے ہیں:

فقال ھذہ بعثت لموت منافق فمات بالمدینۃ رجل من عظماء المنافقین۔[4]

امام جلال الدین سیوطی متوفی ۹۱۱ھ لکھتے ہیں:

فقال رسول اللہ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم بعثت ھذہ الریح لموت منافق فلما قدمنا المدینۃ اذا ھو قدمات من عظماء المنافقین۔

ترجمہ: حضور صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم نے ارشاد فرمایا یہ آندھی کسی منافق کی موت کی علامت ہے پھر جب ہم مدینہ پہنچے تو معلوم ہوا منافقین کا پیشوا فوت ہو گیا۔[5]

علامہ محمد بن یوسف الصالحی الشامی متوفی ۹۴۲ھ لکھتے ہیں:

فقال رسول اللہ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم بعثت ھذہ الریح لموت منافق فلما قدمنا المدینۃ اذن قد مات من عظیم من عظماء المنافقین۔

ترجمہ: حضور صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم نے ارشاد فرمایا یہ آندھی کسی منافق کی موت کی علامت ہے پھر جب ہم مدینہ پہنچے تو معلوم ہوا منافقین کا پیشوا فوت ہو گیا۔[6]

---

[1] (الوفا باحوال المصطفیٰ الباب الخامس عشر فی اخبار رسول اللہ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم بالغائبات ج ۱ ص ۳۱۰ مطبوعہ مصطفیٰ البابی مصر)

[2] (الاکتفاء بما تضمنہ من مغازی رسول اللہ والثلاثۃ الخلفاء غزوۃ بنی المصطلق وھی غزوۃ المریسیع ج ۲ ص ۱۶۲۔۱۶۳ مطبوعہ عالم الکتب بیروت)

[3] (البدایۃ والنھایہ ج ۴ ص ۱۵۸ غزوۃ بنی المصطلق من خزاعۃ وج ۳ ص ۲۴۰ مطبوعہ مکتبۃ المعارف بیروت)، (السیرۃ النبویۃ لابن کثیر غزوۃ بنی المصطلق من خزاعۃ ج ۳ ص ۲۹۱ مطبوعہ دار الکتاب العربی بیروت)

[4] (وسیلۃ الاسلام بالنبی علیہ الصلاۃ والسلام ص ۱۳۳ مطبوعہ دار الغرب الاسلامی بیروت)

[5] (خصائص الکبری باب ماوقع فی غزوۃ بنی المصطلق من الآیات والخصائص ج ۱ ص ۳۹۱ مطبوعہ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

[6] (سبل الھدی والرشاد ذکر اخبارہ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم بموت کبیر من المنافقین الخ ج ۴ ص ۳۵۱ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

یہی علامہ محمد بن یوسف الصالحی الشامی متوفی ۹۴۲ھ لکھتے ہیں:

وھو رفاعۃ بن زید بن التابوت مات ذلک الیوم کان کھفاً للمنافقین۔[1]

محدث کبیر امام ابونعیم احمد بن عبد اللہ اصفہانی متوفی ۴۳۰ھ لکھتے ہیں:

فقال النبی اھذا الموت منافق قال فقدمنا المدینۃ فوجدنا منافقاً عظیم النفاق مات یومئذ۔[2]

امام علی بن برہان الدین الحلبی الشافعی متوفی ۱۰۶۶ھ لکھتے ہیں:

ھذہ الریح لموت عظیم من الکفار وفی روایۃ لموت منافق وفی لفظ مات الیوم منافق عظیم النفاق فی المدینۃ فکان کما قال علیہ الصلاۃ والسلام مات فی ذلک الیوم زید بن رفاعۃ بن التابوت وکان کھفا للمنافقین۔[3]

محمد ہارون معاویہ دیوبندی لکھتے ہیں:

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ رسول اللہ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم ایک سفر سے واپس تشریف لارہے تھے جب مدینہ کے قریب پہنچے تو ایک شدید ہوا چلی۔ حضور صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم نے فرمایا کہ یہ ہوا ایک منافق کی موت کے لئے چلی ہے چنانچہ جب آپ مدینے میں داخل ہوئے تو لوگوں نے خبر دی کہ آج رفاعہ بن یزید مر گیا ہے۔ یہ شخص فی الحقیقت بہت بڑا منافق تھا۔[4]

امام ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ لکھتے ہیں:

فقال النبی صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم انما ھبت لموت منافق عظیم النفاق وھو رفاعۃ بن التابوت۔[5]

حدیث نمبر ۱۸: وہ مال کہاں جو تم مکہ میں دفن کر کے آئے ہو

امام ابی عبد اللہ بن مسلم بن قتیبۃ الدینوری متوفی ۲۷۶ھ لکھتے ہیں:

قال انہ لیس لی مال۔ قال فاین المال الذی وضعتہ عند ام الفضل بمکۃ حین خرجت ولیس معکما احد ثم قلت ان اصبت فی سفری ھذا فللفضل کذا ولعبد اللہ کذا؟ قال والذی بعثک بالحق نبیاً ما علم بھذا احد غیرھا وانی لاعلم انک رسول اللہ ففدی نفسہ بمائۃ اوقیۃ۔ وکل واحد باربعین اوقیۃ۔ ھکذا قال ابن اسحاق۔[6]

---

[1] (سبل الھدی والرشاد ذکر اخبارہ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم بموت کبیر من المنافقین الخ ج۴ ص ۱۳۵ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

[2] (حلیۃ الاولیاء وطبقات الاصفیاء ذکر وھب بن منبہ رحمۃ اللہ علیہ ج۴ ص ۷۹ مطبوعہ دار الکتاب العربی بیروت)

[3] (انسان العیون فی سیرۃ الامین المامون المعروفۃ بالسیرۃ الحلبیہ ج ۲ ص ۵۹۹ مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت)

[4] (خصوصیات مصطفی صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم ج ۲ ص ۲۵۰ مطبوعہ دار الاشاعت کراچی)

[5] (الاصابۃ فی تمیز الصحابۃ رفاعۃ بن تابوت ج ۲ ص ۴۸۸ برقم ۲۶۶۳ مطبوعہ دار الجیل بیروت)

[6] (المعارف ص ۹۲ مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت)

امام احمد بن حنبل متوفی ۲۴۱ھ روایت کرتے ہیں:

حدثنا عبداللہ حدثنی ابی ثنا زید قال قال محمد یعنی بن اسحاق حدثنی من سمع عکرمۃ عن بن عباس قال ثم کان الذی اسر العباس بن عبدالمطلب ابا الیسر بن عمرو وھو کعب بن عمرو احد بنی سلمۃ فقال لہ رسول اللہ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَآلہ واصحابہ وَسَلَّم کیف اسرتہ یا ابا الیسر قال لقد اعانتی علیہ رجل ما رأیتہ بعد ولا قبل ھیئتہ کذا ھیئتہ کذا قال فقال رسول اللہ لقد اعانک علیہ ملک کریم وقال للعباس یا عباس افد نفسک وابن اخیک عقیل بن ابی طالب ونوفل بن الحرث وحلیفک عتبۃ بن حجدم احد بنی الحرث بن فھر قال فابی وقال انی قد کنت مسلماً قبل ذلک وانما استکرھونی قال اللہ اعلم بشانک ان یک ماتدعی حقا فاللہ یجزیک بذلک واما ظاھر التابعین فقد کان علینا فافد نفسک وکان رسول اللہ قد اخذ منہ عشرین اوقیۃ ذھب فقال یارسول اللہ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَآلہ واصحابہ وَسَلَّم حسبھا لی من فدای قال لا ذاک شئ اعطاناہ اللہ منک قال فانہ لیس لی مال قال فاین المال الذی وضعتہ بمکۃ حیث خرجت ثم ام الفضل ولیس معکما احد غیر کما فقلت ان اصبت فی سفری ھذا فللفضل کذا ولقثم کذا ولعبداللہ کذا قال فوالذی بعثک بالحق ما علم بھذا احد من الناس غیری وغیرھا وانی لاعلم انک رسول اللہ۔

ترجمہ: امام محمد بن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا کہ جس شخص نے عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا اس نے مجھ سے یہ حدیث بیان کی کہ عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ جس شخص نے (جنگ بدر میں) عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ کو گرفتار کیا وہ ابوالیسر کعب بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔ ان کا تعلق بنو سلمہ سے تھا۔ ان سے رسول اللہ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَآلہٖ واصحابہ وَسَلَّم نے پوچھا ابوالیسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تم نے ان کو کیسے گرفتار کیا تھا؟ انہوں نے کہا اس معاملہ میں ایک ایسے شخص نے میری مدد کی تھی جس کو میں نے اس سے پہلے دیکھا تھا نہ اس کے بعد اس کی ایسی ایسی ہیئت تھی۔ تب رسول اللہ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَآلہٖ واصحابہ وَسَلَّم نے فرمایا تمہاری مدد ایک مکرم فرشتہ نے کی تھی اور عباس رضی اللہ عنہ سے فرمایا اے عباس (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) تم اپنا فدیہ بھی دو اور اپنے بھتیجے عقیل بن ابی طالب اور نوفل بن الحارث کا فدیہ بھی دو اور اپنے حلیف عتبہ بن جحدم کا فدیہ بھی دو جن کا تعلق بنو الحارث بن فھر سے ہے۔ عباس رضی اللہ عنہ نے ان کا فدیہ دینے سے انکار کیا اور کہا میں اس غزوہ سے پہلے اسلام قبول کر چکا تھا یہ لوگ مجھے زبردستی اپنے ساتھ لائے ہیں۔ آپ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَآلہٖ واصحابہ وَسَلَّم نے فرمایا اللہ تمہارے معاملہ کو خوب جاننے والا ہے اگر تمہارا دعویٰ برحق ہے تو اللہ تم کو اس کی جزا دے گا لیکن تمہارا ظاہر حال یہ ہے کہ تم ہم پر حملہ آور ہوئے ہو سو تم اپنا فدیہ ادا کرو اور رسول اللہ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَآلہٖ واصحابہ وَسَلَّم ان سے بیس اوقیہ سونا (بطورِ مال غنیمت) وصول کر چکے تھے۔ عباس رضی اللہ عنہ نے کہا یارسول اللہ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَآلہٖ واصحابہ وَسَلَّم! اس بیس اوقیہ سونے کو میرے فدیہ میں کاٹ لیجئے۔ آپ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ

وَاٰلہٖ واصحابہ وَسلَّم نے فرمایا نہیں! یہ وہ مال ہے جو اللہ تعالیٰ نے ہمیں تم سے لے کر دیا ہے۔ عباس رضی اللہ عنہ نے کہا میرے پاس اور مال تو نہیں ہے حضور صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہٖ واصحابہ وَسلَّم نے فرمایا وہ مال کہاں ہے جو آپ نے مکہ سے روانگی کے وقت اُم الفضل کے پاس رکھا تھا اس وقت تم دونوں کے پاس اور کوئی نہیں تھا اور تم نے یہ کہا تھا کہ اگر میں اس مہم میں کام آ گیا تو اس مال میں سے اتنا فضل کو دینا اتنا قثم کو دینا اور اتنا عبداللہ کو دینا تب عباس رضی اللہ عنہ نے کہا اس ذات کی قسم جس نے آپ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہٖ واصحابہ وَسلَّم کو حق دے کر بھیجا ہے میرے اور ام الفضل کے سوا اس کو اور کوئی نہیں جانتا اور اب مجھے یقین ہو گیا کہ آپ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہٖ واصحابہ وَسلَّم اللہ کے رسول ہیں۔[1]

امام ناصر الدین عبداللہ بن عمر البیضاوی متوفی ۶۸۵ھ لکھتے ہیں:

فقال این الذهب الذی دفعته الی ام الفضل وقت خروجک وقلت لها انی لا ادری مایصیبنی فی وجهی هذا فان حدث بی حدث فهو لک ولعبدالله وعبیدالله والفضل وقثم فقال العباس ومایدریک قال اخبرنی به ربی تعالٰی قال فاشهد انک صادق وان لا اله الا الله وانک رسوله والله لم یطلع علیه احد الا الله۔[2]

امام حسین بن مسعود بغوی متوفی ۵۱۶ھ لکھتے ہیں:

فقال رسول الله صَلی الله تعالیٰ علیه وَاٰله واصحابه وَسلَّم فاین الذهب الذی دفعته الی ام الفضل وقت خروجک من مکة وقلت لها انی لا ادری مایصیبنی فی وجهی هذا فان حدث بی حدث فهو لک ولعبدالله ولعبیدالله وللفضل وقثم یعنی الاربعة فقال له العباس ومایدریک قال اخبرنی به ربی عزوجل قال العباس اشهد انک صادق وقال لا اله الا الله وانک عبده ورسوله ولم یطلع علیه احد الا الله عزوجل۔[3]

امام احمد بن حنبل متوفی ۲۴۱ھ روایت کرتے ہیں:

حدثنا عبدالله حدثنی ابی ثنا زید قال محمد یعنی بن اسحاق حدثنی من سمع عکرمة عن بن عباس قال ثم کان الذی اسر العباس بن عبدالمطلب ابا الیسر بن عمرو وهو کعب بن عمرو احد بنی سلمة فقال له رسول الله صَلی الله تعالیٰ علیه وَاٰله واصحابه وَسلَّم کیف اسرته یا ابا الیسر قال لقد اعانتی علیه رجل ما رأیته بعد ولا قبل هیئته کذا هیئته کذا قال فقال رسول الله صَلی الله تعالیٰ علیه وَاٰله واصحابه وَسلَّم لقد اعانک علیه ملک کریم الخ۔

---

[1] (مسند احمد ج ۱ ص ۳۵۳ رقم حدیث ۳۳۱۰ مطبوعہ مؤسسۃ قرطبۃ مصر)، (دلائل النبوۃ للبیہقی ج ۳ ص ۱۴۳۔۱۴۲ مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت)، (تفسیر کبیر ج ۵ ص ۵۱۳ دار احیاء التراث العربی بیروت)، (فتح القدیر غیر مقلد شوکانی ج ۲ ص ۳۲۸ مطبوعہ دار الفکر بیروت)

[2] (انوار التنزیل ج ۳ ص ۱۲۳ مطبوعہ دار الفکر بیروت)، (زاد المسیر فی علم التفسیر لابن جوزی ج ۳ ص ۳۸۳ مطبوعہ المکتب الاسلامی بیروت)، (تفسیر ابو سعود ج ۴ ص ۳۷ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)

[3] (تفسیر بغوی ج ۲ ص ۲۶۳ مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت)، (تفسیر روح المعانی ج ۱۰ ص ۳۶۔۳۷ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)

ترجمہ: امام محمد بن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا کہ جس شخص نے عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے سنا اس نے مجھ سے یہ حدیث بیان کی کہ عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ جس شخص نے (جنگ بدر میں) عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ کو گرفتار کیا وہ ابو الیسر کعب بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔ ان کا تعلق بنو سلمہ سے تھا۔ ان سے رسول اللہ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہٖ واصحابہ وَسلَّم نے پوچھا ابو الیسر تم نے ان کو کیسے گرفتار کیا تھا؟ انہوں نے کہا اس معاملہ میں ایک ایسے شخص نے میری مدد کی تھی جس کو میں نے اس سے پہلے دیکھا تھا نہ اس کے بعد اس کی ایسی ایسی ہیئت تھی۔ تب رسول اللہ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہٖ واصحابہ وَسلَّم نے فرمایا تمہاری مدد ایک مکرم فرشتہ نے کی تھی۔ [1]

امام محمد بن سعد متوفی ۲۳۰ھ لکھتے ہیں:

قال فاین المال الذی وضعت بمکۃ حین خرجت ثم ام الفضل بنت الحارث لیس معکما احد ثم قلت لھا ان اصبت فی سفری ھذا فللفضل کذا و کذا و لعبد اللہ کذا و کذا قال و الذی بعثک بالحق ما علم بھذا احد غیری و غیرھا و انی لاعلم انک رسول اللہ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہٖ و اصحابہ وَسلَّم ففدی العباس نفسہ و ابن اخیہ و حلیفہ۔

ترجمہ: حضور صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہٖ واصحابہ وَسلَّم نے فرمایا کہ وہ مال کہاں ہے جو تم نے روانگی کے وقت مکہ میں ام الفضل بنت الحارث کے پاس رکھا تھا جب کہ تم دونوں کے ساتھ کوئی نہ تھا؟ تم نے ان سے کہا تھا کہ اگر مجھے اس سفر میں موت آگئی تو فضل کے لئے اتنا اتنا اور عبد اللہ کے لئے اتنا اتنا ہے انہوں نے کہا کہ قسم ہے اس ذات کی جس نے حق کے ساتھ آپ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہٖ واصحابہ وَسلَّم کو مبعوث کیا کہ اس کا سوائے میرے اور ام الفضل کے کسی کو علم نہ تھا۔ [2]

امام ابو جعفر محمد بن جریر طبری متوفی ۳۱۱ھ لکھتے ہیں:

فقال العباس: یا رسول اللہ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہٖ و اصحابہ وَسلَّم حسبھا لی فی فدائی قال: لا ذاک شیٔ اعطاناہ اللہ عز و جل منک قال: فانہ لیس لی مال قال فاین المال الذی وضعتہ بمکۃ حیث خرجت من عند ام الفضل بنت الحارث لیس معکما احد۔ ثم قلت لھا: ان اصبت فی سفری ھذا فللفضل کذا و کذا و لعبد اللہ کذا و کذا و لقثم کذا و کذا و لعبید اللہ کذا کذا! قال: و الذی بعثک بالحق ما علم ھذا احد غیری و غیرھا و انی لاعلم انک رسول اللہ، ففدی العباس نفسہ و ابنی اخیہ و حلیفہ۔ [3]

---

[1] (مسند احمد ج ۱ ص ۳۵۳ رقم حدیث ۳۳۱۰ مطبوعہ مؤسسۃ قرطبۃ مصر)

[2] (طبقات ابن سعد ج ۴ ص ۱۴ مطبوعہ دار صادر بیروت)

[3] (تاریخ الامم و الملوک المعروف تاریخ الطبری ج ۲ ص ۴۲ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)، (دلائل النبوۃ لابی نعیم اردو ص ۴۲۳ مطبوعہ ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور)

علامہ ابوالقاسم عبدالرحمن بن عبداللہ سہیلی متوفی ۵۷۱ھ لکھتے ہیں:

و کان العباس عم النبی (صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَ اٰلہ و اصحابہ وَ سلَّم) فی الاسری ففدی نفسہ و فدی اخیہ فقال للنبی (صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَ اٰلہ و اصحابہ وَ سلَّم) لقد ترکتنی اتکفف قریشاً فقیرا معدما فقال النبی صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَ اٰلہ و اصحابہ وَ سلَّم این الذھب التی عند ام الفضل و عددھا کذا و کذا و قلت لھا کیت و کیت فقال من اعلمک بھذا یا ابن فقال اللہ۔

ترجمہ: غزوہ بدر کے قیدیوں میں نبی کریم صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم کے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ بھی تھے نبی کریم صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم نے انہیں فرمایا تم اپنا اور اپنے دو بھتیجوں کا فدیہ ادا کرو۔ اس پر وہ نبی کریم صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم سے کہنے لگے۔ کیا آپ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم یہ چاہتے ہیں کہ میں فقیر اور کنگال ہو کر قریش کے سامنے ہاتھ پھیلاتا پھروں۔ نبی کریم صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم نے فرمایا وہ سونا کہاں گیا جو تم نے اُم فضل رضی اللہ عنہا کے پاس چھوڑا جس کی مالیت اتنی ہے اور تم نے اُسے فلاں فلاں بات بھی کہی تھی؟ اس پر عباس رضی اللہ عنہ گویا ہوئے اے میرے بھتیجے تجھے یہ سب کچھ کس نے بتایا؟ آپ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے۔[1]

امام محمد بن عبدالباقی الزرقانی المالکی متوفی لکھتے ہیں:

(و من ذلک اخبارہ علیہ الصلاۃ و السلام بالمال) ای الذھب (الذی ترکہ عمہ العباس) لما خرج الی بدر و معہ عشرون اوقیۃ من ذھب لیطعم بھا المشرکین فاخذت منہ فی الحرب (عند ام الفضل) زوجتہ لتربیۃ الاولاد ان مات (بعد ان کتمہ) و سال ان یحسب العشرین اوقیۃ من فدائہ فاتی افقال تترکنی اتکفف قریشا فقال فاین الذھب الذی دفعتہ الی ام الفضل وقت خروجک من مکۃ فقال ما علمہ غیری و غیرھا و ما یدریک فقال اخبرنی ربی۔[2]

علامہ محمد بن یوسف الصالحی الشامی متوفی ۹۴۲ھ لکھتے ہیں:

و روی ابوداؤد عن ابن عباس رضی اللہ عنھما ان النبی صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَ اٰلہ و اصحابہ وَ سلَّم جعل فداء اھل الجاھلیۃ یوم بدر اربعمائۃ و ادعی العباس انہ لا مال عندہ فقال لہ رسول اللہ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَ اٰلہ و اصحابہ وَ سلَّم فاین المال الذی دفنتہ انت و ام الفضل و قلت لھا ان اصبت فی سفری ھذا لبنی الفضل و عبداللہ و قثم؟ فقال و اللہ انی لاعلم انک رسول اللہ ان ھذا الشی ما علمہ الا انا و ام الفضل۔

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم نے جنگ بدر کے دن اہل جاہلیت کا فدیہ چار سو (درہم) مقرر کیا اور حضرت عباس نے یہ دعویٰ کیا کہ ان کے پاس بالکل مال نہیں ہے تب رسول

---

[1] (روض الانف للسھیلی حول غنائم بدر ج۳ ص ۱۳۳۔۱۳۴ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)
[2] (شرح العلامۃ الزرقانی علی المواھب اللدنیۃ ج۷ ص ۲۰۸ مطبوعہ دار المرفۃ بیروت)

اللہ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم نے فرمایا اچھا تو وہ مال کہاں ہے جو تم نے اورام الفضل نے مل کر دفن کیا تھا اور تم نے کہا تھا کہ اگر میں اس مہم میں کام آگیا تو یہ مال میرے ان بیٹوں کا ہے الفضل، عبد اللہ اور قثم۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے کہا اللہ کی قسم مجھے اب یقین ہو گیا کہ آپ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم واقعی اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اس بات کا میرے اور اُم فضل کے سوا کسی کو علم نہیں تھا۔[1]

امام محمد بن حبان بن احمد ابو حاتم التمیمی متوفی ۳۵۴ھ لکھتے ہیں:

فقال العباس فانه لیس لی مال فقال رسول اللہ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم فاین المال الذی وضعتہ بمکۃ حین خرجت عند ام الفضل و لیس معکما احد و قلت ان اصبت فی سفری ھذا فللفضل کذا و لقثم کذا و لعبداللہ کذا۔ قال و الذی بعثک بالحق ما علم بھذا احد من الناس غیری و غیرھا و انی اعلم انک رسول اللہ۔

ترجمہ: حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے عرض کیا میرے پاس تو مال نہیں ہے۔ آپ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم نے فرمایا عباس وہ مال کہاں ہے جو تم نے مکہ مکرمہ سے نکلتے وقت ام فضل کے پاس رکھا اور اس وقت صرف تم دونوں میاں بیوی تھے اور تیسرا کوئی فرد تمہارے ساتھ نہیں تھا اور تم کہہ رہے تھے کہ اگر میں ہلاک ہو جاؤں اور جنگ میں مارا جاؤں تو اس میں سے اتنا مال فضل کے لئے ہے اتنا حصہ تیرا ہے اور اتنا حصہ عبد اللہ کا۔ انہوں نے عرض کیا مجھے اس ذات اقدس کی قسم جس نے آپ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا اس مال کو میرے اور ان (میری بیوی) کے علاوہ کوئی نہیں جانتا اور نہ کسی کو اس کا علم تھا میں یقین رکھتا ہوں کہ آپ واقعی اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم۔[2]

حافظ عماد الدین اسماعیل بن عمر بن کثیر متوفی ۷۷۴ھ روایت کرتے ہیں:

قال فأین المال الذی دفنتہ انت و ام الفضل و قلت لھا ان اصبت فی سفری فھذا لبنی الفضل و عبداللہ و قثم فقال و اللہ انی لاعلم انک رسول اللہ ان ھذا شئ ما علمہ الا انا و ام الفضل۔[3]

---

[1] (سبل الھدی و الرشاد غزوۃ بدر الکبری ج ۴ ص ۶۹ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)، (نسیم الریاض فی شرح شفاء القاضی عیاض ج ۴ ص ۱۹۷ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

[2] (الثقات ج ۱ ص ۱۸۲ مطبوعہ دار الفکر بیروت)، (اعلام النبوۃ ص ۱۶۴ مطبوعہ دار الکتاب العربی بیروت)، (دلائل النبوۃ للاصبھانی ص ۱۳۷ رقم الحدیث ۱۵۰ مطبوعہ دار طیبۃ الریاض) (الھیثمي (ت۸۰۷)، مجمع الزوائد ۶/۸۸•)

[3] (البدایۃ و النھایۃ غزوۃ بدر العظمی ج ۳ ص ۲۹۹ مطبوعہ مکتبۃ المعارف بیروت)، (السیرۃ النبویۃ لابن کثیر فصل حکم اساری بدر ج ۲ ص ۴۰۶ مطبوعہ دار الکتاب العربی بیروت)، (الفصول فی اختصار سیرۃ الرسول لابن کثیر ص ۲۰۸ مطبوعہ دار القلم بیروت)، (وسیلۃ الاسلام بالنبی علیہ الصلاۃ و السلام ص ۱۰۲ مطبوعہ دار الغرب الاسلامی بیروت)

امام علی بن برہان الدین الحلبی الشافعی متوفی ۱۰۶۶ھ لکھتے ہیں:

فقال لہ رسول اللہ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَ اٰلہ و اصحابہ وَ سلّم فاین المال الذی دفعتہ لام الفضل یعنی زوجتہ وقلت لھا ان اصبت فھذا لبنی الفضل و عبداللہ وقثم وفی کلام ابن قتیبۃ فللفضل کذا و لعبداللہ کذا وقثم کذا فقال و اللہ انی لاعلم انک رسول اللہ ان ھذا شئ ما علمہ الا انا و ام الفضل زاد فی روایۃ و انا اشھد ان لا الہ الا اللہ و انک عبدہ ورسولہ۔[1]

امام جلال الدین سیوطی متوفی ۹۱۱ھ لکھتے ہیں:

و اخرج ابن اسحاق و البیھقی عن الزھری و جماعۃ ان العباس قال لرسول اللہ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَ اٰلہ و اصحابہ وَ سلّم ماعندی ما افتدی بہ قال فاین المال الذی دفنتہ انت و ام الفضل فقلت لھا ان اصبت فی سفری ھذا فھذا المال لابنی الفضل و قثم فقال العباس و اللہ انی لاعلم انک رسول اللہ و اللہ ان ھذا شئ ماعلمہ احد غیری و غیر ام الفضل۔

ترجمہ: ابن اسحاق اور بیہقی امام زہری سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے کہا یارسول اللہ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم میرے پاس فدیہ دینے کے لئے کچھ نہیں آپ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم نے فرمایا وہ مال کہاں ہے جو تم نے اور ام الفضل نے دفن کیا تھا اور تم نے دم رخصت یہ کہا کہ اگر میں مارا جاؤں تو یہ مال میرے بیٹوں فضل اور قثم کے لئے ہے۔ یہ سن کر حضرت عباس رضی اللہ عنہ بولے ! اللہ کی قسم مجھے یقین ہو گیا ہے کہ آپ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم اللہ کے رسول ہیں۔ بخدا اس معاملے کا میرے اور ام الفضل کے سوا کسی کو قطعاً علم نہ تھا۔[2]

امام ابی الفرج عبدالرحمن بن الجوزی متوفی ۵۹۷ھ لکھتے ہیں:

عن ابن عباس قال: لما اسر العباس و طلب منہ الفداء قال لیس لی مال فقال لہ رسول اللہ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَ اٰلہ و اصحابہ وَ سلّم فاین المال الذی وضعتہ بمکۃ حین خرجت عند ام الفضل و لیس معکما احد و قلت ان اصبت فی سفری ھذا فللفضل کذا و لقثم کذا و لعبداللہ کذا۔ قال و الذی بعثک بالحق ما علم بھذا احد من الناس غیری و غیرک و انی اعلم انک رسول اللہ۔

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جنگ بدر میں ستر کفار کے ساتھ حضرت عباس رضی اللہ عنہ بھی قید ہو گئے تھے اور سرورعالم صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم نے ان سے فدیہ طلب فرمایا تو انہوں نے عرض کیا میرے پاس تو مال نہیں ہے۔ آپ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم نے فرمایا عباس وہ مال کہاں ہے جو تم نے مکہ مکرمہ سے نکلتے وقت ام فضل کے پاس رکھا اور اس وقت صرف تم دونوں میاں بیوی تھے اور تیسرا کوئی فرد تمہارے ساتھ نہیں تھا اور تم

---

[1] (انسان العیون فی سیرۃ الامین المامون المعروفۃ بالسیرۃ الحلبیہ باب غزوۃ بدر الکبری ج ۲ ص ۴۵۹ مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت)

[2] (خصائص الکبری باب ماوقع فی غزوۃ بدر من الآیات و المعجزات ج ۱ ص ۳۴۱ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)، (الدر المنثور فی التفسیر الماثور تحت آیت نمبر ۷۰ سورۃ الانفال ج ۳ ص ۳۶۹ مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت)

کہہ رہے تھے کہ اگر میں ہلاک ہو جاؤں اور جنگ میں مارا جاؤں تو اس میں سے اتنا مال فضل کے لئے ہے اتنا حصہ تیرا ہے اور اتنا حصہ عبد اللہ کا۔ انہوں نے عرض کیا مجھے اس ذات اقدس کی قسم جس نے آپ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہٖ واصحابہٖ وَسلَّم کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا اس مال کو میرے اور آپ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہٖ واصحابہٖ وَسلَّم کے علاوہ کوئی نہیں جانتا اور نہ کسی کو اس کا علم تھا میں یقین رکھتا ہوں کہ آپ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہٖ واصحابہٖ وَسلَّم واقعی اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہٖ واصحابہٖ وَسلَّم۔[1]

علامہ یوسف بن اسماعیل النبہانی متوفی ۱۳۵۰ھ لکھتے ہیں:

اخرج ابو نعیم بسند صحیح عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال قال العباس حین اخذ رسول اللہ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہٖ و اصحابہٖ وَسلَّم منہ الفداء بعد وقعۃ بدر لقد ترکتنی فقیر قریش ما بقیت قال کیف تکون فقیر قریش وقد استودعت بنادق الذھب ام الفضل و قلت لھا ان قتلت فقد ترکتک غنیۃ ما بقیت فقال العباس اشھد ان الذی تقولہ قد کان و ما اطلع علیہ الا اللہ۔

و اخرج ابن اسحاق و البیھقی عن الزھری و جماعۃ ان العباس قال لرسول اللہ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہٖ و اصحابہٖ وَسلَّم ما عندی ما افتدی بہ قال فاین المال الذی دفنتہ انت و ام الفضل فقلت لھا ان اصبت فی سفری ھذا فھذا المال لابنی الفضل و قثم فقال العباس و اللہ انی لاعلم انک رسول اللہ و اللہ ان ھذا شیٔ ما علمہ احد غیری و غیر ام الفضل۔

ترجمہ: حاکم نے یہ روایت اسی طرح حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کی ہے کہ جب حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے فدیہ لیا گیا تو انہوں نے کہا یارسول اللہ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہٖ واصحابہٖ وَسلَّم! جب تک میں زندہ رہوں گا آپ مجھ کو قریش کا فقیر بنا کے چھوڑیں گے آپ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہٖ واصحابہٖ وَسلَّم نے جواب دیا آپ قریش کے فقیر کیونکر بنیں گے آپ نے تو سونے کے ڈھیر ام الفضل کے حوالے کئے ہیں اور ان سے کہا کہ اگر میں مارا جاؤں تو تاحیات تیرے لئے یہ سونا تجھ کو غنی رکھے گا یہ سن کر عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہٖ واصحابہٖ وَسلَّم اللہ کے رسول ہیں کیونکہ جس بات کی آپ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہٖ واصحابہٖ وَسلَّم خبر دے رہے ہیں اس پر سوائے اللہ کے اور کوئی مطلع نہیں کر سکتا۔

ابن اسحاق اور بیہقی امام زہری رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے کہا یارسول اللہ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہٖ واصحابہٖ وَسلَّم میرے پاس فدیہ دینے کے لئے کچھ نہیں آپ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہٖ واصحابہٖ وَسلَّم نے فرمایا وہ مال کہاں ہے جو تم نے اور ام الفضل نے دفن کیا تھا اور تم نے دم رخصت یہ کہا کہ اگر میں مارا جاؤں تو یہ مال میرے بیٹوں فضل

---

[1] (الوفا باحوال المصطفیٰ الباب الخامس عشر فی اخبار رسول اللہ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہٖ واصحابہٖ وَسلَّم بالغائبات ج ۱ ص ۱۷۳ مطبوعہ مصطفیٰ البابی مصر)

اور قسم کے لئے ہے۔ یہ سن کر حضرت عباس رضی اللہ عنہ بولے! اللہ کی قسم! مجھے یقین ہو گیا ہے کہ آپ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہٖ واصحابہ وَسلَّم اللہ کے رسول ہیں۔ اس معاملے کا میرے اور ام الفضل کے سوا کسی کو قطعاً علم نہ تھا۔[1]

محمد ھارون معاویہ دیوبندی لکھتے ہیں:

آپ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہٖ واصحابہ وَسلَّم کا پوشیدہ دفینے کا حال بتادینا

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ جنگ بدر میں کافروں کو شکست ہوئی تو حضور صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہٖ واصحابہ وَسلَّم کے چچا عباس بن عبد المطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہما جو اس وقت ایمان نہیں لائے تھے بھی اسیر ہو کر آئے تھے۔ حضور صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہٖ واصحابہ وَسلَّم نے قیدیوں کے عوض فدیہ طلب کیا تو انہوں نے عرض کی کہ میرے پاس اتنا مال نہیں ہے کہ زرِ فدیہ ادا کر سکوں۔ حضور صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہٖ واصحابہ وَسلَّم نے فرمایا کہ اس مال کا کیا ہوا؟ جو تم نے ام الفضل (حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زوجہ) کے پاس دفن کیا ہے اور اس سے کہہ آئے تھے کہ اگر میں مارا جاؤں تو یہ مال میری اولاد کے لئے ہے حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا یا رسول اللہ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہٖ واصحابہ وَسلَّم! خدا کی قسم اس مال کی میرے اور ام الفضل کے سوا کسی کو خبر نہ تھی۔[2]

حدیث نمبر ۱۹: ان نیزوں سے فدیہ ادا کرو جو جدے میں ہیں

امام محمد بن سعد متوفی ۲۳۰ھ لکھتے ہیں:

قال اخبرنا علی بن عیسی النوفلی عن ابیہ عن عمہ اسحاق بن عبداللہ بن الحارث بن نوفل قال لما اسر نوفل بن الحارث ببدر قال لہ رسول اللہ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَ اٰلہ و اصحابہ وَسلَّم افد نفسک یا نوفل قال ما لی شئ افدی بہ نفسی یا رسول اللہ قال افد نفسک برماحک التی بجدۃ قال اشھد انک رسول اللہ۔

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن الحارث بن نوفل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نوفل بن الحارث بدر میں گرفتار کئے گئے تو ان سے رسول اللہ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہٖ واصحابہ وَسلَّم نے فرمایا کہ اے نوفل اپنی جان کا فدیہ دو عرض کی یا رسول اللہ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہٖ واصحابہ وَسلَّم! میرے پاس تو کچھ بھی نہیں جس سے میں اپنی جان کا فدیہ دوں فرمایا کہ اپنی جان کا فدیہ ان نیزوں

---

[1] (حجۃ اللہ علی العالمین فی معجزات سید المرسلین ص ۳۴۶ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)، (شرح العلامۃ الزرقانی علی المواھب اللدنیۃ ج۷ ص ۲۰۸ مطبوعہ دار المرفۃ بیروت)

[2] (مسند احمد) (خصوصیات مصطفی صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم ج ۲ ص ۲۵۰۔ ۲۵۱ مطبوعہ دار الاشاعت کراچی)

سے ادا کرو جو جدے میں ہیں۔ عرض کی میں گواہی دیتا ہوں کہ بے شک آپ صَلّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم اللہ کے رسول ہیں۔[1]

امام علی بن محمود بن سعود الخزاعی متوفی ۷۸۹ھ لکھتے ہیں:

قال لما اسر نوفل بن الحارث یوم بدر قال لہ رسول اللہ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَ اٰلہ و اصحابہ وَ سلَّم افد نفسک قال مالی شئ افتدی بہ قال افد نفسک بر ماحک التی بجدۃ قال و اللہ ما علم احد ان لی زماحا بجدۃ غیری بعد اللہ اشھد انک رسول اللہ ففدی نفسہ بھا و کانت الف رمح۔[2]

امام محب الدین ابو العباس احمد بن عبد اللہ متوفی ۶۹۴ھ لکھتے ہیں:

عن عبداللہ بن الحرث بن نوفل قال لما اسر نوفل بن الحارث ببدر قال لہ رسول اللہ افد نفسک قال مالی شئ افتدی بہ قال افد نفسک بر ماحک التی بجدۃ فقال و اللہ ما علم احد ان لی بجدۃ رماحا غیری بعد اللہ اشھد انک رسول اللہ و فدی نفسہ بھا فکانت الف رمح ذکرہ ابو عمر۔[3]

امام ابی العباس احمد بن احمد الخطیب متوفی ۸۱۰ھ لکھتے ہیں:

و منھم نوفل بن الحارث بن عبد المطلب ابن عم النبی اسر یوم بدر فیمن اسر من المشرکین و قال لہ النبی افد نفسک فقال ماعندی شئ فقال لہ و رماحک التی بجدۃ فقال و اللہ ما علم بھا احد اشھد انک رسول اللہ و ففدی بھا نفسہ و کانت الف رمح۔[4]

امام جلال الدین سیوطی متوفی ۹۱۱ھ روایت کرتے ہیں:

اخرج ابن سعد و البیھقی عن عبداللہ بن الحارث بن نوفل قال لما اسر نوفل بن الحارث ببدر قال لہ رسول اللہ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَ اٰلہ و اصحابہ وَ سلَّم افد نفسک یا نوفل قال مالی شیء افدی بہ نفسی قال افد نفسک من مالک الذی بجدۃ قال اشھد انک رسول اللہ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَ اٰلہ و اصحابہ وَ سلَّم ففدی نفسہ بھا۔

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن حارث بن نوفل کہتے ہیں کہ جب نوفل بن حارث بدر کے مقام پر قیدی ہوئے تو حضور صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم نے ان سے فرمایا اپنا فدیہ دیکر آزادی حاصل کرلو تو انہوں نے جواب دیا کہ میرے پاس تو جان چھڑانے کے لئے کوئی چیز نہیں۔ حضور صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم نے فرمایا اس مال سے فدیہ دو جو جدہ میں ہے یہ سن

---

[1] (طبقات ابن سعد ج ۴ ص ۴۶ مطبوعہ دار صادر بیروت)

[2] (تخریج الدلالات السمعیۃ ص ۶۹۶ مطبوعہ دار الغرب الاسلامی بیروت)

[3] (ذخائر العقبی فی مناقب ذوی القربی ص ۲۴۳ مطبوعہ دار الکتب المصریۃ)

[4] (وسیلۃ الاسلام بالنبی علیہ الصلاۃ و السلام ص ۸۱ مطبوعہ دار الغرب الاسلامی بیروت)

کر نوفل پکار اٹھے میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم اللہ کے رسول ہیں پھر اس مال کا فدیہ دیکر رہائی حاصل کرلی۔[1]

حافظ ابو عمرو ابن عبد البر مالکی متوفی ۴۶۳ھ لکھتے ہیں:

عن عبداللہ بن الحارث بن نوفل قال لما اسر نوفل بن الحارث ببدر قال لہ رسول اللہ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم افد نفسک قال مالی شیٔ افتدی بہ قال افد نفسک برماحک التی بجدۃ قال واللہ ما علم احد ان لی بجدۃ رماحا غیری بعد اللہ اشھد انک رسول اللہ ففدی نفسہ بھا وکانت الف رمح۔[2]

امام ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ لکھتے ہیں:

واخرج بن سعد من طریق اسحاق بن عبداللہ بن الحارث بن نوفل عن ابیہ قال لما اسر نوفل یوم بدر قال لہ النبی صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم افد نفسک برماحک التی بجدۃ فقال واللہ ما علم احد ان لی بجدۃ رماحا بعد غیری اشھد انک رسول اللہ ففدی نفسہ بھا وکانت الف رمح۔[3]

علامہ ابو القاسم عبد الرحمن بن عبد اللہ سہیلی متوفی ۵۷۱ھ لکھتے ہیں:

نوفل بن الحارث

ومنھم نوفل بن الحارث بن عبد المطلب یقال اسلم عام الخندق وھاجر وقیل بل اسلم حین وذلک ان النبی قال لہ افد نفسک قال لیس لی مال افتدی بہ قال افد نفسک التی بجدۃ قال واللہ ما علم احد ان لی بجدۃ ارحاما اللہ اشھد انک رسول اللہ۔

ترجمہ: مسلمان ہونے والے اسیر ان بدر میں سے ایک حضرت نوفل بن حارث بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے غزوۂ خندق کے سال اسلام قبول کیا اور مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت کی۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسی وقت اسلام لے آئے تھے جب آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قید کیا گیا۔ واقعہ یوں ہے کہ نبی کریم صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم نے انہیں فرمایا اپنا فدیہ ادا کرو۔ انہوں نے عرض کی میرے پاس فدیہ کی ادائیگی کے لئے مال نہیں۔ حضور صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم نے فرمایا ان نیزوں کے ذریعے فدیہ ادا کرو جو تم نے جدہ میں رکھے ہیں۔ حضور صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم کا یہ ارشاد سن کر وہ کہنے لگے قسم بخدا اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو اس بات کا علم نہ تھا کہ

---

[1] (خصائص الکبری باب ماوقع فی غروۃ بدر من الآیات والمعجزات ج ۱ ص ۳۴۲ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

[2] (الاستیعاب ذکر نوفل بن الحارث رضی اللہ عنہ ج ۴ ص ۱۵۱۲ ۔ ۱۵۱۳ برقم ۲۶۴۲ مطبوعہ دارالجیل بیروت)، (سبل الھدی والرشاد غزوۃ بدرالکبری ج ۴ ص ۹۶ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

[3] (الاصابۃ فی تمیز الصحابۃ ذکر نوفل بن حارث رضی اللہ عنہ ج ۶ ص ۴۷۹ برقم ۸۸۳۲ مطبوعہ دار الجیل بیروت)

جدہ میں میرے نیزے پڑے ہیں۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم اللہ تعالیٰ کے سچے رسول ہیں۔[1]

علامہ یوسف بن اسماعیل النبہانی متوفی ۱۳۵۰ھ لکھتے ہیں:

اخرج ابن سعد و البیهقی عن عبدالله بن الحارث بن نوفل قال لما اسر نوفل بن الحارث ببدر قال له رسول الله صَلی الله تعالیٰ علیه وَ اٰله و اصحابه وَ سلَّم افد نفسک یا نوفل قال مالی شیء افدی به نفسی قال افد نفسک من مالک الذی بجدة قال اشهد انک رسول الله صَلی الله تعالیٰ علیه وَ اٰله و اصحابه وَ سلَّم ففدی نفسه بها۔

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن حارث بن نوفل کہتے ہیں کہ جب نوفل بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ بدر کے مقام پر قیدی ہوئے تو حضور صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم نے ان سے فرمایا اپنا فدیہ دیکر آزادی حاصل کر لو تو انہوں نے جواب دیا کہ میرے پاس تو جان چھڑانے کے لئے کوئی چیز نہیں۔ حضور صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم نے فرمایا اس مال سے فدیہ دو جو جدہ میں ہے یہ سن کر نوفل پکار اٹھے میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم اللہ کے رسول ہیں پھر اس مال کا فدیہ دیکر رہائی حاصل کر لی۔[2]

حدیث نمبر ۲۰: تو اسے بیل کا شکار کرتے ہوئے پائے گا

علامہ یوسف بن اسماعیل النبہانی متوفی ۱۳۵۰ھ لکھتے ہیں:

اخرج البیهقی و ابن منده من طریق ابن اسحاق حدثنی یزید بن رومان و عبدالله بن ابی بکر ان رسول الله صَلی الله تعالیٰ علیه وَ اٰله و اصحابه وَ سلَّم بعث خالد بن الولید الی اکیدر رجل من کندة کان ملکا علی دومة و کان نصرانیاً فقال النبی صَلی الله تعالیٰ علیه وَ اٰله و اصحابه وَ سلَّم انک ستجده یصید البقر فخرج خالد حتی اذا کان من حصنه منظر العین فی لیلة مقمرة صافیة و هو علی سطح و معه امراته فاتت البقرة بقرونها باب القصر فقالت له امرأته هل رایت مثل هذا قط قال لا و الله قالت فمن ترک مثل هذا قال لا احد فنزل فامر بفرسه فاسرج و رکب معه نفر من اهل بیته فخرجوا بمطاردهم فتلقتهم خیل رسول الله صَلی الله تعالیٰ علیه وَ اٰله و اصحابه وَ سلَّم فاخذته فقال رجل من طیئ یقال له بجیر بن بجرة فی ذلک:

تبارک سائق البقرات انی رایت الله یهدی کل هادی
فمن یک حائداً عن ذی تبوک فانا قد امرنا بالجهاد

فقال له النبی صَلی الله تعالیٰ علیه وَ اٰله و اصحابه وَ سلَّم لا یفضض الله فاک فاتی علیه تسعون سنة فما تحرک له ضرس و لا سن۔

[1] (روض الانف تسمیة من اسر من المشرکین یوم بدر ج ۳ ص ۱۷۶ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)
[2] (حجة الله علی العالمین فی معجزات سید المرسلین ص ۳۴۷ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

ترجمہ: حضرت یزید بن رومان اور حضرت عبد اللہ بن ابی بکر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی اکرم صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہٖ واصحابہٖ وَسلَّم نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو دومہ کے حکمران اکیدر کی طرف بھیجا اکیدر نصرانی تھا۔ حضور صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہٖ واصحابہٖ وَسلَّم نے پیش گوئی فرمائی کہ تم اسے اس حالت میں پاؤں گے کہ وہ جنگلی گائے کے شکار میں مصروف ہوگا چنانچہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ روانہ ہوئے یہاں تک کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ قلعے کے اتنے قریب پہنچ گئے جہاں سے آدمی نظر آسکتا تھا رات چاندنی تھی۔ اکیدر اپنی بیوی کے ہمراہ قلعہ کی چھت پر تھا۔ اسی اثناء میں ایک جنگلی گائے قلعہ کے دروازہ کے ساتھ سر ٹکرانے لگی۔ اکیدر کی بیوی نے اس سے کہا کیا آپ نے کبھی ایسا منظر دیکھا ہے؟ اس نے کہا نہیں اس کی بیوی نے کہا کیا اس طرح کے شکار کو چھوڑا جاسکتا ہے؟ اکیدر نے کہا نہیں کوئی یہ موقع ہاتھ سے ضائع نہیں کرسکتا۔ وہ قلعہ کی چھت سے نیچے آیا۔ حکم دیا کہ گھوڑے پر زین رکھی جائے۔ پھر اس پر سوار ہوا اس کے ہمراہ اس کے گھرانے کے چند آدمی تھے۔ وہ اپنے شکار کے لئے روانہ ہوئے تو نبی اکرم صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہٖ واصحابہٖ وَسلَّم کے قافلے سے ان کی مڈ بھیڑ ہوگئی۔ انہوں نے اسے گرفتار کرلیا اور اس کے بھائی حسان کو قتل کردیا جس پر دیباج کی سنہری قباء تھی حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے چھین کر رسول اللہ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہٖ واصحابہٖ وَسلَّم کی خدمت میں اکیدر کے ہمراہ بھیج دیا۔

ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ جب حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ اکیدر کو لیکر نبی اکرم صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہٖ واصحابہٖ وَسلَّم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضور صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہٖ واصحابہٖ وَسلَّم نے ان کی جاں بخشی فرمائی اور جزیہ پر صلح کرلی۔ پھر اسے رہا کردیا۔ بنوطے کے ایک شخص **بجیر** نے اس واقعہ کا یوں ذکر کیا ہے۔

بابرکت ہے وہ جو نیل گائیوں کو ہنکا کر لانے والا ہے میں نے دیکھا کہ اللہ ہر طالبِ ہدایت کو ہدایت دیتا ہے۔

پس جو شخص تبوک والے نبی سے منحرف ہوتا ہو تو ہمیں تو جہاد کا حکم دیا گیا ہے۔

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر کیا کہ رسول اللہ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہٖ واصحابہٖ وَسلَّم نے اس شاعر کو دعا دیتے ہوئے فرمایا اللہ تمہارے منہ کو سلامت رکھے اس دعا کا ثمرہ یہ ہے کہ نوے سال کی عمر میں اس شخص کی نہ تو داڑھ میں حرکت ہوئی نہ اس کا کوئی دانت ٹوٹا۔[1]

---

[1] (حجۃ اللہ علی العالمین فی معجزات سیدالمرسلین ص ۳۵۳ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت)، (نسیم الریاض فی شرح شفاء القاضی عیاض ج ۴ ص ۲۱۲ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت)، (دلائل النبوۃ امام بیہقی باب بعث انبی صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہٖ واصحابہٖ وَسلَّم خالد بن الولید الی اکیدر دومۃ الخ ج ۵ ص ۲۵۰۔۲۵۱ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت)، (خصائص الکبری ج ۱ ص ۴۲۱ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت)، (دلائل النبوۃ لابی نعیم اصفہانی اردو ص ۴۷۸۔۴۷۹ مطبوعہ ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور)، (طبقات الکبری ابن سعد ج ۲ ص ۱۶۶ مطبوعہ دار صادر بیروت)

امام عبد الملک بن ہشام متوفی ۲۱۳ھ لکھتے ہیں:

ثم ان رسول اللہ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَ اٰلہ و اصحابہ وَ سلَّم دعا خالد بن الولید فبعثہ الی اکیدر دومۃ وھو اکیدر بن عبدالملک رجل من کندۃ کان ملکا علیھا و کان نصرانیا فقال رسول اللہ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَ اٰلہ و اصحابہ وَ سلَّم لخالد انک ستجدہ یصید البقر۔

ترجمہ: حضور صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم نے حضرت خالید بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلایا اور انہیں دومہ کے اکیدر کی طرف بھیجا یہ اکیدر بن عبد الملک تھا۔

یہ بنو کندہ کا ایک فرد تھا اور دومہ کا بادشاہ تھا یہ نصرانی تھا۔ حضور صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ تو اسے بیل کا شکار کرتے ہوئے پائے گا۔[1]

امام محمد بن حبان بن احمد ابو حاتم التمیمی متوفی ۳۵۴ھ لکھتے ہیں:

فقال رسول اللہ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَ اٰلہ و اصحابہ وَ سلَّم لخالد انک ستجدہ یصید البقر الوحش۔[2]

حافظ ابو عمرو ابن عبد البر مالکی متوفی ۴۶۳ھ لکھتے ہیں:

و قال لہ یا خالد انک ستجدہ یصید البقر۔[3]

محمد بن ابی بکر الدمشقی الشہیر بابن قیم الجوزیہ متوفی ۷۵۱ھ لکھتے ہیں:

فقال رسول اللہ لخالد انک ستجدہ یصید البقر۔[4]

حافظ عماد الدین اسماعیل بن عمر بن کثیر متوفی ۷۷۴ھ روایت کرتے ہیں:

و قال رسول اللہ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَ اٰلہ و اصحابہ وَ سلَّم لخالد انک ستجدہ یصید البقر۔[5]

امام ابوالحسن علی بن محمد بن حبیب الماوردی متوفی ۴۲۹ھ روایت کرتے ہیں:

و من اعلامہ انہ بعث خالد بن الولید من تبوک فی اربعمائۃ وعشرین فارسا التی اکیدر بن عبدالملک بدومۃ الجندل من کندۃ فقال خالد یا رسول اللہ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَ اٰلہ و اصحابہ وَ سلَّم کیف لی بہ وسط بلاد کلب و انما انا فی عدد یسیر فقال ستجدہ یصید البقر فتاخذہ۔[6]

---

[1] (السیرۃ النبویہ المعروف سیرت ابن ھشام ج ۵ ص ۲۰۷ مطبوعہ دار الجیل بیروت)

[2] (السیرۃ النبویۃ و اخبار الخلفاء لابن حبان ص ۳۷۰ مطبوعہ دار الفکر بیروت)

[3] (الدرر فی اختصار المغازی و السیر لابن عبد البر ص ۲۴۱ مطبوعہ دار المعارف القاھرۃ مصر)

[4] (زاد المعاد فی ھدی خیر العباد فصل فی بعث رسول اللہ خالد بن الولید الی اکیدر دومۃ ج ۳ ص ۵۳۸ مطبوعہ مؤسسۃ الرسالۃ بیروت)

[5] (السیرۃ النبویۃ بعثہ علیہ السلام خالد بن الولید الی اکیدر دومۃ ج ۴ ص ۳۰۔ ۳۱ مطبوعہ دار الکتاب العربی بیروت)، (البدایۃ و النھایۃ بعثہ علیہ السلام خالد بن الولید الی اکیدر دومۃ ج ۵ ص ۱۷ مطبوعہ مکتبۃ المعارف بیروت)

[6] (اعلام النبوۃ ص ۱۶۰ مطبوعہ دار الکتاب العربی بیروت)

حدیث نمبر ۲۱: وہ دو اونٹ کہاں ہیں جنہیں تم نے عقیق میں فلاں فلاں وادی میں چھپا دیا ہے

امام عبد الملک بن ہشام متوفی ۲۱۳ھ لکھتے ہیں:

قال ابن ھشام ویقال لما انصرف رسول اللہ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم من غزوۃ بنی المصطلق ومعہ جویریۃ بنت الحارث وکان بذات الجیش دفع جویریۃ الی رجل من الانصار ودیعۃ وامرہ بالاحتفاظ بھا وقدم رسول اللہ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم المدینۃ فاقبل ابوھا الحارث بن ابی ضرار بفداء ابنتہ فلما کان بالعقیق نظر الی الابل الت جاء بھا للفداء فرغب فی بعیرین منھا فغیبھما فی شعب من شعب العقیق ثم التی الی النبی صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم وقال یا محمد اصبتم ابنتی وھذا فداؤھا فقال رسول اللہ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم فاین البعیران اللذان غیبتھما بالعقیق فی شعب کذا وکذا فقال الحارث اشھد ان لا الہ الا اللہ وانک محمد رسول اللہ فواللہ ما اطلع علی ذلک الا اللہ فاسلم الحارث واسلم معہ ابنان لہ وناس من قومہ وارسل الی البعیرین فجاء بھما فدفع الابل الی النبی صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم ودفعت الیہ ابنتہ جویریۃ فاسلمت وحسن اسلامھا فخطبھا رسول اللہ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم الی ابیھا فزوجہ ایاھا واحدقھا اربعمائۃ درھم۔

ترجمہ: حضرت ابن ہشام رحمۃ اللہ علیہ نے کہا یہ کہا جاتا ہے کہ جب حضور صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم غزوہ بنی مصطلق سے واپس ہوئے جبکہ حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا آپ کے ساتھ تھیں آپ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم نے حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا بطور امانت ایک انصاری کو دے دیں اور حفاظت کا حکم دیا۔ حضور صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم مدینہ طیبہ پہنچے تو حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا کا باپ حارث اپنی بیٹی کا فدیہ لے کر پہنچا جب عقیق کے مقام پر پہنچا تو اپنے اونٹوں کو دیکھا جو فدیہ کے طور پر لایا تھا اسے دو اونٹ بہت اچھے لگے اور عقیق کی وادیوں میں انہیں چھپا دیا پھر حضور صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہوا۔ عرض کی اے محمد صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم آپ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم نے میری بیٹی کو پکڑ لیا ہے یہ اونٹ اس کا فدیہ ہیں۔ رسول اللہ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم نے فرمایا وہ دو اونٹ کہاں ہیں جنہیں تم نے عقیق میں فلاں فلاں وادی میں چھپا دیا ہے حارث نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور آپ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم اللہ کے رسول ہیں۔ اللہ کی قسم! اس بات پر اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی آگاہ نہیں۔ حارث مسلمان ہو گیا ساتھ ہی اس کے دو بیٹے بھی مسلمان ہو گئے اور اس کی قوم کے کئی لوگ بھی مسلمان ہو گئے حارث نے دونوں اونٹوں کو لانے کے لئے ایک آدمی بھیجا جو ان دونوں اونٹوں کو لے آیا۔ اونٹ حضور صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم کی بارگاہ میں پیش کئے۔ حضور صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم نے حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا

کو حارث کے حوالے کر دیا۔ حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا نے اسلام قبول کر لیا اور بہت اچھی مسلمان ثابت ہوئیں۔ حضور صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہٖ واصحابہ وَسلَّم نے ان کے والد کو دعوت نکاح دی، ان کے والد نے اپنی بیٹی کا نکاح حضور صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہٖ واصحابہ وَسلَّم سے کر دیا اور حضور صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہٖ واصحابہ وَسلَّم نے چار سو درہم مہر عطا کیا۔[1]

یہی امام عبد الملک بن ہشام متوفی ۲۱۳ھ دوسری جگہ لکھتے ہیں:

فقال رسول اللہ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہٖ واصحابہ وَسلَّم فاین البعیران اللذان غیبتھما بالعقیق فی شعب کذا و کذا فقال الحارث اشھد ان لا الہ الا اللہ و انک محمد رسول اللہ فو اللہ ما اطلع علی ذلک الا اللہ۔

ترجمہ: حضور صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہٖ واصحابہ وَسلَّم نے فرمایا وہ دو اونٹ کہاں ہیں جنہیں تم نے عقیق میں فلاں فلاں وادی میں چھپا دیا ہے حارث نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور آپ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہٖ واصحابہ وَسلَّم اللہ کے رسول ہیں۔ اللہ کی قسم! اس بات پر اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی آگاہ نہیں۔[2]

امام ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ لکھتے ہیں:

قال فلما کان بالعقیق نظر الی الابل فرغب فی بعیرین منھا فغیبھما فی شعب ثم جاء فقال یا محمد ھذا فداء ابنتی فقال فاین البعیران اللذان غیبتھما بالعقیق فقال الحارث اشھد ان لا الہ الا اللہ و انک رسول اللہ و اللہ ما یتحقق علی ذلک الا اللہ۔[3]

امام علی بن برہان الدین الحلبی الشافعی متوفی ۱۰۶۲ھ لکھتے ہیں:

عن عبد اللہ بن زیاد رضی اللہ عنہ قال افاء ای غنم رسول اللہ تعالیٰ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہٖ و اصحابہ وَسلَّم فی غزوۃ بنی المصطلق جویریۃ بنت الحارث و قدم رسول اللہ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہٖ و اصحابہ وَسلَّم المدینۃ فاقبل ابوھا فی فدائھا فلما کان بالعقیق نظر الی ابلہ التی یفدی بھا ابنتہ فرغب فی بعیرین منھا کانا من افضلھا فغیبھا فی شعب من شعاب العقیق ثم اقبل علی رسول اللہ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہٖ و اصحابہ وَسلَّم فقال یا محمد اصبتم ابنتی ھذا فداؤھا فقال لہ رسول اللہ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہٖ و اصحابہ وَسلَّم فاین البعیران اللذان غیبت بالعقیق فی شعب کذا و کذا فقال الحارث اشھد انک رسول اللہ ما اطلع علی ذلک الا اللہ و اسلم۔

---

[1] (السیرۃ النبویہ المعروف سیرت ابن ہشام غزوۃ بنی المصطلق فی شعبان سنۃ ست ج۴ ص ۲۵۹ مطبوعہ دار الجیل بیروت)

[2] (السیرۃ النبویہ المعروف سیرت ابن ہشام ذکر ازواجہ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہٖ و اصحابہ وَسلَّم ج ۶ ص ۵۹ مطبوعہ دار الجیل بیروت)

[3] (الاصابۃ فی تمیز الصحابۃ ذکر الحارث بن ابی ضرار رضی اللہ عنہ ج ۱ ص ۵۷۹ برقم ۱۴۲۹ مطبوعہ دار الجیل بیروت)، (خصائص الکبری باب ما وقع فی غزوۃ بنی المصطلق من الآیات و الخصائص ج ۱ ص ۳۹۲ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)، (سبل الھدی و الرشاد غزوۃ بنی المصطلق ج۴ ص ۳۵۴ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن زیاد بیان کرتے ہیں اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم کو غزوہ بنی مصطلق میں جویریہ بنت حارث بطور غنیمت عطا فرمائی تو ان کا باپ حارث ان کی رہائی کے لئے فدیہ لے کر آیا جب وادی عقیق میں پہنچا تو ان اونٹوں کی طرف دیکھا جو اپنی بیٹی کے فدیے میں دیئے تھے اسے دو اونٹ ان میں سے بہت پسند آئے پس ان دونوں اونٹوں کو وادی عقیق کی ایک گھاٹی میں غائب کر دیا پھر دیگر اونٹوں کو ہنکا کر نبی کریم صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی یا محمد! (صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم) میری بیٹی آپ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم کے ہاں گرفتار ہے یہ اس کا فدیہ ہے فرمایا: وہ دونوں اونٹ کہاں ہیں جو تم نے وادی عقیق میں غائب کئے ہیں یہ سن کر حارث نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم اللہ کے رسول ہیں۔ واقعی میں نے ان دونوں اونٹوں کو عقیق میں غائب کیا اور اس بات پر سوائے اللہ کے کوئی آگاہ نہ تھا۔ اس کے بعد حارث نے اسلام قبول کر لیا۔ [1]

حدیث نمبر ۲۲: اس طرف سے کچھ سوار تمہارے پاس آئیں گے جو اہل مشرق کے بہترین لوگ ہیں

امام ابو بکر احمد بن حسین بیہقی متوفی ۴۵۸ھ روایت کرتے ہیں:

اخبرنا ابو علی الحسین بن محمد الروذباری انبانا اسماعیل بن محمد ابن اسماعیل الصفار حدثنا الحسین بن الفضل بن السمح حدثنا قیس بن حفص الدارمی حدثنا طالب بن حجیر العبدی حدثنا ھود بن عبداللہ بن سعید انه سمع مزیدة العصری قال بینما النبی صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم یحدث اصحابه اذ قال لھم سیطلع علیکم من ھاھنا رکب ھم خیر اھل المشرق فقام عمر فتوجه نحوھم فلقی ثلاثة عشر راکباً فقال من القوم؟ قالوا من بنی عبدالقیس الخ۔

ترجمہ: مزیدہ العصری بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ نبی کریم صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ محو گفتگو تھے کہ دوران گفتگو فرمایا: عنقریب اس طرف سے کچھ سوار تمہارے پاس آئیں گے جو اہل مشرق کے بہترین لوگ ہیں۔ یہ ارشاد سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ اٹھے اور اس جانب روانہ ہو گئے تو (۱۳) افراد پر مشتمل ایک وفد ان سے ملا پوچھا: کس قبیلہ سے تمہارا تعلق ہے؟ تو انہوں نے بتایا کہ ہم بنی عبد القیس سے ہیں۔ [2]

---

[1] (انسان العیون فی سیرۃ الامین المامون المعروفة بالسیرۃ الحلبیه ج ۲ ص ۵۸۹ مطبوعه دار المعرفة بیروت)، (حجة اللہ علی العالمین فی معجزات سید المرسلین ص ۳۶۱ مطبوعه دار الکتب العلمیه بیروت)

[2] (دلائل النبوۃ باب وفد عبدالقیس واخبار انبی صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم بطلوعھم قبل قدومھم ج ۵ ص ۳۲۶۔۳۲۷ مطبوعه دار الکتب العلمیه بیروت)، (خصائص الکبری ج ۲ ص ۲۶ مطبوعه دار الکتب العلمیه بیروت)، (حجة اللہ علی العالمین فی معجزات سید المرسلین ص ۳۶۵ مطبوعه دار الکتب العلمیه بیروت)، (البدایه والنهایه ابن کثیر ج ۵ ص ۴۷ مطبوعه المکتبة التجاریة مکة المکرمه): (انسان العیون فی سیرۃ الامین المامون المعروفة بالسیرۃ الحلبیه ج ۳ ص ۲۵۱ مطبوعه دار المعرفة بیروت)

امام نبہانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

واخرج ابن شاھین من طریق حسین بن محمد قال حدثنا ابی حدثنا جعفر بن الحاکم العبدی عن صخار بن العباس ومزیدة بن مالک فی نفر من عبدالقیس قالوا کان الاشج اشج عبدالقیس صدیقاً لراھب بدارین فلقیه عاما فاخبره ان نبیاً یخرج بمکة یاکل الھدیة ولا یاکل الصدقة بین کتفیه علامة یظھر علی الادیان ثم مات الراھب فبعث الاشج ابن اخته فاتی مکة عام الھجرة فلقی النبی صَلی اللہ تعالیٰ علیه وَاٰله واصحابه وَسلَّم ورأی صحة العلامة فاسلم الاشج وکتم اسلامه حیناً ثم خرج فی ستة عشر رجلاً وقدم المدینة فخرج النبی صَلی اللہ تعالیٰ علیه وَاٰله واصحابه وَسلَّم فی اللیلة التی قدموا فی صبحها فقال لیاتین رکب من قبل المشرق مایکرھوا علی الاسلام لصاحبھم علامة فقدم اشج عبدالقیس فی نفر من قومه کان قدومھم عام الفتح۔

ترجمہ: ابن شاہین رحمۃ اللہ علیہ صخار بن عباس اور مزیدہ بن مالک سے روایت کرتے ہیں (یہ مزیدہ وفد عبدالقیس کے ایک رکن تھے) وہ کہتے ہیں کہ اشج عبدالقیس دارین کے راہب کا دوست تھا۔ ایک سال اس سے ملاقات ہوئی تو اس نے بتایا کہ مکہ شریف میں ایک نبی کا ظہور ہونے والا ہے جو ہدیہ قبول کرتا ہے مگر صدقہ نہیں کھاتا اس کے دونوں شانوں کے درمیان ایک نشانی ہے اور وہ سارے ادیان پر غالب آجائے گا۔ اس کے بعد راہب کی موت واقع ہوگئی۔ اس کے بعد اشج نے تحقیق حال کے لئے اپنے بھانجے کو مکہ شریف بھیجا وہ ہجرت کے سال آیا اور نبی کریم صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم سے ملاقات کی اور نبوت کی نشانیوں کو صحیح پاکر اسلام لے آیا۔ نبی کریم صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم نے اس کو سورہ الحمد اور سورہ العلق کی تعلیم دی۔ اس کے بعد اسے حکم دیا کہ اب جاکر اپنے ماموں کو اسلام کی دعوت دو' چنانچہ اس نے لوٹ کر اپنے ماموں کو تمام حالات سے آگاہ کیا جس کی وجہ سے اشج اسلام لے آیا مگر مگر ایک عرصہ تک اپنے ایمان کو پوشیدہ رکھا پھر سولہ مردوں کے ساتھ روانہ ہوا اور مدینہ آیا جس صبح یہ وفد مدینہ پہنچا اسی رات نبی کریم صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم نے پیشین گوئی فرمائی کہ مشرق کی طرف سے ایک قافلہ آنے والا ہے جنہیں اسلام کے لئے مجبور نہیں کیا گیا بلکہ برضا ورغبت آرہے ہیں ان کے رہنما کی ایک علامت ہے، چنانچہ اشج عبدالقیس اپنی قوم کے چند نفوس کے ساتھ آیا یہ فتح مکہ کے سال کا واقعہ ہے۔[1]

امام محمد بن سعد متوفی ۲۳۰ھ لکھتے ہیں:

نظر رسول اللہ صَلی اللہ تعالیٰ علیه وَاٰله واصحابه وَسلَّم الی الافق صبیحة لیلة قدموا وقال لیاتین رکب من المشرکین لم یکرھوا قد انضوا الرکاب وافنوا الزاد بصاحبھم علامة اللھم اغفر لعبد آلاف اتونی لا یسالونی مالاھم خیر اھل المشرق۔

[1] (حجۃ اللہ علی العالمین فی معجزات سیدالمرسلین ص ۳۶۵ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

ترجمہ: نبی کریم صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہٖ واصحابہٖ وَسلَّم نے اس رات جس کی صبح بنو عبد القیس کا وفد آیا تھا۔ افق کی طرف دیکھ کر فرمایا: مشرکین کی ایک جماعت آئے گی جنہیں اسلام کے لئے مجبور نہیں کیا گیا ان لوگوں کا حال یہ ہے کہ سفر کی صعوبتوں نے ان کے جانوروں کو دبلا کر دیا ہے۔ ان کا زادِ راہ ختم ہو چکا ہے اور ان کے سردار کی ایک نشانی ہے پھر دعا فرمائی ہے اے اللہ! عبد القیس کو معاف فرما وہ حصول مال کے لئے میرے پاس نہیں آئے وہ اہل مشرق کے بہترین لوگ ہیں۔[1]

امام احمد بن عمرو بن الضحاک ابو بکر الشیبانی متوفی ۲۸۷ھ لکھتے ہیں:

سیطلع علیکم من هذا الوجه رکب هم خیر اهل المشرق . . .۔[2]

امام عبد الباقی بن قانع ابو الحسین متوفی ۳۵۱ھ روایت کرتے ہیں:

و خیر اهل المشرق عبدالقیس۔[3]

حافظ عماد الدین اسماعیل بن عمر بن کثیر متوفی ۷۷۴ھ روایت کرتے ہیں:

سیطلع من هاهنا رکب هم خیر اهل المشرق۔[4]

امام جلال الدین سیوطی متوفی ۹۱۱ھ لکھتے ہیں:

و اخرج الحاکم عن انس ان وفد عبدالقیس من اهل هجر قدموا علی رسول اللہ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ و اصحابہ وَسلَّم فبینما هم قعود عنده اذ اقبل علیهم فقال لکم تمرة تدعونها کذا حتی عدّ الوان تمرهم اجمع فقال له رجل من القوم بابی انت و امی یارسول اللہ واللہ لو کنت ولدت فی جوف هجر ما کنت باعلم منک الساعة اشهد انک رسول اللہ فقال صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ و اصحابہ وَسلَّم ان ارضکم رفعت لی منذ قعدتم الی فنظرت من ادناها الی اقصاها فخیر تمراتکم البرنی یذهب الداء و لا داء فیه۔

---

1 (طبقات الکبری ابن سعد وفود قبیلة ربیعة وفد عبدالقیس ج ۱ ص ۳۱۴ مطبوعہ دار صادر بیروت)

2 (الآحاد و المثانی ج ۳ ص ۳۱۴ رقم الحدیث ۱۶۹۰ مطبوعہ دار الرایة الریاض)

3 (معجم الصحابة ج ۲ ص ۳۴۶ برقم ۸۸۳ مطبوعہ مکتبة الغرباء الاثریة المدینة المنورة)، (الجامع الصغیر فی احادیث البشیر النذیر ج ۱ ص ۲۴۷ رقم الحدیث ۴۰۵۷ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

4 (السیرة النبویة وفد بنی عبدالقیس ج ۴ ص ۸۰ مطبوعہ دار الکتاب العربی بیروت)، (مجمع الزوائد ج ۹ ص ۳۹۱۔ بزار رقم الحدیث ۲۷۴۶۔ الاصابة ج ۱ ص ۲۱۶ برقم ۱۰۴۲۔ الاستیعاب ج ۱ ص ۲۴۷۔ ۲۴۹)، (انسان العیون فی سیرة الامین المامون المعروفة بالسیرة الحلبیہ ج ۳ ص ۲۵۱ مطبوعہ دار المعرفة بیروت)، (خصائص الکبری ج ۲ ص ۲۶ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت) (حجة اللہ علی العالمین فی معجزات سید المرسلین ص ۳۶۵ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)، (البدایہ و النهایہ ابن کثیر ج ۵ ص ۴۶۔ ۴۷ مطبوعہ المکتبة التجاریة مکة المکرمہ)، (السیرة النبویة وفد بنی عبدالقیس ج ۴ ص ۸۰ مطبوعہ دار الکتاب العربی بیروت)، (الاکتفاء بما تضمنه من مغازی رسول اللہ و الثلاثة الخلفاء وفد عبدالقیس ج ۲ ص ۳۴۸ مطبوعہ عالم الکتب بیروت)، (الآحاد و المثانی ذکر الوازع بن الزارع ج ۳ ص ۳۰۴۔ ۳۰۵۔ ۳۰۶ رقم الحدیث ۱۶۸۴ مطبوعہ دار الرایة الریاض)، (الاستیعاب فی معرفة الاصحاب لابن عبدالبر ج ۱ ص ۱۴۱ مطبوعہ دار الجیل بیروت)، (معجم الصحابة ج ۱ ص ۲۴۱ برقم ۲۷۵ مطبوعہ مکتبة الغرباء الاثریة المدینة المنورة)، (زاد المعاد فی هدی خیر العباد فصل فی قدوم وفد عبدالقیس ج ۳ ص ۶۰۲ مطبوعہ مؤسسة الرسالة بیروت)

ترجمہ: حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ اہل ہجر سے عبد القیس کا ایک وفد رسول اللہ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہٖ واصحابہ وَسلَّم کی خدمت میں باریاب ہوا وہ بیٹھے تھے کہ اچانک آپ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہٖ واصحابہ وَسلَّم نے ان کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا: تمہارے ہاں کئی قسم کی کھجوریں ہوتی ہیں اور تم فلاں رنگ کی کھجور کو اس نام سے پکارتے ہو یہ سن کر ایک شخص بولا یارسول اللہ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہٖ واصحابہ وَسلَّم! میرے ماں باپ آپ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہٖ واصحابہ وَسلَّم پر قربان ہوں اگر آپ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہٖ واصحابہ وَسلَّم کی ولادت مقام حجر میں ہوتی تو اس سے زیادہ آپ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہٖ واصحابہ وَسلَّم ان کھجوروں کے متعلق علم نہ رکھتے میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہٖ واصحابہ وَسلَّم اللہ کے رسول ہیں۔ حضور صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہٖ واصحابہ وَسلَّم نے فرمایا جب تم میرے پاس بیٹھے تو تمہاری سرزمین اٹھا کر میرے سامنے کر دی گئی اور میں نے اسے ایک سرے سے دوسرے تک بالتفصیل دیکھا تمہاری کھجوروں میں سے بہترین کھجور "برنی" ہے جو بیماری کو دور کرتی ہے اور خود اس میں کوئی بیماری نہیں۔[1]

محدث کبیر امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ روایت کرتے ہیں:

حدثنا قیس بن حفص قال حدثنا طالب بن حجیر العبدی قال حدثنی ھود بن عبداللہ بن سعد سمع جدہ مزیدۃ العبدی قال ثم جاء اشج یمشی حتی اخذ بید النبی صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہٖ واصحابہ وَسلَّم فقبلھا فقال لہ النبی صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہٖ واصحابہ وَسلَّم اما ان فیک لخلقین یحبھما اللہ ورسولہ قال جبلا جبلت علیہ او خلقا معی؟ قال لا بل جبلت علیہ قال الحمد للہ الذی جبلنی علی ما یحب اللہ ورسولہ۔

ترجمہ: مزیدہ عبدی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اشج رضی اللہ عنہ پیدل چلتے ہوئے بارگاہ نبوی صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہٖ واصحابہ وَسلَّم میں حاضر ہوئے اور آپ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہٖ واصحابہ وَسلَّم کے ہاتھ مبارک کو پکڑ کر بوسہ دیا تو نبی کریم صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہٖ واصحابہ وَسلَّم نے ان سے فرمایا کہ تمہارے اندر دو خصلتیں ایسی ہیں جن کو اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہٖ واصحابہ وَسلَّم پسند کرتے ہیں۔ اس نے عرض کیا کیا وہ ایسی چیزیں ہیں؟ جن پر میں پیدا ہوا ہوں۔ (یعنی فطرتی) یا وہ بعد میں پیدا کی گئیں ہیں آپ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہٖ واصحابہ وَسلَّم نے فرمایا کہ بلکہ وہ فطری ہیں جن پر تم پیدا کیے گئے ہو۔ اشج رضی اللہ عنہ نے کہا سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جس نے میرے اندر ایسی خصلتیں پیدا فرمائیں جن کو اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہٖ واصحابہ وَسلَّم پسند فرماتے ہیں۔[2]

---

[1] (خصائص الکبری ج ۲ ص ۲۷ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)، (حجۃ اللہ علی العالمین فی معجزات سید المرسلین ص ۳۶۵ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

[2] (الادب المفرد ص ۲۰۶ رقم الحدیث ۵۸۷ مطبوعہ دار البشائر الاسلامیۃ بیروت)، (التاریخ الکبیر للبخاری مختصراً ج ۸ ص ۳۰۔۳۱ برقم ۲۰۴۸ مطبوعہ دار الفکر بیروت)، (طبرانی کبیر ج ۲۰ ص ۳۴۵ رقم الحدیث ۸۱۲ مطبوعہ مکتبۃ العلوم والحکم الموصل)

امام ابویعلی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

یطلع علیکم من ھذا الوجہ رکب من خیر اھل المشرق۔[1]

امام حکیم ترمذی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

انہ سیطلع علیکم من ھذا الوجہ رکب ھم من خیر اھل المشرق۔[2]

حدیث نمبر ۳۲: اسی ترتیب سے خلفاء ہوں گے

امام حارث بن ابی اسامہ متوفی ۲۸۲ھ روایت کرتے ہیں:

حدثنا یحیی بن عبد الحمید الحمانی ثنا حشرج بن نباتۃ حدثنی سعید بن جمھان عن سفینۃ مولی رسول اللہ قال لما بنی رسول اللہ المسجد وضع حجرا ثم قال لیضع ابو بکر حجرہ الی جنب حجری ثم قال لیضع عمر حجرہ الی جنب حجر ابی بکر ثم قال لیضع عثمان حجرہ الی جنب حجر عمر ثم قال ھؤلاء الخلفاء من بعدی۔[3]

حافظ عماد الدین اسماعیل بن عمر بن کثیر متوفی ۷۷۴ھ روایت کرتے ہیں:

وقد قال الحافظ البیھقی فی الدلائل حدثنا ابو عبداللہ الحافظ املاء حدثنا ابو بکر بن اسحاق اخبرنا عبید بن شریک حدثنا نعیم بن حماد حدثنا عبداللہ بن المبارک اخبرنا حشرج بن نباتۃ عن سعید بن جمھان عن سفینۃ مولی رسول اللہ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم قال جاء ابو بکر بحجر فوضعہ ثم جاء عمر بحجر فوضعہ ثم جاء عثمان بحجر فوضعہ فقال رسول اللہ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم ھؤلاء ولاۃ الامر بعدی۔

ثم رواہ من حدیث یحیی بن عبد الحمید الحمانی عن حشرج عن سعید عن سفینۃ قال لما بنی رسول اللہ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم المسجد وضع حجراً ثم قال لیضع ابو بکر حجراً الی جنب حجری ثم لیضع عمر حجرہ الی جنب حجر ابی بکر ثم لیضع عثمان حجرہ الی جنب حجر عمر فقال رسول اللہ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم ھؤلاء الخلفاء من بعدی۔[4]

امام جلال الدین سیوطی متوفی ۹۱۱ھ لکھتے ہیں:

واخرج ابو یعلی والحاکم وابو نعیم عن عائشۃ قالت: اول حجر حملہ النبی البناء المسجد ثم حمل ابو بکر حجراً ثم حمل عثمان حجراً فقال رسول اللہ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم ھؤلاء الخلفاء بعدی۔

---

1 (مسند ابی یعلی ج ۱۲ ص ۲۴۵۔۲۴۶۔۲۴۷ رقم الحدیث ۶۸۵۰ مطبوعہ دار المامون للتراث دمشق)

2 (نوادر الاصول فی احادیث الرسول ج ۴ ص ۴۷ مطبوعہ دار الجیل بیروت)

3 (بغیۃ الباحث عن زوائد مسند الحارث [زوائد الھیثمی] کتاب الامرۃ باب ما جاء فی الخلفاء ج ۲ ص ۶۲۱ رقم الحدیث ۵۹۳ مطبوعہ مرکز خدمۃ السنۃ والسیرۃ النبویۃ المدینۃ المنورۃ)

4 (السیرۃ النبویۃ فصل بناء مسجدہ الشریف فی مدۃ مقامہ علیہ السلام بدار ابی ایوب رضی اللہ عنہ ج ۲ ص ۲۶۹۔۲۷۰ مطبوعہ دار الکتاب العربی بیروت)، (دلائل النبوۃ للبیھقی ج ۲ ص ۵۵۳ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)، مستدرک ج ۳ ص ۱۳ مطبوعہ مصر)

ترجمہ: ابو یعلیٰ و حاکم اور ابو نعیم رحمہم اللہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی۔ انہوں نے فرمایا نبی کریم صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہٖ واصحابہ وَسلَّم نے مسجد کی بنیاد کے لئے سب سے پہلے خود پتھر اٹھایا۔ آپ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہٖ واصحابہ وَسلَّم کے بعد حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے پتھر اٹھایا پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے پتھر اٹھایا پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے پتھر اٹھایا۔ اس وقت رسول اللہ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہٖ واصحابہ وَسلَّم نے فرمایا میرے بعد (اسی ترتیب سے) یہ حضرات خلفاء ہوں گے۔[1]

امام جلال الدین سیوطی متوفی ۹۱۱ھ لکھتے ہیں:

واخرج ابویعلی والحارث بن اسامة وابن حبان والحاکم وصححه والبیهقی وابونعیم عن سفینة قال: لما بنی رسول اللہ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیه وَاٰله واصحابه وَسلَّم المسجد جاء ابوبکر بحجر فوضعه ثم جاء عمر بحجر فوضعه ثم جاء عثمان بحجر فوضعه فقال النبی صَلَّی اللہ تعالیٰ علیه وَاٰله واصحابه وَسلَّم هؤلاء ولاة الامر بعدی۔

ترجمہ: وابو یعلیٰ و حارث بن اسامہ، ابن حبان و حاکم رحمہم اللہ نے صحیح بتاکر اور بیہقی و ابو نعیم رحمہما اللہ نے سفینہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ جب نبی کریم صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہٖ واصحابہ وَسلَّم نے مسجد کی بنیاد رکھی تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ پتھر لائے۔ آپ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہٖ واصحابہ وَسلَّم نے اسے رکھا۔ پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ پتھر لائے آپ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہٖ واصحابہ وَسلَّم نے اسے رکھا پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پتھر لائے اور آپ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہٖ واصحابہ وَسلَّم نے اسے رکھا اس وقت آپ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہٖ واصحابہ وَسلَّم نے فرمایا میرے بعد اسی ترتیب سے خلفاء ہوں گے۔[2]

امام جلال الدین سیوطی متوفی ۹۱۱ھ لکھتے ہیں:

واخرج ابونعیم عن قطبة بن مالک قال: مررت برسول اللہ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیه وَاٰله واصحابه وَسلَّم ومعه ابوبکر وعمر وعثمان وهو یؤسس مسجد قباء فقلت یارسول اللہ تبنی هذا البناء وانما معک هؤلاء الثلاثة قال ان هؤلاء اولیاء الخلافة بعدی۔

ترجمہ: ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ نے قطبہ بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہٖ واصحابہ وَسلَّم کے پاس حاضر ہوا تو آپ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہٖ واصحابہ وَسلَّم کے ساتھ حضرت ابو بکر و عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم تھے اور آپ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہٖ واصحابہ وَسلَّم مسجد قبا کی تعمیر فرمارہے تھے۔ میں نے عرض کیا یارسول اللہ صَلَّی اللہ

---

[1] (خصائص الکبری ج ۲ ص ۱۹۴ مطبوعه دار الکتب العلمیه بیروت)، (البدایه والنهایه ابن کثیر ج ٦ ص ۲۰۰ مطبوعه المکتبة التجاریة مکة المکرمه)، (سبل الهدی والرشاد ج ۱۰ ص ۸۵ مطبوعه دار الکتب العلمیه بیروت)، (حجة اللہ علی العالمین فی معجزات سید المرسلین ص ۳۳۸ مطبوعه دار الکتب العلمیه بیروت)

[2] (خصائص الکبری ج ۲ ص ۱۹۴ مطبوعه دار الکتب العلمیه بیروت)، (سبل الهدی والرشاد ج ۱۰ ص ۸۵ مطبوعه دار الکتب العلمیه بیروت)

تعالیٰ علیہ وَاٰلہٖ واصحابہٖ وَسلَّم آپ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہٖ واصحابہٖ وَسلَّم اس کی تعمیر فرمارہے ہیں دراں حالیکہ آپ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہٖ واصحابہٖ وَسلَّم کے ساتھ صرف یہی تین حضرات ہیں۔ آپ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہٖ واصحابہٖ وَسلَّم نے فرمایا میرے بعد یہی تین صاحبانِ خلافت ہیں۔[1]

حدیث نمبر ۲۴: سب سے پہلے مجھ سے حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ملیں گی

امام ابو عیسیٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ھ روایت کرتے ہیں:

حدثنا محمد بن بشار حدثنا عثمان بن عمرو اخبرنا اسرائیل عن میسرۃ بن حبیب عن المنہال بن عمرو عن عائشۃ بنت طلحۃ عن عائشۃ ام المؤمنین ثم قالت ما رأیت احدا اشبہ سمتا و دلا و ھدیا برسول اللہ فی قیامھا و قعودھا من فاطمۃ بنت رسول اللہ صَلّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہٖ و اصحابہٖ وَسلَّم قالت و کانت اذا دخلت علی النبی صَلّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہٖ و اصحابہٖ وَسلَّم قام الیھا فقبلھا و اجلسھا فی مجلسہ و کان النبی صَلّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہٖ و اصحابہٖ وَسلَّم اذا دخل علیھا قامت من مجلسھا فقبلتہ و اجلستہ فی مجلسھا فلما مرض النبی صَلّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہٖ و اصحابہٖ وَسلَّم دخلت فاطمۃ فاکبت علیہ فقبلتہ ثم رفعت راسھا فبکت ثم اکبت علیہ ثم رفعت راسھا فضحکت قلت ان کنت لاظن ان ھذہ من اعقل نسائنا فاذا ھی من النساء فلما توفی النبی صَلّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہٖ و اصحابہٖ وَسلَّم قالت لھا ارایت حین اکببت علی النبی صَلّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہٖ و اصحابہٖ وَسلَّم فرفعت راسک فبکیت ثم اکببت علیہ فرفعت راسک فضحکت ما حملک علی ذلک قالت انی اذا لبذرۃ اخبرنی انہ میت من وجعہ ھذا فبکیت ثم اخبرنی انی اسرع اھلہ لحوقاً بہ فذاک حین ضحکت۔

ترجمہ: ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے زیادہ رسول اللہ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہٖ واصحابہٖ وَسلَّم کی سیرت کے قریب کسی کو نہیں دیکھا جو اپنی نشست وبرخواست اور زندگی کے عام معمولات میں آپ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہٖ واصحابہٖ وَسلَّم کے سب سے زیادہ مشابہ ہو، جب وہ نبی کریم صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہٖ واصحابہٖ وَسلَّم کے پاس آتیں تو آپ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہٖ واصحابہٖ وَسلَّم کھڑے ہوجاتے ان کو بوسہ دیتے اور ان کو اپنے پاس بٹھاتے جب نبی کریم صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہٖ واصحابہٖ وَسلَّم بیمار ہوگئے تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا آئیں اور جھک کر آپ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہٖ واصحابہٖ وَسلَّم کو بوسہ دیا اور سر اٹھا کر رونے لگیں پھر دوبارہ آپ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہٖ واصحابہٖ وَسلَّم پر جھکیں اور سر اٹھا کر ہنسنے لگیں جب نبی کریم صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہٖ واصحابہٖ وَسلَّم فوت ہوگئے تو میں نے ان سے کہا جب آپ پہلی بار نبی کریم صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہٖ واصحابہٖ وَسلَّم پر جھکی تھیں تو رونے لگیں تھیں پھر جب آپ دوبارہ جھکیں اور سر اٹھایا تو آپ ہنسنے

[1] (خصائص الکبری ج ۲ ص ۱۹۵ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)، (سبل الھدی والرشاد ج ۱۰ ص ۸۵ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

لگیں تھیں۔ اس کا کیا سبب تھا؟ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا میں آپ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم کا راز بتا رہی ہوں پہلی بار آپ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم نے یہ بتایا تھا کہ آپ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم اس درد اور اس بیماری سے فوت ہو جائیں گے تو میں رونے لگی پھر دوسری بار آپ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم نے یہ بتایا تھا کہ آپ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم کے اہل میں سے سب سے پہلے میں آپ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم کے ساتھ ملوں گی تو میں ہنسنے لگی۔[1]

امام احمد بن حنبل متوفی ۲۴۱ھ روایت کرتے ہیں:

فاخبرنی انی اول من یتبعہ من اھلہ فضحکت۔[2]

امام احمد بن حنبل متوفی ۲۴۱ھ روایت کرتے ہیں:

حدثنا ابراھیم بن عبداللہ نا سلیمان بن داود نا عباد بن العوام نا ھلال بن حباب عن عکرمۃ عن بن عباس قال قال رسول اللہ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم لفاطمۃ ثم انت اول لحوقا بی۔[3]

امام ابوعبدالرحمن احمد بن شعیب نسائی متوفی ۳۰۳ھ روایت کرتے ہیں:

فاخبرنی انی اسرع اھلہ بہ لحوقا وانی سیدۃ نساء اھل الجنۃ الا مریم بنت عمران فرفعت راسی فضحکت۔[4]

امام ابوالحسن علی بن محمد بن حبیب الماوردی متوفی ۴۲۹ھ روایت کرتے ہیں:

ومن انذارہ ماروی انہ قال لفاطمۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا انک اول اھل بیتی لحاقا بی ونعم السلف انا لک فکانت اول من مات بعدہ من اھل بیتہ۔[5]

---

1 (سنن الترمذی باب فضل فاطمۃ بنت محمد صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم ج ۵ ص ۷۰۰ رقم الحدیث ۳۸۷۲ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)، (دلائل النبوۃ امام بیھقی باب ما جاء فی نعیہ نفسہ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم الی ابنتہ فاطمۃ رضی اللہ عنہا الخ ج۷ ص ۱۶۴۔۱۶۵ ج۶ ص ۳۶۴ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)، (مواھب اللدنیہ ج۳ ص ۹۸ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت) صحیح البخاری رقم الحدیث ۳۶۲۴۔ صحیح مسلم رقم الحدیث ۹۹۔ سنن ابن ماجہ رقم الحدیث ۱۶۲۱۔ مصنف ابن ابی شیبہ ج۱۴ ص ۱۲۹۔ طبرانی کبیر ج ۱۱ ص ۳۳۰)، (حجۃ اللہ علی العالمین فی معجزات سید المرسلین ص ۳۴۲ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)، (نسیم الریاض فی شرح شفاء القاضی عیاض ج۴ ص ۱۷۶ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)، (الشفا بتعریف حقوق المصطفیٰ ج ۱ ص ۲۰۹ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)، (اتحاف سادۃ المتقین ج۸ ص ۳۴۰ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)، (احیاء علوم الدین ج ۲ ص ۳۸۶ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)، (شرح العلامۃ الزرقانی علی المواھب اللدنیۃ ج۷ ص ۲۱۲ مطبوعہ دار المرفۃ بیروت)، (الوفا باحوال المصطفیٰ ج ۲ ص ۷۸۱ مطبوعہ مصطفیٰ البابی مصر)، (خصائص الکبری ج ۲ ص ۴۶۹۔۴۷۰ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

2 (فضائل صحابہ لابن حنبل ج ۲ ص ۷۵۴ رقم الحدیث ۱۳۳۳ مطبوعہ موسسۃ الرسالۃ بیروت)

3 (فضائل صحابہ لابن حنبل ج ۲ ص ۷۶۴ رقم الحدیث ۱۳۴۵ مطبوعہ موسسۃ الرسالۃ بیروت)

4 (فضائل الصحابۃ للنسائی ص ۷۶۔۷۷ رقم الحدیث ۲۶۱۔۲۶۲۔۲۶۳ مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت)، (کتاب الوفاۃ للنسائی ص ۲۳ رقم الحدیث ۲ مطبوعہ مکتبۃ التراث الاسلامی القاھرۃ مصر)، (الذریۃ الطاھرۃ النبویۃ ص ۱۰۰ رقم الحدیث ۱۸۵ مطبوعہ الدار السلفیۃ الکویت)

5 (اعلام النبوۃ الباب الثانی عشر فی انذارہ بما سیحدث بعدہ ص ۱۸۱ مطبوعہ دار الکتاب العربی بیروت)

امام احمد بن حنبل متوفی ۲۴۱ھ روایت کرتے ہیں:

وانک اول اھل بیتی لحوقاًبی ونعم السلف انا لک فبکیت لذلک ثم قال الا ترضین ان تکونی سیدۃ نساء ھذہ الامۃ او نساء المومنین قالت فضحکت لذلک۔[1]

محدث کبیر امام ابو نعیم احمد بن عبد اللہ اصفہانی متوفی ۴۳۰ھ لکھتے ہیں:

قال یا فاطمۃ اما ترضین ان تکونی سیدۃ نساء العالمین او نساء ھذہ الامۃ فضحکت۔

ترجمہ: حضور صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہٖ واصحابہ وَسلَّم نے فرمایا اے فاطمہ کیا تم اس بات سے راضی نہیں ہو کہ تم جہانوں اور اس امت کی عورتوں کی سردار ہو؟ میں یہ بات سن کر ہنس پڑی۔[2]

امام ابو جعفر محمد بن جریر طبری متوفی ۳۱۱ھ لکھتے ہیں:

حدثنا ابن جریج عن الزھری عن عروۃ قال: توفیت فاطمۃ بعد النبی صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہٖ واصحابہ وَسلَّم بستۃ اشھر۔[3]

امام محمد بن سعد متوفی ۲۳۰ھ لکھتے ہیں:

وقال انت اسرع اھلی بی لحوقا قالت فبکیت لذلک۔[4]

حافظ ابو عمرو ابن عبد البر مالکی متوفی ۴۶۳ھ لکھتے ہیں:

وماتت فاطمۃ رضی اللہ عنھا بنت رسول اللہ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہٖ واصحابہ وَسلَّم وکانت اول اھلہ لحوقا بہ وصلی علیھا علی بن ابی طالب۔[5]

علامہ سید محمد بن محمد مرتضیٰ حسینی زبیدی حنفی متوفی ۱۲۰۵ھ لکھتے ہیں:

من معجزاتہ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہٖ واصحابہ وَسلَّم (اخبر فاطمۃ ابنتہ رضوان اللہ علیھا) وھی الزھراء تکنی بام ابیھا ولدت سنۃ احدی و اربعین من ولد ابیھا وھی اصغر البنات (بانھا اول اھلہ لحاقاً بہ فکان کذلک) فانھا توفیت بعدہ بستۃ اشھر۔[6]

---

[1] (مسند احمد احادیث فاطمۃ بنت رسول اللہ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہٖ واصحابہ وَسلَّم ج ۶ ص ۲۸۲ رقم الحدیث ۲۶۴۵۶ مطبوعہ مؤسسۃ قرطبۃ مصر)، (الدرر فی اختصار المغازی والسیر لابن عبد البر ذکر وفاۃ النبی صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہٖ واصحابہ وَسلَّم ص ۲۷۰ مطبوعہ دار المعارف القاھرۃ مصر)

[2] (حلیۃ الاولیاء و طبقات الاصفیاء ذکر فاطمۃ بنت رسول اللہ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہٖ واصحابہ وَسلَّم ج ۲ ص ۴۰ مطبوعہ دار الکتاب العربی بیروت)، (دلائل النبوۃ للاصبھانی ص ۹۸ رقم الحدیث ۹۳ مطبوعہ دار طیبۃ الریاض)، (صفوۃ الصفوۃ ج ۲ ص ۱۲ مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت)، (ذخائر العقبی فی مناقب ذوی القربی ص ۴۰ مطبوعہ دار الکتب المصریۃ)، (وسیلۃ الاسلام بالنبی علیہ الصلاۃ والسلام ص ۱۳۳ مطبوعہ دار الغرب الاسلامی بیروت)، (الاستیعاب ذکر سیدۃ النساء فاطمۃ رضی اللہ عنھا بنت رسول اللہ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہٖ واصحابہ وَسلَّم ج ۴ ص ۱۸۹۳ برقم ۴۰۵۷ مطبوعہ دار الجیل بیروت)

[3] (تاریخ الامم والملوک المعروف تاریخ الطبری ج ۲ ص ۲۵۳ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

[4] (طبقات ابن سعد ج ۸ ص ۲۷ مطبوعہ دار صادر بیروت)

[5] (الاستیعاب ذکر سیدۃ النساء فاطمۃ رضی اللہ عنھا بنت رسول اللہ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہٖ واصحابہ وَسلَّم ج ۴ ص ۱۸۹۸ برقم ۴۰۵۷ مطبوعہ دار الجیل بیروت)

[6] (اتحاف سادۃ المتقین ج ۸ ص ۳۴۰ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

حدیث نمبر ۲۵: بے شک یہ ثعلبہ رضی اللہ عنہ کے جوتوں کی آواز ہے جو مجھے ریحانہ کے قبولِ اسلام کی خوشخبری دینے آرہے ہیں

امام جلال الدین سیوطی متوفی ۹۱۱ھ لکھتے ہیں:

اخرج البیھقی من طریق ابن اسحاق قال حدثنی عبداللہ بن ابی بکر بن محمد بن عمرو بن حزم ان النبی صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم اصطفی لنفسہ من نساء بنی قریظۃ ریحانۃ بنت عمرو فابت ان تسلم فعزلھا و وجد فی نفسہ لذلک فبینما ھو فی مجلس من اصحابہ اذ سمع وقع نعلین خلفہ فقال ان ھاتین لنعلا ابن سعیۃ یبشرنی باسلام ریحانۃ۔

ترجمہ: بیہقی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ نبی اکرم صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم نے بنی قریظہ کی عورتوں میں سے ریحانہ بنت عمرو کو اپنی زوجیت کے لئے پسند فرمایا تو اس نے اسلام لانے سے انکار کر دیا۔ اس سے آپ کبیدہ خاطر ہوئے۔ ابھی آپ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی مجلس میں تشریف فرماتھے کہ آپ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم نے اپنے پیچھے دو جوتوں کے گرنے کی آواز سنی فرمایا: یہ دونوں جوتے ابن سعیہ کے ہیں جو مجھے ریحانہ کے اسلام لانے کی بشارت دے رہا ہے۔[1]

امام عبد الملک بن ہشام متوفی ۲۱۳ھ لکھتے ہیں:

فبینا ھو مع اصحابہ اذ سمع وقع نعلین خلفہ فقال ان ھذا ثعلبۃ بن سعیۃ یبشرنی باسلام ریحانۃ فجاءہ فقال یارسول اللہ قد اسلمت ریحانۃ فسرہ ذلک من امرھا۔

ترجمہ: ایک موقع پر حضور صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم اپنے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ساتھ تشریف فرماتھے کہ اپنے پیچھے کسی آنے والے کے جوتوں کی آواز سنی تو حضور صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم نے فرمایا بے شک یہ ثعلبہ بن سعیہ رضی اللہ عنہ کے جوتوں کی آواز ہے جو مجھے ریحانہ کے قبول اسلام کی خوشخبری دینے آرہے ہیں۔ چنانچہ انہوں نے حاضر خدمت ہو کر بتایا یارسول اللہ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم ریحانہ نے اسلام قبول کر لیا ہے۔ اس کے اس عمل پر آپ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم کو بہت زیادہ خوشی ہوئی۔[2]

حافظ عماد الدین اسماعیل بن عمر بن کثیر متوفی ۷۷۴ھ روایت کرتے ہیں:

فبینا رسول اللہ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم فی اصحابہ اذ سمع وقع نعلین فقال ان ھاتین لنعلا ابن سعیۃ یبشرنی باسلام ریحانۃ فجاء یقول یارسول اللہ قد اسلمت ریحانۃ فسر بذلک۔[3]

---

[1] (خصائص الکبری باب ماوقع فی غزوۃ بنی قریظۃ من الآیات ج ۱ ص ۳۸۶ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

[2] (السیرۃ النبویہ المعروف سیرت ابن ھشام ج ۴ ص ۲۰۵۔۲۰۶ مطبوعہ دار الجیل بیروت)

[3] (السیرۃ النبویۃ ج ۴ ص ۵۰۳ مطبوعہ دار الکتاب العربی بیروت)، ابن عساکر سیرۃ ج ۱ ص ۱۹۵۔ کتاب المغازی واقدی ج ۲ ص ۵۲۰)

حافظ ابو بکر احمد بن حسین بیہقی متوفی ۴۵۸ھ روایت کرتے ہیں:

فبینما ھو فی مجلس مع اصحابہ اذ سمع وقع نعلین خلفہ فقال ان ھذا لثعلبۃ بن سعیۃ یبشرنی باسلام ریحانۃ الخ۔

ترجمہ: ابھی آپ صَلّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہٖ واصحابہٖ وَسلَّم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی مجلس میں تشریف فرما تھے کہ آپ صَلّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہٖ واصحابہٖ وَسلَّم نے اپنے پیچھے دو جوتوں کے گرنے کی آواز سنی فرمایا: یہ دونوں جوتے ابن ثعلبہ کے ہیں جو مجھے ریحانہ کے اسلام لانے کی بشارت دے رہا ہے۔[1]

امام علی بن برہان الدین الحلبی الشافعی متوفی ۱۰۶۶ھ لکھتے ہیں:

فبینما ھو صَلّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہٖ واصحابہٖ وَسلَّم فی مجلس من اصحابہ اذ سمع وقع نعلین خلفہ فقال ان ھاتین لنعلا مبشری باسلام ریحانۃ۔

ترجمہ: ابھی آپ صَلّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہٖ واصحابہٖ وَسلَّم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی مجلس میں تشریف فرما تھے کہ آپ صَلّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہٖ واصحابہٖ وَسلَّم نے اپنے پیچھے دو جوتوں کے گرنے کی آواز سنی فرمایا: یہ دونوں جوتے ابن ثعلبہ کے ہیں جو مجھے ریحانہ کے اسلام لانے کی بشارت دے رہا ہے۔[2]

علامہ یوسف بن اسماعیل النبہانی متوفی ۱۳۵۰ھ لکھتے ہیں:

اخرج البیھقی من طریق ابن اسحاق قال حدثنی عبداللہ بن ابی بکر بن محمد بن عمرو بن حزم ان النبی صَلّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہٖ واصحابہٖ وَسلَّم اصطفی لنفسہ من نساء بنی قریظۃ ریحانۃ بنت عمرو فابت ان تسلم فعزلھا و وجد فی نفسہ لذلک فبینما ھو فی مجلس من اصحابہ اذ سمع وقع نعلین خلفہ فقال ان ھاتین لنعلا ابن سعیۃ یبشرنی باسلام ریحانۃ۔

ترجمہ: بیہقی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ نبی اکرم صَلّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہٖ واصحابہٖ وَسلَّم نے بنی قریظہ کی عورتوں میں سے ریحانہ بنت عمرو کو اپنی زوجیت کے لئے پسند فرمایا تو اس نے اسلام لانے سے انکار کر دیا۔ اس سے آپ صَلّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہٖ واصحابہٖ وَسلَّم کبیدہ خاطر ہوئے۔ ابھی آپ صَلّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہٖ واصحابہٖ وَسلَّم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی مجلس میں تشریف فرما تھے کہ آپ صَلّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہٖ واصحابہٖ وَسلَّم نے اپنے پیچھے دو جوتوں کے گرنے کی آواز سنی فرمایا: یہ دونوں جوتے ابن ثعلبہ کے ہیں جو مجھے ریحانہ کے اسلام لانے کی بشارت دے رہا ہے۔[3]

[1] (دلائل النبوۃ باب نزول بنی قریظۃ علی حکم سعید بن سعد رضی اللہ عنہ الخ ج ۴ ص ۲۴ ـ ۲۵ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

[2] (انسان العیون فی سیرۃ الامین المامون المعروفۃ بالسیرۃ الحلبیہ غزوۃ بنی قریظۃ ج ۲ ص ۶۷۶ مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت)

[3] (حجۃ اللہ علی العالمین فی معجزات سید المرسلین ص ۳۴۳ ـ ۳۴۴ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

حدیث نمبر۲۶: ابو سفیان بن حرب رضی اللہ عنہ کے دل کی بات بتانا

علامہ ابو القاسم عبد الرحمن بن عبد اللہ سہیلی متوفی ۵۷۱ھ لکھتے ہیں:

ورویناباسناد عن عبداللہ بن ابی بکر قال خرج النبی علی ابی سفیان وھو فی المسجد فلما الیہ ابو سفیان قال فی نفسہ لیت شعری بای شئی غلبتنی فاقبل النبی حتی ضرب بین کتفیہ وقال باللہ غلبتک یا اباسفیان فقال ابو سفیان اشھد انک رسول اللہ۔

ترجمہ: ہم نے ایک متصل سند سے عبد اللہ بن ابی بکر سے روایت نقل کی ہے کہ حضور صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَآلہ واصحابہ وَسلَّم ابو سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف تشریف لے گئے۔ جب ابو سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَآلہ واصحابہ وَسلَّم کو دیکھا تو دل میں کہا کاش میں جانتا کہ تو نے کس وجہ سے مجھ پر غلبہ پایا ہے۔ حضور صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَآلہ واصحابہ وَسلَّم تشریف لائے۔ اس کے دونوں کندھوں کے درمیان اپنا ہاتھ مارا اور فرمایا اے ابو سفیان !اللہ تعالیٰ کی مدد سے تم پر غالب آیا ہوں تو ابو سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَآلہ واصحابہ وَسلَّم اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔[1]

امام ابو بکر احمد بن حسین بیہقی متوفی ۴۵۸ھ روایت کرتے ہیں:

عن ابی اسحاق السبیعی ان ابا سفیان بن حرب بعد فتح مکۃ کان جالساً فقال فی نفسہ لو جمعت لمحمد جمعاً انہ لیحدث نفسہ بذلک اذ ضرب النبی صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَآلہ واصحابہ وَسلَّم بین کتفیہ وقال اذا یخزیک اللہ قال فرفع راسہ فاذا النبی صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَآلہ واصحابہ وَسلَّم قائم علی راسہ فقال ما ایقنت انک نبی حتی الساعۃ ان کنت لاحدث نفسی بذلک۔

ترجمہ: ابو سفیان بن حرب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فتح مکہ کے بعد ایک دن بیٹھا تھا کہ اس نے اپنے دل میں کہا اے کاش میں محمد صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَآلہ واصحابہ وَسلَّم کے مقابل ایک لشکر اکٹھا کر سکوں ابھی وہ یہ سوچ ہی رہا تھا کہ حضور صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَآلہ واصحابہ وَسلَّم نے اس کی پیٹھ پر تھپکی دیکر فرمایا اگر ایسا ہوا تو اللہ تعالیٰ تمہیں رسوا کرے گا۔ اس نے سر اٹھا کر دیکھا تو نبی اکرم صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَآلہ واصحابہ وَسلَّم اس کے سر پر کھڑے تھے کہنے لگا بخدا میں اب تک یہ یقین نہیں کرتا تھا کہ آپ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَآلہ واصحابہ وَسلَّم نبی ہیں اور یہ (لشکر جمع کرنے کی) بات تو میرے دل ہی میں آئی تھی جس سے آپ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَآلہ واصحابہ وَسلَّم آگاہ ہو گئے۔[2]

---

[1] (روض الانف عن اسلام ابی سفیان وصاحبیہ ج۴ ص۱۷۳ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

[2] (دلائل النبوۃ باب اسلام ھند بنت عتبۃ بن ربیعۃ ج۵ ص۱۰۲ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)، (خصائص الکبری باب ما وقع فی فتح مکۃ من المعجزات والخصائص ج ۱ ص ۴۴۱ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)، (حجۃ اللہ علی العالمین فی معجزات سید المرسلین ص ۳۵۶۔۳۵۷ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

حافظ عمادالدین اسماعیل بن عمر بن کثیر متوفی ۷۷۴ھ روایت کرتے ہیں:

و قال محمد بن سعد عن الواقدی عن محمد بن حرب عن اسماعیل بن ابی خالد عن ابی اسحاق ان ابا سفیان بن حرب بعد فتح مکۃ کان جالساً فقال فی نفسہ لو جمعت لمحمد جمعاً فانہ لیحدث نفسہ بذلک اذ ضرب رسول اللہ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم بین کتفیہ و قال اذا یخزیک اللہ قال فرفع راسہ فاذا رسول اللہ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم قائم علی راسہ فقال ما ایقنت انک نبی حتی الساعۃ۔

ترجمہ: ابوسفیان بن حرب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فتح مکہ کے بعد ایک دن بیٹھے تھے کہ انہوں نے اپنے دل میں کہا اے کاش میں محمد صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم کے مقابل ایک لشکر اکٹھا کر سکوں ابھی وہ یہ سوچ ہی رہے تھے کہ حضور صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم نے ان کی پیٹھ پر تھپکی دیکر فرمایا اگر ایسا ہوا تو اللہ تعالیٰ تمہیں رسوا کرے گا۔ اس نے سر اٹھا کر دیکھا تو نبی اکرم صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم ان کے سر پر کھڑے تھے کہنے لگا بخدا میں اب تک یہ یقین نہیں کرتا تھا کہ آپ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم نبی ہیں اور یہ (لشکر جمع کرنے کی) بات تو میرے دل ہی میں آئی تھی جس سے آپ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم آگاہ ہوگئے۔ [1]

امام حارث بن ابی اسامۃ متوفی ۱۸۶ھ روایت کرتے ہیں:

حدثنا الحکم بن موسی ثنا ابی الرجال انبا عبداللہ بن ابی بکر قال کان ابوسفیان بن حرب جالساً فی ناحیۃ المسجد فخرج النبی صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم من بعض بیوتہ ملتحفا فی ثوب فقال ابوسفیان وھو فی مجلسہ لیت شعری بای شئ غلبتنی قال فاقبل النبی صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم حتی ضرب ظھرہ بیدہ و قال باللہ غلبتک قال اشھد انک رسول اللہ ثم۔ [2]

محمد بن ابی بکر الدمشقی الشہیر بابن قیم الجوزیہ متوفی ۷۵۱ھ لکھتے ہیں:

و ابوسفیان ابن حرب، و عتاب بن اسید، و الحارث بن ھشام و اشراف قریش جلوس بفناء الکعبۃ۔ فقال عتاب: لقد اکرم اللہ اسید ان لا یکون سمع ھذا فیسمع منہ ما یغیظہ فقال الحارث: اما و اللہ لو اعلم انہ حق لاتبعتہ فقال ابوسفیان: اما و اللہ لا اقول شیئاً لو تکلمت لاخبرت عنی ھذہ الحصباء فخرج علیھم النبی فقال قد علمت الذی قلتم ثم ذکر ذلک لھم۔ الحارث و عتاب: نشھد انک رسول اللہ و اللہ ما اطلع علی ھذا احد کان معنا۔ فنقول اخبرک۔ [3]

---

[1] (السیرۃ النبویۃ خطبۃ النبی صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم عام الفتح ج ۳ ص ۵۴۱ مطبوعہ دار الکتاب العربی بیروت)

[2] (مسند الحارث زوائد الھیثمی کتاب علامات النبوۃ باب انتصار ب اللہ تعالیٰ ج ۲ ص ۸۷۴ رقم الحدیث ۹۳۹ مطبوعہ مرکز خدمۃ السنۃ و السیرۃ النبویۃ المدینۃ المنورۃ)

[3] (زاد المعاد فی ھدی خیر العباد فصل فی الفتح الاعظم ج ۳ ص ۴۱۰ مطبوعہ مؤسسۃ الرسالۃ بیروت) (جامع الاحادیث الکبیر ج ۲۰ ص ۱۸۱ رقم الحدیث ۱۶۲۱۶ مطبوعہ دار الفکر بیروت)، (مختصر سیرۃ الرسول ص ۱۳۷ مطبوعہ دار القلم بیروت)

امام ابو بکر احمد بن حسین بیہقی متوفی ۴۵۸ھ روایت کرتے ہیں:

و عن سعید بن المسیب قال لما کان لیلة دخل الناس مکة لیلة الفتح لم یزالوا فی تکبیر و تھلیل و طواف بالبیت حتی اصبحوا فقال ابو سفیان لھند اترین ھذا من اللہ؟ ثم اصبح فغدا ابو سفیان الی رسول اللہ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَ اٰلہ و اصحابہ وَسلَّم فقال لہ رسول اللہ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَ اٰلہ و اصحابہ وَسلَّم قلت لھند اترین ھذا من اللہ! نعم ھو من اللہ فقال ابو سفیان اشھد انک عبداللہ و رسولہ و الذی یحلف بہ ابو سفیان ما سمع قولی ھذا احد من الناس الا اللہ عزو جل و ھند۔

ترجمہ: حضرت سعید بن مسیب رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ جس رات مکہ فتح ہوا تو مسلمان مکہ میں داخل ہوئے وہ ساری رات تسبیح و تہلیل اور طواف کعبہ میں مشغول رہے۔ یہ منظر دیکھ کر ابوسفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی بیوی ہند سے کہا: کیا تجھے اللہ کی یہ شان بے نیازی نظر آرہی ہے؟ جب صبح ہوئی تو دربارِ رسالت میں حاضر ہوا نبی اکرم صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم نے اسے دیکھتے ہی فرمایا ہاں واقعی یہ اللہ کی طرف سے ہے۔ ابوسفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ سن کر کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں جب میں نے یہ بات کہی تھی تو سوائے اللہ اور ہند کے اسے سننے والا کوئی اور نہ تھا۔[1]

حافظ عمادالدین اسماعیل بن عمر بن کثیر متوفی ۷۷۴ھ روایت کرتے ہیں:

ثم روی البیھقی من طریق ابن خزیمة وغیرہ عن ابی حامد بن الشرقی عن ابی محمد بن یحیی الدھلی حدثنا موسی بن اعین الجزری حدثنا ابی عن اسحاق بن راشد عن سعید بن المسیب قال لما کان لیلة دخل الناس مکة لیلة الفتح لم یزالوا فی تکبیر و تھلیل و طواف بالبیت حتی اصبحوا فقال ابو سفیان لھند اتری ھذا من اللہ؟ قالت نعم ھذا من اللہ قال ثم اصبح ابو سفیان فغدا الی رسول اللہ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَ اٰلہ و اصحابہ وَسلَّم فقال رسول اللہ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَ اٰلہ و اصحابہ وَسلَّم قلت لھند اتری ھذا من اللہ؟ قالت نعم ھذا من اللہ فقال ابو سفیان اشھد انک عبداللہ و رسولہ و الذی یحلف بہ ما سمع قولی ھذا احد من الناس غیر ھند۔

ترجمہ: حضرت سعید بن مسیب رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ جس رات مکہ فتح ہوا تو مسلمان مکہ میں داخل ہوئے وہ ساری رات تسبیح و تہلیل اور طواف کعبہ میں مشغول رہے۔ یہ منظر دیکھ کر ابوسفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی بیوی ہند سے کہا: کیا تجھے اللہ کی یہ شان بے نیازی نظر آرہی ہے؟ جب صبح ہوئی تو دربار رسالت میں حاضر ہوا نبی اکرم صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم نے اسے دیکھتے ہی فرمایا ہاں واقعی یہ اللہ کی طرف سے ہے۔ ابوسفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ سن کر کہا میں

---

[1] (دلائل النبوۃ باب اسلام ھند بنت عتبة بن ربیعة ج۵ ص ۱۰۳ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)، (خصائص الکبری باب ما وقع فی فتح مکة من المعجزات و الخصائص ج ۱ ص ۴۴۱ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)، (حجة اللہ علی العالمین فی معجزات سید المرسلین ص ۳۵۷ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)، (سبل الھدی و الرشاد ج۵ ص ۳۷۰ مطبوعہ دار الکتب العلمیة بیروت)

گواہی دیتا ہوں کہ آپ صَلَّی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں جب میں نے یہ بات کہی تھی تو سوائے اللہ اور ہند کے اسے سننے والا کوئی اور نہ تھا۔[1]

امام ابی الفرج عبد الرحمن بن الجوزی متوفی ۵۹۷ھ لکھتے ہیں:

عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال لقی رسول اللہ صَلَّی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم ابا سفیان بن حرب فی الطواف فقال یا ابا سفیان اما کان بینک وبین ھند کذا وکذا؟ فقال ابو سفیان فی نفسہ افشت علی ھند سری لافعلن بھا ولافعلن فلما فرغ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم من طوافہ لحق اباسفیان فقال یا اباسفیان لا تظلم ھنداً فانھا لم تفش من سرک شیئاً فقال ابو سفیان اشھد انک رسول اللہ فمن انباک بما فی نفسی۔

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم صَلَّی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم کی دوران طواف ابوسفیان اور ہند کے درمیان ملاقات ہوگئی۔ آپ صَلَّی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم فرمایا ابوسفیان ! تمہارے اور ہند کے درمیان ایسی ایسی باتیں ہوئی ہیں۔ ابوسفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دل میں کہا کہ ہند نے میرا راز فاش کردیا۔ میں اس کا ایسا ایسا حشر کروں گا جب نبی کریم صَلَّی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم طواف سے فارغ ہوئے تو ابوسفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملے اور فرمایا ابوسفیان! ہند سے اس قسم کی گفتگو نہ کرنا ہند نے تمہارا راز فاش نہیں کیا یہ سن کر ابوسفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہنے لگے۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ صَلَّی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم اللہ کے رسول ہیں آپ صَلَّی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم کو کس نے بتلایا کہ میں دل ہی میں ہندہ پر ظلم وزیادتی اور تشدد وسختی کا سوچ رہا تھا۔[2]

امام نبہانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

قال العلامۃ السید احمد دحلان رحمہ اللہ تعالی والحاصل ان ابا سفیان کان فی اول الامر مستکرھاً فلم یزل رسول اللہ صَلَّی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم یترفق بہ ویتألفہ حتی تمکن الاسلام من قلبہ وقد فقئت عینہ فی غزوۃ الطائف فجاء بھا فی یدہ الی النبی صَلَّی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم فقال لہ ان شئت ارجعھا اللہ الیک خیراً مما کانت وان شئت خیر أمنھا فی الجنۃ فرمی بھا وقال خیر أمنھا فی الجنۃ وفقت عینہ الاخری یوم الیرموک فی خلافۃ عمر رضی اللہ عنہ وکان یحث الناس ویحرضھم علی القتال ویقول ھذا یوم من ایام اللہ انصروا دین اللہ ینصرکم۔

ترجمہ: علامہ سید احمد دحلان مکی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔ حاصل کلام یہ ہے کہ ابوسفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شروع میں یہ انقلاب ناگوار گزرا مگر نبی اکرم صَلَّی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم اس کے ساتھ نرمی اور تالیفِ قلب سے کام لیتے رہے

---

[1] (السیرۃ النبویۃ خطبۃ النبی صَلَّی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم عام الفتح ج ۳ ص ۵۴۲ مطبوعہ دار الکتاب العربی بیروت)

[2] (الوفا باحوال المصطفیٰ الباب الخامس عشر فی اخبار رسول اللہ صَلَّی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم بالغائبات ج ۱ ص ۳۱۳۔۳۱۴ مطبوعہ مصطفیٰ البابی مصر)، (حجۃ اللہ علی العالمین فی معجزات سید المرسلین ص ۳۵۷ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)، (خصائص الکبری باب ما وقع فی فتح مکۃ من المعجزات والخصائص ج ۱ ص ۴۴۱۔۴۴۲ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

یہاں تک کہ اسلام اس کے دل میں جم گیا۔ بعد میں غزوہ طائف کے دوران اس کی ایک آنکھ پھوٹ گئی تو وہ اسے ہتھیلی پر اٹھا کر نبی اکرم صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم کی خدمت میں حاضر ہوا حضور صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم نے فرمایا اگر تم چاہو تو اللہ تعالٰی تمہاری آنکھ کو پہلے سے بہتر صورت میں لوٹا دے یا یہ پسند کرو کہ اللہ تعالٰی جنت میں تمہیں اس سے بہتر آنکھ عطا کر دے۔ یہ سن کر ابوسفیان رضی اللہ تعالٰی عنہ نے اپنی آنکھ پھینک دی اور کہا میں جنت کی اس سے اچھی آنکھ پسند کرتا ہوں اس کی دوسری آنکھ خلافت عمر رضی اللہ عنہ میں یرموک کی لڑائی کے دوران پھوٹ گئی۔ وہ مجاہدین کو جہاد و قتال پر برانگیختہ کرتے اور ترغیب دیتے ہوئے کہہ رہا تھا لوگو! یہ اللہ کے عظیم ایام میں سے ایک دن ہے۔ تم اللہ کی دین کی مدد کرو وہ تمہاری مدد کرے گا۔[1]

حدیث نمبر ۲۷: عمیر بن وھب رضی اللہ عنہ کا خفیہ منصوبہ ظاہر کر دیا

امام محمد بن سعد متوفی ۲۳۰ھ لکھتے ہیں:

فقال له مالک و السلاح فقال انسیته علی لما دخلت قال و لم قدمت قال قدمت فی فدی ابنی قال فما جعلت لصفوان بن امية فی الحجر فقال و ما جعلت له قال جعلت له ان تقتلنی علی ان یعطیک کذا و کذا و علی ان یقضی دینک و یکفیک مؤونة و عیالک فقال عمیر اشهد ان لا اله الا الله و انک رسول الله فو الله یا رسول الله ما یتحقق علی هذا احد غیری و غیر صفوان و انی اعلم ان الله اخبرک به۔

ترجمہ: حضور صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم نے عمیر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے فرمایا کہ تمہیں کیا ہوا کہ ہتھیار لئے ہو۔ انہوں نے کہا کہ حاضر ہوتے وقت میں بھول کے تلوار لئے چلا آیا۔ فرمایا کہ تم کیوں آئے؟ عمیر رضی اللہ تعالٰی عنہ نے کہا کہ میں اپنے لڑکے کے فدیے میں آیا ہوں۔ حضور صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم نے فرمایا کہ تم نے حرم میں صفوان بن امیہ سے عہد کیا کہ؟ عرض کی میں نے کچھ نہیں کیا۔ فرمایا تم نے یہ کیا کہ مجھے اس شرط پر قتل کرو گے کہ وہ تمہیں یہ چیزیں دے گا۔ تمہارا قرض ادا کرے گا اور تمہارے عیال کا خرچ برداشت کرے گا۔

عمیر رضی اللہ تعالٰی عنہ نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور بے شک آپ اللہ کے رسول صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم ہیں۔ یا رسول اللہ صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم! واللہ میرے اور صفوان کے سوا کسی کو اطلاع نہ تھی۔ میں جانتا ہوں کہ اللہ نے آپ صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم کو آگاہ کر دیا۔[2]

---

[1] (حجۃ اللہ علی العالمین فی معجزات سید المرسلین ص ۷۵۳ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

[2] (طبقات ابن سعد ج ۴ ص ۲۰۰ مطبوعہ دار صادر بیروت)

امام ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ لکھتے ہیں:

قال فما ذا شرطت لصفوان فی الحجر ففرع عمیر وقال ماذا شرطت لہ قال تحملت لہ بقتلی علی ان یعول اولادک ویقضی دینک واللہ حائل بینک وبین ذلک فقال عمیر اشھد انک رسول اللہ واشھد ان لا الہ الا اللہ۔[1]

امام ابو الحسن علی بن محمد بن حبیب الماوردی متوفی ۴۲۹ھ روایت کرتے ہیں:

فقال لہ فما شرطت لصفوان بن امیۃ فی الحجر ففزع عمیر وقال ماذا شرطت لہ قال تحملت لہ بقتلی علی ان یقضی دینک واللہ تعالی حائل بینک وبین ذلک قال عمیر اشھد انک لرسول اللہ وانک صادق واشھد ان لا الہ الا اللہ کنا نکذبک بالوحی وبما یاتیک من السماء وھذا الحدیث کان بینی وبین صفوان کما قلت لم یطلع علیہ احد غیری۔[2]

امام عبد الملک بن ہشام متوفی ۲۱۳ھ لکھتے ہیں:

قال صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم صدقنی ما الذی جئت لہ قال ما جئت الا لذلک قال بل قعدت وصفوان بن امیۃ فی الحجر فذکرتما اصحاب القلیب من قریش ثم قلت لو لا دین علی وعیال عندہ لخرجت حتی اقتل محمدا فتحمل لک صفوان بدینک وعیالک علی ان تقتلنی لہ واللہ حائل بینک وبین ذلک قال عمیر اشھد انک رسول اللہ۔

ترجمہ: حضور صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم نے فرمایا مجھے سچی بات بتاؤ تم کیوں آئے ہو؟ اس نے کہا میں تو اسی مقصد کے لئے آیا ہوں۔ حضور صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم نے فرمایا بلکہ تو اور صفوان بن امیہ نے حجر میں بیٹھ کر کنویں میں ڈالے جانے والے قریش کا تذکرہ کیا پھر تو نے کہا اگر مجھ پر قرض نہ ہوتا اور میرے ہاں اہل وعیال نہ ہوتے تو میں محمد (صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم) کو قتل کرنے کے لئے ضرور روانہ ہوتا۔ صفوان بن امیہ نے تیرے قرض اور تیرے اہل وعیال کی ذمہ داری اس شرط پر اٹھالی کہ تو اس کی خاطر مجھے قتل کرے گا حالانکہ تیرے اور اس کے ارادے کی تکمیل کے درمیان اللہ

---

[1] (الاصابۃ فی تمیز الصحابۃ ذکر عمیر بن وھب رضی اللہ عنہ ج۴ ص۲۲۷ برقم ۶۰۶۲ مطبوعہ دار الجیل بیروت)

[2] (اعلام النبوۃ ص ۱۶۲ مطبوعہ دار الکتاب العربی بیروت)، (دلائل النبوۃ للاصبھانی ص ۱۴۰۔۱۴۱ رقم الحدیث ۱۵۳ مطبوعہ دار طیبۃ الریاض)

تعالیٰ حائل ہے۔ عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہہ اٹھے میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہٖ واصحابہٖ وَسَلَّم اللہ کے رسول ہیں۔[1]

حدیث نمبر ۲۸: تو نے اس کے رخسار میں ایک تل دیکھا ہے جس وجہ سے تیرے جسم کا ہر بال کھڑا ہو گیا

امام جلال الدین سیوطی متوفی ۹۱۱ھ لکھتے ہیں:

واخرج ابن سعد عن عبد الرحمن بن سابط قال: خطب رسول اللہ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہٖ واصحابہٖ وَسَلَّم امراۃ من کلب فبعث عائشۃ تنظر الیھا فذھبت ثم رجعت فقال لھا رسول اللہ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہٖ واصحابہٖ وَسَلَّم: ما رأیت؟ قالت: ما رأیت طائلاً فقال لھا رسول اللہ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہٖ واصحابہٖ وَسَلَّم لقد رأیت طائلاً لقد رأیت خالاً بخدھا اقشعرت کل شعرۃ منک فقالت یارسول اللہ: مادونک سر۔

ترجمہ: ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے عبد الرحمن بن سابط رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہٖ واصحابہٖ وَسَلَّم نے بنی کلب کی ایک عورت کو نکاح کا پیغام دیا اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو دیکھنے کے لئے بھیجا تو وہ گئیں۔ جب وہ واپس آئیں تو رسول اللہ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہٖ واصحابہٖ وَسَلَّم نے ان سے پوچھا، تم نے کیا دیکھا؟ انہوں کہا میں نے کوئی خاص بات نہیں دیکھی۔ حضور صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہٖ واصحابہٖ وَسَلَّم نے ان سے فرمایا تم نے ایک خاص بات دیکھی ہے تم نے دیکھا کہ اس کے رخسار پر ایک تل ہے جس کو دیکھ کر تمہارے بدن کے تمام رونگٹے کھڑے ہو گئے۔ اس پر انہوں نے عرض کیا یارسول اللہ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہٖ واصحابہٖ وَسَلَّم آپ سے کوئی بات پوشیدہ نہیں ہے یعنی آپ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہٖ واصحابہٖ وَسَلَّم کو ہر شے کا علم ہے۔[2]

---

[1] (السیرۃ النبویہ المعروف سیرت ابن ہشام اسلام عمیر بن وھب بعد تحریض صفوان لہ علی قتل الرسول ج ۳ ص ۲۱۴ مطبوعہ دار الجیل بیروت)، (الاکتفاء بما تضمنہ من مغازی رسول اللہ و الثلاثۃ الخلفاء غزوۃ بدر الکبری ج ۲ ص ۴۸ مطبوعہ عالم الکتب بیروت) (انسان العیون فی سیرۃ الامین المامون المعروفۃ بالسیرۃ الحلبیہ باب غزوۃ بدر الکبری ج ۲ ص ۴۵۷ مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت)، (حجۃ اللہ علی العالمین فی معجزات سید المرسلین ص ۳۵۴۔۳۵۵ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)، (نسیم الریاض فی شرح شفاء القاضی عیاض ج ۴ ص ۱۹۶ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)، (مختصر سیرۃ الرسول ص ۱۳۸ مطبوعہ دار القلم بیروت)، (تاریخ الامم والملوک المعروف تاریخ الطبری ج ۲ ص ۴۵ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)، (الوفا باحوال المصطفیٰ الباب الخامس عشر فی اخبار رسول اللہ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسَلَّم بالغائبات ج ۱ ص ۳۱۸۔۳۱۹ مطبوعہ مصطفیٰ البابی مصر)، (خصوصیات مصطفی صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسَلَّم محمد ھارون معاویہ دیوبندی ج ۲ ص ۲۴۷ مطبوعہ دار الاشاعت کراچی)، (مجمع الزوائد ومنبع الفوائد باب اخبارہ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسَلَّم بالمغیبات ج ۸ ص ۲۸۷۔۲۸۸ مطبوعہ موسسۃ المعارف بیروت)، (خصائص الکبری ج ۲ ص ۳۴۴۔۳۴۵ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)، (السیرۃ النبویۃ لابن کثیر اسلام عمیر بن وھب وتحریض صفوان لہ علی قتل الرسول صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسَلَّم ج ۲ ص ۴۲۸۔۴۲۹ مطبوعہ دار الکتاب العربی بیروت)، (الفصول فی اختصار سیرۃ الرسول لابن کثیر ص ۲۰۸ مطبوعہ دار القلم بیروت)، (الاستیعاب ذکر حضرت عمیر بن وھب رضی اللہ عنہ ج ۳ ص ۱۲۲۲ برقم ۱۹۹۷ مطبوعہ دار الجیل بیروت)، (الاستیعاب ذکر صفوان بن امیہ رضی اللہ عنہ ج ۲ ص ۷۲۰ برقم ۱۲۱۴ مطبوعہ دار الجیل بیروت)

[2] (خصائص الکبری ج ۲ ص ۱۸۱ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

امام ابی الفرج عبد الرحمن بن الجوزی متوفی ۵۹۷ھ لکھتے ہیں:

عن عائشة ان النبی صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم ارسل عائشة الی امراة فقالت: ما رأیت طائلاً قال لقد رأیت خالاً بخدها اقشعرت ذؤابتک فقالت: ما دونک سر و من یستطیع ان یکتمک۔

ترجمہ: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ نبی کریم صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم نے ان کو اس عورت کو دیکھنے بھیجا جس کے لئے آپ صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم نے پیغام نکاح دیا تھا تو انہوں نے آکر کہا میں نے کوئی خاص بات نہیں دیکھی ہے۔ آپ صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم نے فرمایا تم نے اس کے رخسار پر تل دیکھا ہے جس سے تمہارے رونگٹے کھڑے ہو گئے۔ وہ فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کیا آپ صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم سے کوئی بات پوشیدہ نہیں رہتی۔ خواہ کوئی آپ صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم سے کتنا ہی چھپائے۔ کسی میں یہ جرأت ہے۔[1]

علامہ ابو القاسم عبد الرحمن بن عبد اللہ سہیلی متوفی ۵۷۱ھ لکھتے ہیں:

قد روی انه السلام انه خطب امراة فارسل عائشة لتنظر الیها فلما رجعت الیه قالت ما رایت فقال بلی لقد رایت خالاً قد خدها اقشعرت منه کل شعرة فی جسدک۔

ترجمہ: روایت کی گئی ہے کہ حضور صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم نے ایک عورت کو دعوتِ نکاح دی اور ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو دیکھنے کے لئے بھیجا جب حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا واپس آئیں تو عرض کی میں تو اس میں کوئی فائدہ نہیں دیکھتی تو حضور صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم نے فرمایا تو نے اس کے رخسار میں ایک تل دیکھا ہے جس وجہ سے تیرے جسم کا ہر بال کھڑا ہو گیا۔[2]

حدیث نمبر ۲۹: میری امت میں ایک شخص وھب نامی ہو گا

امام حارث بن ابی اسامہ متوفی ۲۸۲ھ روایت کرتے ہیں:

حدثنا الحکم بن موسی ثنا الولید عن مروان بن سالم من اهل قرقیسیا ثنا الاحوص بن حکیم عن خالد بن معدان عن عبادة بن الصامت یکون فی امتی رجلان رجل یقال له وهب یهب اللہ له الحکمة و رجل یقال له غیلان هو اضر علی امتی من ابلیس۔

ترجمہ: حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم نے فرمایا میری امت میں ایک شخص ہو گا جس کا نام وہب ہو گا۔ اللہ تعالٰی اسے حکمت عطا فرمائے گا اور ایک شخص ہو گا

[1] (الوفا باحوال المصطفیٰ الباب الخامس عشر فی اخبار رسول اللہ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم بالغائبات ج ۱ ص ۳۱۴ مطبوعہ مصطفیٰ البابی مصر)، (خصائص الکبری ج ۲ ص ۱۸۱ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

[2] (روض الانف للسہیلی غیرة النساء النبی و التنظر الی المراة ج ۴ ص ۲۰ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

جس کا نام غیلان ہو گا۔ وہ شیطان سے زیادہ لوگوں کو ضرر پہنچائے گا۔ (غیلان دمشقی قدریہ فرقہ کا سردار ہے۔ اسی نے سب سے پہلے قدر کے باب میں اختراعات کیں) [1]

حافظ ابو بکر احمد بن حسین بیہقی متوفی ۴۵۸ھ روایت کرتے ہیں:

عن عبادة بن الصامت قال: قال رسول اللہ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم: یکون فی امتی رجل یقال لہ وھب یھب اللہ لہ الحکمة ورجل یقال لہ غیلان ھو اضر علی امتی من ابلیس۔

ترجمہ: حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم نے فرمایا میری امت میں ایک شخص ہو گا جس کا نام وہب ہو گا۔ اللہ تعالیٰ اسے حکمت عطا فرمائے گا اور ایک شخص ہو گا جس کا نام غیلان ہو گا۔ وہ شیطان سے زیادہ لوگوں کو ضرر پہنچائے گا۔ (غیلان دمشقی قدریہ فرقہ کا سردار ہے۔ اسی نے سب سے پہلے قدر کے باب میں اختراعات کیں) [2]

حافظ ابو بکر احمد بن حسین بیہقی متوفی ۴۵۸ھ روایت کرتے ہیں:

واخبرنا علی بن احمد بن عبدان، اخبرنا احمد بن عبید الصفار، حدثنا احمد بن العباس، حدثنا ھشام بن عمار، حدثنا الولید ھو ابن مسلم، حدثنا ابن لھیعة، عن موسی بن وردان، عن ابی ھریرة قال: قال رسول اللہ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم ینعق الشیطان بالشام نعقة یکذب ثلثاھم بالقدر۔ وفی ھذا ان اصح اشارة الی غیلان القدری وما ظھر بالشام بسببہ من التکذیب بالقدر حتی قتل۔

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم نے فرمایا ایک شیطان شام میں پکارے گا اور دو تہائی شامی قدر کو جھٹلائیں گے۔ اس حدیث میں غیلان قدری کی طرف اشارہ ہے۔ [3]

---

[1] (بغیة الباحث عن زوائد مسند الحارث [زوائد الھیثمی صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم کتاب الامارة باب فی ولاة السوء ج ۲ ص ۶۴۱ رقم الحدیث ۶۱۵ مطبوعہ مرکز خدمة السنة والسیرة النبویة المدینة المنورة)

[2] (دلائل النبوة ج۶ ص ۴۹۶ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت)، (سیراعلام النبلاء ج۴ ص ۵۴۶ مطبوعہ موسسة الرسالة بیروت)، (طبقات ابن سعد ج۵ ص ۵۴۳ مطبوعہ دارصادر بیروت)، (دیلمی، الفردوس بمأثور الخطاب ج۵ ص ۴۵۴ رقم الحدیث ۸۷۲۶ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت)، (جمع الجوامع ج ۹ ص ۲۹۰ رقم الحدیث ۲۸۸۰۷ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت)، (کنز العمال ج ۱۱ ص ۱۸۹ رقم الحدیث ۳۱۱۶۷ مطبوعہ موسسة الرسالة بیروت)، (البدایہ والنھایہ ابن کثیر ج۶ ص ۲۳۴ مطبوعہ المکتبة التجاریة مکة المکرمہ)، (جامع الکبیر الاحادیث ج۹ ص ۳۳۷۔۳۳۸ رقم الحدیث ۲۸۸۰۷ مطبوعہ دارالفکر بیروت)، (خصائص الکبری ج ۲ ص ۲۲۶۔۲۲۷ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت)، (سبل الھدی والرشاد ج ۱۰ ص ۱۰۵ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت)، (حجة اللہ علی العالمین فی معجزات سیدالمرسلین ص ۳۹۴ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت)، (تھذیب الکمال فی اسماء الرجال ج ۱۹ ص ۴۸۹۔۴۹۰ مطبوعہ دارالفکر بیروت): (تاریخ دمشق الکبیر ج ۳۳ جز ۶۲ ص ۲۷۵ رقم الحدیث ۱۴۲۹۳ مطبوعہ داراحیاء التراث العربی بیروت)

[3] (دلائل النبوة ج۶ ص ۴۹۶۔۴۹۷ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت)، (خصائص الکبری ج ۲ ص ۲۲۷ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت)، (سبل الھدی والرشاد ج ۱۰ ص ۱۰۵ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت)، (البدایہ والنھایہ ابن کثیر ج۶ ص ۲۳۴ مطبوعہ المکتبة التجاریة مکة المکرمہ)، (حجة اللہ علی العالمین فی معجزات سیدالمرسلین ص ۳۹۴ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت)

حدیث نمبر ۳۰: اگر تم چاہو تو میں تمہیں بتادیتا ہوں کہ کس چیز نے تمہیں وہیں روکے رکھا؟

علامہ ابوالقاسم عبد الرحمن بن عبد اللہ سہیلی متوفی ۵۷۱ھ لکھتے ہیں:

وروی الزبیر فی حدیث اسندہ ان رسول اللہ بعث رجلا الی عثمان ورقیۃ فاحتبس علیہ الرسول فقال لہ ان شئت اخبرتک ماقال نعم قال وقفت تنظر الی عثمان ورقیۃ تعجب من حسنھما۔

ترجمہ: علامہ زبیر (بن بکار رحمۃ اللہ علیہ) نے روایت کیا ہے کہ حضور صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم نے ایک شخص کو کوکچھ تحائف دے کر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کے پاس بھیجا۔ وہ قاصد کافی عرصہ وہیں ٹھہرا رہا جب وہ واپس آیا تو حضور صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم نے اسے فرمایا اگر تم چاہو تو میں تمہیں بتادیتا ہوں کہ کس چیز نے تمہیں وہیں روکے رکھا؟ اس نے عرض کی ہاں! حضور صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم نے فرمایا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کے حسن و جمال نے تجھے وہاں روکے رکھا۔ اس نے عرض کی حضور صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم نے سچ نے فرمایا۔ میں ان کے حسن و جمال کی دلکشی میں کھویا رہا۔[1]

امام ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ لکھتے ہیں:

قال الزبیر بن بکار حدثنی محمد بن سلام الجمحی قال حدثنی ابو المقدام مولی عثمان قال بعث النبی صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم مع رجل بلصف الی عثمان فاحتبس الرجل لہ النبی صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم ما حبسک الا کنت تنظر الی عثمان ورقیۃ تعجب من حسنھما وجاء من اوجہ متواترۃ ان رسول اللہ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم بشرہ بالجنۃ وعدہ من اھل الجنۃ وشھد لہ بالشھادۃ۔[2]

علامہ محمد بن یوسف الصالحی الشامی متوفی ۹۴۲ھ لکھتے ہیں:

اخرج ابن عساکر من طریق ابی عاصم قال: حدثنی مولی لعثمان بن عفان ان رسول اللہ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم بعث الی عثمان بھدیۃ فاحتبس الرسول ثم جاء فقال لہ رسول اللہ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم ما حبسک؟ ثم قال: ان شئت اخبرتک بما حبسک کنت تنظر الی عثمان مرۃ والی رقیۃ مرۃ ایھما احسن۔ قال: ای والذی بعثک بالحق انہ الذی حبسنی۔

ترجمہ: ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے بطریق ابی عاصم رضی اللہ عنہ روایت کی۔ کہا کہ مجھ سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ایک غلام نے حدیث بیان کی کہ رسول اللہ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس کوئی چیز ہدیتاً بھیجی اور وہ قاصد کچھ دیر ٹھہرا رہا۔ پھر وہ قاصد آیا تو رسول اللہ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم نے اس سے

---

[1] (روض الانف باب الھجرۃ الی ارض الحبشۃ ج ۲ ص ۱۰۹ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

[2] (الاصابۃ فی تمیز الصحابۃ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ ج ۴ ص ۳۵۶ برقم ۵۴۵۲ مطبوعہ دار الجیل بیروت)

فرمایا، تم کس لئے ٹھہرے رہے؟ پھر فرمایا اگر تم چاہو تو میں تمہیں بتاؤں کہ کس بناء پر تم ٹھہرے رہے؟ فرمایا تم ایک نظر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر ڈالتے تھے اور ایک نظر حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا پر اور یہ دیکھتے تھے کہ ان میں سے کون زیادہ حسین ہے۔ اس نے کہا آپ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہٖ واصحابہ وَسلَّم نے سچ فرمایا۔ قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہٖ واصحابہ وَسلَّم کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا اسی بات نے مجھے ٹھہرائے رکھا تھا۔[1]

یہی علامہ محمد بن یوسف الصالحی الشامی متوفی ۹۴۲ھ لکھتے ہیں:

واخرج ابن عساکر من طریق الزبیر بن بکار قال: حدثنی محمد بن سلام الجمحی قال: حدثنی ابو المقدام مولی عثمان بن عفان قال: بعث النبی صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم مع رجل بظلف الی عثمان بن عفان فاحتبس الرجل فقال النبی صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم: ان شئت اخبرتک ما حبسک قال: نعم یارسول اللہ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم۔ قال: تنظر الی عثمان ورقیۃ تعجب من حسنھما۔

ترجمہ: ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے بطریق زبیر بن بکار رضی اللہ عنہ روایت کی کہ مجھ سے محمد بن سلام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حدیث بیان کی کہا کہ مجھ سے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے غلام ابو المقدام نے حدیث بیان کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہٖ واصحابہ وَسلَّم نے ایک آدمی کے ہاتھ بکری کے پائے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے یہاں بھیجے وہ آدمی کچھ دیر ٹھہرا رہا۔ نبی کریم صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہٖ واصحابہ وَسلَّم نے اس سے فرمایا اگر تم چاہو تو میں بتادوں کہ کس لئے تم وہاں ٹھہرے رہے اس نے کہا یارسول اللہ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہٖ واصحابہ وَسلَّم! ضرور بتائیے۔ آپ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہٖ واصحابہ وَسلَّم نے فرمایا تم حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو دیکھ کر ان کے حسن پر تعجب کر رہے تھے۔[2]

حدیث نمبر ۱۳۱: یہ شیما بنت نفیلہ ازدیہ اپنے خچر شہباء پر کالا دوپٹہ اوڑھے موجود ہے

محدث کبیر امام ابو نعیم احمد بن عبد اللہ اصفہانی متوفی ۴۳۰ھ لکھتے ہیں:

وخزیم من المہاجرین وھو الذی لما ان اخبر النبی صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم اصحابہ ان الحیرۃ رفعت لہ فرای الشیماء بنت نفیلۃ معتجرۃ بحمار اسود علی بغلۃ شھباء قال یارسول اللہ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم ان نحن فتحناھا فوجدناھا علی ھذہ الصفۃ وھی لی قال ھی لک ثم سار مع خالد بن الولید الی مسیلمۃ فقتلوا مسیلمۃ ثم سار معہ نحو الطف حتی دخلوا الحیرۃ فکان اول من لقیھم فیھا بنت نفیلۃ علی البغلۃ الشھباء کما نعتھا رسول اللہ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم فتعلق بھا خزیم وادعاھا فشھدلہ محمد بن

---

[1] (سبل الھدی والرشاد ج۱۰ ص۵۴ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)، (خصائص الکبری ج۲ ص۱۸۰ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

[2] (سبل الھدی والرشاد ج۱۰ ص۵۴ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)، (خصائص الکبری ج۲ ص۱۸۰ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

مسلمة وعبداللہ بن عمر فسلمها الیه خالد بن الولید فنزل الیها اخوها عبدالمسیح فقال له بعنیها فقال لا انقصها واللہ من عشر مائة فدفع الیه الفا وقال لو قلت مائة الف لدفعتها الیک فقال ما کنت احسب ان مالا اکثر من عشر مائة۔

ترجمہ: حضرت خزیم رضی اللہ عنہ مہاجرین میں سے ہیں یہ وہی ہیں کہ جب نبی کریم صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہٖ واصحابہ وَسلَّم نے صحابہ رضی اللہ عنہم سے فرمایا یہ حیرۂ بیضا ہے جسے میرے سامنے لایا گیا ہے اور یہ شیما بنت نفیلہ ازدیہ اپنے خچر شہباء پر کالا دوپٹہ اوڑھے موجود ہے خزیم رضی اللہ عنہ نے کہا یارسول اللہ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہٖ واصحابہ وَسلَّم ہم نے حیرہ کو فتح کرلیا اور ہم نے شیماء کو اسی حالت میں پایا تو کیا وہ میری ہوگئی۔ حضور صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہٖ واصحابہ وَسلَّم نے فرمایا ہاں وہ تیری ہوگئی پھر حضرت خزیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت خالید بن ولید رضی اللہ عنہ کے ساتھ مسیلمہ کذاب کو قتل کرنے چل پڑے چنانچہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے مسیلمہ کذاب کو جہنم واصل کیا پھر حضرت خزیم رضی اللہ عنہ حضرت خالید بن ولید رضی اللہ عنہ کے ساتھ حیرہ کی طرف چل دیئے۔ جب مسلمانوں کا لشکر حیرہ میں داخل ہوا تو سب سے پہلے انہیں (شیماء) بنت نفیلہ سیاہی مائل ایک طاقتور خچر پر سوار ملی جیسا کہ حضور نبی کریم صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہٖ واصحابہ وَسلَّم نے اس کی حالت بیان فرمائی تھی چنانچہ اسے دیکھتے ہی خزیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کے ساتھ چمٹ گئے اور اس کا دعویٰ کرنے لگے ان کے متعلق حضور صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہٖ واصحابہ وَسلَّم کے فرمان کی گواہی حضرت محمد بن مسلمہ اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم نے دی۔ لہذا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے شیماء حضرت خزیم رضی اللہ عنہ کے سپرد کردی۔ پھر شیماء کے پاس اس کا بھائی عبدالمسیح قلعے سے نیچے اتر کر آیا اور خزیم رضی اللہ عنہ سے کہنے لگا شیماء کو مجھے بیچ دے۔ خزیم رضی اللہ عنہ نے جواب دیا بخدا میں ایک ہزار سے کم نہیں کروں گا چنانچہ عبدالمسیح نے ایک ہزار دے کر شیماء کو لے لیا اور پھر کہنے لگا اگر تم ایک لاکھ بھی مانگتے میں وہ بھی دینے کو تیار تھا۔ حضرت خزیم رضی اللہ عنہ کہنے لگے میں تو یہ سمجھتا رہا کہ مال دس سو (یعنی ایک ہزار) سے زیادہ ہوتا ہی نہیں۔[1]

امام جلال الدین سیوطی متوفی ۹۱۱ھ لکھتے ہیں:

واخرج البخاری فی "تاریخه" والطبرانی والبیهقی وابونعیم عن خذیم بن اوس ابن حارثة بن لام قال: هاجرت الی رسول اللہ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیه وَاٰله واصحابه وَسلَّم منصرفه من تبوک فقال رسول اللہ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیه وَاٰله واصحابه وَسلَّم: هذه الحیرة البیضاء قد رفعت لی وهذه الشهباء بنت نفیلة الازدیة عل بغلة شهباء معتجرة بحمار اسود فقلت یارسول اللہ: ان نحن دخلنا الحیرة فوجدتها کما تصف فهی لی۔ قال: هی لک فلما کان زمن ابی بکر وفرغنا من مسیلمة اقبلنا الی الحیرة فاول من تلقانا حین دخلناها الشهباء بنت نفیلة کما قال رسول اللہ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیه وَاٰله واصحابه وَسلَّم علی بغلة شهباء معتجرة حمار اسود فتعلقت بها وقلت: هذه وهبها لی رسول اللہ صَلَّی اللہ

[1] (حلیۃ الاولیاء وطبقات الاصفیاء ذکر حضرت خزیم بن اوس رضی اللہ عنہ ج ۱ ص ۳۶۴ مطبوعہ دار الکتاب العربی بیروت): (السیرۃ النبویۃ ذکر ما کان من الحوادث بعد رجوعہ علیہ السلام الی المدینۃ منصرفہ من تبوک ج ۴ ص ۴۶۔۴۷ مطبوعہ دار الکتاب العربی بیروت)

تعالیٰ علیہ وَ اٰلہ و اصحابہ وَ سلَّم فدعانی خالد بن الولید علیھا بالبینۃ فاتیتہ بھا و کانت البینۃ محمد بن مسلمۃ و محمد بن بشیر الانصار یین فسلمھا الی فنزل الینا اخوھا یرید الصلح، فقال: بعنیھا۔ قلت: لا انقصھا و اللہ من عشرۃ مائۃ درھم فاعطانی الف درھم فقیل لی: لو قلت مائۃ الف لدفعھا الیک فقلت: ما کنت احسب ان عددا اکثر من عشر مائۃ۔

ترجمہ: بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی "تاریخ" میں اور طبرانی نے بیہقی اور ابو نعیم رحمہم اللہ تعالیٰ نے خریم بن اوس بن حارثہ بن لام رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم کی جانب اس وقت ہجرت کی جب کہ آپ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم تبوک سے واپس تشریف لائے تھے رسول اللہ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم نے اس وقت فرمایا یہ حیرۂ بیضا ہے جسے میرے سامنے لایا گیا ہے اور یہ شیما بنت نفیلہ ازدیہ اپنے خچر شہباء پر کالا دوپٹہ اوڑھے موجود ہے۔ میں نے عرض کیا یارسول اللہ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم! اگر ہم حیرہ میں داخل ہوں اور میں اسے ویسا ہی پاؤں جیسا کہ آپ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم نے صفت بیان کی تو کیا وہ میرے لئے ہوگی۔ حضور صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم نے فرمایا وہ تمہارے لئے ہے۔ چنانچہ جب حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا زمانہ خلافت آیا اور ہم مسلیمہ کذاب کے استیصال سے فارغ ہوئے تو حیرہ کی طرف متوجہ ہوئے۔ ہمارے داخل ہونے کے بعد جو عورت سب سے پہلے ہمیں ملی وہ شیما بنت نفیلہ تھی اور اسی حال میں تھی جس حالت کی خبر رسول اللہ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم نے دی تھی یعنی وہ اپنے خچر شہباء پر سوار کالا دوپٹہ اوڑھے تھی اور میں اس کے ساتھ متعلق ہو گیا اور میں نے کہا یہی وہ عورت ہے جسے رسول اللہ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم نے مجھے عطا فرمایا۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس پر مجھ سے شہادت طلب فرمائی اور میں نے اس کی شہادت پیش کی۔ وہ شہادت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ اور محمد بن بشر انصاری رضی اللہ عنہ کی تھی تو حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے اسے میرے حوالہ کر دیا۔ پھر اس کا بھائی ہمارے پاس صلح کی غرض سے آیا اور اس نے کہا اسے فروخت کر دو۔ خدا کی قسم دس سو درہم سے کم نہ کروں گا تو اس نے مجھے ایک ہزار درہم دے دیئے۔ پھر مجھ سے کسی نے کہا اگر تم ایک لاکھ درہم مانگتے تو ضرور دیتا۔ میں نے کہا میں دس سو درہم سے زیادہ گنتی جانتا ہی نہ تھا۔[1]

1 (خصائص الکبری ج ۲ ص ۱۸۶۔۱۸۷ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)، (البدایہ و النھایہ ابن کثیر ج ۶ ص ۱۹۱ مطبوعہ المکتبۃ التجاریۃ مکۃ المکرمہ)، (سبل الھدی و الرشاد ج ۱۰ ص ۷۳ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)، (حجۃ اللہ علی العالمین فی معجزات سید المرسلین ص ۳۷۶ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)، (مجمع الزوائد و منبع الفوائد باب اخبارہ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَ اٰلہ و اصحابہ وَ سلَّم بالمغیبات ج ۸ ص ۲۹۱۔۲۹۲ مطبوعہ موسسۃ المعارف بیروت)، (دلائل النبوۃ لابی نعیم اصفھانی اردو ص ۴۸۸ مطبوعہ ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاھور)، (الاصابۃ فی تمیز الصحابۃ ذکر خریم بن اوس رضی اللہ عنھما ج ۲ ص ۲۷۴ برقم ۲۲۴۷ مطبوعہ دار الجیل بیروت)، (دلائل النبوۃ للاصبھانی ص ۱۵۰ رقم الحدیث ۱۲۱ مطبوعہ دار طیبۃ الریاض)

حدیث نمبر ۳۲: زید بن صوحان رضی اللہ عنہ کے اعضاء جنت میں پہلے داخل ہوں گے

امام ابو بکر احمد بن حسین بیہقی متوفی ۴۵۸ھ روایت کرتے ہیں:

اخبرنا ابو سعد المالینی اخبرنا ابو احمد بن عدی اخبرنا ابویعلی حدثنا ابراھیم بن سعید الجوھری حدثنا حسین بن محمد عن الھذیل بن بلال عن عبدالرحمن بن مسعود العبدی عن علی قال قال رسول اللہ صَلَّی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم من سرہ ان ینظر الی رجل یسبقہ بعض اعضائہ الی الجنۃ فلینظر الی زید بن صوحان۔

ترجمہ: حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم نے فرمایا جو اس سے خوش ہوتا ہے کہ وہ ایسے شخص کو دیکھے جس کے بعض اعضاء جنت میں پہلے داخل ہوں گے اسے چاہئے کہ وہ زید بن صوحان رضی اللہ عنہ کو دیکھے۔[1]

امام محمد بن سعد متوفی ۲۳۰ھ لکھتے ہیں:

قال اخبرنا یعلی بن عبید قال حدثنا الاجلح عن عبید بن لاحق قال کان رسول اللہ صَلَّی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم فی سفر فنزل رجل من القوم فساق بھم ورجز ثم نزل آخر ثم بدا لرسول اللہ صَلَّی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم ان یواسی اصحابہ فنزل فجعل یقول جندب وما جندب والاقطع الخیر زید ثم رکب فدنا منہ اصحابہ فقالوا یارسول اللہ سمعناک اللیلۃ تقول جندب وما جندب والاقطع الخیر زید فقال رجلان یکونان فی ھذہ الامۃ یضرب احدھما حصول تفرق بین الحق والباطل والآخر تقطع یدہ فی سبیل اللہ ثم یتبع اللہ آخر جسدہ باولہ قال یعلی قال الاجلح اما جندب فقتل الساحر ثم الولید بن عقبۃ واما زید فقطعت یدہ یوم جلولاء وقتل یوم الجمل۔

ترجمہ: آپ صَلَّی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم اگلے روز جب صحابہ رضی اللہ عنہم کے قریب ہوئے تو انہوں نے پوچھا یارسول اللہ صَلَّی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم رات ہم نے آپ صَلَّی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم سے یہ سنا جندب کیا ہے جندب؟ زید نے اس سے خیر قطع کر دیا اس کی کیا حقیقت ہے؟ آپ صَلَّی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم نے فرمایا میری امت میں دو آدمی ہوں گے ان میں سے ایک دوسرے کو تلوار مارے گا جس سے حق و باطل کے درمیان تفریق ہو جائے گی دوسرے کا ہاتھ اللہ کے راستے میں کاٹا جائے گا اور دوسرے موقع پر وہ قتل ہو گا۔

---

[1] (دلائل النبوۃ ج۶ ص۴۱۶ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)، (خصائص الکبری ج ۲ ص ۲۳۸ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)، ، (البدایہ والنہایہ ابن کثیر ج۶ ص ۲۰۹ مطبوعہ المکتبۃ التجاریۃ مکۃ المکرمہ)، (سبل الھدی والرشاد ج۱۰ ص۱۰۷ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت) الاصابۃ ج ۱ ص ۵۸۲)، (حجۃ اللہ علی العالمین فی معجزات سید المرسلین ص ۳۹۴ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)، (نسیم الریاض فی شرح شفاء القاضی عیاض ج۴ ص۲۰۷ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت) حاکم ج ۱ ص۳۴۷۔ حیلۃ الالیاء ج ۱ ص ۸۸۔ ابن عدی ج۷ ص ۲۵۸۳)

اجلع کہتے ہیں کہ جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ولید بن عقبہ کے موجود ایک جادو گر کو قتل کیا اور زید رضی اللہ عنہ کا ہاتھ یوم جلولاء کے موقع پر ہاتھ کاٹا گیا۔[1]

امام ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ لکھتے ہیں:

عن عبدالرحمن بن مسعود العبدی قال سمعت علیا یقول قال رسول اللہ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَ أله و اصحابه وَ سلَّم من سره ان ینظر الی من یسبقه بعص اعضائه الی الجنة فلینظر الی زید بن صوحان۔ وروی بن منده من طریق الجریری عن عبداللہ بن بریدة عن ابیه قال ساق رسول اللہ صَلی اللہ تعالیٰ علیه وَ أله و اصحابه وَ سلَّم باصحابه فجعل یقول جندب وما جندب و الاقطع الحبر زید فسئل عن ذلک فقال اما جندب فیضرب حصول یکون فیها امة وحده و اما زید فرجل من امتی تدخل الجنة یده قبل بدنه فلما ولی الولید بن عقبة الکوفة فی زمن عثمان فذکر قصة جندب فی قتله الساحر و اما زید بن صوحان فقطعت یده یوم القادسیة وقتل یوم الجمل۔

ترجمہ: عبدالرحمن بن مسعود العبدی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جو چاہے کہ ایسے آدمی کو دیکھے جسکے بعض اعضاء جنت میں پہلے داخل ہوں گے تو وہ زید بن صوحان کو دیکھے۔[2]

امام ابوالحسن علی بن محمد بن حبیب الماوردی متوفی ۴۲۹ھ روایت کرتے ہیں:

ماوی ان النبی ذکر زید بن صوحان فقال زید وما زید یسبقه عضو منه الی الجنة فقطعت یده یوم نهاوند فی سبیل اللہ۔

ترجمہ: بے شک رسول اللہ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم نے زید رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرمایا کونسا زید جس کا ایک عضو جنت میں پہلے داخل ہو گا تو نہاوند کے دن زید رضی اللہ عنہ کا ہاتھ اللہ کے راستے میں کٹ گیا۔[3]

امام جلال الدین سیوطی متوفی ۹۱۱ھ لکھتے ہیں:

واخرج ابن عساکر عن الحارث الاعور قال: کان مما ذکره رسول اللہ صَلی اللہ تعالیٰ علیه وَ أله و اصحابه وَ سلَّم زید الخیر وهو زید بن صوحان قال رسول اللہ صَلی اللہ تعالیٰ علیه وَ أله و اصحابه وَ سلَّم سیکون بعدی رجل من التابعین وهو زید الخیر یسبقه بعض اعضائه الی الجنة بعشرین سنة فقطعت یده الیسری بنهاوند وعاش بعد ذلک عشرین سنة ثم قتل یوم الجمل بین یدی علي وقال قبل ان یقتل: انی رایت یدی خرجت من السماء تشیر الی ان تعال و انا لاحق بها۔

---

1 (طبقات ابن سعد ج ٦ ص ١٢٣ مطبوعہ دار صادر بیروت)، (الاستیعاب ذکر زید بن صوحان رضی اللہ عنہ ج ٢ ص ٥٥٦۔٥٥٧ برقم ٨٥٢ مطبوعہ دار الجیل بیروت)

2 (الاصابة فی تمیز الصحابة زید بن صوحان رضی اللہ عنہ ج ٢ ص ٦٢٧ برقم ٢٩٩٩ مطبوعہ دار الجیل بیروت)

3 (اعلام النبوة الباب العاشر فیما سمع من معجزات اقواله فصل اخبار الآحاد ص ١٥٨ مطبوعہ دار الکتاب العربی بیروت)

ترجمہ: ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے حارث اعور رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی کہ انہوں نے کہا رسول اللہ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم نے جن زید الخیر کا ذکر فرمایا تھا وہ زید بن صوحان رضی اللہ عنہ تھے۔ رسول اللہ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم نے فرمایا میرے بعد تابعین میں سے ایک شخص ہو گا اور وہ زید الخیر ہے۔ وہ اپنے جسم کا ایک حصہ بیس سال پہلے جنت کی طرف بھیجے گا چنانچہ ان کا بایاں ہاتھ نہاوند میں قطع ہوا۔ اس کے بعد وہ بیس سال زندہ رہے۔ پھر حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے سامنے یوم الجمل میں شہید ہوئے۔ زید بن صوحان رضی اللہ عنہ نے شہید ہونے سے پہلے فرمایا کہ میں اپنے ہاتھ کو دیکھ رہا ہوں کہ وہ آسمان سے نکلا ہے اور اپنی طرف آنے کا اشارہ کر رہا ہے اور میں اس سے ملنے والا ہوں۔[1]

حدیث نمبر ۳۳: سراقہ تجھے کسریٰ کے کنگن پہنائے جائیں گے

امام جلال الدین سیوطی متوفی ۹۱۱ھ لکھتے ہیں:

واخرج البیھقی عن الحسن ان عمر اتی بسواری کسری فالبسھما سراقۃ بن مالک فبلغا منکبیہ فقال الحمد للہ سواری کسری بن ھرمز فی یدی سراقۃ بن مالک اعرابی من بنی مدلج۔

ترجمہ: بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس کسریٰ کے کنگن لائے گئے اور ان دونوں کنگنوں کو سراقہ بن مالک رضی اللہ عنہ کو پہنایا گیا اور وہ کنگن اس کے شانوں تک پہنچے۔ اس وقت حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا اللہ تعالیٰ کی حمد ہے کہ کسریٰ بن ہرمز کے کنگن سراقہ بن مالک رضی اللہ عنہ بنی مدلج کے اعرابی کے ہاتھوں میں ہیں۔[2]

امام ابو بکر احمد بن حسین بیہقی متوفی ۴۵۸ھ روایت کرتے ہیں:

قال الشافعی: وانما البسھما سراقۃ لان النبی صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم قال لسراقۃ ونظر الی ذراعیہ: کانی بک قد لبست سواری کسری۔

---

[1] (خصائص الکبری ج ۲ ص ۲۳۸ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)، (حجۃ اللہ علی العالمین فی معجزات سید المرسلین ص ۳۹۴ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

[2] (خصائص الکبری ج ۲ ص ۱۹۳ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)، (مواھب اللدنیہ ج۳ ص ۹۶ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)،(دلائل النبوۃ ج ۶ ص ۳۲۵ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)، (البدایہ والنھایہ ابن کثیر ج ۶ ص ۱۹۱ مطبوعہ المکتبۃ التجاریۃ مکۃ المکرمہ)، (حجۃ اللہ علی العالمین فی معجزات سید المرسلین ص ۳۷۷ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)،(نسیم الریاض فی شرح شفاء القاضی عیاض ج ۴ ص ۲۰۹ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)، (الشفا بتعریف حقوق المصطفیٰ ج ۱ ص ۲۱۱ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)، (الاکتفاء بما تضمنہ من مغازی رسول اللہ والثلاثۃ الخلفاء ذکر الحدیث عن الخروج رسول اللہ وابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ مہاجرین الی المدینۃ ج ۱ ص ۳۴۸ مطبوعہ عالم الکتب بیروت)

ترجمہ: امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ سراقہ بن مالک رضی اللہ عنہ نے ان دونوں کنگنوں کو اس بناء پر پہنا کہ نبی کریم صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہٖ واصحابہ وَسلَّم نے سراقہ بن مالک رضی اللہ عنہ سے فرمایا تھا کہ اپنے ہاتھوں کی طرف دیکھ گویا میں دیکھ رہا ہوں کہ تم نے کسریٰ کے کنگن پہن رکھے ہیں۔[1]

امام ابوالحسن علی بن محمد بن حبیب الماوردی متوفی ۴۲۹ھ روایت کرتے ہیں:

ومن اعلامہ انہ رأی ذراعی سراقۃ بن مالک بن جعشم دقیقین اشعرین فقال کیف بک اذا البست بعدی سواری کسری فلماتحت فارس دعاہ عمر والبسہ سواری کسری وقال لہ قل الحمدللہ الذی سلبھا کسری بن ھرمز والبسھما سراقۃ بن جعشم۔[2]

امام جلال الدین سیوطی متوفی ۹۱۱ھ لکھتے ہیں:

واخرج من طریق ابن عتبۃ عن اسرائیل ابی موسی عن الحسن ان رسول اللہ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم قال لسراقۃ بن مالک کیف بک اذا لبست سواری کسری قال: فلما اتی عمر بسواری کسری دعا سراقۃ فالبسہ وقال: قل الحمدللہ الذی سلبھما کسری ابن ھرمز والبسھما سراقۃ الاعرابی۔

ترجمہ: بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے بروایت ابن عتبہ رحمۃ اللہ علیہ اسرائیل بن ابوموسیٰ رحمۃ اللہ علیہ سے انہوں نے حسن رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہٖ واصحابہ وَسلَّم نے کہا کہ کسریٰ کے کنگن پہنتے وقت تمہارا کیا حال ہوگا راوی نے کہا کہ جب کسریٰ کے کنگن دربار فاروقی میں لائے گئے تو حضرت فاروق رضی اللہ عنہ نے سراقہ بن مالک رضی اللہ عنہ کو بلاکر پہنایا اور کہا کہ اللہ تعالیٰ کی حمد ہے کہ جس نے کسریٰ بن ہرمز سے ان کنگنوں کو چھین کر سراقہ بن مالک رضی اللہ عنہ اعرابی کو پہنایا۔[3]

علامہ ابوالقاسم عبدالرحمن بن عبداللہ سہیلی متوفی ۵۷۱ھ لکھتے ہیں:

وانما فعلھا عمر لان رسول اللہ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم قدبشر بھا سراقۃ حین اسلم واخبرہ ان اللہ سیفتح علیہ بلاد فارس ویغنمہ ملک کسری فاستعبد ذلک سراقۃ فی نفسہ وقال صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ

[1] (دلائل النبوۃ ج۶ ص ۳۲۵مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت)، (خصائص الکبری ج ۲ ص ۱۹۳ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت)، (البدایہ والنھایہ ابن کثیر ج۶ ص ۱۹۱ مطبوعہ المکتبۃ التجاریۃ مکۃ المکرمہ)، (حجۃ اللہ علی العالمین فی معجزات سیدالمرسلین ص ۳۷۷مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت)

[2] (اعلام النبوۃ الباب العاشر فیما سمع من معجزات اقوالہ فصل اخبار الآحاد ص ۱۵۶ مطبوعہ دارالکتاب العربی بیروت)

[3] (خصائص الکبری ج ۲ ص ۱۹۳ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت)، (دلائل النبوۃ امام بیھقی ج ۶ ص ۳۲۵ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت)، (حجۃ اللہ علی العالمین فی معجزات سیدالمرسلین ص ۳۷۷مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت)، (نسیم الریاض فی شرح شفاء القاضی عیاض ج۴ ص ۲۰۹ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت)، (اتحاف سادۃ المتقین ج۸ ص ۳۳۳مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت)، (احیاء علوم الدین ج ۲ ص ۳۸۵مطبوعہ داراحیاء التراث العربی بیروت)، (شرح العلامۃ الزرقانی علی المواھب اللدنیۃ ج۷ ص ۲۰۸ مطبوعہ دارالمرفۃ بیروت)

و اصحابہ وَسلَّم کسری ملک الملوک فاخبرہ النبی ان حلیته ستجعل علیه تحقیقا للوعد کان اعرابیا بو الا علی عقبیه ولکن اللہ یعز بالاسلام اھله ویسبغ علی محمد نعمته وفضله۔

ترجمہ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ سب کچھ حضرت سراقہ رضی اللہ عنہ کو اس لئے پہنایا تھا کیونکہ حضور صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم نے انہیں اس وقت بشارت دی تھی جب انہوں نے اسلام قبول کیا تھا۔ آپ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم نے فرمایا عنقریب ایران کے شہر فتح ہو جائیں گے اور کسریٰ کا ملک مسلمانوں کے زیر نگین ہو گا لیکن حضرت سراقہ رضی اللہ عنہ نے دل میں اسے ناممکن سمجھا اور کہا کیا وہ کسریٰ جو بادشاہوں کا بادشاہ ہے؟ حضور صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم نے اس وقت فرمایا عنقریب اس کے زیورات اسے پہنائے جائیں گے آپ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم نے یہ اس لئے فرمایا تھا تاکہ آپ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم کی خبر کی تحقیق ہو جائے۔ حضرت سراقہ رضی اللہ عنہ اگرچہ ایک بدو تھے لیکن اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو اسلام کے ساتھ اعزاز بخشا ہے اور حضور صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم اور آپ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم کی امت مرحومہ پر فضل و کرم کا ابر رحمت برساتا ہے۔[1]

امام ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ لکھتے ہیں:

وقال بن عیینة عن اسرائیل عن ابی موسی عن الحسن ان رسول اللہ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم قال لسراقة بن مالک کیف بک اذا لبست سواری کسری قال فلما اتی عمر بسواری کسری ومنطقته وتاجه دعا سراقة فالبسه وکان رجلا ازب کثیر شعر الساعدین فقال له ارفع یدیک وقل الحمدللہ الذی سلبهما کسری بن هرمز والبسهما سراقة الاعرابی۔[2]

حافظ ابو عمرو ابن عبد البر مالکی متوفی ۴۶۳ھ لکھتے ہیں:

وروی عن سفیان بن عیینة عن ابی موسی عن الحسن ان رسول اللہ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم قال لسراقة بن مالک کیف بک اذا لبست سواری کسری قال فلما اتی عمر بسواری کسری ومنطقته وتاجه دعا سراقة بن مالک فالبسه ایاهما۔[3]

---

1 (روض الانف ج ۲ ص ۳۲۳ مطبوعہ مطبوعہ دار الکتب العلمیة بیروت)

2 (الاصابة فی تمیز الصحابة سراقہ بن مالک رضی اللہ عنہ ج ۳ ص ۴۱ برقم ۳۱۱۷ مطبوعہ دار الجیل بیروت)

3 (الاستیعاب ذکر سراقة بن مالک رضی اللہ عنہ ج ۲ ص ۵۸۱ برقم ۹۱۶ مطبوعہ دار الجیل بیروت)

حدیث نمبر ۳۴: میری امت میں سے ایک شخص موت کے بعد کلام کرے گا

محدث کبیر امام ابو نعیم احمد بن عبد اللہ اصفہانی متوفی ۴۳۰ھ لکھتے ہیں:

حدثنا القاضی ابو احمد محمد بن احمد بن ابراھیم ثنا علی بن علی بن العباس البجلی ثنا جعفر بن محمد بن رباح الاشجعی حدثنی ابی عن عبیدة عن عبدالملک ابن نمیر فی مع عبدالملک بن عمرو الصحیح عبدالملک بن عمیر الفرسی بفتح الفاء ابو عمرو الکوفی القبطی عن ربعی بن حراش قال کنا اربع اخوة و کان الربیع اخونا اکثرنا صلاة و اکثرنا صیاماً فی الھواجر و انه توفی فبینا نحو حوله و قد بعثنا من یبتاع لنا کفنا اذ کشف الثوب عن وجهه فقال السلام علیکم فقال القوم و علیکم السلام یا اخا بنی عبس ابعد الموت قال نعم انی لقیت ربی عزو جل بعدکم فلقیت غضبان و استقبلنی بروح و ریحان و استبرق الا و ان القاسم صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم ینتظر الصلاة علی فعجلونی و لا تو خرؤنی ثم کان بمنزلة حصاة رمی بها فی طست فنمی الحدیث الی عائشة رضی اللہ عنها فقالت اما انی سمعت رسول اللہ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ و اصحابہ وَسلَّم یقول یتکلم رجل من امتی بعد الموت۔

ترجمہ: حضرت ربعی بن حراش رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ ہم چار بھائی تھے الربیع رحمۃ اللہ علیہ ہم سے زیادہ نمازیں پڑھنے والا اور سخت روزے رکھنے والا تھا اس کی وفات ہوگئی ہم اس کے ارد گرد کھڑے تھے اور کسی کو کفن خریدنے کے لئے بھیج چکے تھے کہ اچانک اس نے اپنے چہرے سے کپڑا ہٹا دیا اور سب کو سلام کیا لوگوں نے سلام کا جواب دیا اور پوچھا اے بنی عبس کے بھائی! کیا تم موت کے بعد گفتگو کر رہے ہو؟ اس نے کہاہاں میں تمہارے بعد اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملا کہ اللہ تعالیٰ بالکل غصے میں نہ تھا اس نے میرا پھولوں، خوشبو اور ریشم کے بچھونوں سے استقبال کیا سنو! ابو القاسم صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم میری نماز جنازہ کے منتظر ہیں لہذا جلدی کرو اور مجھے دیر نہ ہونے دو۔ پھر ایسے ہوا جیسے ایک کنکر کو طشت میں پھینکا جاتا ہے۔(یعنی تکفین و تدفین میں بہت جلدی کی گئی) اس کے بعد یہ معاملہ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت اقدس میں پیش کیا گیا تو آپ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ میں نے حضور صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم سے سنا کہ میری امت میں سے ایک شخص موت کے بعد کلام کرے گا۔ رسول اللہ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم نے دیکھا تو ان کے آنسو بہنے لگے آپ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم نے اپنی جدائی کی اطلاع دی حتیٰ کہ جدائی کا وقت قریب آگیا۔[1]

امام جلال الدین سیوطی متوفی ۹۱۱ھ روایت کرتے ہیں:

اخرج الطبرانی فی (الاوسط) بسند جید عن حذیفة: سمعت النبی صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ و اصحابہ وَسلَّم یقول یکون فی امتی رجل یتکلم بعد الموت۔

[1] (حلیۃ الاولیاء و طبقات الاصفیاء ذکر ربعی بن حراش رحمۃ اللہ علیہ ج ۴ ص ۳۶۷۔۳۶۸ مطبوعہ دار الکتاب العربی بیروت)

ترجمہ: طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے "اوسط" میں بسند حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ میں نے رسول اللہ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہٖ واصحابہٖ وَسلَّم سے سنا ہے۔ آپ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہٖ واصحابہٖ وَسلَّم نے فرمایا میری امت میں ایک شخص ہوگا جو مرنے کے بعد کلام کرے گا۔

واخرج البیھقی وصححہ وابونعیم من طرق عن ربعی بن حراش قال: مات اخی الربیع وکان اصومنا فی الیوم الحار واقومنا فی اللیلۃ الباردۃ فسجیتہ فضحک فقلت یا اخی: احیاۃ بعد الموت؟ قال: لا ولکنی لقیت ربی فلقینی بروح وریحان ووجہ غیر غضبان فقلت کیف رایت الامر؟ قال: ایسر مما تظنون فذکر لعائشۃ فقالت: صدق ربعی سمعت رسول اللہ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہٖ واصحابہٖ وَسلَّم یقول من امتی من یتکلم بعد الموت۔ وفی لفظ یتکلم رجل من امتی بعد الموت من خیر التابعین۔

قلت: لھذا الحدیث طرق وقد استوفیت اخبار من تکلم بعد الموت فی (کتاب البرزخ)۔

ترجمہ: بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے صحیح بتاکر اور ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے بطریق ربعی بن حراش رحمۃ اللہ علیہ روایت کی انہوں نے کہا کہ میرا بھائی ربیع فوت ہوگیا۔ وہ ہم میں گرمی کے دنوں میں زیادہ روزہ دار اور سردی کی راتوں میں زیادہ قیام کرنے والا تھا۔ میں نے اس کے جسد پر چادر ڈالی تو وہ ہنسنے لگا اس پر میں نے کہا اے بھائی! کیا مرنے کے بعد بھی (دنیاوی) زندگانی ہے؟ اس نے کہا نہیں بات یہ ہے کہ میں اپنے رب سے ملا اور میرا رب مجھ سے روح وریحان اور ایسے وجہ کریم کے ساتھ ملا جو غضب ناک نہ تھا میں نے پوچھا تم نے امر کو کیسا دیکھا اس نے کہا جتنا تم گمان کرسکتے ہو اس سے زیادہ آسان میں نے دیکھا اس کے بعد یہ واقعہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے بیان کیا تو انہوں نے فرمایا ربیع رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سچ کہا میں نے رسول اللہ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہٖ واصحابہٖ وَسلَّم سے سنا ہے آپ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہٖ واصحابہٖ وَسلَّم نے فرمایا میری امت میں ایک شخص مرنے کے بعد کلام کرے گا اور ایک روایت میں یہ ہے کہ میری امت میں ایک شخص مرنے کے بعد کلام کرے گا اور وہ خیر التابعین سے ہوگا۔

امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اس روایت کی بکثرت سندیں ہیں جن کو میں نے "کتاب البرزخ" میں مرنے کے بعد کلام کرنے والوں کی خبروں کے ضمن میں جمع کیا ہے۔[1]

---

[1] (خصائص الکبری ج ۲ ص ۲۵۳ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت)، (دلائل النبوۃ اردو ص ۵۲۲ مطبوعہ ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاھور)، (سبل الھدی والرشاد ج ۱۰ ص ۱۱۴ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت)، (البدایہ والنھایہ ابن کثیر ج ۶ ص ۱۵۶ مطبوعہ المکتبۃ التجاریۃ مکۃ المکرمہ)، (شرح الصدور بشرح حال الموتی والقبور امام سیوطی ص ۷۵ مطبوعہ دارالفکر بیروت)، حلیۃ الاولیاء ج ۴ ص ۳۶۷)، (حجۃ اللہ علی العالمین فی معجزات سیدالمرسلین ص ۳۹۴ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت)، (مجمع الزوائد ومنبع الفوائد باب اخبارہ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہٖ واصحابہٖ وَسلَّم بالمغیبات ج ۸ ص ۲۹۴ مطبوعہ موسسۃ المعارف بیروت)، (طبقات ابن سعد ج ۶ ص ۱۵۰ مطبوعہ دار صادر بیروت)

امام ابو بکر احمد بن حسین بیہقی متوفی ۴۵۸ھ اس روایت کے بعد لکھتے ہیں:

هذا اسناد صحيح لا يشك حديثي في صحته۔[1]

امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

فنمي الحديث الى عائشة رضى الله عنها فقالت اما انى سمعت رسول الله صَلى الله تعالىٰ عليه وَ اٰله و اصحابه وَسلَّم يقول يتكلم رجل من امتى بعد الموت۔

ترجمہ: اس کے بعد یہ معاملہ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت اقدس میں پیش کیا گیا تو آپ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ میں نے حضور صَلّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہٖ واصحابہٖ وَسلَّم سے سنا کہ میری امت میں سے ایک شخص موت کے بعد کلام کرے گا۔[2]

امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

وعدت رسول الله صَلى الله تعالىٰ عليه وَ اٰله و اصحابه وَ سلّم ان لا يذهب في ادركه قال فما شبهت خروج نفسه الا كحصاة القيت في ماء فرسبت فذكر ذلك لعائشة فصدقت بذلك و قالت قد كنا نتحدث ان رجلاً من هذه الامة يتكلم بعد الموت۔

ترجمہ: حضور صَلّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہٖ واصحابہٖ وَسلَّم نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے کہ وہ مجھ سے ملے بغیر نہ جائیں گے اس کے بعد اس کی جان کا نکلنا اتنی ہی تیزی سے ہوا جیسے ایک پتھر کو پانی میں پھینکا جائے اور گرتے ہی وہ ڈوب جائے۔ اس کے بعد یہ واقعہ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت اقدس میں سنایا گیا تو آپ رضی اللہ عنہا نے اس واقع کی تصدیق فرمائی اور فرمایا کہ ہم آپس میں باتیں کر رہے تھے کہ اس رات شخص اپنی موت کے بعد گفتگو کرے گا۔[3]

محدث کبیر امام ابو نعیم احمد بن عبد اللہ اصفہانی متوفی ۴۳۰ھ دوسری سند سے روایت کرتے ہیں:

و وعدني رسول الله صَلى الله تعالىٰ عليه وَ اٰله و اصحابه وَ سلّم ان لا يذهب في ادركه قال فما شبهت خروج نفسه الا كحصاة القيت في ماء فرسبت فذكر ذلك لعائشة فصدقت بذلك و قالت قد كنا نتحدث ان رجلاً من هذه الامة يتكلم بعد الموت۔

ترجمہ: حضور صَلّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہٖ واصحابہٖ وَسلَّم نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے کہ وہ مجھ سے ملے بغیر نہ جائیں گے اس کے بعد اس کی جان کا نکلنا اتنی ہی تیزی سے ہوا جیسے ایک پتھر کو پانی میں پھینکا جائے اور گرتے ہی وہ ڈوب جائے۔ اس کے بعد یہ

---

[1] (دلائل النبوۃ ج ۶ ص ۴۵۴ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

[2] (سیر اعلام النبلاء ذکر ربعی بن حراش ج ۴ ص ۳۶۱ مطبوعہ مؤسسۃ الرسالۃ بیروت)

[3] (سیر اعلام النبلاء ذکر ربعی بن حراش ج ۴ ص ۳۶۱ مطبوعہ مؤسسۃ الرسالۃ بیروت)

واقعہ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت اقدس میں سنایا گیا تو آپ رضی اللہ عنہا نے اس واقع کی تصدیق فرمائی اور فرمایا کہ ہم آپس میں باتیں کر رہے تھے کہ اس رات شخص اپنی موت کے بعد گفتگو کرے گا۔[1]

امام ابن ابی حاتم ۳۲۷ھ لکھتے ہیں:

ربیع بن حراش اخو ربعی بن حراش الذی تکلم بعد الموت و ذکرہ امرہ لعائشۃ فقالت سمعت رسول اللہ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم یقول انہ یتکلم رجل من امتی بعد الموت من خیر التابعین۔[2]

حدیث نمبر ۳۵: یہ بچہ ایک قرن تک زندہ رہے گا

امام جلال الدین سیوطی متوفی ۹۱۱ھ روایت کرتے ہیں:

واخرج الحاکم والبیہقی وابو نعیم من طریق محمد بن زیاد الالہانی عن عبداللہ بن بسر ان النبی صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم وضع یدہ علی راسہ وقال یعیش ھذا الغلام قرنا فعاش مائۃ سنۃ وکان فی وجھہ ثولول فقال لایموت ھذا حتی یذھب الثولول من وجھہ فلم یمت حتی ذھب۔

ترجمہ: حاکم و بیہقی اور ابو نعیم رحمہم اللہ نے بطریق محمد بن زیاد الہانی رحمۃ اللہ علیہ عبد اللہ بن بسر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی کریم صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم نے اپنا دست اقدس ان کے سر پر رکھا اور فرمایا یہ بچہ ایک قرن تک زندہ رہے گا تو وہ ۱۰۰ھ تک زندہ رہے اور ان کے چہرے پر مہاسہ تھا حضو صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم نے فرمایا یہ بچہ اس وقت تک نہ مرے گا جب تک یہ مہاسہ اس کے چہرے سے دور نہ ہو جائے تو وہ فوت نہ ہوئے جب تک وہ مہاسہ دور نہ ہوا۔[3]

امام احمد بن عمرو بن عبد الخالق عتیکی بزار متوفی ۲۹۲ھ روایت کرتے ہیں:

حدثنا ابراھیم بن سعید قال: نا یحیی بن صالح قال: نا محمد ابن القاسم الطائی قال: سمعت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ یقول: قال لی رسول اللہ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم لتدرکن قرنا قال: فبلغنا انہ اتت علیہ مائۃ سنۃ۔[4]

---

[1] (حلیۃ الاولیاء وطبقات الاصفیاء ذکر ربعی بن حراش رحمۃ اللہ علیہ ج ۴ ص ۳۶۸ مطبوعہ دار الکتاب العربی بیروت)

[2] (الجرح والتعدیل ج ۳ ص ۴۵۶ برقم ۲۰۶۲ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)

[3] (خصائص الکبری ج ۲ ص ۲۴۲۔۲۴۳ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)، (البدایہ والنہایہ ابن کثیر ج ۶ ص ۲۳۵ مطبوعہ المکتبۃ التجاریۃ مکۃ المکرمہ)،، (حجۃ اللہ علی العالمین فی معجزات سید المرسلین ص ۳۶۰ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

[4] (البحر الزخار، المعروف بمسند البزار ج ۸ ص ۴۳۰ رقم الحدیث ۳۵۰۲ مطبوعہ مکتبۃ العلوم والحکم المدینۃ المنورۃ)، التاریخ الکبیر ج ۱ ص ۲۱۴۔ الجرح والتعدیل ج ۴ ص ۶۴۔۶۵۔ کشف الاستار مناقب عبداللہ بن بسر ج ۳ ص ۲۸۰ رقم الحدیث ۲۷۴۷۔ حاکم مستدرک الفتن والملاحم ج ۴ ص ۵۰۰)

امام حارث بن ابی اسامۃ متوفی ۱۸۶ھ روایت کرتے ہیں:

حدثنا داؤد بن رشید ثنا ابو حیوۃ عن ابراھیم بن محمد بن زیاد عن ابیہ عن عبداللہ بن بسر ثم ان النبی صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَآلہ واصحابہ وَسلَّم وضع یدہ علی رأسہ وقال یعیش ھذا الغلام قرناً قال فعاش مائۃ سنۃ وکان فی وجھہ ثالول فقال لا یموت ھذا حتی یذھب ھذا الثالول من وجھہ فلم یمت حتی ذھب الثالول من وجھہ۔[1]

امام ابو عبداللہ محمد بن عبدالواحد حنبلی المقدسی متوفی ۶۴۳ھ روایت کرتے ہیں:

اخبرنا ابو جعفر محمد ان فاطمۃ اخبرتھم ابنا محمد بن ریذۃ ابنا سلیمان الطبرانی ثنا ابو زرعۃ عبدالرحمن بن عمرو الدمشقی ثنا یحیی بن صالح الوحاظی ثنا الحسن بن ایوب الحضرمی عن عبداللہ بن بسر انہ کان فی راسہ شامۃ فقال لہ النبی الیدر کن ھذا قرنا۔[2]

امام ابو عبداللہ محمد بن عبدالواحد حنبلی المقدسی متوفی ۶۴۳ھ روایت کرتے ہیں:

اخبرنا ابو جعفر ایضا ان فاطمۃ بنت عبداللہ اخبرتھم ابنا محمد بن عبداللہ بن ریذہ ابنا سلیمان بن احمد الطبرانی ثنا عبداللہ بن احمد بن حنبل ثنا داود بن رشید ثنا ابو حیوۃ شریح بن یزید عن ابراھیم بن محمد بن زیاد الالھانی عن ابیہ عن عبداللہ بن بسر قال وضع رسول اللہ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَآلہ واصحابہ وَسلَّم یدہ علی راسہ وقال یعیش ھذا الغلام قرنا فعاش مائۃ سنۃ وکان فی وجھہ ثالول فقال لا یموت حتی یذھب الثالول من وجھہ فلم یمت حتی ذھب الثالول من وجھہ۔[3]

حدیث نمبر ۳۶: آج وہ کوئی غیب کی بات کہہ دیتے ہیں تو وہ تو آج ہی یا کل وقت چاشت ضرور رونما ہو جاتی ہے

امام محمد بن حبان بن احمد ابو حاتم التمیمی متوفی ۳۵۴ھ لکھتے ہیں:

نبی یری مالا الناس حولہ — ویتلو کتاب اللہ فی کل مشھد
وان قال فی یوم مقالۃ غائب — فتصدیقہ فی الیوم اوفی ضحوۃ الیوم اوغد
لیھنئی ابابکر سعادۃ جدہ — بصحبتہ من یسعد اللہ یسعد

ترجمہ: وہ ایسے نبی محترم صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَآلہ واصحابہ وَسلَّم ہیں جو ان چیزوں کا مشاہدہ فرماتے ہیں جنہیں لوگ نہیں دیکھ سکتے وہ ہر مقام پر اللہ تعالیٰ کی کتاب کی تلاوت کرتے ہیں اگر آج وہ کوئی غیب کی بات کہہ دیتے ہیں تو وہ تو آج ہی یا کل وقت

---

[1] (مسند الحارث زوائد الھیثمی کتاب المناقب باب مناقب عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ ج ۲ ص ۹۳۷ رقم الحدیث ۱۰۳۳ مطبوعہ مرکز خدمۃ السنۃ والسیرۃ النبویۃ المدینۃ المنورۃ)

[2] (الاحادیث المخارۃ ج ۹ ص ۵۶۔۵۷ رقم الحدیث ۳۷۔۳۸۔۳۹ مطبوعہ مکتبۃ النھضۃ الحدیثہ مکہ مکرمۃ)

[3] (الاحادیث المخارۃ ج ۹ ص ۹۰ رقم الحدیث ۷۲ مطبوعہ مکتبۃ النھضۃ الحدیثہ مکہ مکرمۃ)، (جامع الاحادیث الکبیر ج ۲۰ ص ۲۵۲ رقم الحدیث ۱۶۵۷۶ مطبوعہ دار الفکر بیروت)

چاشت ضرور رونما ہو جاتی ہے۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو حضور صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم کی رفاقت کی سعادت مبارک ہو۔ در حقیقت جسے اللہ تعالیٰ سعادت مند کرتا ہے وہی سعید ہوتا ہے۔[1]

علامہ ابو القاسم عبد الرحمن بن عبد اللہ سہیلی متوفی ۵۷۱ھ لکھتے ہیں، حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں:

لقد نزلت منہ الی اھل یثرب — رکاب ھدی حلت علیھم باسعد
نبی یری ما لا الناس حولہ — ویتلو کتاب اللہ فی کل مشھد
وان قال فی یوم مقالۃ غائب — فتصدیقہ فی الیوم او فی ضحی الغد
لیھن ابا بکر سعادۃ جدہ — بصحبتہ من یسعد اللہ یسعد

ترجمہ: آپ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم کے طفیل اہل یثرب کو ہدایت نصیب ہوئی اور تمام سعادتیں ان کا مقدر ہو گئیں۔ وہ ایسے نبی محترم صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم ہیں جو ان چیزوں کا مشاہدہ فرماتے ہیں جنہیں لوگ نہیں دیکھ سکتے وہ ہر مقام پر اللہ تعالیٰ کی کتاب کی تلاوت کرتے ہیں اگر آج وہ کوئی غیب کی بات کہہ دیتے ہیں تو وہ تو آج ہی یا کل وقت چاشت ضرور رونما ہو جاتی ہے۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو حضور صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم کی رفاقت کی سعادت مبارک ہو۔ در حقیقت جسے اللہ تعالیٰ سعادت مند کرتا ہے وہی سعید ہوتا ہے۔[2]

علامہ یوسف بن اسماعیل النبہانی متوفی ۱۳۵۰ھ لکھتے ہیں، حضرت عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

وفینا رسول اللہ یتلو کتابہ — اذا انشق معروف من الصبح ساطع

اور ہم میں اللہ کے رسول صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم ہیں جو اس کی کتاب کی تلاوت کرتے ہیں جب اٹھنے والی صبح سے بھلائی پھوٹتی ہے۔

ارانا الھدی بعد العمی فقلوبنا — بہ موقنات ان ما قال واقع

آپ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم نے ہمیں اندھے پن کے بعد راستہ دکھایا پس ہمارے دل یہ یقین رکھتے ہیں کہ آپ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم جو فرمائیں گے لا محالہ وہ واقع ہو کر رہے گا۔

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں:

نبی یری ما لا یری الناس حولہ — ویتلو کتاب اللہ فی کل مشھد

---

[1] (السیرة النبویة واخبار الخلفاء لابن حبان ص ۱۳۷ ذکر ھجرة رسول اللہ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم الی یثرب فا جاء بہ حسان بن ثابت مطبوعہ دارالفکر بیروت)

[2] (روض الانف حدیث ام معبد ج ۲ ص ۳۲۵ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

نبی علیہ السلام اپنے ارد گرد وہ کچھ دیکھتے ہیں جو لوگ نہیں دیکھ سکتے آپ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہٖ واصحابہ وَسلَّم ہر مجلس میں اللہ کی کتاب کی تلاوت فرماتے ہیں۔

فان قال فی یوم مقالۃ غائب فتصدیقھا فی ضحوۃ الیوم او غد

اگر آپ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہٖ واصحابہ وَسلَّم نے کسی روز غائب کی بات بتائی تو اس کی تصدیق اسی روز چاشت کے وقت آجاتی ہے یا اگلے روز واقع ہو جاتی ہے۔[1]

حدیث نمبر ۷۳: حضور صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہٖ واصحابہ وَسلَّم نے مجھے میرے تمام دلی ارادوں سے مطلع فرمایا

امام جلال الدین سیوطی متوفی ۹۱۱ھ روایت کرتے ہیں:

اخرج ابن سعد و ابن عساکر عن عبدالملک بن عبید و غیرہ قالوا کان شیبۃ ابن عثمان یحدث عن اسلامہ قال لما کان عام الفتح و دخل رسول اللہ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہٖ و اصحابہ وَسلَّم مکۃ عنوۃ قلت اسیر مع قریش الی ھوازن بحنین فعسی ان اختلطوا ان اصیب من محمد غرۃ فاکون انا الذی قمت بثار قریش کلھا و اقول لو لم یبق من العرب و العجم احد الا اتبع محمدا ما اتبعتہ ابدا فکنت مترصدا لما خرجت لہ لا یزداد الامر فی نفسی الا قوۃ فلما اختلط الناس اقتحم رسول اللہ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہٖ و اصحابہ وَسلَّم عن بغلتہ و اصلت السیف و دنوت ارید ما ارید منہ و رفعت سیفی حتی کدت اسورہ فرفع لی شواظ من نار کالبرق کاد یمحشنی فوضعت یدی علی بصری خوفاً علیہ و التفت الیّ رسول اللہ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہٖ و اصحابہ وَسلَّم فنادانی یا شیبۃ ادن منی فدنوت فمسح صدری ثم قال اللھم اعذہ من الشیطان قال فو اللہ لھو کان ساعتئذ احب الیّ من سمعی و بصری و نفسی و اذھب اللہ ما کان بی ثم قال ادن فقاتل فتقدمت امامہ اضرب بسیفی اللہ یعلم انی احب ان اقیہ بنفسی کل شئ و لو لقیت تلک الساعۃ ابی لو کان حیاً لا وقعت بہ السیف حتی رجع الی معسکرہ فدخل خباءہ فدخلت علیہ فقال یا شیب الذی اراد اللہ بک خیر مما اردت بنفسک ثم حدثنی بکل ما اضمرت فی نفسی مما لم اذکرہ لاحد قط فقلت انی اشھد ان لا الہ الا اللہ و انک رسول اللہ ثم قلت استغفر لی یا رسول اللہ قال غفر اللہ لک۔

ترجمہ: عبدالملک بن عبید و غیرہ محدثین بیان کرتے ہیں کہ شیبہ بن عثمان اپنے اسلام لانے کی داستان (مندرجہ ذیل الفاظ میں) بیان کرتے تھے۔ وہ کہتے کہ جب فتح مکہ کا سال آیا اور نبی اکرم صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہٖ واصحابہ وَسلَّم نے بزور مکہ پر قبضہ کر لیا، تو میں نے کہا کہ میں بنو قریش کے ہمراہ بنو ہوازن کے پاس حنین میں چلا جاتا ہوں، ہو سکتا ہے، کہ جلد ہی یہ دونوں گروہ محمد صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہٖ واصحابہ وَسلَّم کا باہم ملکر مقابلہ کریں اور میں موقع پا کر تمام قریش کی ہزیمت کا بدلہ لے لوں۔ میں کہا کرتا تھا کہ اگر عرب و عجم میں کوئی شخص بھی باقی نہ رہے۔ سب محمد (صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہٖ واصحابہ وَسلَّم) کی اطاعت اختیار کر

[1] (حجۃ اللہ علی العالمین فی معجزات سید المرسلین ص ۳۳٦ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت) (مختصر سیرۃ الرسول ص ۸۸ مطبوعہ دار القلم بیروت)

پس تب بھی میں آپ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم کی اتباع نہ کروں گا چنانچہ میں اپنے عزائم کی تکمیل کے لئے منتظر تھا۔ آتش انتقام سینے میں بھڑک رہی تھی پھر جب دونوں گروہوں کا آمنا سامنا ہوا۔ نبی کریم صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم اپنے خچر سے نیچے آئے میں تلوار سونت کر اپنے ارادے کی تکمیل کے لئے ان کے قریب ہوا۔ میں نے تلوار ابھی لہرائی ہی تھی کہ بجلی کی طرح آگ کے شعلے بلند ہوئے جنھوں نے مجھے ہلا کر رکھ دیا۔ میں نے بینائی چھن جانے کے خوف سے اپنے ہاتھ آنکھوں پر رکھ لئے۔ اسی اثناء میں نبی اکرم صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم نے میری جانب التفات فرمایا اور صدا دی۔ اے شیبہ! میرے قریب آؤ۔ میں آپ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم کے قریب گیا، تو آپ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم نے اپنا دست اقدس میرے سینہ پر پھیرا اور فرمایا: اے اللہ! اسے شیطان کے شر سے محفوظ فرما۔ شیبہ بیان کرتے ہیں بخدا! وہ گھڑی مجھے اپنی آنکھ، کان اور جان سے زیادہ عزیز اور پیاری ہے۔ میرے سینہ کا بغض و کینہ جاتا رہا۔ نبی اکرم صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم نے پھر فرمایا: میرے قریب آجاؤ اور قتال کرو، چنانچہ میں نے آگے بڑھ کر تیغ زنی شروع کی۔ خدا جانتا ہے، کہ اس وقت مجھے سب سے زیادہ یہ عزیز تھا کہ میں اپنی جان کے ساتھ نبی اکرم صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم کا دفاع کروں۔ اس گھڑی میری یہ حالت تھی کہ میرا والد بھی میرے سامنے آتا، تو اس کو بھی تہ تیغ کر دیتا۔ اس کے بعد حضور صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم اپنی لشکر گاہ کی طرف لوٹے اور خیمہ میں تشریف لائے۔ میں بھی آپ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم نے فرمایا: اے شیبہ! اللہ تعالیٰ نے تمہارے ساتھ جس چیز کا ارادہ فرمایا ہے وہ اس سے کہیں بہتر ہے جو تمہارے دل میں آئی تھی اس کے بعد حضور صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم نے مجھے میرے تمام دلی ارادوں سے مطلع فرمایا: حالانکہ میں نے ان ارادوں سے کسی کو قطعاً آگاہ نہیں کیا تھا میں نے عرض کیا "میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ آپ (صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم) اللہ کے رسول ہے۔ پھر میں نے عرض کیا یارسول اللہ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم میرے لئے دعائے مغفرت فرمایئے۔ حضور صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ نے تمہاری مغفرت فرمادی ہے۔[1]

امام ابوالحسن علی بن محمد بن حبیب الماوردی متوفی ۴۲۹ھ روایت کرتے ہیں:

فقال لی الذی اراد اللہ بک خیر مما اردتہ لنفسک و حدثنی بجمیع ما زورتہ فی نفسی فقلت ما اطلع علی ھذا احد الا اللہ فاسلمت۔[2]

---

[1] (خصائص الکبری باب ما وقع فی غزوۃ حنین من المعجزات ج ۱ ص ۴۴۸ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)، (دلائل النبوۃ لابی نعیم اصفھانی اردو ص ۱۷۱ مطبوعہ ضیاءالقرآن پبلی کیشنز لاہور)

[2] (اعلام النبوۃ ص ۱۶۳ مطبوعہ دار الکتاب العربی بیروت)

امام محمد بن اسحاق بن العباس الفاکہی متوفی ۲۷۵ھ روایت کرتے ہیں:

فقال مالک یا شیب ادن فدنوت فوضع رسول اللہ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ و اصحابہ وَسلَّم یدہ علی صدری قال فستخرج اللہ عزوجل الشیطان من قلبی فرفعت الیہ بصری وھو واللہ احب الی من سمعی و من بصری و من ابی و امی۔[1]

امام اسماعیل بن محمد بن الفضل الاصبھانی متوفی ۵۳۵ھ لکھتے ہیں:

و قال یا شیبۃ ادنہ فدنوت فوضع یدیہ علی صدری فستخرج اللہ الشیطان من قلبی فرفعت الیہ بصری فلھو احب الیّ من سمعی و بصری۔

ترجمہ: نبی اکرم صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم نے میری جانب التفات فرمایا اور صدا دی۔ اے شیبہ! میرے قریب آؤ۔ میں آپ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم کے قریب گیا، تو آپ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم نے اپنا دست اقدس میرے سینہ پر پھیرا اور فرمایا: اے اللہ! اسے شیطان کے شر سے محفوظ فرما۔ شیبہ بیان کرتے ہیں بخدا! وہ گھڑی مجھے اپنی آنکھ، کان اور جان سے زیادہ عزیز اور پیاری ہے۔ میرے سینہ کا بغض و کینہ جاتا رہا۔[2]

امام ابی الفرج عبد الرحمن بن الجوزی متوفی ۵۹۷ھ لکھتے ہیں:

فقال یا شیبۃ! الذی اراد اللہ بک خیر مما اردت نفسک ثم حدثنی بکل ما اضمرت فی نفسی مما لم اذکرہ لاحد قط فقلت انی اشھد ان لا الہ الا اللہ و انک رسول اللہ ثم قلت استغفر لی یا رسول اللہ قال غفر اللہ لک۔

ترجمہ: حضور صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم نے فرمایا: اے شیبہ! اللہ تعالیٰ نے تمہارے ساتھ جس چیز کا ارادہ فرمایا ہے وہ اس سے کہیں بہتر ہے جو تمہارے دل میں آئی تھی اس کے بعد حضور صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم نے مجھے میرے تمام دلی ارادوں سے مطلع فرمایا: حالانکہ میں نے ان ارادوں سے کسی کو قطعاً آگاہ نہیں کیا تھا میں نے عرض کیا "میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ آپ (صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم) اللہ کے رسول ہے۔ پھر میں نے عرض کیا یارسول اللہ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم میرے لئے دعائے مغفرت فرمایئے۔ حضور صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ نے تمہاری مغفرت فرمادی ہے۔[3]

---

[1] (اخبار مکۃ فی قدیم الدھر وحدیثہ ذکر المواضع التی دخلھا رسول اللہ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم و اصحابہ رضی اللہ عنھم ج ۵ ص ۹۲ رقم الحدیث ۲۸۹۷ مطبوعہ دار خضر بیروت)

[2] (دلائل النبوۃ للاصبھانی ص ۱۸۲۔۱۸۳ رقم الحدیث ۲۳۶ مطبوعہ دار طیبۃ الریاض)

[3] (صفوۃ الصفوۃ ج ۱ ذکر شیبۃ بن عثمان بن طلحۃ رضی اللہ عنہ ص ۲۹۷ مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت)، (جامع الاحادیث الکبیر ج ۲۰ ص ۲۸ رقم الحدیث ۱۵۵۱۵ مطبوعہ دار الفکر بیروت)، (الاستیعاب ذکر شیبہ بن عثمان رضی اللہ عنہ ج ۲ ص ۱۲۷ برقم ۱۲۰۵ مطبوعہ دار الجیل بیروت)، (حجۃ اللہ علی العالمین فی معجزات سید المرسلین ص ۳۵۸ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)، (نسیم الریاض فی شرح شفاء القاضی عیاض ج ۴ ص ۲۴۸ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)، (دلائل النبوۃ امام بیھقی۔ ج ۵ ص ۱۴۵ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

امام محمد بن سعد متوفی ۲۳۰ھ لکھتے ہیں:

فخطب الناس یومئذ و دعا عثمان بن طلحۃ تالدۃ خالدۃ لاینزعھا منکم احد الا السھو۔

ترجمہ: حضور صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم نے اس روز لوگوں کو نصیحت کی عثمان بن طلحہ کو بلا کر چابی دے دی اور فرمایا کہ اولاد ابی طلحہ اسے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے لے لو وہ تم سے سوائے ظالم کے اور کوئی نہ چھینے گا۔[1]

امام جلال الدین سیوطی متوفی ۹۱۱ھ لکھتے ہیں:

واخرج الطبرانی عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم خذوھا یا بنی طلحۃ خالدۃ تالدۃ لاینزعھا منکم الا ظالم یعنی حجابۃ الکعبۃ۔[2]

علامہ یوسف بن اسماعیل النبہانی متوفی ۱۳۵۰ھ علامہ ابن اثیر رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے لکھتے ہیں:

وکان شیبۃ من خیار المسلمین و دفع لہ رسول اللہ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم مفتاح الکعبۃ والی ابن عمہ عثمان بن طلحۃ بن ابی طلحۃ وقال خذوھا خالدۃ مخلدۃ تالدۃ الی یوم القیامۃ یا بنی ابی طلحۃ لا یاخذھا منکم الا ظالم وھو جد ھؤلاء بنی شیبۃ الذین یلون حجابۃ البیت الذین بایدھم حجابۃ الکعبۃ ومفتاحھا الی یومنا ھذا انتھی کلام ابن اثیر قلت وبنو شیبۃ ھذا ھم الذین یلون مفتاح الکعبۃ الی یومنا ھذا وھو العام السابع عشر من القرن الرابع عشر وفی قولہ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم خذوھا خالدۃ مخلدۃ تالدۃ الی یوم القیامۃ ا بنی ابی طلحۃ معجزۃ اخری لہ ا لاطلاعہ علی بقاء سلالتھم حتی یتوارثوھا وبشارۃ لھم بان سلالتھم تبقی الی یوم القیامۃ یتوارثونھا الا ان یسلط اللہ علیھم ظالماً ینزعھا من ایدھم ولم یسلط الی الآن۔

ترجمہ: حضرت شیبہ رضی اللہ عنہ کا شمار بہترین مسلمانوں میں ہوتا تھا۔ نبی کریم صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم نے کعبہ شریف کی کنجی انہیں اور ان کے چچازاد بھائی عثمان بن طلحہ کو عطا فرمائی اور فرمایا: یہ کنجی لے لو اے اولاد ابی طلحہ! یہ تمہارے پاس ابدالاباد تک رہے گی اور سوائے ظالم کے کوئی تم سے چھین نہ سکے گا۔ ابو طلحہ ان بنو شیبہ کا جد ہے جو بیت اللہ شریف کے دربان ہیں۔ کعبہ شریف کی کنجی آج انہی کے پاس ہے۔ انتھی کلام ابن اثیر۔

امام نبہانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ آج تک یعنی 1317ھ تک کنجی برداری کا منصب اسی گھرانے کے پاس ہے نبی اکرم صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم کے اس ارشاد کہ یہ کنجی ابد الاباد تک ابی طلحہ کے گھرانے میں رہے گی میں ایک اور معجزہ یہ

---

[1] (طبقات الکبریٰ ابن سعد سریۃ رسول اللہ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم عام الفتح ج ۲ ص ۱۳۷ مطبوعہ دار صادر بیروت)، (سیر اعلام النبلاء ج ۳ ص ۱۲ مطبوعہ مؤسسۃ الرسالۃ بیروت)، (الاستیعاب ذکر شیبہ بن عثمان رضی اللہ عنہ ج ۲ ص ۱۳۷ برقم ۱۲۰۵ مطبوعہ دار الجیل بیروت)، (تخریج الدلالات السمعیۃ ص ۱۲۱ مطبوعہ دار الغرب الاسلامی بیروت)

[2] (الدر المنثور فی التفسیر الماثور تحت سورۃ النساء آیت نمبر ۵۸ ج ۲ ص ۳۱۲ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)، (الدرر فی اختصار المغازی والسیر لابن عبد البر ص ۲۲۰ مطبوعہ دار المعارف القاھرۃ مصر)

ہے کہ نبی اکرم صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم کو اس بات کا بھی علم تھا کہ ابو طلحہ کی نسل باقی رہے گی اور وہ نسل در نسل اس منصب کے وارث بنیں گے۔ نیز یہ بشارت ہے کہ ان سے سوائے کسی ظالم کے کوئی یہ چابی چھین نہ سکے گا۔ چنانچہ یہ پیش گوئی سچ ثابت ہوئی اور آج تک کوئی اس منصب پر تسلط نہیں جما سکا۔[1]

حدیث نمبر ۳۸: اے عثمان یاد رکھو وہ وقت کچھ دور نہیں کہ خانہ کعبہ کی چابی ایک صاحب اختیار کی حیثیت سے میرے پاس ہوگی

محمد بن ابی بکر الدمشقی الشہیر بابن قیم الجوزیہ متوفی ۷۵۱ھ لکھتے ہیں:

و ذکر ابن سعد فی الطبقات عن عثمان بن طلحۃ قال کنا نفتح الکعبۃ فی الجاھلیۃ یوم الاثنین و الخمیس فاقبل رسول اللہ یوماً یرید ان یدخل الکعبۃ مع الناس فغلظت لہ و نلت منہ فحلم عنی ثم قال یا عثمان لعلک ستری ھذا المفتاح یوما بیدی اضعہ حیث شئت فقلت: لقد ھلکت قریش و ذلت فقال: بل عمرت و عزت یومئذ و دخل الکعبۃ فوقعت کلمتہ منی موقعاً ظننت ان الامر سیصیر الی ما قالۃ فلما کان یوم الفتح قال یا عثمان ائتنی بالمفتاح فاتیتہ بہ فاخذہ منی ثم دفعہ الی و قال خذوھا خالدۃ تالدۃ لا ینزعھا منکم الا ظالم۔

ترجمہ: ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے طبقات میں حضرت عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے بیان کیا کہ زمانۂ جاہلیت میں دوشنبہ اور پنج شنبہ کو کعبہ طواف کے لئے کھولا جاتا تھا۔ ان دونوں کے علاوہ ایک روز آپ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم تشریف لائے اور کعبۃ اللہ میں داخل ہونا چاہا مگر میں نے سختی سے روک دیا۔ آپ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم نے تحمل و برداشت سے کام لیا اور فرمایا اے عثمان رضی اللہ عنہ یاد رکھو وہ وقت کچھ دور نہیں ہے کہ خانہ کعبہ کی چابی ایک صاحب اختیار کی حیثیت سے میرے پاس ہوگی اور میں جسے چاہوں گا تولیت کے ساتھ چابی عطا کروں گا۔ میں نے کہا تھا کہ اے محمد (صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم) کیا اس وقت قریش مر چکے ہوں گے یا پھر وہ ذلت رسوائی کو برداشت کرلیں گے؟ آپ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم نے جواب میں فرمایا تھا عثمان رضی اللہ عنہ! ایسا نہیں ہے اس دن قریش کو عزت اور معافی ملے گی یہ فرما کر آپ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم کعبہ میں داخل ہوگئے اس کے بعد میں آپ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم کو کعبہ کے اندر داخلہ سے نہ روک سکا لیکن آپ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم کی باتیں میرے دل میں گھر کر گئی تھیں۔ مجھے یقین ہو گیا تھا کہ حضور صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم نے جو فرمایا ہے وہ ہو کر رہے گا پھر میں نے مسلمان ہوجانے کا ارادہ کیا تو میری قوم نے مجھے جھڑکا اور سختی کے ساتھ خائف کر دیا۔ فتح مکہ کے روز حضور صَلَّی اللہ تعالیٰ

[1] (حجۃ اللہ علی العالمین فی معجزات سید المرسلین ص ۳۵۹ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسَلَّم نے کعبۃ اللہ کی چابی مجھ سے طلب فرمائی میں نے چابی دی اور آپ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسَلَّم نے اپنے ہاتھ میں لے کر پھر مجھ ہی کو عطا فرمادی اور کہا یہ چابی ہمیشہ تمہارے پاس رہے گی۔ تم سے کسی کا چابی لینا دراصل ظلم سے چھین لینے کے مترادف ہو گا۔[1]

امام جلال الدین سیوطی متوفی ۹۱۱ھ روایت کرتے ہیں:

قال یا عثمان لعلک ستری ھذا المفتاح یو ما بیدی اضعه حیث شئت فقلت: لقد ھلکت قریش و ذلت فقال: بل عمرت یو مئذ و عزت و دخل الکعبة فو قعت کلمته منی مو قعاً ظننت ان الامر سیصیر الی ما قال فاردت الاسلام فاذا قومی یزبروننی زبرا شدیدا فلما کان یوم فتح مکة قال لی یا عثمان ائت بالمفتاح فاتیته به فاخذه منی ثم دفعه الی و قال خذھا خالدة تالدة لا ینزعھا منکم الا ظالم فلما و لیت نادانی فرجعت الیه فقال الم یکن الذی قلت لک؟ فذکرت قوله لی بمکة قبل الھجرة لعلک ستری ھذا المفتاح یو ماً بیدی اضعه حیث شئت فقلت: بل اشھد انک رسول اللہ۔[2]

امام علی بن برہان الدین الحلبی الشافعی متوفی ۱۰۴۴ھ لکھتے ہیں:

قال یا عثمان لعلک ستری ھذا المفتاح یو ما بیدی اضعه حیث شئت۔

ترجمہ: حضور صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسَلَّم نے فرمایا اے عثمان رضی اللہ عنہ یادرکھو وہ وقت کچھ دور نہیں ہے کہ خانہ کعبہ کی چابی ایک صاحب اختیار کی حیثیت سے میرے پاس ہو گی اور میں جسے چاہوں گا تولیت کے ساتھ چابی عطا کروں گا۔[3]

حدیث نمبر ۳۹: تو اپنے دل میں کیا خیال کر رہا تھا؟

حافظ ابو عمرو ابن عبد البر مالکی متوفی ۴۶۳ھ لکھتے ہیں:

فقال له ما تحدث به نفسک قال لا شئ کنت اذکر اللہ عز و جل فضحک النبی علیه السلام و قال استغفر اللہ لک و وضع یده علیه السلام علی صدر فضالة فکان فضالة یقول و اللہ ما رفع یده عن صدری حتی ما اجد علی ظھر الارض احب الی منه۔[4]

امام عبد الملک بن ہشام متوفی ۲۱۳ھ لکھتے ہیں:

أفضالة؟

کیا تو فضالہ ہے؟

---

[1] (زادالمعادفی ھدی خیر العباد فصل فی الفتح الاعظم ج۳ ص ۴۰۹ مطبوعہ مؤسسۃ الرسالۃ بیروت)
[2] (خصائص الکبری باب ما وقع فی فتح مکة من المعجزات والخصائص ج ۱ ص ۴۴۲ ۔ ۴۴۳ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت)، (سبل الھدی والرشاد ج ۱۰ ص ۶۵ ۔ ۶۶ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت)
[3] (انسان العیون فی سیرۃ الامین المامون المعروفۃ بالسیرۃ الحلبیہ ج۳ ص ۵۴ مطبوعہ دارالمعرفۃ بیروت)
[4] (الدرر فی اختصار المغازی والسیر لابن عبدالبر ص ۲۲۲ مطبوعہ دارالمعارف القاہرۃ مصر)

اس نے جواب دیا:

نعم۔

جی ہاں میں فضالہ ہوں۔

آپ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہٖ واصحابہ وَسلَّمَ نے فرمایا:

ماذا کنت تحدث نفسک؟

تو اپنے دل میں کیا خیال کر رہا تھا؟

اس نے کہا:

لا شئ کنت اذکر اللہ فضحک النبی صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہٖ و اصحابہ وَسلَّم ثم قال استغفر اللہ۔

میں اللہ سے (تمہارے لئے) مغفرت طلب کرتا ہوں۔

ثم وضع یدہ علی صدری فسکن قلبہ فکان فضالۃ یقول و اللہ ما رفع یدہ عن صدری حتی ما من خلق اللہ شئ احب الی منہ۔

اللہ کی قسم آپ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہٖ واصحابہ وَسلَّمَ نے اپنا دست مبارک میرے سینے سے ہٹایا نہیں تھا کہ مجھے آپ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہٖ واصحابہ وَسلَّمَ کی ذات کائنات کی ہر شے سے زیادہ محبوب ہوگئی۔[1]

امام ابی الربیع سلیمان بن موسی الکلاعی الاندلسی متوفی ۶۳۴ھ لکھتے ہیں، آپ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہٖ واصحابہ وَسلَّمَ نے فرمایا:

ماذا کنت تحدث نفسک؟

تو اپنے دل میں کیا خیال کر رہا تھا؟

اس نے کہا:

لا شئ کنت اذکر اللہ فضحک النبی ثم قال استغفر اللہ۔

میں اللہ سے (تمہارے لئے) مغفرت طلب کرتا ہوں۔

ثم وضع یدہ علی صدری فسکن قلبہ فکان فضالۃ یقول و اللہ ما رفع یدہ عن صدری حتی ما من خلق اللہ شئ احب الی منہ۔

[1] (السیرۃ النبویہ المعروف سیرت ابن ھشام ج ۵ ص ۸۰ مطبوعہ دار الجیل بیروت)

اللہ کی قسم آپ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہٖ واصحابہٖ وَسلَّم نے اپنا دست مبارک میرے سینے سے ہٹایا نہیں تھا کہ مجھے آپ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہٖ واصحابہٖ وَسلَّم کی ذات کائنات کی ہر شے سے زیادہ محبوب ہو گئی۔[1]

محمد بن ابی بکر الدمشقی الشہیر بابن قیم الجوزیہ متوفی ۷۵۱ھ لکھتے ہیں:

وهم فضالة بن عمير بن الملوح ان يقتل رسول الله وهو يطوف بالبيت فلما دنا منه قال له رسول الله اَفضالة؟ قال نعم فضالة يارسول الله قال ماذا كنت تحدث به نفسك؟ قال لاشئ كنت اذكر الله قال: فضحك النبي صَلَّى الله تعالىٰ عليه وَاٰله واصحابه وَسلَّم ثم قال استغفر الله ثم وضع يده على صدره فسكن قلبه۔ وكان فضالة يقول والله ما رفع يده عن صدري حتى ما خلق الله شئ احب الي منه۔[2]

حافظ عمادالدین اسماعیل بن عمر بن کثیر متوفی ۷۷۴ھ روایت کرتے ہیں:

وقال ابن هشام وحدثني يعني بعض اهل العلم ان فضالة بن عمير بن الملوح يعني الليثي اراد قتل النبي صَلَّى الله تعالىٰ عليه وَاٰله واصحابه وَسلَّم وهو يطوف بالبيت عام الفتح فلما دنا منه قال رسول الله صَلَّى الله تعالىٰ عليه وَاٰله واصحابه وَسلَّم افضالة؟ قال نعم فضالة يارسول الله قال ماذا كنت تحدث به نفسك؟ قال لاشئ كنت اذكر الله قال: فضحك النبي صَلَّى الله تعالىٰ عليه وَاٰله واصحابه وَسلَّم ثم قال استغفر الله ثم وضع يده على صدره فسكن قلبه۔

فكان فضالة يقول والله ما رفع يده عن صدري حتى ما من خلق الله شئ احب الي منه۔[3]

حدیث نمبر ۴۰: اسی شب کسریٰ کو قتل کر دیا گیا جس روز آپ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہٖ واصحابہٖ وَسلَّم نے یہ خبر دی تھی

اخرج البزار وابو نعيم والبيهقي عن دحية رضى الله عنه ان كسرى لما كتب اليه النبي صَلَّى الله تعالىٰ عليه وَاٰله واصحابه وَسلَّم كتب كسرى الى صاحبه بصنعاء يتوعده ويقول الا تكفيني رجلا خرج بارضك يدعوني الى دينه لتكفينه او لافعلن بك فبعث صاحب صنعاء الى النبي صَلَّى الله تعالىٰ عليه وَاٰله واصحابه وَسلَّم فلما قرأ النبي صَلَّى الله تعالىٰ عليه وَاٰله واصحابه وَسلَّم كتاب صاحبهم تركهم خمس عشرة ليلة ثم قال اذهبوا الى صاحبكم فقولوا ان ربي قتل ربك الليلة فانطلقوا فاخبروه قال دحية ثم جاء الخبر بان كسرى قتل تلك الليلة۔

ترجمہ: حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب نبی کریم صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہٖ واصحابہٖ وَسلَّم نے شہنشاہ ایران کو گرامی نامہ لکھا تو اس نے صنعاء کے گورنر کو دھمکی آمیز خط لکھا اور کہا کہ کیا تم میری طرف سے اس شخص کا بندوبست

---

[1] (الاكتفاء بما تضمنه من مغازی رسول الله والثلاثة الخلفاء غزوة الفتح ج ۲ ص ۲۳۰ مطبوعه عالم الكتب بيروت)

[2] (زادالمعاد فی هدی خير العباد فصل فی الفتح الاعظم ج ۳ ص ۴۱۲۔۴۱۳ مطبوعه مؤسسة الرسالة بيروت)

[3] (السيرة النبوية خطبة النبي صَلَّى الله تعالىٰ عليه وَاٰله واصحابه وَسلَّم عام الفتح ج ۳ ص ۵۴۸۔۵۴۹ مطبوعه دار الكتاب العربی بيروت)، (سبل الهدى والرشاد ج ۵ ص ۲۳۵ مطبوعه دار الكتب العلميه بيروت)، (انسان العيون فی سيرة الامين المامون المعروفة بالسيرة الحلبيه ج ۳ ص ۵۶ مطبوعه دار المعرفة بيروت)

نہیں کروگے جو تمہارے علاقے میں ظاہر اہوا اور اپنے دین کی طرف دعوت دیتا ہے تم یہ کام سرانجام دوگے یا پھر میں تمہیں اس کی پاداش میں سزا دوں گا چنانچہ صنعاء کے گورنر نے اپنا ایلچی نبی اکرم صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم کی خدمت میں بھیجا جب نبی اکرم صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم نے حاکم صنعاء کا خط پڑھا تو پندرہ دن تک اس ایلچی کو کوئی جواب نہ دیا پھر آپ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم نے اس ایلچی اور اس کے ساتھیوں کو فرمایا تم اپنے حاکم کے پاس چلے جاؤ اور اسے بتاؤ کہ میرے پروردگار نے تمہارے حکمران کو قتل کر دیا ہے۔ پس وہ روانہ ہوگئے اور عامل صنعاء کو جا کر نبی اکرم صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم کی اس غیبی خبر سے آگاہ کیا حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ کچھ عرصہ کے بعد یہ خبر آگئی کہ اسی شب کسریٰ کو قتل کر دیا گیا جس روز آپ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم نے یہ خبر دی تھی۔[1]

امام حافظ ابو بکر احمد بن حسین بیہقی متوفی ۴۵۸ھ روایت کرتے ہیں:

قد کان کتب الی کسری فکتب کسری الی صاحبہ بصنعاء یتوعدہ ویقول الا تکفینی رجلا خرج بارضک یدعو نی الی دینہ لتکفینہ او لافعلن بک فبعث صاحب صنعاء الی النبی صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم فلما قرأ النبی صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم کتاب صاحبہم ترکہم خمس عشرۃ لیلۃ ثم قال لھم اذھبوا الی صاحبکم فقولوا ان ربی قد قتل ربک اللیلۃ فانطلقوا فاخبروہ قال دحیۃ ثم جاء الخبر بان کسریٰ قتل تلک اللیلۃ۔

ترجمہ: جب نبی کریم صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم نے شہنشاہِ ایران کو گرامی نامہ لکھا تو اس نے صنعاء کے گورنر کو دھمکی آمیز خط لکھا اور کہا کہ کیا تم میری طرف سے اس شخص کا بندوبست نہیں کروگے جو تمہارے علاقے میں ظاہر ہوا اور اپنے دین کی طرف دعوت دیتا ہے تم یہ کام سرانجام دوگے یا پھر میں تمہیں اس کی پاداش میں سزا دوں گا چنانچہ صنعاء کے گورنر نے اپنا ایلچی نبی اکرم صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم کی خدمت میں بھیجا جب نبی اکرم صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم نے حاکم صنعاء کا خط پڑھا تو پندرہ دن تک اس ایلچی کو کوئی جواب نہ دیا پھر آپ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم نے اس ایلچی اور اس کے ساتھیوں کو فرمایا تم اپنے حاکم کے پاس چلے جاؤ اور اسے بتاؤ کہ میرے پروردگار نے تمہارے حکمران کو قتل کر دیا ہے۔ پس وہ روانہ ہوگئے اور عامل صنعاء کو جا کر نبی اکرم صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم کی اس غیبی خبر سے آگاہ کیا حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ کچھ عرصہ کے بعد یہ خبر آگئی کہ اسی شب کسریٰ کو قتل کر دیا گیا جس روز آپ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم نے یہ خبر دی تھی۔[2]

---

[1] (حجۃ اللہ علی العالمین فی معجزات سیدالمرسلین ص ۳۷۳ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت)، (مجمع الزوائد ومنبع الفوائد باب اخبارہ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم بالمغیبات ج۸ ص ۲۹۰ ۔ ۲۹۱ مطبوعہ موسسۃ المعارف بیروت)

[2] (دلائل النبوۃ باب ماجاء فی موت کسری واخبار النبی صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم بذلک ج۴ ص ۳۹۰ ۔ ۳۹۱ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت)، (حجۃ اللہ علی العالمین فی معجزات سیدالمرسلین ص ۳۷۳ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت)، (سبل الھدی والرشاد ج۱۰ ص ۶۷ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت)

حافظ ابو بکر احمد بن حسین بیہقی متوفی ۴۵۸ھ روایت کرتے ہیں:

ان رجلاً من اھل فارس اتی النبی صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَ اٰلہ و اصحابہ وَ سلّم فقال صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَ اٰلہ و اصحابہ وَ سلّم۔[1]

امام محمد بن سعد متوفی ۲۳۰ھ لکھتے ہیں:

فجاء اہ من الغد فقال لھما ابلغا صاحبکما ان ربی قد قتل ربہ کسریٰ فی ھذہ اللیلۃ لسبع الثلاثاء لعشر لیال مضین من جمادی الاولی سنۃ سبع۔

ترجمہ: دوسرے دن وہ دونوں حضور صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم کی خدمت میں حاضر ہوئے حضور صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم نے فرمایا کہ تم دونوں اپنے صاحب (باذان) کو یہ خبر پہنچا دو کہ اسی شب کو جو شب سہ شنبہ ۱۰ جمادی الاولی ۷ھ تھی سات بجے میرے رب نے اس کے رب (کسریٰ) قتل کر دیا ہے۔[2]

امام عبد الملک بن ہشام متوفی ۲۱۳ھ لکھتے ہیں:

فقتل اللہ کسریٰ فی الیوم الذی قال رسول اللہ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَ اٰلہ و اصحابہ وَ سلّم۔

قال ابن ھشام قتل علی یدی ابنہ شیرویہ وقال خالد بن حق الشیبانی۔

وکسریٰ اذ تقسمہ بنوہ ‏ ‏ ‏ ‏ باسیاف کما اقسم اللحام

تمخضت المنون لہ بیوم ‏ ‏ ‏ ‏ انی ولکل حاملۃ تمام

ترجمہ: کسریٰ اسی دن قتل ہوا جس دن کے متعلق نبی اکرم صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم نے فرمایا تھا اس کو اس کے بیٹے شیرویہ نے قتل کیا تھا خالد بن حق الشیبانی نے اسی واقعہ کے متعلق کہا ہے۔ اور کسریٰ کو اس کے بیٹے اس طرح طرح تقسیم کر رہے تھے جس طرح گوشت تقسیم کیا جاتا ہے اس کی موت کے لئے ایک دن مختص تھا وہ دن آ گیا اور حاملہ کے وضع حمل کا وقت آ ہی جاتا ہے۔[3]

امام اسماعیل بن محمد بن الفضل الاصبھانی متوفی ۵۳۵ھ لکھتے ہیں:

ان ربی قد قتل ربہ الغداۃ۔[4]

امام ابی الربیع سلیمان بن موسی الکلاعی الاندلسی متوفی ۶۳۴ھ لکھتے ہیں:

ان ربی عز و جل قد قتل کسریٰ فی ھذہ اللیلۃ فانطلقنا حتی قدما علی باذان فاخبر اہ بذلک۔[1]

---

[1] (دلائل النبوۃ باب ماجاء فی موت کسری و اخبار النبی صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَ اٰلہ و اصحابہ وَ سلّم بذلک ج ۴ ص ۳۹۰ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

[2] (طبقات الکبریٰ ابن سعد ج ۱ ص ۲۶۰ مطبوعہ دار صادر بیروت)

[3] (السیرۃ النبویہ المعروف سیرت ابن ہشام ج ۱ ص ۱۹۱۔۱۹۲ مطبوعہ دار الجیل بیروت)

[4] (دلائل النبوۃ للاصبھانی ص ۲۳۴ رقم الحدیث ۲۴۳ مطبوعہ دار طیبۃ الریاض)

حافظ عمادالدین اسماعیل بن عمر بن کثیر متوفی ۷۷۴ھ روایت کرتے ہیں:

فقال رسول اللہ ان ربی قد قتل اللیلۃ ربک۔ [2]

امام ابو الحسن علی بن محمد بن حبیب الماوردی متوفی ۴۲۹ھ روایت کرتے ہیں:

و فی ھذا الخبر من آیات الغیوب ما لا یعلمہ الا اللہ او من اطلعہ علیہ۔ [3]

☆جمہور کے نزدیک حضور صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہٖ واصحابہٖ وَسلَّم نے سر کی آنکھوں سے رب کا دیدار کیا ہے۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

مَا كَذَبَ ٱلْفُؤَادُ مَا رَأَىٰ۔ (النجم ۱۱)

ترجمہ: دل نے جھوٹ نہ کہا جو دیکھا۔ [4]

امام التفسیر حبر الامۃ ابن عباس رضی اللہ عنہما اس آیت کریمہ کے تحت فرماتے ہیں کہ حضور صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہٖ واصحابہٖ وَسلَّم نے رب عزوجل کو دیکھا۔ [5]

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وَلَقَدْ رَءَاهُ نَزْلَةً أُخْرَىٰ (۱۳) عِندَ سِدْرَةِ ٱلْمُنتَهَىٰ (النجم ۱۴)

ترجمہ: اور انہوں نے تو وہ جلوہ دو بار دیکھا، سدرۃ المنتہٰی کے پاس۔ [6]

امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ روایت کرتے ہیں:

حتی جاء سدرۃ المنتھی و دنا الجبار رب العزۃ فتدلی حتی کان منہ قاب قوسین او ادنی۔

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حتیٰ کہ حضور اقدس صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہٖ واصحابہٖ وَسلَّم سدرۃ المنتہٰی پر آئے اور جبار رب العزت آپ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہٖ واصحابہٖ وَسلَّم کے قریب ہوا پھر اور زیادہ قریب ہوا حتیٰ کہ وہ آپ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہٖ واصحابہٖ وَسلَّم سے دو کمانوں کی مقدار رہ گیا یا اس سے بھی زیادہ نزدیک۔ [7]

---

[1] (الاکتفاء بما تضمنہ من مغازی رسول اللہ و الثلاثۃ الخلفاء ج ۲ ص ۳۸۸ مطبوعہ عالم الکتب بیروت)

[2] (البدایۃ و النہایۃ بعثہ الی کسری ملک الفرس ج ۴ ص ۲۷۰ مطبوعہ مکتبۃ المعارف بیروت)

[3] (اعلام النبوۃ الباب العاشر فیما سمع من معجزات اقوالہ فصل اخبار الآحاد ص ۱۵۵ مطبوعہ دار الکتاب العربی بیروت)

[4] (تفسیر نور العرفان ص ۶۳۲ پارہ ۲۷ سورۃ النجم آیت: ۱۱ مطبوعہ نعیمی کتب خانہ گجرات)

[5] (تنویر المقباس ص ۵۶۱ مطبوعہ مکتبہ حقانیہ محلہ جنگی پشاور)

[6] (تفسیر نور العرفان ص ۶۳۲ پارہ ۲۷ سورۃ النجم آیت: ۱۳۔۱۴ مطبوعہ نعیمی کتب خانہ گجرات)

[7] (صحیح البخاری ج ۲ ص ۱۱۲۰ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی)

امام جلال الدین سیوطی متوفی ۹۱۱ھ لکھتے ہیں:

واخرج الترمذی وحسنة والطبرانی وابن مردویه والبیهقی فی الاسماء والصفات عن ابن عباس فی قول الله ولقدرآه نزلة اخری قال ابن عباس قدرای النبی صَلی الله تعالیٰ علیه وَاٰله واصحابه وَسلَّم ربه عزوجل۔[1]

شیخ عبدالحق محدّث دہلوی متوفی ۱۰۵۲ھ لکھتے ہیں:

بتحقیق دید آنحضرت صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلم پروردگار خود را جل وعلا دوبار یکے چوں نزدیک سدرۃ المنتھی بود ودوم چوں بالائے عرش برآمد۔

ترجمہ: تحقیق آنحضرت صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم نے اپنے پروردگار جل وعلا کو دوبار دیکھا ایک بار جب آپ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم سدرہ کے قریب تھے اور دوسری بار جب آپ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم عرش پر جلوہ گر ہوئے۔[2]

امام احمد بن حنبل متوفی ۲۴۱ھ روایت کرتے ہیں:

حدثنا عبدالله حدثنی ابی ثنا ابو معاویة ثنا الاعمش عن زیاد بن الحصین عن ابی العالیة عن بن عباس ثم فی قوله عزوجل مَا كَذَبَ ٱلۡفُؤَادُ مَا رَأَىٰ۔ (النجم ۱۱) قال رای محمد ربه عزوجل بقلبه مرتین۔[3]

امام علی بن ابی بکر ہیثمی متوفی ۸۰۷ھ لکھتے ہیں:

وعن ابن عباس انه کان یقول ان محمداً صَلی الله تعالیٰ علیه وَاٰله واصحابه وَسلَّم رای ربه مرتین مرة ببصره ومرة بفوأده رواه الطبرانی فی الاوسط ورجاله رجال الصحیح خلا جهور بن منصور الکوفی وجهور بن منصور ذکره ابن حبان فی الثقات۔

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ حضور صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم نے اپنے رب کو دو مرتبہ دیکھا ایک مرتبہ اپنی آنکھ کے ساتھ اور ایک بار اپنے دل کے ساتھ اس حدیث کو امام طبرانی نے اوسط میں روایت کیا ہے اس کی سند صحیح ہے ماسوا جھور بن منصور کوفی کے امام ابن حبان نے اس کو ثقات میں ذکر کیا ہے۔ اور اس کے رجال صحیح ہیں۔[4]

---

[1] (الدرالمنثور فی التفسیر الماثور سورۃ النجم آیت نمبر ۱۱ ج ۶ ص ۱۵۹ مطبوعہ دارالکتب العلمیۃ بیروت)
[2] (اشعتہ اللمعات فارسی کتاب الفتن باب رویۃ اللہ تعالی فصل الثانی ج ۴ ص ۴۵۳ مطبوعہ مکتبہ حقانیہ پشاور)
[3] (مسند احمد ج ۱ ص ۲۲۳ رقم الحدیث ۱۹۵۷ مطبوعہ موسسۃ قرطبۃ مصر)
[4] (مجمع الزوائد ومنبع الفوائد باب فی الرؤیۃ ج ۱ ص ۷۹ مطبوعہ دارالکتاب العربی بیروت)، (مواھب اللدنیۃ ج ۳ ص ۳۹۷ مطبوعہ دارالکتب العلمیۃ بیروت)

امام جلال الدین سیوطی متوفی ۹۱۱ھ لکھتے ہیں:

واخرج الطبرانی فی (الاوسط) بسند صحیح عن ابن عباس انه کان یقول ان محمداً صَلی اللہ تعالیٰ علیه وَاٰله واصحابه وَسلَّم رای ربه مرتین مرة ببصره و مرة بفؤاده۔

ترجمہ: امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے "الاوسط" میں بہ سند صحیح حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ حضور صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم نے دو مرتبہ اپنے رب کو دیکھا ایک مرتبہ سر کی آنکھوں سے اور ایک مرتبہ دل کی آنکھوں سے۔[1]

امام احمد بن حنبل متوفی ۲۴۱ھ روایت کرتے ہیں:

حدثنا عبداللہ حدثنی ابی ثنا عفان ثنا عبدالصمد بن کیسان ثنا حماد بن سلمة عن قتادة عن عکرمة عن بن عباس قال قال رسول اللہ صَلی اللہ تعالیٰ علیه وَاٰله واصحابه وَسلَّم رایت ربی تبارک و تعالی۔

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ رسول اللہ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم نے فرمایا میں نے اپنے رب عزوجل کو دیکھا۔[2]

مرقاۃ شرح مشکوۃ الایمان بالقدر فصل اول کے آخر میں ہے:

کما ان النبی صَلی اللہ تعالیٰ علیه وَاٰله واصحابه وَسلَّم راه فی الدنیا لانقلابه نوراً۔

ترجمہ: حضور علیہ السلام نے دنیا میں رب کو دیکھا کیونکہ خود نور ہو گئے تھے۔[3]

امام عمرو بن عاصم الضحاک الشیبانی متوفی ۲۸۷ھ لکھتے ہیں:

ثنا فضل بن سهل ثنا محمد عن اسماعیل بن زکریا عن عاصم عن الشعبی عن عکرمة عن ابن عباس قال رأی محمد ربه۔[4]

اس کے حاشیہ پر ہے:

اسناده صحیح موقوف وهو علی شرط البخاری۔[5]

---

[1] (خصائص الکبری باب خصوصیته صلی اللہ تعالیٰ علیه وآله واصحابه وسلم بالاسراء وما رای من آیات ربه الکبری ج ۱ ص ۲۶۷ مطبوعه دار الکتب العلمیه بیروت)، (عمدة القاری شرح صحیح البخاری ج ۱۹ ص ۱۹۹ مطبوعه دار احیاء التراث العربی بیروت)

[2] (مسند احمد ج ۱ ص ۲۹۰ رقم الحدیث ۲۶۳۴ مطبوعه موسسة قرطبة مصر)

[3] (مرقاۃ المفاتیح ج ۱ ص ۱۶۴ مطبوعه مکتبه امدادیه ملتان)

[4] (السنة لابن ابی عاصم ج ۱ ص ۱۸۹ رقم الحدیث ۴۳۵ مطبوعه المکتب الاسلامی بیروت)

[5] (السنة لابن ابی عاصم ج ۱ ص ۱۸۹ رقم الحدیث ۴۳۵ مطبوعه المکتب الاسلامی بیروت)

امام ابوعیسیٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ھ روایت کرتے ہیں:

حدثنا محمد بن عمرو بن نبھان بن صفوان البصری الثقفی حدثنا یحیی بن کثیر العنبری ابو غسان حدثنا سلم بن جعفر عن الحکم بن ابان عن عکرمۃ عن بن عباس قال رای محمد ربہ قلت الیس اللہ یقول لاتدرکہ الابصار وھو یدرک الابصار قال ویحک ذک اذا تجلی نورہ الذی ھو نورہ وقال اریہ مرتین۔

قال ابو عیسی ھذا حدیث حسن غریب من ھذا الوجہ۔

ترجمہ: عکرمہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ حضور صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہٖ واصحابہ وَسلَّم نے اپنے رب عزوجل کو دیکھا ہے میں نے کہا اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا:

آنکھیں اسے احاطہ نہیں کرتیں اور سب آنکھیں اس کے احاطہ میں ہیں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا یہ اس وقت ہوگا جب وہ اپنے اس نور سے تجلّی فرمائے گا جو اس کا خاص نور ہے آپ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہٖ واصحابہ وَسلَّم نے اپنے رب کو دومرتبہ دیکھا ہے۔

یہ حدیث حسن غریب ہے۔[1]

اولیاء کرام رحمہم اللہ کا تعلیم الٰہی سے غیب پر مطلع ہونا معجزات سید الانبیاء علیہم السلام سے ہے جو آپ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہٖ واصحابہ وَسلَّم کے صدق نبوت ورسالت اور دینِ اسلام کی حقانیت وصداقت کی دلیل ہے (اور چونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہٖ واصحابہ وَسلَّم کو بے شمار اور بے حد وحساب معجزات عطاء فرمائے ہیں) لہٰذا ایسے اولیاء کرام بھی بحمد للہ کثیر التعداد ہیں اور ہر دور اور ہر علاقہ میں موجود رہے ہیں اور ان شاء اللہ رہیں گے۔

امام ابوعیسیٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ھ روایت کرتے ہیں:

حدثنا محمد بن اسماعیل حدثنا احمد بن ابی الطیب حدثنا مصعب بن سلام عن عمرو بن قیس عن عطیۃ عن ابی سعید الخدری قال قال رسول اللہ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہٖ واصحابہ وَسلَّم ثم اتقوا فراسۃ المؤمن فانہ ینظر بنور اللہ ثم قرأان فی ذلک لآیات للمتوسمین۔

---

[1] (سنن الترمذی باب ومن سورۃ النجم ج ۵ ص ۳۹۵ رقم الحدیث ۳۲۷۹ مطبوعہ داراحیاء التراث العربی بیروت)، (السنۃ لابن ابی عاصم قال المحقق عن ابن عباس صحیح لا ینکرہ الا معتزلی ج ۱ ص ۱۸۸ رقم الحدیث ۴۳۳ مطبوعہ المکتب الاسلامی بیروت)، (کتاب الاسماء والصفات للبیہقی ج ۲ ص ۱۹۰۔۱۹۱ مطبوعہ دارالکتاب العربی بیروت)، (تفسیر مجاھد ج ۲ ص ۶۲۸ مطبوعہ المنشورات العلمیۃ بیروت)، (اشعتہ اللمعات فارسی کتاب الفتن باب رویۃ اللہ تعالی الفصل الثانی ج ۴ ص ۴۵۲ مطبوعہ مکتبہ حقانیہ پشاور)، (جامع المسانید والسنن لابن کثیر ج ۳۱ ص ۸۷۸۲ رقم الحدیث ۲۱۴۶ مطبوعہ دارالفکر بیروت)، (سبل الھدی والرشاد ج ۳ ص ۶۱ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت) (حاشیۃ التاودی بن سودۃ علی صحیح البخاری للتاودی مالکی ج ۴ ص ۵۳۷ مطبوعہ دارالکتب العلمیۃ بیروت)

ترجمہ: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہٖ واصحابہٖ وَسلَّم نے فرمایا مومن کی فراست سے ڈرو کیونکہ وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے۔ پھر نبی کریم صَلَّی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہٖ واصحابہٖ وَسلَّم نے یہ آیت کریمہ پڑھی۔ ذلک لایات للمتوسین۔[1]

امام ابو جعفر محمد بن جریر طبری متوفی ۳۱۰ھ لکھتے ہیں:

حدثنی ابو شرحبیل الحمصی قال ثنا سلیمان بن سلمة قال ثنا المؤمل بن سعید بن یوسف الرحبی قال ثنا ابو المعلی اسد بن وداعة الطائی قال ثنا وھب بن منبه عن طاؤس بن کیسان عن ثوبان قال قال رسول اللہ صَلَّی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم احذروا فراسة المؤمن فانه ینظر بنور اللہ وینطق بتوفیق اللہ۔

ترجمہ: حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہٖ واصحابہٖ وَسلَّم نے فرمایا مومن کی فراست سے ڈرو کیونکہ وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے اور اس کی توفیق سے بولتا ہے۔[2]

امام ابو جعفر محمد بن جریر طبری متوفی ۳۱۰ھ لکھتے ہیں:

حدثنا عبد الاعلی بن واصل قال ثنی سعید بن محمد الجرمی قال ثنا عبد الواحد بن واصل قال ثنا ابو بشر المزلق عن ثابت البنانی عن انس قال قال رسول اللہ صَلَّی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم ان للہ عبادا یعرفون الناس بالتوسم۔

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہٖ واصحابہٖ وَسلَّم نے فرمایا بے شک اللہ کے کچھ ایسے بندے ہیں جو لوگوں کو توسم (فراست) سے پہچان لیتے ہیں۔[3]

امام ابو جعفر محمد بن جریر طبری متوفی ۳۱۰ھ لکھتے ہیں:

حدثنی احمد فتعبدوہ قال ثنا الحسن بن محمد قال ثنا الفرات بن السائب قال ثنا میمون بن مہران عن ابن عمر قال قال رسول اللہ صَلَّی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم اتقوا فراسة المؤمن فان المؤمن ینظر بنور اللہ۔

ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہٖ واصحابہٖ وَسلَّم نے فرمایا مومن کی فراست سے ڈرو کیونکہ وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے۔

---

[1] (سنن الترمذی باب ومن سورۃ الحجر ج ۵ ص ۲۹۸ رقم الحدیث ۳۱۲۷ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)، (المعجم الکبیر ج ۸ ص ۱۰۲ رقم الحدیث ۷۴۹۷ مطبوعہ مکتبۃ العلوم والحکم الموصل)، (تاریخ بغداد حرف الکاف من اباء المحمدین ج ۳ ص ۱۹۱ برقم ۱۲۳۴ مطبوعہ دار لکتب العلمیۃ بیروت)، (حلیۃ الاولیاء ج ۱۰ ص ۲۸۱۔۲۸۲ مطبوعہ دار الکتاب العربی بیروت)

[2] (جامع البیان فی تفسیر القرآن المعروف تفسیر طبری تحت سورۃ الحجر آیت نمبر ۷۵ ج ۱۴ ص ۴۶۔۴۷ مطبوعہ دار الفکر بیروت)

[3] (جامع البیان فی تفسیر القرآن المعروف تفسیر طبری تحت سورۃ الحجر آیت نمبر ۷۵ ج ۱۴ ص ۴۶ مطبوعہ دار الفکر بیروت)

ولیوں کے امام مشکل کشا حضرت علی رضی اللہ عنہ کے علم کی ایک جھلک ملاحظہ فرمائیں:

اخرج ابن عساکر عن الحسن بن محمد العلوی قال: کنت بالکوفة وانا صبی فی المسجد الجامع وقد جاء القرامطة بالحجر الاسود وکان اهل الکوفة قد رووا عن امیر المومنین علی علیه السلام انه قال: کانی بالاسود الدندانی من اولاد حام قد دلی الحجر الاسود من القنطرة السابعة فی مسجدی هذا یقال له (رخمة) وذکروا اسمه بالحاء (رحمة) قال: فلما دخلوا المسجد قال السید القرمطی یا رخمة بالخاء قم فقام اسود دندانی من اولاد حام کما ذکر امیر المؤمنین فاعطاه الحجر وقال: اطلع الی سطح المسجد ودل الحجر فاخذه وطلع فجاء یدلیه من القنطرة الاولی وکان انساناً دفعه الی الثانیة وکان کلما اراد ان یدلیه من القنطرة مشی الی قنطرة اخری حتی وصل الی القنطرة السابعة ودلاه منها فکبر الناس لقول امیر المؤمنین وتصحیح قوله۔

ترجمہ: ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے الحسن بن محمد علوی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی انہوں نے کہا میں بچپن میں کوفہ کی جامع مسجد میں تھا جب کہ قرامطہ (جو کہ ملاحدہ روافض کی قوم تھی اور خلافت عباسیہ میں انہوں نے خروج کیا تھا) حجر اسود کو لائے تو اہل کوفہ نے امیر المومنین حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی ایک روایت بیان کی کہ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا گویا میں اسود دندانی کو جو کہ حام کی اولاد سے ہے دیکھ رہا ہوں کہ اس نے میری اس مسجد کے ساتویں کنگرے سے حجر اسود کو گرایا ہے۔ اس کا نام رخمہ ہے۔ (علماء اس کا نام رحمہ حاء کے ساتھ بتاتے ہیں) راوی نے بیان کیا جب قرامطہ مسجد کے اندر آئے تو ان کے سردار نے کہا اے رخمہ اٹھ تو اسود دندانی (جو کہ اولاد حام سے تھا جیسا کہ امیر المومنین علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا تھا) اٹھا اور اسے حجر اسود دے کر کہا اسے مسجد کی چھت پر لے جا اور اوپر سے اسے گرا دے تو وہ حجر اسود کو لے کر مسجد کی چھت پر چڑھا اور وہ پہلے کنگرے کے قریب سے اسے گرانے لگا تو ایک انسان نے دوسرے کنگرے کی طرف دھکیل دیا پھر جب وہ اسے وہاں سے گرانے لگا تو تیسرے کنگرے کی طرف دھکیل دیا۔ یہاں تک کہ وہ ساتویں کنگرے کے پاس پہنچے اور وہاں سے اس نے حجر اسود کو گرا دیا۔ یہ واقعہ دیکھ کر امیر المومنین رضی اللہ عنہ کے قول کی صداقت پر لوگوں نے اللہ اکبر کا نعرہ لگایا کہ کس طرح ان کی غیبی خبر صحیح ثابت ہوئی۔[1]

حافظ ابو عمرو ابن عبد البر مالکی متوفی ۴۶۳ھ حضرت ابو الطفیل عامر بن واثلہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں:

قال شهدت علی بن ابی طالب یخطب فقال فی خطبته سلونی فو اللہ لا تسألونی عن شئ الی یوم القیمة الا حدثتکم به۔

---

[1] (خصائص الکبری ج ۲ ص ۲۷۳۔ ۲۷۴ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

ترجمہ: میں مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کے خطبہ میں حاضر تھا امیر المومنین نے خطبہ میں ارشاد فرمایا مجھ سے دریافت کرو خدا کی قسم قیامت تک جو چیز ہونے والی ہے مجھ سے پوچھو میں بتادوں گا۔[1]

علامہ سید شریف رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

الجفر و الجامعة کتابان لعلی رضی اللہ عنه قد ذکر فیھا علی طریقة علم الحروف الحوادث التی تحدث الی انقراض العالم و کانت الائمة المعروفون من اولادہ یعرفونھما ویحکمون بھما وفی کتاب قبول العھد الذی کتبه علی بن موسی رضی اللہ عنھما الی المامون انک قدعرفت من حقوقنا مالم یعرفه أباؤک فقبلت منک عھدک الا ان الجفر و الجامعة یدلان علی انه لایتم و لمشائخ المغاربة نصیب من علم الحروف ینتسبون فیه الی اھل البیت و رأیت انا بالشام نظما اشیر فیه بالرموز الی احوال ملوک مصر و سمعت انه مستخرج من ذینک الکتابین اھ۔

ترجمہ: یعنی جفر وجامعہ امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی دو کتابیں ہیں بے شک امیر المومنین نے ان دونوں میں علم الحروف کی روش پر ختم دنیا تک جتنے وقائع ہونے والے ہیں سب ذکر فرمادیئے ہیں اور ان کی اولاد امجاد سے ائمہ مشہورین رضی اللہ عنہم ان کتابوں کے رموز پہچانتے اور ان سے احکام لگاتے تھے۔ اور مامون رشید نے جب امام علی رضا ابن امام موسیٰ کاظم رضی اللہ عنہما کو اپنے بعد ولی عہد کیا اور خلافت نامہ لکھ دیا امام رضی اللہ عنہ نے اس کے قبول میں فرمان بنام مامون رشید تحریر فرمایا اس میں ارشاد فرماتے ہیں کہ تم نے ہمارے حق پہچانے جو تمہارے باپ دادا نے نہ پہچانے اس لئے میں تمہاری ولی عہد قبول کرتا ہوں۔ مگر جفر وجامعہ بتارہی ہیں کہ یہ کام پورا نہ ہوگا۔ (چنانچہ ایسا ہی ہوا اور امام رضی اللہ عنہ نے مامون رشید کی زندگی ہی میں شہادت پائی) اور مشائخ مغرب اس علم سے حصہ اور اس میں اہل بیت کرام رضی اللہ عنہم سے اپنے انتساب کا سلسلہ رکھتے ہیں۔ اور میں نے ملک شام میں ایک نظم دیکھی جس میں شاہان مصر کے احوال کی طرف رمزوں میں اشارہ کیا ہے میں نے سنا کہ وہ احکام انہی دونوں کتابوں سے نکالے ہیں۔ انتہیٰ۔[2]

الشیخ کمال الدین الدمیری محمد بن موسی بن عیسی متوفی ۸۰۸ھ لکھتے ہیں:

الجفر جلد کتبه جعفر الصادق کتب فیه لاھل البیت کل مایحتاجون الی علمه و کل مایکون الی یوم القیمة۔

---

[1] (جامع بیان العلم وفضله باب فی ابتداء العالم جلساء بالفائدة وقوله سلونی ج ۱ ص ۱۳۸ مطبوعه دار الفکر بیروت)، (ذخائر العقبی فی مناقب ذوی القربی ص ۸۳ مطبوعه دار الکتب المصریة)

[2] (شرح المواقف النوع الثانی المقصد الثانی ج ۶ ص ۲۲ مطبوعه ایران)

ترجمہ: جفر ایک جلد ہے کہ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے لکھی اور اس میں اہل بیت کرام کے لئے جس چیز کے علم کی انھیں حاجت پڑے اور جو کچھ قیامت تک ہونے والا ہے سب تحریر فرما دیا۔[1]

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

عن انس بن مالک رضی اللہ عنہ قال: دخلت علی عثمان رضی اللہ عنہ و کنت قد لقیت امراۃ فی طریقی فنظرت الیھا شزراً و تاملت محاسنھا فقال عثمان رضی اللہ عنہ لما دخلت یدخل علی احدکم و اثر الزنا ظاھر علی عینیہ۔

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں ایک دن حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خدمت میں جاتا تھا راستہ میں ایک عورت ملی میں نے اس کو دیکھا اور اس کے حسن کا اچھی طرح معائنہ کیا جب میں خدمت عثمان میں حاضر ہوا تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے مجھے ارشاد فرمایا کہ بعض آدمی میرے پاس ایسے آتے ہیں جن کی آنکھوں میں زنا کا اثر ہوتا ہے۔[2]

علامہ یوسف بن اسماعیل النبہانی متوفی ۱۳۵۰ھ لکھتے ہیں:

ما ذکرہ التاج السبکی فی الطبقات و غیرہ انہ دخل علیہ رجل کان قد لقی امراۃ فی الطریق فتاملھا فقال لہ عثمان رضی اللہ عنہ یدخل احدکم و فی عینیہ اثر الزنا فقال الرجل اوحی بعد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہٖ و اصحابہ و سلم قال لا و لکنھا فراسۃ المومن و انما ظھر عثمان ھذا تادیباً لھذا الرجل و زجراً لہ عن شئ صنعہ۔ قال و اعلم ان المرء اذا صفا قلبہ صار ینظر بنور اللہ فلا یقع بصرہ علی کدر او صاف الا عرفہ ثم تختلف المقامات فمنھم من یعرف ان ھناک کدراً و لا یدری ما اصلہ و منھم من یکون اعلی من ھذا المقام فیدری اصلہ کما اتفق لعثمان رضی اللہ عنہ فان تامل الرجل للمراۃ اورثہ کدراً فابصرہ عثمان و فھم سببہ۔

ترجمہ: امام سبکی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ علماء بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خدمت میں آیا راستے میں اسے ایک عورت ملی تو اس نے عورت کو نظر بھر دیکھا حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اس کی طرف روئے سخن کر کے فرمایا تم میں سے کچھ لوگ ہمارے پاس اس حالت میں آتے ہیں کہ ان کی نکھوں میں زنا کا اثر ہوتا ہے یہ سن کر ایک شخص بولا کیا حضور انور صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم کے بعد بھی وحی کا سلسلہ قائم ہے فرمایا نہیں بلکہ یہ مومن کی فراست ہے (اور وہ ربانی نور سے دکھتا ہے) حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اس کا اظہار اس لئے کیا کہ اس آدمی کی اصلاح ہو اور وہ اس قسم کی بے جا حرکت سے باز رہے۔

---

[1] (حیاۃ الحیوان الکبری تحت لفظ الجفرۃ ج ۱ ص ۲۷۹ مطبوعہ مصطفیٰ البابی مصر)، (وفیات الاعیان ترجمہ عبدالمومن صاحب المغرب ۸۰۵ھ ج۳ ص ۲۴۰ مطبوعہ دار الثقافت بیروت)

[2] (احیاء علوم الدین ج۳ ص ۲۵ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)، (اتحاف سادۃ المتقین ج۸ ص ۳۷۹,۳۸۰ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

امام سبکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ آدمی کا دل جب صاف ہو جاتا ہے تو وہ نوری خداوندی سے دیکھتا ہے اس کی نظر جس صاف یا گدلی چیز پر پڑتی ہے وہ اسے اچھی طرح پہچان لیتا ہے پھر اس صفائے قلبی کے مختلف مقامات ہوتے ہیں بعض حضرات کا مقام اس سے اعلیٰ ہوتا ہے تو وہ اس کے اصل سبب سے آگاہ ہوتے ہیں ہی مقام حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو حاصل تھا جب اس شخص نے عورت کو گھور کر دیکھا تو اس کی نظریں میل کچیل سے بوجھل ہو گئیں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے جب اس کی آنکھوں میں گندگی دیکھی تو اس کا سبب بھی معلوم کر لیا۔[1]

امام شمس الدین السخاوی متوفی ۹۰۲ھ عبداللہ بن عمر بن موسی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں لکھتے ہیں:

وظهرت له في الناس كرامات واخبار بالمغيبات۔[2]

نیز یہی امام شمس الدین السخاوی متوفی ۹۰۲ھ عبدالرحمن بن الجبرتی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں لکھتے ہیں:

ويخبر احيانا بالمغيبات۔[3]

علامہ تفتازانی لکھتے ہیں:

الخامس وهو في الاخبار عن المغيبات قوله تعالىٰ عالم الغيب فلا يظهر على غيبه احداً الا من ارتضىٰ من رسول خص الرسل من بين المرتضين بالاطلاع على الغيب فلا يطلع غيرهم وان كانوا اولياء مرتضين الجواب ان الغيب هٰهنا ليس للعموم بل مطلق او معين هو وقت وقوع القيمة بقرينة السباق ولا يبعد ان يطلع عليه بعض الرسل من الملٰئكة او البشر فيصح الاستثناء۔

ترجمہ: یعنی معتزلہ کی پانچویں دلیل خاص علم غیب کے بارے میں ہے وہ گمراہ کہتے ہیں کہ اولیاء کو غیب کا علم نہیں ہو سکتا کہ اللہ عزوجل فرماتا ہے غیب کا جاننے والا تو اپنے غیب پر مسلط نہیں کرتا مگر اپنے پسندیدہ رسولوں کو جب غیب پر اطلاع رسولوں کے ساتھ خاص ہے تو اولیاء کیونکر غیب جان سکتے ہیں ائمہ اہل سنت نے جواب دیا کہ یہاں غیب عام نہیں جس کے یہ معنی ہوں کہ کوئی غیب رسولوں کے سوا کسی کو نہیں بتاتا جس سے مطلقاً اولیاء کے علوم غیب کی نفی ہو سکے بلکہ یہ تو مطلق ہے (یعنی کچھ غیب ایسے ہیں کہ غیر رسول کو نہیں معلوم ہوتے) یا خاص وقت وقوع قیامت مراد ہے (کہ خاص اس غیب کی اطلاع رسولوں کے سوا اوروں کو نہیں دیتے) اور اس پر قرینہ یہ ہے کہ اوپر کی آیت میں غیب قیامت ہی کا ذکر ہے (تو آیت سے صرف اتنا نکلا کہ بعض غیبوں یا خاص وقت قیامت کی تعیین پر اولیاء کو اطلاع نہیں ہوتی نہ یہ کہ اولیاء کوئی غیب نہیں جانتے اس پر اگر شبہ کیجئے کہ اللہ تو رسولوں کا استثناء فرما رہا ہے کہ وہ ان غیبوں پر مطلع ہوتے ہیں جن کو اور لوگ نہیں جانتے اب اگر اس

---

[1] (حجۃ اللہ علی العالمین فی معجزات سید المرسلین ص ۶۱۳ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

[2] (التحفۃ اللطیفۃ فی تاریخ المدینۃ الشریفۃ برقم ۲۱۸۱ ج ۲ ص ۶۶ مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت)

[3] (التحفۃ اللطیفۃ فی تاریخ المدینۃ الشریفۃ للسخاوی ترجمۃ عبد الرحمن بن الجبرتی ج ۲ ص ۱۶۰ برقم ۲۵۸۵ مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت)

سے تعیین وقت قیامت لیجئے تو رسولوں کو بھی استثناء نہ رہے گا کہ یہ تو ان کو بھی نہیں بتایا جاتا۔ اس کا جواب یہ فرمایا کہ) ملائکہ یا بشر سے بعض رسولوں کو تعیین وقت قیامت کا علم ملنا کچھ بعید نہیں تو استثناء کہ اللہ عزوجل نے فرمایا ضرور صحیح ہے۔ [1]

امام رازی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

الحجة السادسة لاشک ان المتولی للافعال ھو الروح لاالبدن ولھذا نری ان کل من کان اکثر علماً باحوال عالم الغیب کان اقویٰ قلباً ولھذا قال علی کرم اللہ تعالی وجھہ واللہ ماقلعت باب خیبر بقوۃ جسدانیۃ ولٰکن بقوۃ ربانیۃ وکذلک العبد اذا واظب علی الطاعات بلغ الی المقام الذی یقول اللہ تعالی کنت لہ سمعاً وبصراً فاذا صار نور اجلال اللہ تعالی سمعاً لہ سمع القریب والبعید واذا صار ذلک النور بصراً لہ رای القریب والبعید واذا صار ذلک النور یدا لہ قدر علی التصرف فی الصعب والسھل والبعید والقریب۔

ترجمہ: یعنی اہل سنت کی چھٹی دلیل یہ ہے کہ بلاشبہ افعال کی متولی تو روح ہے نہ کہ بدن۔ اسی لئے ہم دیکھتے ہیں کہ جسے احوال عالم غیب کا علم زیادہ ہے اس کا دل زیادہ زبردست ہوتا ہے ولہذا مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے فرمایا خدا کی قسم میں نے خیبر کا دروازہ جسم کی قوت سے نہ اکھیڑا بلکہ ربانی طاقت سے اسی طرح بندہ جب ہمیشہ طاعت میں لگا رہتا ہے تو اس مقام تک پہنچتا ہے جس کی نسبت رب عزوجل فرماتا ہے کہ وہاں میں خود اس کے کان آنکھ ہو جاتا ہوں تو جب اجلال الٰہی کا نور اس کا کان ہو جاتا ہے۔ بندہ نزدیک و دور سب سنتاہے اور جب وہ نور اس کی آنکھ ہو جاتا ہے بندہ نزدیک و دور سب دیکھتا ہے اور جب وہ نور اس کا ہاتھ ہو جاتا ہے بندہ سہل و دشوار و نزدیک و دور میں تصرفات کرتا ہے۔ [2]

[1] (شرح المقاصد المبحث الثامن الولی ھو العارف باللہ تعالیٰ ج ۲ ص ۲۰۴۔ ۲۰۵ مطبوعہ دار المعارف النعمانیۃ لاھور)

[2] (مفاتیح الغیب تفسیر الکبیر تحت آیت ۱۸ سورۃ نمبر ۹ ج ۲۱ ص ۷۷ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

ذاتی عطائی کا ثبوت

ہدایت دینے والا کون؟

ذاتی

ہدایت دینے والا اللہ عزوجل ہے۔

عطائی

امام ابو عیسیٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ھ روایت کرتے ہیں:

عن عبدالرحمن بن ابی عمیرة و کان من اصحاب رسول اللہ اعن النبی اثم انہ قال لمعاویة اللھم اجعلہ ھادیا مھدیا و اھدبہ۔

ترجمہ: حضرت عبد الرحمن بن عمیرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسَلَّم نے فرمایا اے اللہ معاویہ کو ہادی اور مہدی بنا اور اس کے سبب سے ہدایت دے۔[1]

حافظ ابو القاسم سلیمان بن احمد الطبرانی متوفی ۳۶۰ھ روایت کرتے ہیں:

فقال ثم اللھم اجعلہ ھادیا مھدیا و اھدبہ۔

ترجمہ: رسول اللہ صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسَلَّم نے فرمایا اے اللہ معاویہ کو ہادی اور مہدی بنا اور اس کے سبب سے ہدایت دے۔[2]

ذاتی

إِنَّ اللّٰهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوفٌ رَحِيمٌ (البقرۃ ۱۴۳)

ترجمہ: بے شک اللہ لوگوں پر بہت مہربان رحم کرنے والا ہے۔

وَأَنَّ اللّٰهَ رَءُوفٌ رَحِيمٌ (النور ۲۰)

---

[1] (سنن الترمذی باب مناقب لمعاویة بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ ج ۵ ص ۶۸۷ رقم الحدیث ۳۸۴۲ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)، (مسند احمد ج ۴ ص ۲۱۶ مطبوعہ مؤسسة قرطبة مصر)، (حلیة الاولیاء ج ۸ ص ۳۵۸ مطبوعہ دار الکتاب العربی بیروت)، (تاریخ بغداد ج ۱ ص ۲۰۸ برقم ۴۸ مطبوعہ دار لکتب العلمیة بیروت)، (مسند الشامیین ج ۱ ص ۱۸۱ رقم الحدیث ۳۱۱ و ص ۱۹۰ رقم الحدیث ۳۳۴ مطبوعہ مؤسسة الرسالة بیروت)، (حلیة الاولیاء و طبقات الاصفیاء ذکر بشر بن حارث رحمۃ اللہ علیہ ج ۸ ص ۳۵۸ مطبوعہ دار الکتاب العربی بیروت)، (سیر اعلام النبلاء ج ۳ ص ۱۲۵۔۱۲۶ مطبوعہ مؤسسة الرسالة بیروت)، (الاستیعاب ذکر حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ ج ۳ ص ۱۱۱۴ برقم ۱۸۵۵ مطبوعہ دار الجیل بیروت)

[2] (المعجم الاوسط ج ۱ ص ۲۰۵ رقم الحدیث ۶۵۶ مطبوعہ دار الحرمین القاھرة)، (الاستیعاب ذکر عبدالرحمن بن ابی عمیرة رضی اللہ عنہ ج ۲ ص ۸۴۳ برقم ۱۴۴۵ مطبوعہ دار الجیل بیروت)

ترجمہ: بے شک اللہ مہربان رحم کرنے والا ہے۔

وَإِنَّ اللَّهَ بِكُمْ لَرَءُوفٌ رَحِيمٌ (الحديد ۹)

ترجمہ: اور بے شک اللہ تم پر مہربان رحم کرنے والا ہے۔

رَبَّنَا إِنَّكَ رَءُوفٌ رَحِيمٌ (الحشر ۱۰)

ترجمہ: اے ہمارے رب بے شک تو ہی نہایت مہربان رحم کرنے والا ہے۔

ان آیات مبارکہ میں اللہ تعالیٰ کی دو صفتوں کو واضح کیا گیا ہے کہ اللہ عزوجل رؤف بھی ہے اور رحیم بھی۔ وہ رب قدوس اپنے بندوں پر رحمت کرنے والا ہے۔ کائنات کے ذرے ذرے میں اس کی مہربانیوں کے بے شمار جلوے نظر آتے ہیں۔ مخلوق کے ہر فرد کی زندگی میں بے شمار نعمتیں اور آسائشیں اسی رب کریم و مہربان کی عنایت و رحمت سے ہیں۔

یہ صفات االلہ تعالیٰ کی ذاتی ہیں اوراس نے اپنے بندوں کو یہ صفات عطا فرمائی ہیں ان کے لیے یہ صفات عطائی ہیں بالخصوص سرورعالم صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم توجملہ عالمین کے لیے رحمۃ العلمین بناکر بھیجے گئے اس لیے آپ رحیم بھی ہے اور رؤف بھی۔

لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِنْ أَنْفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِينَ رَءُوفٌ رَحِيمٌ (التوبۃ ۱۲۸)

ترجمہ: بے شک تمہارے پاس تم میں سے وہ رسول آیا جس پر تمہارا مشقت میں پڑنا گراں ہے تمہارا بڑا خیر خواہ مومنوں پر بڑا رؤف ورحیم۔

پچھلی آیات میں اللہ عزوجل شانہ کی صفات حسنہ کریمہ رؤف اور رحیم بتائی گئی ہیں۔ آیت مذکورہ میں رسول اللہ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم کے لئے رؤف اور رحیم بتایا گیا ہے بس رب کریم کے لئے یہ صفات عالیہ حقیقی ذاتی ہیں اور حضور صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم کے لئے بطور صورت صفت عطائی ہیں یعنی حقیقتاً اللہ جل شانہ مومنوں کے لئے رؤف اور رحیم ہے اور حضور صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم اس کی عطا سے۔ یہ دونوں صفات رسول اکرم صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم کی قرآن میں مذکور ہیں جو انکار کرے کافر ہو جائے گا اب دونوں کو ملا کر کے اللہ بھی رؤف رحیم ہے اور حضور صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم بھی رؤف رحیم ہیں اب نتیجہ نکالے وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ ذاتی طور پر رؤف رحیم ہے حضور صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم اس کی عطا سے بلکہ اللہ جل شانہ کی رحمت اور فضل مومنوں کو رسول اللہ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم کے وسیلے سے ملتا ہے۔

امام نورالدین علی بن ابی بکر الہیثمی متوفی ۸۰۷ھ لکھتے ہیں:

وعن جریر قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہ وسلم یقول ارحم من فی الارض یرحمک من فی السماء۔ رواہ الطبرانی ورجالہ رجال الصحیح۔

ترجمہ: حضرت جریر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ تم ان پر رحم کرو جو زمین ہیں تم پر وہ رحم کرے گا جو آسمان میں ہے۔ امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو روایت کیا ہے اور اس کے رجال صحیح ہیں۔[1]

اللہ کریم ہے:

يَاأَيُّهَا الْإِنْسَانُ مَاغَرَّكَ بِرَبِّكَ الْكَرِيمِ (الإنفطار ٦)

ترجمہ: اے انسان تجھے کس چیز نے فریب دیا اپنے رب کریم کے بارے میں۔

غیر اللہ بھی کریم ہے مثلاً اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَلَهُمْ أَجْرٌ كَرِيمٌ (الحدید ١٨)

ترجمہ: اور ان کے لیے اجر کریم ہے۔

إِنَّهُ لَقُرْآنٌ كَرِيمٌ (الواقعة ٧٧)

ترجمہ: بے شک یہ عزت والا قرآن ہے۔

لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيمِ (المؤمنون ١١٦)

ترجمہ: کوئی معبود نہیں سوا اس کے عزت والے عرش کا مالک ہے۔

إِنَّهُ لَقَوْلُ رَسُولٍ كَرِيمٍ (٤٠) وَمَا هُوَ بِقَوْلِ شَاعِرٍ قَلِيلًا مَا تُؤْمِنُونَ (٤١) وَلَا بِقَوْلِ كَاهِنٍ قَلِيلًا مَا تَذَكَّرُونَ (الحاقة ٤٢)

ترجمہ: بے شک یہ قرآن ایک کرم والے رسول سے باتیں ہیں۔ اور وہ کسی شاعر کی بات نہیں کتنا کم یقین رکھتے ہو۔ اور نہ کسی کاہن کی بات کتنا کم دھیان کرتے ہو۔

إِنَّهُ لَقَوْلُ رَسُولٍ كَرِيمٍ (التکویر ١٩)

ترجمہ: بے شک یہ عزت والے رسول کا پڑھنا ہے۔

[1] (مجمع الزوائد ومنبع الفوائد باب ما جاء رحمة الناس ج ٨ ص١٩٠ مطبوعه موسسة المعارف بیروت)، (المعجم الکبیر طبرانی ج ١ ص رقم الحدیث ٢٣٤٧_٢٣٤٨_٢٣٥٠ مطبوعه احیاء التراث الاسلامی عراق)، (المعجم الکبیر طبرانی ج ٢ ص ٣٥٦ رقم الحدیث ٢٥٠٢ مطبوعه مکتبة العلوم والحکم الموصل) حلیة الاولیاء ج ٤ ص ٢١٠ ـ کنز العمال رقم الحدیث ٥٩٧٥ ـ جامع المسانید والسنن جریر ابن عبد اللہ رقم الحدیث ١٥٨٧)، (الجامع الصغیر فی احادیث البشیر النذیر ج ا ص ٦٤ رقم الحدیث ٩٤١ مطبوعه دار الکتب العلمیه بیروت)، (تذکرة الحفاظ ج ٢ ص ٦١٩ مطبوعه دار الصمیعی الریاض)

عطائی

قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہ وسلم اذا اتاکم کریم قوم فاکرموہ۔[1]

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسَلَّم نے ایک مسلمان کو ایک ذمی کے بدلہ میں قتل کر دیا اور فرمایا جو لوگ اپنے عہد کو پورا کرتے ہیں میں ان میں سب سے زیادہ کریم ہوں۔[2]

وقال انا اکرم من وفی بذمتہ ھذا خطأمن وجھین احدھما وصلۃ بذکر بن عمر فیہ وانما ھو۔[3]

پچھلی آیات میں رسول کریم سے جبریل علیہ السلام مراد ہیں۔ آیات مذکورہ میں متعدد چیزوں کو کریم کہا گیا ہے اجر کریم قرآن کریم عرش کریم اور جبریل کریم جس سے معلوم ہوا کہ یہ اللہ عطا سے کریم ہیں۔

اللَّهُ وَلِيُّ الَّذِينَ آمَنُوا (البقرۃ ۲۵۷)

ترجمہ: اللہ ولی ہے ایمان والوں کا۔

إِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَالَّذِينَ آمَنُوا (المائدۃ ۵۵)

ترجمہ: تمہارا ولی ہے اللہ اور اس کا رسول اور ایمان والے۔

ولی مددگار اور کارساز کو کہتے ہیں یعنی مدد کرنے والا اور کام بنانے والا۔

پہلی آیت کریمہ سے ثابت ہے اللہ تعالیٰ مومنوں کا مددگار وکارساز ہے۔

دوسری آیت کریمہ میں بطور خلافت رسول اللہ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسَلَّم اور آپ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسَلَّم کے خلفاء کو بھی مسلمانوں کا مددگار وکارساز بتایا گیا ہے۔

اور حدیث مبارکہ میں ہے:

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسَلَّم کو بہ آواز بلند فرماتے ہوئے سنا کہ سنو فلاں شخص کی آل میرے ولی نہیں ہیں میرا ولی اللہ ہے اور نیک مومن میرے ولی ہیں۔[4]

---

[1] (المراسیل لابی داؤد ص ۳۴۷ رقم الحدیث ۵۱۱ مطبوعہ مؤسسۃ الرسالۃ بیروت)، (الکامل فی ضعفاء الرجال ج ۱ ص ۱۷۶ مطبوعہ دار الفکر بیروت)، (الاستیعاب ذکر عبد اللہ بن ضمرۃ البجلی رضی اللہ عنہ ج ۳ ص ۹۲۸ برقم ۱۵۸۰ مطبوعہ دار الجیل بیروت)، (سنن ابن ماجہ ابواب الادب باب اذا اتاکم کریم قوم فاکرموہ ص ۲۶۳ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی)، (الاصابۃ فی تمیز الصحابۃ ذکر جریر بن عبد اللہ بن جابر رضی اللہ عنہ ج ۱ ص ۴۷۵ برقم ۱۱۳۸ مطبوعہ دار الجیل بیروت)، (طبرانی الاوسط ج ۵ ص ۳۶۹ رقم الحدیث ۵۵۸۲ مطبوعہ دار الحرمین القاھرۃ)

[2] (سنن دارقطنی ج ۳ رقم الحدیث ۳۲۳۲)

[3] (سنن الکبری للبیھقی ج ۸ ص ۳۰ مطبوعہ مکتبۃ دار الباز مکۃ المکرمۃ)

[4] (صحیح مسلم ج ۱ ۱۱۵ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی)، (صحیح البخاری ج ۲ ص ۸۸۶ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی)

عطائی

امام احمد بن حنبل متوفی ۲۴۱ھ روایت کرتے ہیں، سرکار علیہ الصلوۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

من کنت ولیہ فعلی ولیہ۔

ترجمہ: جس کا میں مولیٰ ہوں علی رضی اللہ عنہ اس کا مولیٰ ہے۔[1]

امام ابو عبد اللہ محمد بن عبد الواحد حنبلی المقدسی متوفی ۶۴۳ھ روایت کرتے ہیں:

ثم اخذ بید علی رضی اللہ عنہ فاقامہ وقال من کان اللہ ورسولہ ولیہ فھذا ولیہ۔

ترجمہ: پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑ کر حضور صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَالہ واصحابہ وَسلَّم نے فرمایا جس کا مولیٰ اللہ اور اس کا رسول ہے تو یہ اس کا مولیٰ ہو گا۔[2]

حافظ عماد الدین اسماعیل بن عمر بن کثیر متوفی ۷۷۴ھ روایت کرتے ہیں:

ان اللہ ولی المومنین ومن کنت ولیہ فھذا ولیہ...

ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ مومنوں کا مولیٰ ہے اور جس کا میں مولیٰ ہوں تو یہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اس کا مولیٰ ہے۔[3]

امام محب الدین ابو العباس احمد بن عبد اللہ متوفی ۶۹۴ھ لکھتے ہیں:

قال ان علیا منی وانا منہ وھو ولی کل مومن بعدی۔

ترجمہ: فرمایا حضور صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَالہ واصحابہ وَسلَّم نے کہ بے شک حضرت علی رضی اللہ عنہ مجھ سے ہے اور میں اس سے ہوں اور حضرت علی رضی اللہ عنہ مولیٰ ہے اس کا جو مومن ہے میری بعد۔[4]

امام جلال الدین سیوطی متوفی ۹۱۱ھ روایت کرتے ہیں:

من کنت ولیہ فعلی ولیہ۔ (حسن)

ترجمہ: جس کا میں مولیٰ ہوں علی رضی اللہ عنہ اس کا مولیٰ ہے۔[5]

فَإِنَّ الْعِزَّةَ لِلَّهِ جَمِيعًا (النساء ۱۳۹)

ترجمہ: بے شک عزت تو سب اللہ کے لئے ہے۔

---

[1] (فضائل صحابہ لابن حنبل ج ۲ ص ۶۸۹ رقم الحدیث ۱۱۷۷ مطبوعہ موسسۃ الرسالۃ بیروت)

[2] (الاحادیث المختارۃ ج ۳ ص ۲۱۳ رقم الحدیث ۱۰۱۴ مطبوعہ مکتبۃ النھضۃ الحدیثہ مکہ مکرمۃ)

[3] (السیرۃ النبویۃ ج ۴ ص ۳۵۲ مطبوعہ دار الکتاب العربی بیروت)

[4] (ذخائر العقبی فی مناقب ذوی القربی ذکر انہ من النبی وانہ ولی کل مومن من بعدہ ص ۶۸ مطبوعہ دار الکتب المصریۃ)

[5] (الجامع الصغیر فی احادیث البشیر النذیر حرف المیم ج ۲ ص ۵۴۲ رقم الحدیث ۹۰۰۱ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

ذاتی عطائی کا ثبوت

وَلِلَّهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُولِهِ وَلِلْمُؤْمِنِينَ (المنافقون ۸)

ترجمہ: اور عزت تو اللہ اور اس کے رسول اور مومنوں کے لئے ہے۔

عزت میں عظمت شان وشوکت اور رعب ودبدبہ سب شامل ہیں۔ پہلی آیت کریمہ میں عزت ساری اللہ جل شانہ کے لئے بتائی گئی۔

دوسری آیت کریمہ میں عزت اللہ جل شانہ اس کے رسول صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم اور مومنین کاملین کے لئے بتائی گئی۔

اللَّهُ يَتَوَفَّى الْأَنْفُسَ حِينَ مَوْتِهَا وَالَّتِي (الزمر ۴۲)

ترجمہ: اللہ قبض کرتا ہے جانوں کو ان کی موت کے وقت۔

قُلْ يَتَوَفَّاكُمْ مَلَكُ الْمَوْتِ الَّذِي وُكِّلَ بِكُمْ (السجدة ۱۱)

ترجمہ: اے نبی فرمادو! کہ تمہاری جانوں کو ملک الموت قبض کرتا ہے جو تم پر مقرر کیا گیا ہے۔

رُسُلُنَا يَتَوَفَّوْنَهُمْ (الأعراف ۳۷)

ترجمہ: ہمارے رسول انہیں فوت کرتے ہیں۔

پہلی آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے جان قبض کرنے کی نسبت اپنی طرف فرمائی ہے۔ دوسری تیسری آیت کریمہ میں موت کے فرشتے کی طرف۔ یعنی حقیقتاً جان قبض کرنے والا اللہ ہے اور حکم الٰہی سے فرشتہ۔

بہت سی صفات خداوندی اس کے بندوں میں ہیں۔ (۱) علیم (۲) سمیع (۳) بصیر (۴) خبیر۔ اللہ تعالیٰ کی صفات ہیں۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے متعدد آیات میں اپنے لئے ان کا ذکر فرمایا ہے۔

وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ (البقرة ۲۳۱)

ترجمہ: اور جان لو بے شک اللہ ہر چیز کو جاننے والا ہے۔

وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ (العنام ۱۳)

ترجمہ: بے شک وہ دلوں کی بات جانتا ہے۔

إِنَّهُ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ (فاطر ۳۸)

ترجمہ: بے شک وہ دلوں کی بات جانتا ہے۔

وَهُوَ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ (الحديد ۶)

ترجمہ: اور وہ دلوں کی بات جانتا ہے۔

وَاللّٰہُ خَبِیرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ (آل عمران ۱۵۳)

ترجمہ: اللہ کو تمہارے اعمال کی خبر ہے۔

إِنَّ اللّٰہَ عَلِیمٌ خَبِیرٌ (لقمان ۳۴)

ترجمہ: اللہ بے شک علیم خبیر ہے۔

یہ صفات اللہ تعالیٰ کی ذاتی ہیں اور بغیر کسی اسباب کے وہ دیکھتا ہے جانتا ہے سنتا ہے باخبر ہے یہ ہم سب کا عقیدہ ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے یہ صفات اپنی مخلوق کو عطا فرمائی ہیں ان کے لئے یہ عطائی صفات ہیں۔

عطائی مثالیں

وَبَشَّرُوهُ بِغُلَامٍ عَلِیمٍ (الذاریات ۲۸)

ترجمہ: اور اسے ایک علم والے لڑکے کی بشارت دی۔

اسی آیت میں حضرت اسحاق علیہ السلام کو علیم کہا گیا ہے۔

دوسری آیت کریمہ میں ہے:

فَبَشَّرْنَاهُ بِغُلَامٍ حَلِیمٍ (الصافات ۱۰۱)

یہاں حلیم سے حضرت اسماعیل علیہ السلام مراد ہیں انہیں اللہ تعالیٰ نے حلیم کی صفت سے نوازا۔ حالانکہ حلیم اللہ تعالیٰ کی صفت ہے تو وہی بات ہوئی کہ حلیم اللہ کا ذاتی صفت ہے اور اسماعیل علیہ السلام کی عطائی۔

إِنِّي حَفِیظٌ عَلِیمٌ (یوسف ۵۵)

ترجمہ: بے شک میں حفیظ اور علیم ہوں۔

اس آیت میں دو صفتیں اللہ تعالیٰ کی حضرت یوسف علیہ السلام کے لیے بیان ہوئی ہیں حالانکہ یہ دونوں صفتیں اللہ کی ہیں۔

الرَّحْمَنُ فَاسْأَلْ بِهِ خَبِیرًا (الفرقان ۵۹)

ترجمہ: وہ بڑی مہر والا تو کسی جاننے والے سے اس کی تعریف پوچھیئے۔

اس آیت میں خبیر حضور صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم کے لیے کہا گیا ہے حالانکہ خبیر اللہ تعالیٰ کی صفت ہے تو ماننا پڑے گا کہ خبیر اللہ تعالیٰ کی ذاتی صفت ہے اور نبی پاک صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم کے لئے عطائی۔

ہر انسان سمیع و بصیر ہے

إِنَّا خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ مِنْ نُطْفَةٍ أَمْشَاجٍ نَبْتَلِیهِ فَجَعَلْنَاهُ سَمِیعًا بَصِیرًا (الإنسان ۲)

اس آیت میں سمیع و بصیر ہر انسان کو کہا گیا ہے تو ثابت ہوا کہ سمیع و بصیر اللہ تعالیٰ کی ذاتی صفت اور انسان کی عطائی۔

هُوَ الْأَوَّلُ وَالْآخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ (الحدید ۳)

ترجمہ: وہی اول وہی آخر وہی ظاہر وہی باطن اور وہ سب کچھ جانتا ہے۔

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ کی پانچ صفات کا ذکر ہے:

(۱) اول (۲) آخر (۳) ظاھر (۴) باطن (۵) علیم

حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے مدارج النبوہ کے مقدمہ میں یہ جملہ صفات حضور صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم کے لیے ثابت فرمائی ہیں۔

وہ بھی اسی قاعدہ پر کہ یہ صفات اللہ تعالیٰ کی ذاتی ہیں لیکن یہی صفات اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم کو عطا فرمائی ہیں مثلاً آپ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم اول ہیں اس بنا پر کہ آپ کی تخلیق موجودات میں سب سے اولیٰ ہے اور آخر میں اس لیے کہ آپ اللہ کے آخری نبی ہیں اور ظاہر اس لیے کہ آپ کے انوار نے سب کو گھیر رکھا ہے جس سے سارا جہان روشن ہے اور باطن اس لیے کہ آپ کے وہ اسرار ہیں جن کی حقیقت کا ادراک ناممکن ہے اور قرب و بعید کے لوگ آپ کے جمال و کمال میں دنگ ہو کر رہ گئے ہیں اور وھو بکل شئ علیم اس لیے کہ وفوق کل ذی علم علیم کی صفات آپ ہی میں موجود ہیں۔

مولیٰ اللہ تعالیٰ کی ذاتی صفت:

قرآن مجید میں ہے:

بَلِ اللّٰہُ مَوْلَاكُمْ (آل عمران ۱۵۰)

ترجمہ: بلکہ اللہ تمہارا مولیٰ ہے۔

ثُمَّ رُدُّوا إِلَى اللَّهِ مَوْلَاهُمُ الْحَقِّ (الأنعام ۶۲)

ترجمہ: پھر پھیرے جاتے ہیں اپنے سچے مولیٰ اللہ کی طرف سنتا ہے۔

أَنَّ اللَّهَ مَوْلَاكُمْ نِعْمَ الْمَوْلَى وَنِعْمَ النَّصِيرُ (الأنفال ۴۰)

ترجمہ: پس جان لو کہ اللہ تمہارا مولیٰ ہے تو کیا ہی اچھا مولیٰ ہے اور کیا ہی اچھا مدد گار۔

هُوَ مَوْلَاهُ (التحریم ۴)

ترجمہ: (بے شک اللہ) ان کا مدد گار ہے۔

هُوَ مَوْلَاكُمْ (الحج ۷۸)

ترجمہ: وہ تمہارا مولیٰ ہے۔

وَ اللّٰہُ مَوْلَاكُمْ (التحریم ۲)

ترجمہ: اور اللہ تمہارا مولیٰ ہے۔

أَنْتَ مَوْلَانَا (البقرۃ ۲۸۶)

ترجمہ: تو ہمارا مولیٰ ہے۔

ذَلِکَ بِأَنَّ اللّٰہَ مَوْلَى الَّذِینَ آمَنُوا وَأَنَّ الْکَافِرِینَ لَا مَوْلَى لَهُمْ (محمد ۱۱)

قرآن کی ان آیات سے واضح ہے کہ مولیٰ اللہ ہے مولیٰ اس وحدہ لاشریک کا صفاتی نام ہے اور سرکار علیہ الصلوۃ والسلام نے بھی ایک جنگ کے موقع پر کفار سے فرمایا:

اللہ مولٰنا و لا مولیٰ لکم۔

ترجمہ: اللہ ہمارا مولیٰ ہے اور (اے کافرو) تمہارا کوئی مولیٰ نہیں۔[1]

سرکار علیہ الصلوۃ والسلام نے ایک اور مقام پر فرمایا:

لا یقل العبد السیدہ مولای فان مولکم اللہ عزوجل۔

ترجمہ: کوئی غلام اپنے آقا کو "میرا مولیٰ" نہ کہے کیونکہ بے شک سب کا مولیٰ اللہ عزوجل ہے۔[2]

عطائی مثالیں

قرآن واحادیث وعرف عرب اور شریعت اسلام میں مولیٰ کا اطلاق غیر اللہ پر بارہا ہوا ہے اور ہو رہا ہے۔

قرآن مجید میں ہے:

فَإِنَّ اللّٰہَ هُوَ مَوْلَاهُ وَجِبْرِیلُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِینَ وَالْمَلَائِکَةُ بَعْدَ ذَلِکَ ظَهِیرٌ (التحریم ۴)

ترجمہ: تو بے شک اللہ اس کا مولیٰ ہے اور جبریل اور نیک ایمان والے اور اس کے بعد فرشتے مدد پر ہیں۔

امام احمد بن حنبل متوفی ۲۴۱ھ روایت کرتے ہیں:

حدثنا احمد قثنا علی بن الجعد قال سمعت مقاتلا یقول ثم فی قول اللہ عزوجل فان اللہ ھو مولاہ جبریل و صالح المومنین قال ابوبکر و عمر و علی۔

---

[1] (صحیح البخاری کتاب المغازی ج ۲ ص ۵۷۹ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی)

[2] (مسلم شریف کتاب الالفاظ من الادب وغیرها باب حکم اطلاق لفظة العبد والامة والمولی والسید ج ۲ ص ۲۳۸ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی)

ترجمہ: علی بن جعد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا میں نے مقاتل رحمۃ اللہ علیہ سے سنا جو کہتے تھے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ذکر فرمایا کہ فان اللّٰہ ھو مولاہ جبریل و صالح المومنین۔ فرمایا ابو بکر، عمر علی رضی اللہ عنہم۔[1]

امام ابن اعرابی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

و ان تظاھر علیہ فان اللّٰہ ھو مولاہ و جبریل و صالح المومنین ابو بکر و عمر رضی اللّٰہ عنھما۔[2]

قرآن پاک نے اللہ تعالیٰ کو بھی مولیٰ کہا اور حضرت جبریل علیہ السلام اور صالح مومنین کو بھی۔ اگر قرآن و حدیث میں لفظ مولیٰ اللہ کے لئے آیا ہے تو اس کے محبوب و مقبول بندوں کے لیے بھی آیا ہے۔

حافظ نورالدین علی بن ابی بکر الہیثمی متوفی ۸۰۷ھ روایت کرتے ہیں:

حضرت ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ:

من کنت مولاہ فعلی مولاہ۔

ترجمہ: جس کا میں مولا ہوں اس کا علی مولا ہیں۔[3]

---

[1] (فضائل صحابہ لابن حنبل ج ۱ ص ۶۱۴ رقم الحدیث ۶۳۸ مطبوعہ موسسۃ الرسالۃ بیروت)

[2] (معجم ابن الاعرابی ج ۳ ص ۴۴۴ رقم الحدیث ۱۴۴۰)

[3] (مجمع الزوائد و منبع الفوائد ج ۹ ص ۱۱۱ مطبوعہ موسسۃ المعارف بیروت)، (جامع الترمذی ج ۲ ص ۲۱۳ مطبوعہ مکتبہ اکرمیہ پشاور)، (مشکوۃ المصابیح ص ۵۶۴ مطبوعہ نور محمد کتب خانہ کراچی)، (مصنف ابن ابی شیبہ ج ۷ ص ۴۹۵ و ص ۵۰۶ مطبوعہ دار الفکر بیروت)، (موارد الظمآن الی زوائد ابن حبان ج ۱ ص ۵۴۳ رقم الحدیث ۲۲۰۴ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)، (جامع الاحادیث الکبیر للسیوطی ج ۷ ص ۳۶۸ رقم الحدیث ۲۳۰۰۳_۲۳۰۰۴ مطبوعہ دار الفکر بیروت)، (جمع الجوامع للسیوطی ج ۷ ص ۲۷۰ رقم الحدیث ۲۳۰۰۳_۲۳۰۰۴ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)، (السنۃ لابن ابی عاصم ج ۲ ص ۶۰۴ رقم الحدیث ۱۳۵۴_۱۳۵۵_۱۳۵۶_۱۳۵۷_۱۳۵۸ ص ۶۰۵ تا ص ۶۰۷ رقم الحدیث ۱۳۵۹ تا ۱۳۷۶ مطبوعہ المکتب الاسلامی بیروت)، (الفتح الکبیر فی ضم الزیادۃ الی الجامع الصغیر للنبھانی ج ۳ ص ۲۲۵ رقم الحدیث ۱۲۲۶۵ مطبوعہ دار الفکر بیروت)، (فضائل صحابۃ لابن حنبل ج ۲ ص ۵۶۹ رقم الحدیث ۹۵۹ مطبوعہ موسسۃ الرسالۃ بیروت)، (مسند احمد ج ۱ ص ۸۴ رقم الحدیث ۶۴۱ مطبوعہ مؤسسۃ قرطبۃ مصر)، (تاریخ دمشق الکبیر ج ۲۳ جز ۴۵ ص ۷۷ رقم الحدیث ۹۱۰۵ـ ص ۷۸ رقم الحدیث ۹۱۱۲ ص ۸۸ رقم الحدیث ۹۱۳۹_۹۱۴۳ ص ۹۱ رقم الحدیث ۹۱۵۱ ص ۱۴۲ رقم الحدیث ۹۳۱۱ ص ۱۴۳ رقم الحدیث ۹۳۱۳_۹۳۱۴ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)، (الاستیعاب ابن عبدالبر ج ۳ ص ۱۰۹۹ برقم ۱۸۵۵ مطبوعہ دار الجیل بیروت)، (الاحادیث المختارۃ وقال اسنادہ حسن ج ۲ ص ۸۶_۸۷ رقم الحدیث ۴۶۴ و ص ۱۰۵ رقم الحدیث ۴۷۹_۴۸۰ مطبوعہ و ج ۳ ص ۱۳۹ رقم الحدیث ۹۳۷ وقال اسنادہ صحیح مکتبۃ النھضۃ الحدیثہ مکہ مکرمۃ)، (اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ ج ۴ ص ۲۸ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)، (المستدرک ج ۳ ص ۱۱۸ رقم الحدیث ۴۵۷۷ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)، (مسند ابی ھریرۃ ج ۲ ص ۲۸۲ رقم الحدیث ۵۰۵۷ مطبوعہ دار الفکر بیروت)، (سنن ابن ماجہ ص ۱۲ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ)، (جامع المسانید و السنن ابن کثیر ج ۱۹ ص ۵۴۱۶ ج ۳۲ ص ۸۹۸۴ رقم الحدیث ۳۰۰۳ مطبوعہ دار الفکر بیروت)، (فضائل الصحابۃ للنسائی ص ۱۴ رقم الحدیث ۴۲ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)، (طبرانی کبیر ج ۳ ص ۱۸۹ رقم الحدیث ۳۰۳۹ مطبوعہ المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت)، (کنز العمال ج ۱۱ ص ۶۰۲ و ص ۶۰۹ و ص ۶۱۰ رقم الحدیث ۳۲۹۰۴ و ۳۲۹۴۶ و ۳۲۹۵۰ و ۳۲۹۵۱ مطبوعہ موسسۃ الرسالۃ بیروت)، (طبرانی صغیر ج ۱ ص ۷۱ مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت)، (الدر المنثور فی التفسیر الماثور تحت آیت نمبر ۵۵ سورہ المائدۃ ج ۲ ص ۵۱۹ مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت)، (السیرۃ النبویۃ لابن کثیر ج ۴ ص ۳۴۹ تا ۳۵۷ مطبوعہ دار الکتاب العربی بیروت)، (ذخائر العقبی فی مناقب ذوی القربی ص ۶۹ مطبوعہ دار الکتب المصریۃ)، (التمھید و البیان فی مقتل الشھید عثمان ص ۲۳۴ مطبوعہ دار الثقافۃ الدوحۃ قطر)، (معجم الصحابۃ ج ۱ ص ۱۹۹ برقم ۲۲۵ مطبوعہ مکتبۃ الغرباء الاثریۃ المدینۃ المنورۃ)، (تخریج الدلالات السمعیۃ ص ۲۷۴ مطبوعہ دار الغرب الاسلامی بیروت)، (صفوۃ الصفوۃ لابن جوزی

مدد گار ذاتی:

مَا لَكُمْ مِنْ دُونِ اللَّهِ مِنْ وَلِيٍّ وَلَا نَصِيرٍ (البقرة ۱۰۷)

ترجمہ: اللہ کے سوا تمہارا نہ کوئی حمایتی نہ مدد گار۔

وَمَا النَّصْرُ إِلَّا مِنْ عِنْدِ اللَّهِ (آل عمران ۱۲۶)

ترجمہ: اور مدد نہیں مگر اللہ کے پاس سے۔

وَإِنْ يَخْذُلْكُمْ فَمَنْ ذَا الَّذِي يَنْصُرُكُمْ مِنْ بَعْدِهِ (آل عمران ۱۶۰)

ترجمہ: اور اگر وہ تمہیں چھوڑ دے تو ایسا کون ہے جو پھر تمہاری مدد کرے۔

وَلَا يَجِدْ لَهُ مِنْ دُونِ اللَّهِ وَلِيًّا وَلَا نَصِيرًا (النساء ۱۲۳)

ترجمہ: اور اللہ کے سوا نہ کوئی اپنا حمایتی پائے گا نہ مدد گار۔

وَلَا يَجِدُونَ لَهُمْ مِنْ دُونِ اللَّهِ وَلِيًّا وَلَا نَصِيرًا (النساء ۱۷۳)

ترجمہ: اور اللہ کے سوا نہ اپنا کوئی حمایتی پائیں گے نہ مدد گار۔

وَمَا النَّصْرُ إِلَّا مِنْ عِنْدِ اللَّهِ (الأنفال ۱۰)

قرآن پاک کی ان آیات مبارکہ سے واضح ہو رہا ہے کہ نصیر "اللہ" ہے وہی مدد گار ہے کسی کی مدد و نصرت کرنا اسی کے دست قدرت میں ہے۔

مدد گار عطائی:

حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں:

مَنْ أَنْصَارِي إِلَى اللَّهِ قَالَ الْحَوَارِيُّونَ نَحْنُ أَنْصَارُ اللَّهِ (آل عمران ۵۲)

ترجمہ: کون میرے مدد گار ہوتے ہیں اللہ کی طرف حواریوں نے کہا ہم دین خدا کے مدد گار ہیں۔

وَلَيَنْصُرَنَّ اللَّهُ مَنْ يَنْصُرُهُ (الحج ۴۰)

ترجمہ: اور بے شک اللہ ضرور مدد کرے۔ اس کی جو اس کی مدد کرے گا۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنْ تَنْصُرُوا اللَّهَ يَنْصُرْكُمْ وَيُثَبِّتْ أَقْدَامَكُمْ (محمد ۷)

ذکر جمل من مناقبه رضی الله عنه ج ۱ ص ۲ ۱ ۳ مطبوعه دار المعرفة بیروت)، (الجامع الصغیر فی احادیث البشیر النذیر حرف العین ج ۱ ص ۳۴۶ رقم الحدیث ۵۵۹۸ و حرف المیم ج ۲ ص ۵۴۲ رقم الحدیث ۹۰۰۰ مطبوعه دار الکتب العلمیه بیروت)، (الاصابة فی تمیز الصحابة زید بن شراحیل رضی الله عنه ج ۲ ص ۶۰۹ برقم ۲۹۰۸ مطبوعه دار الجیل بیروت)، (نزهة الحفاظ ص ۱۰۲ مطبوعه مؤسسة الکتب الثقافیة بیروت)، (طبرانی کبیر ج ۴ ص ۱۷۳ رقم الحدیث ۴۰۵۳ مکتبة العلوم و الحکم الموصل)

ترجمہ: اے ایمان والوں اگر تم اللہ کے دین کی مدد کروگے تو اللہ تمہاری مدد کرے گا۔

وَاجْعَلْ لَنَامِنْ لَدُنْکَ وَلِيًّا وَاجْعَلْ لَنَامِنْ لَدُنْکَ نَصِيرًا (النساء ۷۵)

ترجمہ: اے اللہ ہمیں اپنے پاس سے کوئی حمایتی دے دے اور ہمیں اپنے پاس سے کوئی مددگار دے۔

ولی

یہ لفظ اللہ عزوجل کی صفت ہے اور بندگان خدا کے لیے اس کا استعمال مجازاً ہے گویا یہ صفت اللہ تعالیٰ کی ذاتی ہے اور بندگان خدا کے لیے عطائی۔

اللهُ وَلِيُّ الَّذِينَ آمَنُوا يُخْرِجُهُمْ مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ (البقرة ۲۵۷)

ترجمہ: اللہ ولی ہے ایمان والوں کا انہیں اندھیروں سے نور کی طرف نکالتا ہے۔

وَهُوَ الْوَلِيُّ الْحَمِيدُ (الشوریٰ ۲۸)

ترجمہ: اور وہی کام بنانے والا ہے سب خوبیوں سراہا۔

وَاللهُ وَلِيُّ الْمُؤْمِنِينَ (آل عمران ۶۸)

ترجمہ: اور ایمان والوں کا ولی اللہ ہے۔

عطائی مثالیں

إِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللهُ وَرَسُولُهُ وَالَّذِينَ آمَنُوا، الخ (المائدة ۵۵)

ترجمہ: بے شک اللہ تمہارا ولی ہے اور اس کا رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلّم اور ایمان والے۔

نَحْنُ أَوْلِيَاؤُكُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ (فصلت ۳۱)

ترجمہ: ہم تمہارے ولی ہیں دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں۔

إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَهَاجَرُوا وَجَاهَدُوا بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَالَّذِينَ آوَوْا وَنَصَرُوا أُولَئِکَ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ (الأنفال ۷۲)

ترجمہ: بے شک جو ایمان لائے اللہ کے لیے گھر بار چھوڑے اور اللہ کی راہ میں اپنے مالوں اور جانوں سے لڑے اور وہ جنہوں نے جگہ دی اور مدد کی وہ ایک دوسرے کے ولی ہیں۔

اس آیت میں تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے لیے اولیاء کا لفظ استعمال ہوا اور یہ بھی کہ ہر صحابی ولی ہیں۔

ان آیات اور احادیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ ذاتی اور عطائی کا یہ عقیدہ اہل سنت وجماعت بریلوی کا اختراع نہیں بلکہ قرآن واحادیث مبارکہ سے ثابت ہیں۔ اور بالخصوص مسئلہ علم غیب کے بارے میں چند حوالاجات ملاحظہ فرمائیں:

عطائی علم غیب کا ثبوت

علامہ سید شریف رحمۃ اللہ علیہ حواشی کشاف میں فرماتے ہیں:

وانما لم یجز الاطلاق فی غیرہ تعالی لانہ یتبادر منہ تعلق علمہ بہ ابتداء فیکون تناقضا اما اذا قید وقیل اعلمہ اللہ تعالی الغیب او اطلعہ علیہ فلا محذور فیہ۔

ترجمہ: علم غیب کا اطلاق غیر اللہ پر اس لئے ناجائز ہے کہ اس سے غیر اللہ کے علم کا غیب کے ساتھ ابتداء (بالذات) متعلق ہونا متبادر ہوتا ہے تو اس طرح تناقص لازم آتا ہے لیکن اگر علم غیب کے ساتھ کوئی قید لگادی جائے اور یوں کہا جائے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو غیب کا علم عطا فرمایا ہے یا اس کو غیب پر مطلع فرمایا ہے تو اس صورت میں کوئی ممانعت نہیں۔[1]

امام رازی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

واما الذی علیہ دلیل فلا یمتنع ان تقول نعلم من الغیب مالنا علیہ دلیل ویفید الکلام ولا یلتبس۔

ترجمہ: اور غیب جس پر دلیل ہے پس آپ کا یہ کہنا کچھ منع نہیں کہ ہم کو اس غیب کا علم ہے جس میں ہمارے لئے دلیل ہے۔ یہ کلام مفید ہے اور اس میں کوئی التباس نہیں۔[2]

تفسیر غرائب القرآن ورغائب الفرقان میں ہے:

لم ینف الا الدرایۃ من قبل نفسہ وما نفی الدرایۃ من جھۃ الوحی۔

ترجمہ: رسول اللہ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسَلَّم نے اپنی ذات سے جاننے کی نفی فرمائی ہے خدا کے بتائے سے جاننے کی نفی نہیں فرمائی۔[3]

نسیم الریاض میں ہے:

لم یکلفنا اللہ الایمان بالغیب الا وقد فتح لنا باب غیبہ۔

ترجمہ: ہمیں اللہ تعالیٰ نے ایمان بالغیب کا جب بھی حکم دیا ہے کہ اپنے غیب کا دروازہ ہمارے لئے کھول دیا ہے۔[4]

تفسیر بیضاوی میں ہے:

وھو قسمان قسم لا دلیل علیہ وھو المعنی بقولہ تعالی وعندہ مفاتح الغیب لا یعلمھا الا ھو وقسم نصب علیہ دلیل کالصانع وصفاتہ والیوم الاخر واحوالہ۔

---

[1] (حاشیۃ سید الشریف علی الکشاف ج ۱ ص ۱۲۸ مطبوعہ تھران)

[2] (تفسیر الکبیر ج ۲ ص ۲۸ مطبوعہ دار الفکر بیروت)

[3] (تفسیر غرائب القرآن تفسیر النیساپوری ج ۸ ص ۲۶ مطبوعہ مصطفی البابی مصر)

[4] (نسیم الریاض فصل ومن ذلک ما اطلع علیہ من الغیوب ج ۳ ص ۱۵۱)، (زرقانی علی المواھب ج ۷ ص ۲۰۱ مطبوعہ دار المعرفہ بیروت)

ترجمہ: غیب کی دو اقسام ہیں: ایک قسم وہ ہے جس پر کوئی دلیل قائم نہ ہو۔ فرمان باری تعالیٰ **وعندہ مفاتح... الخ** سے یہی مفہوم ہے اور دوسری قسم وہ ہے جس پر کوئی دلیل قائم ہو جیسے صانع (ذات باری تعالیٰ) اور اس کی صفات، یوم آخرت اور احوال قیامت۔ [1]

امام رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

ثم ھذا الغیب ینقسم الی ماعلیہ دلیل و الی مالیس علیہ دلیل۔

ترجمہ: غیب کی دو قسمیں ہیں ایک تو وہ ہے جس پر دلیل قائم ہو اور دوسری وہ جس پر دلیل قائم نہ ہو۔ [2]

علامہ الفاضل الکامل الشیخ اسمعیل حقی حنفی متوفی ۱۱۳۷ھ لکھتے ہیں:

و ھو قسمان قسم لا دلیل علیہ و ھو ارید بقولہ سبحانہ و عندہ مفاتح الغیب لا یعلمھا الا ھو و قسم نصب علیہ دلیل کالصانع و صفاتہ۔

ترجمہ: غیب کی دو قسمیں ہیں: ایک قسم وہ ہے جس پر کوئی دلیل قائم نہ ہو۔ اور فرمان باری تعالیٰ **وعندہ مفاتح... الخ** سے یہی مراد ہے اور دوسری قسم وہ ہے جس پر کوئی دلیل قائم ہو جیسے صانع اور اس کی صفات۔ [3]

مناظر اہل سنت مفتی عبد المجید سعیدی رضوی مدظلہ العالی اس اعتراض کے جواب میں لکھتے ہیں:

علم شعر کی تحقیق

رہی سورۃ یٰسین شریف کی آیت **وما علمنہ الشعر و ماینبغی لہ الایۃ**۔ جس کا ترجمہ معترض نے اس طرح کیا ہے "اور نہ تو ہم نے اس پیغمبر کو شعر سکھائے اور نہ ہی اس کے لائق ہے"۔ [4]

تو یہ بھی اس کی جہالت قبیحہ کا نتیجہ ہے کیونکہ اس کا دعویٰ علم غیب کے متعلق ہے جبکہ شعر کا علم غیب سے کوئی تعلق نہیں۔ اگر شعر کی نفی علم غیب کی نفی کی دلیل ہے تو اس کا ثبوت علم غیب کا ثبوت ہو گا اور تمام شعراء معترض کے طور پر عالم الغیب قرار پائیں گے۔ پس شعر، علم غیب نہیں تو معترض کی دلیل غلط ہوئی۔ علم غیب ہے تو وہ بقلم خود بہت ہی بڑا مشرک ہوا کیونکہ وہ اس سے ایک دو، دس، بیس اور سو پچاس نہیں اربوں کھربوں شعراء کو علماء الغیوب مان چکا ہے۔

---

[1] (انوار التنزیل ج ۱ ص ۲۷ مطبوعہ مصطفیٰ البابی مصر)
[2] (تفسیر الکبیر ج ۲ ص ۲۷ مطبوعہ دار الفکر بیروت)
[3] (تفسیر روح البیان ج ۱ ص ۳۲ مطبوعہ مکتبہ اسلامیہ کوئٹہ)
[4] (ملاحظہ ص ۲۴)

باقی اس سے یہ سمجھنا بھی اس کی سخت جہالت ہے کہ آپ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم کو کلام منظوم کی پہچان نہیں دی گئی کیونکہ آیت ہذا میں بنیادی طور پر الشعر سے مراد کلام منظوم مراد نہیں بلکہ کلام منظوم کے ماخذ کی نفی مراد ہے جو وہم اور کذب ہے اور معنے یہ ہیں کہ ہم نے آپ کو جس کلام سے نوازا ہے وہ وہمی خیالی نہیں کہ کذب ہو بلکہ وہ ترجمان حق وحقیقت ہے جس کی دلیل اس آیت کا اگلا حصہ بھی ہے جسے معترض شیر مادر سمجھ کر ہضم کر گیا ہے اور وہ یہ ہے "ان ھو الا ذکر وقرآن مبین" یعنی وہ تو محض نصیحت اور قرآن مبین ہے اگر الشعر سے مراد کلام منظوم ہو تو آیت کا یہ آخری حصہ اس سے مربوط نہیں رہتا کیونکہ اشعار بھی تو نصیحت پر مبنی ہوتے ہیں جیسا کہ پند نامہ، نصیحت نامہ، اور تحفہ نصائح کتابیں اس کی واضح دلیل ہیں۔ جو منظوم ہیں ورنہ اس کا کیا مطلب بنے گا کہ قرآن شعر نہیں بلکہ نصیحت ہے۔ علاوہ ازیں قرآن مجید میں متعدد مقامات پر ہے کہ بعض کفار ومشرکین حضور صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم کو شاعر کہتے تھے جب یہ امر حقیقت ثابتہ اور نہایت واضح تھا کہ آپ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم شاعری اور شعر گوئی بمعنی معروف کرتے ہی نہیں تھے تو ان کا آپ کو شاعر کہنے کا کیا معنے؟ کیا وہ لوگ اتنا بے وقوف تھے کہ انہیں نظم ونثر کا فرق بھی معلوم نہیں تھا؟ چنانچہ پ ۱۷ الانبیاء آیت نمبر ۵ میں ہے:

بل ھو شاعر۔ نیز پ ۲۹ سورۃ الحاقہ آیت نمبر میں ہے: انہ لقول رسول کریم وما ھو بقول شاعر۔

نیز حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کے قبول اسلام کے قصہ میں ہے کہ انہوں نے اپنے بھائی کو حضور صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم کے ہاں حالات کا جائزہ لے کر آنے کی غرض سے پوچھا ان کے بھائی نے واپس آکر انہیں بتایا:

رایتہ یامر بمکارم اخلاق و کلاما ما ھو بالشعر۔

یعنی میں نے آپ کو بزرگ اخلاق کا حکم دیتے دیکھا اور آپ سے ایسا کلام سنا جو شعر نہیں ملاحظہ ہو: (صحیح بخاری ج ۱ ص ۵۴۴۔۵۴۵ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی)

وبطریق اخر

اسے یوں بھی بیان کیا جاسکتا ہے کہ شعر گوئی میں چونکہ زیادہ تر تخیل کا دخل ہوتا ہے اور تخیلات غلط بھی ہوسکتے ہیں خصوصاً جب کہ کسی متعین کلام منثور سے ہٹ کر نظم کی زبان میں مضمون تشکیل دینا ہو اس لئے ایسے کلام عموماً جھوٹ پر مبنی یا کم از کم کذب آمیز ضرور ہوتے ہیں اس لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم کو شعر گوئی سے دور اور محفوظ رکھا پس اس صورت میں پیش نظر آیت شعر سے نتیجہ شاعری مراد قرار پائے گا اور اس کا مفہوم یہ بنے گا کہ ہمارا یہ کلام ہمارے محبوب کا خود ساختہ اور شعر (جھوٹ وباطل) کیونکر ہوسکتا ہے جب کہ ہم نے انہیں شعر گوئی کے فن کی مہارت اور اس کا ملکہ ہی نہیں دیا اس تقدیر پر علم بمعنی ملکہ ہوگا جو عربی میں مروج اور ثابت ہے چنانچہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا

وعلمنه صنعة لبوس لكم یعنی ہم نے اپنے پیغمبر داؤد علیہ السلام کو تمہارے لیے زرہیں بنانے کا ملکہ عطا فرمایا ملاحظہ ہو (پ ۱۷ الانبیاء آیت نمبر) جبکہ ملکہ کی نفی علم بمعنی دانستن کی نفی ہر گز نہیں سینکڑوں امور کو ہر شخص جانتا ہے کہ اس طرح سے کیے جاتے ہیں مگر جب انہیں کر کے دکھانے کو کہا جائے تو وہ نہیں کر سکتے۔ ہر ایک کو معلوم ہے روٹی بنا کر توے پر نہیں ڈال سکتے پس اسے معترض کا حضور صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم کی معاذاللہ علم کی نفی کی دلیل سمجھنا خود اس کی اپنی کم علمی اور جہالت ہے جب کہ یہاں ملکہ کی نفی بھی آپ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم کی عظمت ہے جیسے امی ہونا آپ کے لئے شان ہے۔ فافهم ولا تكن من الغافلين لا سيما الوهابيين۔[1]

احادیث سے ثابت ہے کہ آپ نے بعض شعراء کے شعر پڑھے ہیں اور بعض شعراء کی تعریف فرمائی ہے۔

مشکوۃ شریف میں ہے:

عن عائشة قالت ذكر عند رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وآلهٖ واصحابهٖ وسلم الشعر فقال رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وآلهٖ واصحابهٖ وسلم هو كلام فحسنه حسن وقبيحه قبيح رواه الدارقطني وروى الشعبي عن عروة مرسلاً۔

ترجمہ: ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا حضور صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم کے حضور مبارک میں اشعار کا تذکرہ ہوا تو آپ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم نے ارشاد فرمایا کہ وہ ایک ایسا کلام ہے کہ اس کا اچھا، اچھا ہے اور اس کا برا، برا ہے۔[2]

حضرت براء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم غزوہ خندق کے دن مٹی کھود رہے تھے حتیٰ کہ آپ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم کا پیٹ مبارک خاک آلود ہو گیا اور آپ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم یہ منظوم کلام پڑھ رہے تھے۔

واللہ لو لا اللہ ما اهتدينا   ولا تصدقنا ولا صلينا

اللہ کی قسم اگر اللہ ہدایت نہ دیتا تو ہم ہدایت نہ پاتے اور نہ ہم صدقہ دیتے اور نہ نماز پڑھتے

فانزلن سكينة علينا   وثبت الاقدام ان لاقينا

پس تو ہم پر طمانیت نازل فرما اور دشمن کے مقابلہ کے وقت ہم کو ثابت قدم رکھ

ان لا الاولى قد بغوا علينا   ان ارادو فتنة ابينا

---

[1] (علم النبی صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم ص ۷۸۔ ۸۰ مطبوعہ قادریہ پبلشرز کراچی)

[2] (مشكوة شريف باب البيان والشعر الفصل الثانی ص ۴۱۰۔ ۴۱۱ مطبوعہ نور محمد کتب خانہ کراچی)، (کامل ابن عدی ج ۴ ص ۲۷۸ مطبوعہ دار الفکر بیروت)، (الادب المفرد ص ۲۹۹ رقم الحدیث ۸۶۳ مطبوعہ دار البثائر الاسلامیۃ بیروت)

بے شک پہلوں نے ہمارے خلاف بغاوت کی اگر وہ ہم کو فتنہ میں ڈالنے کا ارادہ کریں گے تو ہم انکار کریں گے اور رسول اللہ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم أبینا أبینا کا تکرار کرتے اور اس پر آواز کو بلند فرماتے۔ [1]

امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ روایت کرتے ہیں:

عن جندب بن سفیان رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہٖ و اصحابہٖ و سلم کان فی بعض المشاھد و قد دمیت اصبعہ فقال:

ھل انت الا اصبع دمیت   و فی سبیل اللہ ما لقیت

ترجمہ: حضرت جندب بن سفیان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم کسی جہاد میں تھے کہ آپ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم کی انگشت مبارک خون آلود ہو گئی۔ اس پر آپ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم نے فرمایا: تو ایک انگلی ہے جو خون آلود ہوئی، اور تو نے جو پایا اللہ کی راہ میں پایا ہے۔ [2]

امام ابو عیسیٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ھ روایت کرتے ہیں:

عن شریح عن عائشۃ رضی اللہ عنہا قال قیل لہا ھل کان النبی ایتمثل بشیء من الشعر؟ قالت کان یتمثل بشعر ابن رواحۃ رضی اللہ عنہ و یتمثل و یقول: و یاتیک بالاخبار من لم تزود۔ وقال ابو عیسی ھذا حدیث حسن صحیح۔

ترجمہ: حضرت شریح روایت کرتے ہیں کہ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا گیا کہ کیا حضور نبی اکرم صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم شعر بھی پڑھا کرتے تھے؟ انہوں نے فرمایا (ہاں) آپ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم ابن رواحہ رضی اللہ عنہ کا یہ شعر پڑھتے:

تیرے پاس وہ شخص خبریں لے کر حاضر ہو گا جسے تو نے ان کے لانے کے لئے زادراہ بھی نہیں دیا ہو گا۔ [3]

---

[1] (صحیح البخاری کتاب الجھاد و السیر باب الرجز فی الحرب و رفع الصوت فی حفر الخندق ج ۳ ص ۱۱۰۳ رقم الحدیث ۲۸۷۰ مطبوعہ دار ابن کثیر بیروت)، (سنن الکبریٰ للنسائی ج ۵ ص ۲۶۹ رقم الحدیث ۸۸۵۷ مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت)، (صحیح مسلم ج ۳ ص ۱۴۳۰ رقم الحدیث ۱۸۰۳ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)، (صحیح ابن حبان ج ۱۰ ص ۳۹۷ رقم الحدیث ۴۵۳۵ مطبوعہ موسسۃ الرسالۃ بیروت)، (مصنف ابن ابی شیبہ ج ۵ ص ۲۷۹ رقم الحدیث ۲۶۰۶۹ مطبوعہ مکتبۃ الرشد الریاض)

[2] (صحیح البخاری کتاب الجھاد ج ۳ ص ۱۰۳۱ رقم الحدیث ۲۶۴۸ مطبوعہ دار ابن کثیر بیروت)، (سنن الترمذی ج ۵ ص ۴۴۲ رقم الحدیث ۳۳۴۵ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)، (مسند ابو یعلی ج ۳ ص ۱۰۱ رقم الحدیث ۱۵۳۳ مطبوعہ دار المامون للتراث دمشق)، (مصنف ابن ابی شیبہ ج ۵ ص ۲۸۰ رقم الحدیث ۲۶۰۷۱ مطبوعہ مکتبۃ الرشد الریاض)

[3] (سنن الترمذی کتاب الادب ج ۵ ص ۱۳۹ رقم الحدیث ۲۸۴۸ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)، (سنن الکبریٰ للنسائی ج ۶ ص ۲۴۸ رقم الحدیث ۱۰۸۳۵ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)، (مصنف ابن ابی شیبہ ج ۵ ص ۲۷۲ رقم الحدیث ۲۶۰۱۴ مطبوعہ مکتبۃ الرشد الریاض)

امام مسلم بن حجاج متوفی ۲۶۱ھ روایت کرتے ہیں:

عن عمرو بن الشرید رضی اللہ عنہ عن ابیہ قال ردفت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہٖ و اصحابہٖ و سلم یوماً فقال ھل معک من شعر امیة بن ابی الصلت شی ء؟ قلت نعم قال ھیة فانشدتہ بیتاً فقال ھیہ ثم انشدتہ بیتاً فقال ھیہ حتی انشدتہ مائة بیت۔

ترجمہ: حضرت عمرو بن شرید رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ایک دن میں حضور نبی اکرم صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم کے پیچھے سوار ہوا تو آپ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم نے فرمایا کیا تمہیں امیہ بن الصلت کے اشعار میں سے کچھ یاد ہیں؟ میں نے عرض کیا جی ہاں (یارسول اللہ!) آپ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم نے فرمایا سناؤ میں نے ایک شعر سنایا تو آپ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم نے فرمایا اور سناؤ میں نے ایک اور شعر سنایا آپ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم نے فرمایا اور سناؤ حتیٰ کہ میں نے آپ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم کو ایک سو اشعار کو سنائے۔[1]

عن جابر بن سمرة رضی اللہ عنہ قال کان اصحاب النبی ایتناشدون الشعر ورسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہٖ و اصحابہٖ و سلم یسمع۔

ترجمہ: حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ایک دوسرے کو اشعار سنایا کرتے جبکہ حضور نبی اکرم صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم بھی سماعت فرماتے۔[2]

اور تاریخ واسط کی روایت میں یہ بھی اضافہ ہے:

و رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہٖ و اصحابہٖ و سلم یتبسم۔

ترجمہ: کہ حضور نبی اکرم صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم ان کے اشعار کو سن کر تبسم ریز بھی ہوا کرتے۔[3]

حافظ ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبرانی متوفی ۳۶۰ھ روایت کرتے ہیں:

حدثنا احمد بن یحیی الحلوانی قال حدثنا الحسین بن محمد بن عمرو العنقری قال حدثنا ابی قال حدثنا اسباط بن نصر عن السدی عن ابی مالک عن بن عباس ثم فی قولہ وممن حولکم من الاعراب منافقون ومن اھل المدینة مردوا علی النفاق لا تعلمھم نحن نعلمھم سنعذبھم مرتین ثم یردون الی عذاب عظیم قال قام رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہٖ و اصحابہٖ و سلم یوم جمعة خطیباً فقال قم یا فلان فاخرج فانک منافق اخرج یا فلان فانک منافقاً فاخرجھم

---

[1](صحیح مسلم کتاب الشعر ج ۴ ص ۱۷۶۷ رقم الحدیث ۲۲۵۵ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)، (الادب المفرد ج ۱ ص ۲۷۸ رقم الحدیث ۷۹۹ مطبوعہ دار البشائر الاسلامیة بیروت)، (سنن الکبری للنسائی ج ۶ ص ۲۴۸ رقم الحدیث ۱۰۸۳۶ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)، (عمل الیوم و اللیلة للنسائی ج ۱ ص ۵۵۰ رقم الحدیث ۹۹۸ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)، (صحیح ابن حبان ج ۱۳ ص ۹۷ رقم الحدیث ۵۷۸۲ مطبوعہ موسسة الرسالة بیروت)، (طبرانی کبیر ج ۷ ص ۳۱۵ رقم الحدیث ۷۲۳۸ مطبوعہ مکتبة العلوم و الحکم الموصل)

[2](طبرانی کبیر ج ۲ ص ۲۲۱ رقم الحدیث ۱۹۱۰ مطبوعہ مکتبة العلوم و الحکم الموصل)

[3](تاریخ واسط ج ۱ ص ۱۵۶ مطبوعہ عالم الکتب بیروت)

بأسمائهم ففضحهم ولم يكن عمر بن الخطاب شهد تلك الجمعة لحاجة كانت له فلقيهم عمر وهم يخرجون من المسجد فاختبأ منهم استحياء انه لم يشهد الجمعة وظن الناس قد انصرفوا واختبؤا هم من عمر فظنوا انه قد علم بامرهم فدخل عمر المسجد فاذا الناس لم ينصرفوا فقال له رجل ابشر يا عمر فقد فضح الله المنافقين اليوم فهذا العذاب الاول والعذاب الثانی عذاب القبر۔

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس آیت کریمہ (التوبۃ ۱۰۱) کی تفسیر میں کہا کہ رسول اللہ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم جمعہ کے دن خطبہ دینے کے لیے کھڑے ہوئے آپ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم نے فرمایا اے فلاں تو نکل جا تو منافق ہے۔ آپ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم نے منافقوں کا نام لے لے کر ان کو مسجد سے نکال دیا اور ان کو رسوا کر دیا اسی دن کسی کام کی وجہ سے اس وقت تک حضرت عمر رضی اللہ عنہ مسجد میں نہیں پہنچے تھے جس وقت حضرت عمر رضی اللہ عنہ آئے تو وہ مسجد سے نکل رہے تھے وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے چھپ رہے تھے ان کا یہ گمان تھا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو حقیقت واقعہ کا پتا چل گیا ہے ایک شخص نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا آپ کو خوشخبری ہو اللہ تعالیٰ نے آج منافقین کو رسوا کر دیا یہ ان پر عذاب اول تھا اور عذاب ثانی عذاب قبر ہے۔ [1]

حافظ عمادالدین اسماعیل بن عمر بن کثیر متوفی ۷۷۴ھ روایت کرتے ہیں:

وروی الحافظ البیهقی من طریق ابی احمد الزبیری عن عن سفیان الثوری عن سلمة بن کهیل عن عیاض بن عیاض عن ابیه عن ابی مسعود قال خطبنا رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وآله واصحابه وسلم فقال: ان منکم منافقین فمن سمیت فلیقم قم یا فلان قم یا فلان حتی عد ستاً وثلاثین۔ [2]

امام جلال الدین سیوطی متوفی ۹۱۱ھ روایت کرتے ہیں:

اخرج البیهقی، عن ابن مسعود قال: خطبنا رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وآله واصحابه وسلم فقال فی خطبته ایها الناس ان منکم منافقین فمن سمیت فلیقم قم یا فلان حتی عد ستاً وثلاثین۔

ترجمہ: امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم نے ہمیں خطبہ دیا اور اپنے خطبہ میں ارشاد فرمایا کہ اے لوگو! بلاشبہ تم لوگوں میں منافقین موجود ہیں تو میں جس کا نام لوں وہ اٹھ جائے۔ اور فلاں اٹھ جا' اور فلاں اٹھ جا۔ اس طرح چھتیس منافقوں کے نام لئے۔ [3]

---

[1] (المعجم الاوسط ج ۱ ص ۲۴۱۔۲۴۲ رقم الحدیث ۷۹۲ مطبوعہ دار الحرمین القاهرة)

[2] (السیرة النبویة ذکر اقوام تخلفوا من العصاة غیر هؤلاء ج ۴ ص ۴۵ مطبوعہ دار الکتاب العربی بیروت)

[3] (خصائص الکبری ج ۲ ص ۱۷۴ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت)، (دلائل النبوة امام بیہقی ج ۶ ص ۲۸۶ ج ۵ ص ۲۸۳۔۲۸۴ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت)، (مسند احمد ج ۵ ص ۲۷۳ رقم الحدیث ۲۲۴۰۲ مطبوعہ موسسة قرطبة مصر)، (حجة الله علی العالمین فی معجزات سید المرسلین ص ۳۸۴ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

امام محمد بن سعد متوفی ۲۳۰ھ روایت کرتے ہیں:

اخبرنا هاشم بن القاسم قال حدثنی سليمان عن ثابت يعنى البنانی قال: اجتمع المنافقون فتكلموا بينهم، فقال رسول الله صلى الله تعالیٰ علیه وآلهٖ واصحابه وسلم ان رجالا منكم اجتمعوا فقالوا كذا وقالوا كذا فقوموا فاستغفروا الله واستغفر لكم فلم يقوموا فقال ذلک ثلاث مرات، فقال لتقومن او لاسمينكم باسمائكم، فقال: قم يا فلان فقاموا اخزايا متقنعين۔

ترجمہ: حضرت ثابت البنانی رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ منافقین مجتمع ہوئے اور انہوں نے آپس میں گفتگو کی۔ اس وقت رسول اللہ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسَلَّم نے فرمایا، تم میں سے کچھ لوگ مجتمع ہوئے اور انہوں نے ایسا ایسا کیا، لہٰذا تم لوگ اٹھ جاؤ اور اللہ تعالیٰ سے استغفار کرو۔ میں بھی تمہارے لئے استغفار کروں گا مگر کوئی نہ اٹھا۔ پھر حضور صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسَلَّم نے اس طرح تین مرتبہ فرمایا۔ آپ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسَلَّم نے فرمایا، تم لوگ خود اٹھ جاؤ اور اللہ تعالیٰ سے استغفار کرو ورنہ میں تمہارے نام لے کر پکاروں گا۔ بالاخر آپ نے فرمایا، او فلاں اٹھ جا اور وہ تمام کے تمام ذلیل وخوار ہو کر اٹھے۔[1]

امام رازی "**لاتعلمهم ونحن نعلمهم**" سورہ توبہ پارہ ۹ آیت نمبر ۱۰۱ کے تحت لکھتے ہیں:

عن السدی عن انس بن مالک قام النبی ا خطيباً يوم الجمعة فقال اخرج يا فلان فانک منافق اخرج يا فلان فانک منافق فاخرج من المسجد ناساً و فضحهم۔

ترجمہ: سدی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسَلَّم جمعہ کے روز خطاب کے لئے کھڑے ہوئے پس فرمایا اے فلاں! تو نکل جا بے شک تو منافق ہے اے فلاں! تو (بھی) نکل جا بے شک تو (بھی) منافق ہے پس آپ نے (منافق) لوگوں کو مسجد سے رسوا کر کے نکال باہر کیا۔[2]

امام محمد بن محمد العمادی ابو سعود متوفی ۹۵۱ھ لکھتے ہیں:

عن ابن عباس رضی الله عنهما ان النبی ا قام خطيباً يوم الجمعة فقال اخرج يا فلان فانک منافق اخرج يا فلان فانک منافق فاخرج ناسا و فضحهم فهذا هو العذاب الاول۔[3]

---

[1] (طبقات الکبری ابن سعد ذکر علامات النبوۃ بعد نزول الوحی علی رسول اللہ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسَلَّم ج ۱ ص ۱۷۶ مطبوعہ دار صادر بیروت)، (خصائص الکبری ج ۲ ص ۱۷۴ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)، (حجۃ اللہ علی العالمین فی معجزات سید المرسلین ص ۳۸۴ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

[2] (التفسیر الکبیر ج ۱۶ ص ۱۷۳ مطبوعہ دار الفکر بیروت)، (تفسیر ابن کثیر ج ۲ ص ۳۸۴ مطبوعہ دار الفکر بیروت)

[3] (تفسیر ابو سعود ج ۴ ص ۹۸ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)

امام ابو جعفر محمد بن جریر طبری متوفی ۳۱۱ھ لکھتے ہیں:

قال قام رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہٖ و اصحابہٖ و سلم خطیباً یوم الجمعۃ فقال اخرج یا فلان فانک منافق اخرج یا فلان فانک منافق فاخرج من المسجد۔

ترجمہ: حضور صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسَلَّم جمعہ کے دن خطبہ دینے کے لیے کھڑے ہوئے آپ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسَلَّم نے فرمایا اے فلاں تو نکل جا تو منافق ہے۔ آپ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسَلَّم نے منافقوں کا نام لے لے کر ان کو مسجد سے نکال دیا۔[1]

امام حسین بن مسعود بغوی متوفی ۵۱۶ھ لکھتے ہیں:

قال الکلبی و السدی قام النبی ا خطیباً یوم الجمعۃ فقال اخرج یا فلان فانک منافق اخرج ناسا من المسجد و فضحہم فہذا ھو العذاب الاول۔[2]

امام ابی الفرج عبد الرحمن بن الجوزی متوفی ۵۹۷ھ لکھتے ہیں:

قالہ ابن عباس قال و قام رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہٖ و اصحابہٖ و سلم یوم جمعۃ خطیباً فقال یا فلان اخرج فانک منافق و یا فلان اخرج ففضحہم۔[3]

حافظ عماد الدین اسماعیل بن عمر بن کثیر متوفی ۷۷۴ھ لکھتے ہیں:

و قال السدی عن ابی مالک عن ابن عباس فی ھذہ الآیۃ قال قام رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہٖ و اصحابہٖ و سلم خطیباً یوم الجمعۃ فقال اخرج یا فلان انک منافق و اخرج یا فلان فانک منافق فاخرج من المسجد ناسا منہم فضحہم۔[4]

علامہ شہاب الدین سید محمود آلوسی بغدادی متوفی ۱۲۷۰ھ لکھتے ہیں:

اخرج ابن ابی حاتم و الطبرانی فی الاوسط و غیرھما عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال قام رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہٖ و اصحابہٖ و سلم یوم جمعۃ خطیباً فقال قم فلان فاخرج فانک منافق اخرج یا فلان فانک منافق فاخرجہم باسمائہم ففضحہم۔[5]

---

[1] (جامع البیان فی تفسیر القرآن المعروف تفسیر طبری ج ۱۱ ص ۱۰ مطبوعہ دار الفکر بیروت)، (الدر المنثور ج ۴ ص ۲۸۳ مطبوعہ دار الفکر بیروت)

[2] (تفسیر بغوی ج ۲ ص ۳۲۳ مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت)

[3] (زاد المسیر فی علم التفسیر لابن جوزی ج ۳ ص ۴۸۳ مطبوعہ المکتب الاسلامی بیروت)

[4] (تفسیر ابن کثیر ج ۲ ص ۳۸۵ مطبوعہ دار الفکر بیروت)

[5] (تفسیر روح المعانی ج ۱۱ ص ۱۱ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)

محقق اہل سنت مفتی محمد خان قادری مدظلہ العالی اس اعتراض کے جواب میں لکھتے ہیں:

اگر ذہن میں یہ سوال ابھرے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی **لاتعلمھم** (تم ان منافقین کو نہیں جانتے) واضح کر رہا ہے کہ آپ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم کو منافقین کے احوال سے آگاہی نہ تھی اس کے باوجود کیسے کہا جاسکتا ہے کہ آپ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم کو آگاہی تھی۔

اس سلسلہ میں چند گزارشات درج ذیل ہیں:

(۱) بلاشبہ یہ الفاظ بتارہے ہیں کہ آپ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم کو منافقین کا علم نہ تھا مگر جب دیگر آیات قرآنیہ آشکار کر رہی ہیں کہ آپ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم کو اللہ تعالیٰ نے آگاہ فرمادیا تھا جیسا کہ فرمایا **و علمک ما لم تکن تعلم** (اور اللہ نے تعلیم دیدی اس چیز کی جو تم نہیں جانتے تھے) تو یوں کہا جائے گا پہلے آپ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم کو علم نہ تھا یہ علم بعد میں دیا گیا۔

(۲) مفسرین کرام نے ان الفاظ قرآنیہ کا ترجمہ یوں کیا ہے کہ آپ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم انہیں نہیں جانتے ہاں ہم جانتے ہیں اور ہم تمہیں ان پر مطلع کر دیں گے۔

امام ابو اللیث سمرقندی متوفی ۳۸۶ھ ان الفاظ کا مفہوم یوں بیان کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

لانی عالم السر و العلانیۃ و نعلم نفاقھم نعرفک حالھم۔

ترجمہ: میں ظاہر و مخفی جانتا ہوں اور ان کے نفاق کو بھی جانتا ہوں اور ان کا حال تم پر آشکار کر دوں گا۔[1]

امام عبد الرحمن ابن جوزی متوفی ۵۹۷ھ کے الفاظ ہیں:

لاتعلم انت حتی نعلمک بھم۔

ترجمہ: تم نہیں جانتے یہاں تک کہ ہم تم کو آگاہ نہیں کر دیتے۔[2]

یہی الفاظ امام ابو الحسن علی بن محمد ماوردی متوفی ۴۵۰ھ کے ہیں۔

[1] (بحر العلوم ج ۲ ص ۸۴)

[2] (زاد المیسر ج ۳ ص ۳۷۲)

امام علاء الدین علی بن محمد خازن حضرت کلبی اور سدی سے روایت نقل کرنے کے بعد (کہ حضور صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم نے دوران خطبہ جمعہ متعدد منافقین کو مسجد سے ذلیل ورسوا کر کے نکال دیا) لکھتے ہیں:

فان صح ھذا القول فیحتمل ان یکون بعد ان اعلمه اللہ حالھم و سماھم له لان اللہ سبحانه و تعالی قال لا تعلمھم نحن نعلمھم ثم بعد ذالک اعلمه بھم۔

ترجمہ: اگر یہ روایت درست ہے تو ممکن ہے اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے ان کے احوال اور ناموں پر آپ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم کو مطلع فرمادیا ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے تم انہیں نہیں جانتے ہم انہیں جانتے ہیں پھر اس کے بعد آپ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم کو آگاہ فرمادیا۔[1]

شیخ محمد علی صابونی رقمطراز ہیں:

ای لا تعلمھم انت یا محمد لمھارتھم فی النفاق بحیث یخفی امرھم علی کثیرین و لکن نحن نعلمھم و نخبرک عن احوالھم۔

ترجمہ: اے محمد صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم ان کے ماہر نفاق ہونے کی وجہ سے آپ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم انہیں نہیں جان سکتے ان کا معاملہ بہت سوں پر مخفی ہے لیکن ہم جانتے ہیں اور ان کے احوال سے آپ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم کو باخبر کردیں گے۔[2]

شیخ مصطفےٰ المنصوری کے بھی تقریباً یہی الفاظ ہیں:

لاتعرفھم باعیانھم لمھارتھم فی النفاق بحیث یخفی امرھم علی کثیر ولکن نحن نعلمھم ونخبرک عن احوالھم۔[3]

یہ آیت پہلے کی ہے

جیسا کہ ہم نے عرض کیا کہ یہ پہلے کا معاملہ ہے بعد میں حضور صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم کو منافقین کا علم عطا کردیا گیا اس پر مفسرین کرام کی تصریحات بھی موجود ہیں۔ جب سوال پیدا ہوا کہ سورہ محمد کی آیت "**ولتعرفنھم فی لحن القول**" بتارہی ہے کہ آپ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم منافقین کو جانتے تھے اس کی تفسیر میں آپ متعدد صحابہ کے اقوال بھی

---

[1] (لباب التاویل ج ۲ ص ۲۷۶)

[2] (صفوۃ التفاسیر ج ۱ ص ۸۷۷)

[3] (المقتطف ج ۲ ص ۴۲۷)

ملاحظہ کریں گے کہ اس کے بعد آپ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَآلہ واصحابہ وَسلَّم پر کوئی منافق مخفی نہ رہا تو اس کے جواب میں مفسرین نے کہا سورہ توبہ کی آیت مبارکہ "لاتعلمهم" پہلے کی اور سورہ محمد کی آیت بعد میں نازل ہوئی۔

آیئے چند مفسرین کرام کی تصریحات ملاحظہ کریں:

مفسرین کرام کی تصریحات

(۱) امام سلیمان الجمل متوفی ۱۲۰۴ھ یہی اعتراض نقل کر کے امام کرخی کے حوالہ سے جواب دیتے ہیں:

فان قلت کیف نفی علمه بحال المنافقین هنا و اثبته فی قوله و لتعرفنهم فی لحن القول فالجواب ان آیة النفی نزلت قبل آیة الاثبات فلا تنافی اهکرخی۔

ترجمہ: سوال یہاں منافقین کے احوال کے علم کی نفی کیسے کر دی حالانکہ ولتعرفنهم فی لحن القول میں اس کا اثبات ہے۔جواب آیت نفی اثبات سے پہلے کی ہے لہذا منافات نہیں ہے۔[1]

(۲) امام احمد صاوی متوفی ۱۲۴۱ھ نے بھی یہی الفاظ ذکر کئے:

ان قلت کیف نفی علمه بحال المنافقین هنا و اثبته فی قوله (لتعرفنهم فی لحن القول) فالجواب ان آیة النفی نزلت قبل آیة الاثبات۔

ترجمہ: سوال یہاں احوال منافقین کی آپ صَلَّی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہٖ واصحابہ وَسلَّم سے نفی کی جارہی ہے حالانکہ ولتعرفنهم فی لحن القول میں علم ثابت ہے جواب آیت نفی آیت اثبات سے پہلے کی ہے۔[2]

(۳) شیخ صدیق حسن قنوجی متوفی ۱۳۰۷ھ لکھتے ہیں:

لاینافی هذا قوله تعالی (ولعترفنهم فی لحن القول) لان آیة النفی نزلت قبل آیة الاثبات۔

ترجمہ: یہ ارشاد گرامی ولتعرفنهم فی لحن القول کے منافی نہیں کیونکہ آیت نفی آیت اثبات سے پہلے کی ہے۔[3]

(۴) شیخ ثناء اللہ امرتسری متوفی ۱۳۲۱ھ لاتعلمهم کے تحت لکھتے ہیں:

ای الآن علما قطعیاً۔

ترجمہ: آپ ابھی تک ان کے بارے میں علم قطعی نہیں رکھتے۔

اس پر حاشیہ لکھا:

فیه اشارة الی ان ما یروی ان حذیفة صاحب سر رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیه و آلهٖ و اصحابه و سلم کان یعلم المنافقین باعلامه افهو بعد هذه الایة فلا تعارض لقوله تعالیٰ لعل اللّٰہ یحدث بعد الک امراً۔

---

[1] (الفتوحات الالهیة ج ۲ ص ۳۱۲)

[2] (حاشیه صاوی ج۳ ص ۲۸)

[3] (فتح البان ج۳ ص ۱۷۰)

ترجمہ: اس میں اس طرف اشارہ ہے جو حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ صاحب سر رسول اللہ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم کے بارے میں منقول ہے کہ وہ حضور صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم کے بتانے کی وجہ سے منافقین کو جانتے تھے تو وہ اس آیت کے بعد کا معاملہ ہے لہذا کوئی تعارض نہیں۔ باری تعالیٰ کا ارشاد ہے شاید اللہ تعالیٰ اس کے بعد کسی امر کو پسند فرمالے۔

سورہ محمد کی تفسیر میں ان کے الفاظ یہ ہیں:

ولتعرفنهم الآن فی لحن القول۔

ترجمہ: تم ضرور اب لحن قول سے انہیں پہچان لوگے۔[1]

مولانا محمد نعیم دیوبندی (استاذ تفسیر دارالعلوم دیوبند) نے اس اعتراض وجواب کو ان الفاظ میں بیان کیا ہے:

لاتعمهم دوسری آیت میں ولتعرفنهم الخ فرمایا گیاہے۔ ان دونوں آیتوں میں تعارض کا جواب یہ ہے کہ انکار کی آیت پہلے ہے اور اثبات کی بعد کی۔[2]

---

[1] (تفسیر القرآن ص ۳۳۳)

[2] (علم نبوی اور منافقین ص ۱۹۷ تا ۲۰۰ مطبوعہ کاروان اسلام پبلیکشنز لاہور)

علوم خمسہ کے مزید دلائل

بارش کے نزول کا علم

ثُمَّ يَأْتِي مِنْ بَعْدِ ذَٰلِكَ عَامٌ فِيهِ يُغَاثُ النَّاسُ وَفِيهِ يَعْصِرُونَ (یوسف ۴۹)

ترجمہ: اس کے بعد جو سال آئے گا اس میں لوگوں پر خوب بارش نازل کی جائے گی اور اس سال انگور کا رس بھی خوب نچوڑیں گے۔

وَالصَّافَّاتِ صَفًّا (۱) فَالزَّاجِرَاتِ زَجْرًا (الصافات ۲)

امام علی بن محمد الخازن متوفی ۷۶۵ھ لکھتے ہیں:

قال ابن عباس هم الملائكة يصفون كصفوف الخلق فی الدنيا للصلاة۔

ترجمہ: وہ فرشتے ہیں جو صف بستہ کھڑے ہوں گے جیسے دنیا میں لوگ نماز کے لئے۔[1]

دوسری آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

يعنی الملائكة تزجر السحاب وتسوقه۔

ترجمہ: آیت سے مراد ہے کہ فرشتے بادلوں کو چلاتے ہیں۔(یعنی بارش برسانے کی غرض سے ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جاتے ہیں)۔[2]

علامہ شہاب الدین سید محمود آلوسی بغدادی متوفی ۱۲۷۰ھ لکھتے ہیں:

وذكر القسطلانی انه عزوجل اذا امر بالغيث وسوقه الی ماشاء من الاماكن علمته الملائكة الموكلون به ومن شاء سبحانه من خلقه عزوجل۔

ترجمہ: امام قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ جب بارش کا حکم دیتا ہے اور جس جگہ چاہتا ہے بادلوں کو بھیج دیتا ہے تو وہ فرشتے جن کے سپرد یہ کام ہے۔اس کے بارے میں جان لیتے ہیں اور اللہ کی مخلوق میں سے جسے اللہ چاہے وہ بھی جان جاتا ہے۔[3]

امام ابو عیسی ترمذی متوفی ۲۷۹ھ روایت کرتے ہیں:

ويرسل الله عليهم مطرا لايكن منه بيت وبر ولا مدر فيغسل الارض يتركها كالزلفة۔

---

[1] (لباب التاویل فی معانی التنزیل المعروف تفسیر خازن ج۴ ص ۱۵ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

[2] (لباب التاویل فی معانی التنزیل المعروف تفسیر خازن ج۴ ص ۱۵ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

[3] (تفسیر روح المعانی ج ۲۱ ص ۱۱۲ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)

ترجمہ: اللہ ایک بارش بھیجے گا جو زمین کو دھو دے گی اور ہر گھر خواہ مٹی کا بنا ہوا ہو یا کھال کا خیمہ ہو وہ آئینہ کی طرف صاف ہو جائے گا۔[1]

امام ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں:

ثم یرسل اللہ علیھم مطر الا یکن منه بیت مدر و لا وبر فیغسله حتی یترکه کالزلفة۔

ترجمہ: اللہ ایک بارش بھیجے گا جو زمین کو دھو دے گی اور ہر گھر خواہ مٹی کا بنا ہوا ہو یا کھال کا خیمہ ہو وہ آئینہ کی طرف صاف ہو جائے گا۔[2]

امام احمد بن حنبل متوفی ۲۴۱ھ روایت کرتے ہیں:

حدثنا عبداللہ حدثنی ابی ثنا ابو کامل و عفان قالا ثنا حماد عن سھیل قال عفان فی حدیثه قال انا سھیل بن ابی صالح عن ابیه عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیه و آلہٖ و اصحابہٖ و سلم ثم لا تقوم الساعة حتی یمطر الناس مطر الا تکن منه بیوت المدر و لا تکن منه الا بیوت الشعر۔

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم نے فرمایا اس وقت تک قیامت واقع نہیں ہو گی جب تک کہ اتنی زبردست بارش نہ ہو جس سے کوئی پختہ بنا ہوا گھر محفوظ رہے نہ خیمہ۔[3]

امام ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ اس روایت کے بعد لکھتے ہیں:

رواہ احمد و رجاله رجال الصحیح۔

ترجمہ: اس کو امام احمد نے روایت کیا ہے اور اس کے رجال صحیح کے رجال ہیں۔[4]

امام مسلم بن حجاج قشیری متوفی ۲۶۱ھ روایت کرتے ہیں:

فیرغب نبی اللہ عیسی و اصحابه الی اللہ فیرسل اللہ طیرا کاعناق البخت فتحملھم فتطرحھم حیث شاء اللہ ثم یرسل اللہ مطر الا یکن منه بیت مدر و لا وبر فیغسل الارض حتی یترکھا کالزلفة۔

ترجمہ: پھر اللہ کے نبی حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے اصحاب رضی اللہ تعالیٰ عنہم اللہ تعالیٰ سے دعا کریں گے تو اللہ تعالیٰ بختی اونٹوں کی گردنوں کی مانند پرندے بھیجے گا یہ پرندے ان لاشوں کو اٹھائیں گے اور جہاں اللہ تعالیٰ کا حکم ہو گا وہاں پھینک

---

[1] (سنن الترمذی باب ما جاء فی فتنة الدجال قال ابو عیسیٰ ھذا حدیث حسن صحیح غریب ج ۴ ص ۵۱۰ رقم الحدیث ۲۲۴۰ مطبوعه دار احیاء التراث العربی بیروت)

[2] (سنن ابن ماجه باب فتنة الدجال و خروج عیسی بن مریم و خروج یا جوج و ماجوج ج ۲ ص ۱۳۵۶ تا ۱۳۵۸ رقم الحدیث ۴۰۷۵ مطبوعه دار الفکر بیروت)، (مسند احمد ج ۴ ص ۱۸۱ مطبوعه مؤسسة قرطبة مصر)

[3] (مسند احمد ج ۲ ص ۲۶۲ رقم الحدیث ۷۵۵۴ مطبوعه مؤسسة قرطبة مصر)

[4] (مجمع الزوائد ج ۷ ص ۳۳۱ مطبوعه دار الکتاب العربی بیروت)

دیں گے پھر اللہ ایک بارش بھیجے گا جو زمین کو دھودے گی اور ہر گھر خواہ مٹی کا بنا ہوا ہو یا کھال کا خیمہ ہو وہ آئینہ کی طرف صاف ہو جائے گا۔[1]

امام ابو بکر احمد بن حسین بیہقی متوفی ۴۵۸ھ روایت کرتے ہیں:

عن ابن عباس قال اصابتنا سحابة، ولم نطلع فیها فخرج علینا النبی افقال ان ملکاً موکلاً بالسحاب دخل علی آنفا فسلم علی فاخبرنی انه یسوق بالسحاب الی واد بالیمن یقال له صریح، فجاءنا راکب بعد ذلک فسالناه عن السحابة فاخبر انهم مطروا فی ذلک الیوم۔

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرمایا کہ ہم نے ایک بدلی دیکھی اور رسول اللہ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسَلَّم باہر ہمارے پاس تشریف لائے۔ آپ نے فرمایا یہ بدلی کا موکل فرشتہ ابھی میرے پاس آیا اور اس نے مجھے سلام کرکے بتایا کہ اس بدلی کو یمن کی اس وادی کی طرف لے جارہا ہوں جس کا نام صریح ہے۔ اس کے بعد ہمارے پاس ایک سوار آیا۔ اس نے اس سے اس بدلی کے بارے میں پوچھا تو اس نے بتایا کہ وہ بدلی اسی دن برسی تھی۔[2]

اسی طرح امام جلال الدین سیوطی متوفی ۹۱۱ھ نے باب باندھا ہے۔

باب اخباره اعن السحابة التی مطرت بالیمن۔

بادل کو ملاحظہ فرماکر خبر دینا کہ یہ یمن میں برسے گا۔[3]

امام جلال الدین سیوطی متوفی ۹۱۱ھ لکھتے ہیں:

قال البیهقی: وله شاهد مرسل، عن بکر بن عبدالله المزنی ان النبی ا اخبر عن ملک السحاب انه یجئ من بلد کذا و انهم مطروا یوم کذا و انه ساله متی تمطر بلدنا؟ فقال: یوم کذا و عنده ناس من المنافقین، فحفظوه ثم سالوا عن ذلک فوجدوا تصدیقه فآمنوا و ذکروا ذلک للنبی افقال لهم: زادکم الله ایمانا۔

ترجمہ: بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اس حدیث کی شاہد وہ مرسل روایت ہے جو بکر بن عبد اللہ رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسَلَّم نے ابر کے فرشتہ کی خبر دی کہ یہ فرشتہ فلاں شہر سے آرہا ہے اور فلاں دن ان پر بارش ہوئی ہے اور آپ نے پوچھا ہمارے شہر میں کب بارش ہوگی؟ اس نے کہا فلاں دن ہوگی۔ اس وقت کچھ منافقین

---

[1](صحیح مسلم باب ذکر الدجال وصفته وما معه ج ۴ ص ۲۲۵۰ تا ۲۲۵۴ رقم الحدیث ۲۹۳۷ مطبوعه دار حیاء التراث العربی بیروت)، (سبل الهدی والرشاد ج ۱۰ ص ۱۷۳۔۱۷۴ مطبوعه دار الکتب العلمیه بیروت)

[2](دلائل النبوة ج ۶ ص ۱۱۳ مطبوعه دار الکتب العلمیه بیروت)، (حجة الله علی العالمین فی معجزات سیدالمرسلین ص ۳۸۷ مطبوعه دار الکتب العلمیه بیروت)، (خصائص الکبری ج ۲ ص ۱۷۵ مطبوعه مطبوعه دار الکتب العلمیه بیروت)

[3](خصائص الکبری ج ۲ ص ۱۷۵ مطبوعه مطبوعه دار الکتب العلمیه بیروت)

موجود تھے۔ انہوں نے اس دن کو یاد رکھا کہ اس بات کی تصدیق کریں اور انہوں نے اس کی تصدیق کی اور وہ ایمان لائے اور انہوں نے نبی کریم صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم سے اس کا ذکر کیا آپ نے ان کو دعا دی کہ "زادکم اللہ ایمانا"۔[1]

[1] (خصائص الکبری ج ۲ ص ۱۷۵ مطبوعہ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)، (حجۃ اللہ علی العالمین فی معجزات سیدالمرسلین ص ۳۸۷ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

مافی الارحام یعنی ماؤں کے رحم کا علم

قَالَ إِنَّمَا أَنَا رَسُولُ رَبِّكِ لِأَهَبَ لَكِ غُلَامًا زَكِيًّا (مریم ۱۹)

ترجمہ: جبریل نے کہا میں صرف آپ کے رب کا فرستادہ ہوں تاکہ آپ کو ایک پاکیزہ لڑکا دوں۔

قَالُوا لَا تَخَفْ وَبَشَّرُوهُ بِغُلَامٍ عَلِيمٍ (الذاریات ۲۸)

ترجمہ: فرشتوں نے کہا آپ مت ڈریں اور ان کو علم والے لڑکے کی بشارت دی۔

حدیث نمبر ۱:

حافظ ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبرانی متوفی ۳۶۰ھ روایت کرتے ہیں:

ان اللہ عزوجل اذا اراد ان یخلق العبد قال الملک یارب ذکر ام انثی فیقول الرب ماشاء یکتب الملک یارب اشقی ام سعید فیقول الرب ماشاء ویکتب الملک ثم یقول یارب ماھو لاق فیقول الرب ماشاء ویکتب الملک ثم یقول الملک مارزقہ فیقول اللہ ماشاء ویکتب الملک ثم یقول یارب مااجلہ فیقول الرب ماشاء ویکتب الملک۔

ترجمہ: اللہ عزوجل جب کسی بندے کو پیدا کرنے کا ارادہ فرماتا ہے تو فرشتہ عرض کرتا ہے یارب! لڑکا یا لڑکی؟ رب تعالیٰ تو جو چاہتا ہے فرمادیتا ہے اور فرشتہ لکھ لیتا ہے پھر فرشتہ کہتا ہے یارب! بدبخت یا نیک بخت؟ پس رب (کائنات) جو چاہتا ہے فرما دیتا ہے اور فرشتہ لکھ لیتا ہے پھر فرشتہ کہتا ہے یارب! یہ کس کو ملنے والا ہے؟ پس رب کریم جو چاہتا ہے فرمادیتا ہے اور فرشتہ لکھ لیتا ہے پھر فرشتہ کہتا ہے اس کا رزق کتنا ہے؟ پس اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے فرمادیتا ہے اور فرشتہ لکھ لیتا ہے پھر فرشتہ کہتا ہے یارب! اس کی موت کب ہوگی؟ تو رب تعالیٰ جو چاہتا ہے فرمادیتا ہے اور فرشتہ لکھ لیتا ہے۔[1]

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

یدخل الملک علی النطفة بعد ما تستقر فی الرحم باربعین او خمسة واربعین لیلة فیقول یارب اشقی۔[2]

امام محمد بن احمد بن جمیع الصیداوی متوفی ۴۰۲ھ روایت کرتے ہیں:

فیکتب رزقہ واجلہ وعملہ وشقیا او سعیدا۔[3]

---

[1](طبرانی کبیر ج ۳ ص ۱۷۶ رقم الحدیث ۳۰۴۰ مطبوعہ مطبعہ الزہراء الحدیثیہ عراق موصل)، (الجامع الصغیر فی احادیث البشیر النذیر ج ۱ ص ۱۱۳ رقم الحدیث ۱۸۱۱ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت)

[2](بخاری شریف کتاب الانبیاء باب خلق ادم وذریتہ ج ۱ ص ۴۶۹ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی)، (مشکوۃ المصابیح کتاب الایمان باب الایمان بالقدر الفصل الاول ص ۲۰ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی)، (طبرانی صغیر باب من اسمہ احمد ج ۱ ص ۷۴ مطبوعہ دارالکتب العلمیۃ بیروت)

[3](معجم الشیوخ ص ۶۰ مطبوعہ موسسۃ الرسالۃ بیروت)

ما فی الارحام یعنی ماؤں کے رحم کا علم

علامہ یوسف بن اسماعیل النبہانی متوفی ۱۳۵۰ھ لکھتے ہیں:

قال ای رب شقی ام سعید ذکر او انثی فما الرزق فما الاجل فیکتب کذلک فی بطن امہ۔[1]

حدیث مبارکہ میں لفظ کلمات واقع ہے جو کلمۃ کی جمع ہے اس سے قضاء وقدر کا ہر ایک علیحدہ علیحدہ باب مراد ہے مثلاً وہ فرشتہ انسان کا رزق اور اجل یعنی اس کے عالم دنیا میں رہنے کے کل لمحات اور اس کے اعمال اور پھر یہ کہ وہ بدبخت ہے یعنی ایسا کہ اس کے لیے دوزخ واجب اور نیک بخت یعنی اس کے لیے بہشت واجب ہوگی یہ تمام باتیں اس کی ماں کے پیٹ کے اندر موجودگی میں لکھی جاتی ہیں۔

یہ حدیث شریف اہلسنت وجماعت کے دلائل میں سے ایک ہے وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم اور ان کے طفیل دیگر محبوبوں کو ما فی الارحام کا علم عطا فرماتا ہے۔ افسوس ان نادانوں پر کہ وہ ایک فرشتے کے لیے تومانتے ہیں لیکن فرشتوں کے نبی صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم اور ان کے آقا صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم کے لئے شرک کا فتویٰ لگاتے ہیں۔

حدیث نمبر ۲

امام ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں:

حدثنا ابو بکر ثنا معاذ بن ھشام ثنا علی بن صالح عن سماک عن قابوس قال قالت ام الفضل ثا یا رسول اللہ رأیت کان فی بیتی عضوا من اعضائک قال خیراً رأیت تلد فاطمۃ غلاماً فترضعیہ فولدت حسیناً او حسناً فارضعتہ بلبن قثم۔

ترجمہ: حضرت قابوس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ام الفضل رضی اللہ عنہا نے کہا یارسول اللہ میں نے خواب دیکھا ہے کہ ہمارے گھر میں آپ کے اعضاء میں سے ایک عضو ہے آپ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم نے فرمایا تم نے اچھا خواب دیکھا ہے عنقریب حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ہاں لڑکا پیدا ہوگا اور تم اس کو دودھ پلاؤ گی پھر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ہاں حضرت امام حسین یا امام حسن رضی اللہ عنہما پیدا ہوئے اور انہوں نے حضرت قثم بن عباس رضی اللہ عنہ کے ساتھ ان کو دودھ پلایا۔[2]

---

[1] (الفتح الکبیر فی ضم الزیادۃ الی الجامع الصغیر ج ۱ ص ۳۲۳ رقم الحدیث ۳۴۷۹ مطبوعہ دار الفکر بیروت)

[2] (سنن ابن ماجہ باب تعبیر الرؤیا ج ۲ ص ۱۲۹۳ رقم الحدیث ۳۹۲۳ مطبوعہ دار الفکر بیروت)، (التحقیق فی احادیث الخلاف ج ۱ ص ۱۰۵ رقم الحدیث ۸۸ مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت)

امام احمد بن ابی بکر بن اسماعیل الکنانی متوفی ۸۴۰ھ اس روایت کے بعد لکھتے ہیں:

هذا اسناد رجاله ثقات وهو صحيح۔[1]

امام محمد بن سعد متوفی ۲۳۰ھ لکھتے ہیں:

اخبرنا عبدالله بن بكر بن حبيب السهمي حدثنا حاتم بن ابى صغيرة عن سماك بن حرب ان ام الفضل امراة العباس بن عبدالمطلب قالت يارسول الله رايت فيما يرى النائم كان عضوا من اعضائك فى بيتى قال خيرا رايت تلد فاطمة غلاماً وترضعينه بلبان ابنك قثم قال فولدت الحسين فكفلته ام الفضل۔

ترجمہ: سماک بن حرب رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ ام فضل رضی اللہ عنہا نے عرض کیا یارسول اللہ میں نے خواب دیکھا کہ گویا آپ کے اعضاء میں سے کوئی عضو اڑ کر میرے گھر آگیا آپ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم نے فرمایا کہ تم نے ایک مبارک خواب دیکھا ہے فاطمہ رضی اللہ عنہا کے یہاں ایک بچہ پیدا ہوگا اور تم اسے اپنے بچے قثم رضی اللہ عنہ کے ساتھ دودھ پلاؤ گی پھر فاطمہ رضی اللہ عنہا کے حسین رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے ام فضل رضی اللہ عنہا نے انہیں اپنی کفالت میں لے لیا۔[2]

امام محمد بن سعد متوفی ۲۳۰ھ لکھتے ہیں:

تلد فاطمة غلاماً ترضعينه بلبن ثم ابنك فولدت حسينا۔

ترجمہ: فاطمہ رضی اللہ عنہا کے یہاں ایک بچہ پیدا ہوگا اور تم اسے اپنے بچے قثم رضی اللہ عنہ کے ساتھ دودھ پلاؤ گی پھر فاطمہ رضی اللہ عنہا کے حسین رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے۔[3]

حدیث نمبر ۳

امام جلال الدین سیوطی متوفی ۹۱۱ھ لکھتے ہیں:

واخرج ابو نعيم عن ابن عباس قال: حدثتنى ام الفضل قالت: مررت بالنبى افقال انك حامل بغلام فاذا ولدت فائتينى به فقلت يارسول الله انى ذاك وقد تحالفت قريش ان لاياتوا النساء قال هو ماقد اخبرتك قالت فلما ولدته اتيته به فاذن فى اذنه اليمنى واقام فى اليسر والباء من ريقه وسماه عبدالله وقال اذهبى بابى الخلفاء فاخبرت العباس فاتاه فذكر له فقال هو ما اخبرتك هذا ابو الخلفاء حتى يكون منهم السفاح حتى يكون منهم من يصلى بعيسى عليه السلام۔

---

[1] (مصباح الزجاجة باب تعبیر الرؤیا ج ۴ ص ۱۵۷ مطبوعہ دار العربیۃ بیروت)

[2] (طبقات ابن سعد ج ۸ ص ۲۷۸ مطبوعہ دار صادر بیروت)

[3] (طبقات ابن سعد ج ۸ ص ۲۷۸ مطبوعہ دار صادر بیروت)

ترجمہ: ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا مجھ سے ام فضل رضی اللہ عنہانے حدیث بیان کی۔ انہوں نے کہا کہ میں نبی کریم صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم کے سامنے سے گزری تو آپ نے فرمایا تم ایک فرزند کی حاملہ ہو۔ جب وہ بچہ پیدا ہو تو اسے میرے پاس لانا۔ میں نے عرض کیا یارسول اللہ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم میرے بچہ کیسے ہو گا۔ جب کہ قریش نے قسم اٹھائی رکھی ہے کہ وہ عورتوں کے پاس نہ آئیں گے۔ حضور صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم نے فرمایا یہ ایسا ہی ہو گا جیسا میں نے تم سے فرمایا۔ وہ کہتی ہیں جب میرے بچہ پیدا ہوا تو اسے آپ کے پاس لائی اور حضور صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم نے اس کے داہنے کان میں اذان دی اور بائیں کان میں اقامت کہی۔ اور اس بچے کے منہ میں لعاب دہن اقدس ڈالا اور اس کا نام عبد اللہ رکھا۔ پھر فرمایا خلفاء کے باپ کو اب لے جاؤ۔ جب میں نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے واقعہ عرض کیا تو وہ حضور کی خدمت میں آئے اور آپ سے اس کا ذکر کیا۔ آپ نے فرمایا جو بات تم سے ام فضل رضی اللہ عنہانے کہی ہے وہ حقیقت ہے۔ یہ ابو الخلفاء ہے۔ یہاں تک کہ ان میں سے کچھ بدکار ہوں گے اور کچھ ان میں سے ہدایت یافتہ ہوں گے حتیٰ کہ ان میں سے ایک وہ ہو گا جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ نماز پڑھے گا۔[1]

امام جلال الدین سیوطی متوفی ۹۱۱ھ روایت کرتے ہیں:

منا الذی یصلی عیسی ابن مریم خلفہ۔[2]

امام احمد بن حنبل متوفی ۲۴۱ھ روایت کرتے ہیں:

حدثنا عبداللہ قال حدثنی ابو عبداللہ محمد بن ابی خلف قثنا عثمان یعنی الحرانی عن سعید بن عبدالعزیز عن داود بن علی قال حملت ام الفضل فی الشعب فقال النبی اثم انی لا رجوا ان یبیض اللہ و جوھنا بغلام فولدت عبداللہ بن عباس۔[3]

امام محب الدین ابو العباس احمد بن عبد اللہ متوفی ۶۹۴ھ لکھتے ہیں:

فقال یا ام الفضل فقلت لبیک یارسول اللہ قال انک حامل بغلام۔[4]

امام محب الدین ابو العباس احمد بن عبد اللہ متوفی ۶۹۴ھ لکھتے ہیں:

ذکر حدیث ام الفضل ان ھذا ابنک ابو الخلفاء منھم من یصلی بعیسی بن مریم۔[1]

---

[1](خصائص الکبری ج ۲ ص ۲۰۲ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)، (سبل الھدی والرشاد ج ۱۰ ص ۹۲ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)، (حجۃ اللہ علی العالمین فی معجزات سیدالمرسلین ص ۳۴۶ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)، (شرح العلامۃ الزرقانی علی المواھب اللدنیۃ ج۷ ص ۲۲۲_۲۲۳ مطبوعہ دار المرفۃ بیروت)، (دلائل النبوۃ لابی نعیم اصفھانی اردو ص ۴۹۶ مطبوعہ ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاھور)

[2](الجامع الصغیر فی احادیث البشیر النذیر حرف المیم ج ۲ ص ۵۰۴ رقم الحدیث ۸۲۶۲ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

[3](فضائل صحابہ لابن حنبل ج ۲ ص ۹۸۲ رقم الحدیث ۱۹۴۶ مطبوعہ موسسۃ الرسالۃ بیروت)

[4](ذخائر العقبی فی مناقب ذوی القربی ذکر انہ ابو الخلفاء ص ۲۳۶ مطبوعہ دار الکتب المصریۃ)

حدیث نمبر ۴

امام اسماعیل بن محمد بن الفضل الاصبھانی متوفی ۵۳۵ھ لکھتے ہیں:

وعن میسرۃ قال خرج رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہٖ واصحابہٖ وسلم فقال یاعباس ھل تری فی السماء من نجم؟فقلت نعم اری الثریا قال یملک ھذہ الامۃ من ولدک عددھا۔

ترجمہ: حضرت میسرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور صَلَّی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم تشریف لائے اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے فرمایا دیکھو کیا آسمان میں کسی ستارہ کو دیکھتے ہو۔ میں نے عرض کیا ہاں ثریا کو دیکھ رہا ہوں۔ فرمایا سنو! ان ستاروں کی تعداد کے موافق تمہارے صلب کی اولاد اس امت کی حکمراں ہوگی۔[2]

امام ابو عبد اللہ محمد بن عبد الواحد حنبلی المقدسی متوفی ۶۴۳ھ روایت کرتے ہیں۔

اخبرنا ابو طاھر المبارک بن ابی المعالی الحریمی ان ھبۃ اللہ اخبرھم ابنا الحسن ابنا احمد ثنا عبد اللہ حدثنی ابی ثنا عبید بن ابی قرۃ ثنا لیث بن سعد عن ابی قبیل عن ابی میسرۃ عن العباس قال کنت ثم النبی اذات لیلۃ فقال انظر ھل تری فی السماء من نجم؟ قال قلت نعم قال ما تری قال قلت اری الثریا قال اما انہ یلی ھذہ الامۃ بعددھا من صلبک اثنین فی فتنۃ ثم فی اسنادہ لا باس بہ ثم۔[3]

امام جلال الدین سیوطی متوفی ۹۱۱ھ روایت کرتے ہیں:

واخرج احمد والحاکم والبیھقی وابو نعیم عن العباس قال: کنت عند النبی ا ذات لیلۃ فقال انظر ھل تری فی السماء من نجم؟قلت نعم اری الثریا قال اما انہ یلی ھذہ الامۃ بعددھا من صلبک اثنین فی فتنۃ۔

ترجمہ: امام احمد و حاکم اور بیہقی و ابو نعیم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا ایک رات میں نبی کریم صَلَّی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم کے پاس تھا۔ آپ نے فرمایا دیکھو کیا آسمان میں کسی ستارہ کو دیکھتے ہو۔ میں نے عرض کیا ہاں ثریا کو دیکھ رہا ہوں۔ فرمایا سنو! ان ستاروں کی تعداد کے موافق تمہارے صلب کی اولاد اس امت کی حکمراں ہوگی اور وہ فتنہ کے وقت حکمراں ہوں گے۔[4]

---

[1] (ذخائر العقبی فی مناقب ذوی القربی ذکر انہ ابو الخلفاء ص ۲۳۶ مطبوعہ دار الکتب المصریۃ)

[2] (دلائل النبوۃ للاصبھانی ص ۲۲۶ رقم الحدیث ۳۲۶ مطبوعہ دار طیبۃ الریاض)، (ذخائر العقبی فی مناقب ذوی القربی ذکر ماجاء فی ان الخلافۃ فی ولدہ ص ۲۰۵ مطبوعہ دار الکتب المصریۃ)

[3] (الاحادیث المختارۃ ج ۸ ص ۳۸۴ رقم الحدیث ۳۸۴۔۳۸۵۔۳۸۶ ۴۷۴۔۴۷۵۔۴۷۶ مطبوعہ مکتبۃ النھضۃ الحدیثہ مکہ مکرمۃ)

[4] (خصائص الکبری خلافۃ بنی العباس ج ۲ ص ۲۰۲ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)، (حجۃ اللہ علی العالمین فی معجزات سید المرسلین ص ۳۸۰ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

حدیث نمبر ۵

امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں:

عن انس قال مات ابن لابی طلحۃ من ام سلیم فقال لاھلھا لاتحدثوا ابا طلحۃ بابنہ حتی اکون انا احدثہ قال فجاء فقربت الیہ عشاء فاکل و شرب قال ثم تصنعت لہ احسن ما کان تصنع قبل ذلک فوقع بھا فلما رات انہ قد شبع و اصاب منھا قالت یا ابا طلحۃ ارایت لو ان قوما اعار و اعاریتم اھل بیت فطلبوا اعاریتم الھم ان یمنعوھم؟ قال لا قالت فاحتسب ابنک قال فغضب فقال ترکتینی حتی تلطخت ثم اخبرتنی بابنی فانطلق حتی اتی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہٖ و اصحابہٖ و سلم فاخبرہ بما کان فقال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہٖ و اصحابہٖ و سلم بارک لہ لکما غابر لیلتکما قال فحملت۔[1]

امام اسماعیل بن محمد بن الفضل الاصبھانی متوفی ۵۳۵ھ لکھتے ہیں:

فقال لی ابو طلحۃ احملہ حتی تاتی بہ النبی افاتی بہ النبی او بعثت معہ بتمرات فاخذہ النبی افقال امعہ شئ قالوا نعم تمرات فاخذہ النبی افمضغھا ثم اخذھا من فیہ فجعلہ فی الصبی ثم حنکہ و سماہ عبداللہ و فی بعض الروایات فولد لعبداللہ جماعۃ قراوا القرآن ببرکۃ دعا رسول اللہ۔[2]

حدیث نمبر ۶

امام جلال الدین سیوطی متوفی ۹۱۱ھ لکھتے ہیں:

اخرج البیھقی عن علی قال قال لی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہٖ و اصحابہٖ و سلم سیولد لک بعدی غلام قد نحلتہ اسمی و کنیتی۔

ترجمہ: بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ فرمایا کہ مجھ سے رسول اللہ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَآلہ واصحابہ وَسلَّم نے فرمایا مرے بعد تم سے ایک بچہ پیدا ہو گا۔ اس کا نام میرے نام پر اور اس کی کنیت میری کنیت پر تم رکھو گے۔[3]

---

[1] (مسلم شریف کتاب الفضائل باب فضائل ام سلیم رضی اللہ عنھا ج ۲ ص ۲۹۲ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی)، (حجۃ اللہ علی العالمین فی معجزات سیدالمرسلین الباب الثامن فی المعجزات المتعلقۃ باستجابۃ دعائہ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَآلہ واصحابہ وَسلَّم ص ۶۱۴ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت)، (خصائص الکبری باب دعائہ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَآلہ واصحابہ وَسلَّم لحمل ام سلیم ج ۲ ص ۲۸۸۔۲۸۹ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت)، (حلیۃ الاولیاء و طبقات الاصفیاء ذکر ارمیصاء ام سلیم رضی اللہ عنھا ج ۲ ص ۵۸ مطبوعہ دارالکتاب العربی بیروت)

[2] (دلائل النبوۃ للاصبھانی ص ۱۷۲ رقم الحدیث ۲۱۳ مطبوعہ دارطیبۃ الریاض)

[3] (دلائل النبوۃ امام بیھقی ج ۶ ص ۳۸۰ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت)، حلیۃ الاولیاء ج ۳ ص ۱۷۴۔ تاریخ الکبیر ج ۱ ص ۱۸۲۔ تھذیب التھذیب ج ۹ ص ۳۵۴۔ طبقات ابن سعد ج ۵ ص ۹۱)، (سبل الھدی والرشاد ج ۱۰ ص ۱۰۴ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت)، (خصائص الکبری ج ۲ ص ۲۲۶ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت)، (حجۃ اللہ علی العالمین فی معجزات سیدالمرسلین ص ۳۴۱ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت)، (سیر اعلام النبلاء بقیۃ الطبقۃ الاولی کن کبراء التابعین ابن الحنیفۃ ج ۴ ص ۱۱۵ مطبوعہ مؤسسۃ الرسالۃ بیروت)، (فضائل صحابہ لابن حنبل ج ۲ ص ۶۷۲ رقم الحدیث ۱۱۵۵ مطبوعہ موسسۃ الرسالۃ بیروت)

امام ابو عبد اللہ محمد بن عبد الواحد حنبلی المقدسی متوفی ۶۴۳ھ روایت کرتے ہیں:

اخبرنا المؤید بن عبدالرحیم بن الاخوة باصبهان ان الحسین بن عبدالملک اخبرهم قراءة علیه انا ابراهیم سبط بحرویه انا محمد بن المقری انا ابو یعلی الموصلی ثنا عبیداللہ یعنی القواریری ثنا یحیی عن فطر عن منذر ابی یعلی عن محمد بن الحنفیة عن علی انه استاذن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیه وآلهٖ واصحابهٖ وسلم فی ان ولد له بعده ان یسمیه باسمه ویکنیه بکنیته قال فکانت رخصة من رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیه وآلهٖ واصحابهٖ وسلم فکان اسمه محمدا وکنیته ابو القاسم ورواه وکیع عن فطر اسناده صحیح۔[1]

حدیث نمبر ۷

امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں:

عن عروة قال لقی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیه وآلهٖ واصحابهٖ وسلم رجلاً من اهل البادیة وهو یتوجه الی بدر لقیه بالروحاء فسائله القوم عن خبر الناس فلم یجدوا عنده خبراً فقالوا اله سلم علی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیه وآلهٖ واصحابهٖ وسلم فقال او فیکم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیه وآلهٖ واصحابهٖ وسلم قالوا نعم قال الاعربی فان کنت رسول اللہ فاخبرنی مافی ناقتی هذه فقال له سلمة بن سلامة بن وقش وکان غلاماً حدثا لاتسال رسول اللہ ؟انا اخبرک نزوت علیهما ففی بطنها سخلة منک۔

ترجمہ: عروہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہٖ واصحابہ وَسَلَّم بدر کی جنگ کو جارہے تھے تو مقام روحا پر ایک بدوی ملا اس سے صحابہ رضی اللہ عنہم نے کچھ حالات پوچھے لیکن اس نے کچھ نہ بتایا پھر اسے کہا گیا کہ رسول اللہ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہٖ واصحابہ وَسَلَّم کو سلام عرض کیجئے کہا کیا تم میں رسول اللہ ہے؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کہا ہاں۔ اعرابی بدوی نے کہا بتاؤ میری اونٹنی کے پیٹ میں کیا ہے؟ سلمہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہٖ واصحابہ وَسَلَّم سے نہ پوچھو میری طرف متوجہ ہو میں تجھے خبر دیتا ہوں کہ اس کے پیٹ میں تیری نالائق حرکت کا نتیجہ ہے۔[2]

حافظ عماد الدین اسماعیل بن عمر بن کثیر متوفی ۷۷۴ھ روایت کرتے ہیں:

لقی رجلاً من الاعراب فسألوه عن الناس فلم یجدوا عنده خبرا فقال له الناس سلم علی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیه وآلهٖ واصحابهٖ وسلم قال او فیکم رسول اللہ ؟قالوا نعم فسلم علیه ثم قال لئن کنت رسول اللہ فاخبرنی عما فی بطن ناقتی هذه قال له سلمة بن سلامة بن وقش لا تسأل رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیه وآلهٖ واصحابهٖ وسلم واقبل علی فانا

---

[1] (الاحادیث المختارة ج ۲ ص ۳۴۳ رقم الحدیث ۲۰۷ مطبوعه مکتبة النهضة الحدیثه مکه مکرمة)، (صفوة الصفوة ذکر المصطفین من طبقات اهل المدینة من التابعین ومن بعدهم ج ۲ ص ۷۷ مطبوعه دار المعرفة بیروت)

[2] (مستدرک للحاکم منقبة شریفة لسلمة بن سلامة وقال هذا صحیح مرسل ج ۴ ص ۵۱۸ رقم الحدیث ۵۸۲۲ مطبوعه دار الکتب العلمیه بیروت)، (عنوان غزوة البدر الکبری الرجل اعترض رسول اللہ وجواب سلمة له ص ۲۵۳ مطبوعه دار الکتب العلمیه بیروت)، (امام الدمیری فی حیوة الحیوان تحت لفظ "السخلة" ج ۱ ص ۳۷۹ مطبوعه مکتبه حقانیه پشاور)

اخبرک عن ذلک نزوت علیھا ففی بطنھا منک سحلة فقال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہٖ و اصحابہٖ وسلم مه افحشت علی الرجل ثم اعرض عن سلمة۔[1]

علامہ محمد بن یوسف الصالحی الشامی متوفی ۹۴۲ھ لکھتے ہیں:

فاخبرنی عما فی بطن ناقتی هذه فقال سلمة بن سلامة بن وقش لاتسال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہٖ و اصحابہٖ وسلم و اقبل علی فانا اخبرک عن ذلک قد نزوت علیھا ففی بطنھا منک سخلة فقال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہٖ و اصحابہٖ وسلم مه افحشت علی الرجل ثم اعرض عن سلمة۔

ترجمہ: اعرابی بدوی نے کہا بتاؤ میری اونٹنی کے پیٹ میں کیا ہے؟ سلمہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہٖ واصحابہٖ وَسلَّم سے نہ پوچھو میری طرف متوجہ ہو میں تجھے خبر دیتا ہوں کہ اس کے پیٹ میں تیری نالائق حرکت کا نتیجہ ہے۔[2]

امام علی بن برہان الدین الحلبی الشافعی متوفی ۱۰۶۶ھ لکھتے ہیں:

قال ان کنت رسول اللہ فاخبرنی بما فی بطن ناقتی هذه فقال له سلامه بن سلامة بن وقش لاتسل رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہٖ و اصحابہٖ وسلم اقبل علی انا اخبرک عن ذلک نزوت علیھا ففی بطنھا منک سخلة۔[3]

اس حدیث مبارکہ سے ثابت ہوا کہ حضور صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہٖ واصحابہٖ وَسلَّم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے نوعمر صحابی نے پیٹ کا حال بتادیا حضور نبی کریم صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہٖ واصحابہٖ وَسلَّم نے اعرابی کا یہ سوال سن کر خاموشی فرمائی تاکہ اس کی نالائق حرکت کا پردہ فاش نہ ہو لیکن اس نوعمر صحابی رضی اللہ عنہ نے اعرابی کو یہ بتادیا کہ اس اونٹنی کے پیٹ میں کس کا علقہ ہے۔

حضور صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہٖ واصحابہٖ وَسلَّم کی رؤف رحیمی پر قربان جنہوں نے علم ہونے کے باوجود اس اعرابی کا پردہ فاش کرنا مناسب نہ سمجھا اور اس صحابی رضی اللہ عنہ کا یہ خبر دے دینا اسی بات کی دلیل ہے کہ آقا دو عالم صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہٖ واصحابہٖ وَسلَّم کے علم کی شان تو بہت بلند ہے بلکہ ان کی بدولت غلاموں کو بھی مافی الارحام کا علم ہوتا ہے یہی وجہ تھی کہ اعرابی حیران ہوگیا۔

---

[1] (السیرة النبویة الطریق الی بدر ج ۲ ص ۳۴۴ مطبوعه دار الکتاب العربی بیروت)، الروض الانف ج ۳ ص ۴۴)

[2] (سبل الهدی و الرشاد غزوة بدر الکبری ج ۴ ص ۲۵ مطبوعه دار الکتب العلمیه بیروت)

[3] (انسان العیون فی سیرة الامین المامون المعروفة بالسیرة الحلبیه باب غزوة بدر الکبری ج ۲ ص ۳۸۵ مطبوعه دار المعرفة بیروت)

حدیث نمبر ۸

امام محمد بن سعد متوفی ۲۳۰ھ لکھتے ہیں:

قال اخبرنا عارم بن الفضل قال اخبرنا حماد بن زید عن اسحاق بن سوید ان ابا بکر اوصی بالخمس قال اخبرنا الفضل بن دکین قال اخبرنا سفیان بن عیینة عن الزھری عن عروة عن عائشة قالت لما حضر ابابکر الوفاة جلس فتشھد ثم قال اما بعد یا بنیة فان احب الناس غنی الی بعدی انت وان اعز الناس علی فقرا بعدی انت وانی کنت نحلتک جداد عشرین وسقا من مالی فوددت واللہ انک حزتہ واخذتہ فانما ھو مال الوارث وھما اخواک واختاک قالت قلت ھذا اخوای فمن اختای قال ذات بطن ابنة خارجة فانی اظنھا جاریة۔

ترجمہ: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا وقت قریب آیا تو وہ بیٹھے خطبہ وتشہد پڑھا پھر کہا کہ امابعد پیاری بیٹی عائشہ رضی اللہ عنہا مجھے اپنے بعد سب سے زیادہ تمہای بے فکری بے نیازی محبوب ہے اور اپنے بعد تمہاری مفلسی ومحتاجی مجھے سب سے زیادہ گراں ہے میں نے اپنے مال کال بیس وسق غلہ تمہیں بخش دیا واللہ میں چاہتا تھا کہ تم اس پر قبضہ کرتیں اور اسے لے لیتیں لیکن وہ اب تو صرف وارثوں کا مال ہے اور وہ تمہارے دونوں بھائی اور دونوں بہنیں ہیں۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کہا یہ تو میرے دونوں بھائی ہیں بہنیں کون ہیں؟[1]

امام مالک بن انس متوفی ۱۷۹ھ لکھتے ہیں:

انھا قالت ان ابابکر الصدیق کان نحلھا جاد عشرین۔[2]

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

قال ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ لعائشة رضی اللہ عنھا عند موتہ انما ھما اخواک واختاک وکانت زوجتہ حاملاً فولدت بنتاً فکان قدعرف قبل الولادة انھا۔

ترجمہ: حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے اپنی وفات کے وقت فرمایا کہ تیرے دو بھائی اور دو بہنیں ہیں آپ کی زوجہ اس وقت حاملہ تھیں اور بعد میں بیٹی پیدا ہوئی تو پیدا ہونے سے پہلے ہی معلوم کر لیا کہ لڑکی پیدا ہو گی۔[3]

---

[1] (طبقات ابن سعد ج۳ص ۱۹۴ مطبوعہ دار صادر بیروت)

[2] (موطا امام مالک کتاب الاقضیہ ج۲ ص ۶۴۵)

[3] (احیاء علوم الدین ج۳ص ۲۴۔۲۵ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)، (اتحاف سادۃ المتقین ج۸ ص ۷۹ ۳مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

ما فی الارحام یعنی ماؤں کے رحم کا علم

امام ابی الفرج عبد الرحمن بن الجوزی متوفی ۵۹۷ھ لکھتے ہیں:

قال لما حضر ابابکر الوفاۃ جلس فتشھد ثم قال اما بعد یا بنیۃ فان احب الناس غنی الی بعدی انت و ان اعز الناس علی فقرا بعدی انت و انی کنت نحلتک جداد عشرین وسقا من مالی فوددت و اللہ انک حزتہ و انما ھو اخواک و اختاک قالت قلت ھذان اخوای فمن اختای قال ذو بطن ابنۃ خارجۃ فانی اظنھا جاریۃ و فی روایۃ قد القی فی روعی انھا جاریۃ فولدت ام کلثوم۔[1]

علامہ ابو القاسم عبد الرحمن بن عبد اللہ سہیلی متوفی ۵۷۱ھ لکھتے ہیں:

و خبیب ھو الذی خلف علی بنت خارجۃ بعد ابی بکر صدیق و اسمھا حبیبۃ و ھی التی یقول ابو بکر عند وفاتہ ذو بطن بنت خارجۃ بن ابی زھیر ام کلثوم بنت ابی بکر۔

ترجمہ: حضرت خبیب رضی اللہ وہیں ہیں جنہوں نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے وصال کے بعد حضرت حبیبہ بنت خارجہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا تھا۔ یہ وہی خوش نصیب خاتون ہیں جن کے متعلق وقت وصال حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا ان کے بطن اقدس میں بچی ہے۔ یہ خارجہ بن ابی زھیر کی نور نظر تھیں اور وہ بچی حضرت ام کلثوم بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما تھیں۔[2]

علامہ یوسف بن اسماعیل النبہانی متوفی ۱۳۵۰ھ لکھتے ہیں:

وصح من حدیث عروۃ بن الزبیر عن عائشۃ رضی اللہ عنھا ان ابابکر الصدیق رضی اللہ عنہ کان نحلھا جداد عشرین وسقاً من مالہ بالغابۃ فلما حضرتہ الوفاۃ قال و اللہ یابنیۃ ما من الناس احب الی غنی بعدی منک و لا اعز علی فقراً بعدی منک و انی کنت قد نخلتک جداد عشرین وسقاً فلو کنت حزتیہ کان لک و انما ھو الیوم مال وارث و انما ھما اخواک و اختاک فاقتسموہ علی کتاب اللہ قالت عائشۃ یا ابت و اللہ لو کان کذا و کذا لترکتہ انما ھی اسماء فمن الاخری فقال ابو بکر ذو بطن اراھا جاریۃ فکان ذلک۔

قال التاج السبکی و فیہ کرامتان لابی بکر رضی اللہ عنہ احداھما اخبارہ انہ یموت فی ذلک المرض حیث قال و انما ھو الیوم مال وارث و الثانیۃ اخبارہ بمولود یولد لہ و ھو جاریۃ۔

ترجمہ: حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہما حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے صحیح حدیث نقل کرتے ہیں کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان کو اپنے مقام غابہ کے مال سے بیس وسق کھجوریں بطور ہدیہ عطا فرمائیں جب آپ کی وفات کا وقت آیا تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا: بیٹی! میں اپنے وصال کے بعد تم سے زیادہ کسی کے مالدار ہونے کا متمنی ہوں نہ تم سے زیادہ کسی کی تنگ دستی کی فکر ہے میں نے تم کو کھجوروں کے جو بیس وسق دیئے تھے اگر تم اس پر قبضہ

---

[1] (صفوۃ الصفوۃ ذکر مرض ابی بکر و وفاتہ رضی اللہ عنہ ج ۱ ص ۲۲۵۔۲۲۶ مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت)

[2] (روض الانف نزول طلحۃ و صھیب علی خبیب بن اساف ج ۲ ص ۳۰۳ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

کر لیتیں تو وہ تمہاری ہو جاتیں مگر اب تو اس میں میراث جاری ہو گی اور ورثاء میں تمہارے دو بھائی اور دو بہنیں شامل ہیں پس کتاب اللہ کے مطابق وراثت تقسیم کرنا عرض کیا اباجی اگر بہت سامال بھی ہوتا تو چھوڑ دیتی لیکن میری تو صرف ایک بہن اسماء ہے یہ دوسری کون ہے؟ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: وہ ابھی شکم مادر میں ہے اور میرے علم کے مطابق وہ لڑکی ہے چنانچہ جس طرح انہوں نے فرمایا تھا ویسا ہی ہوا۔

امام تاج الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی دو کرامتیں ہیں ایک تو یہ خبر دینا کہ اس مرض میں ان کا وصال ہو جائے گا کیونکہ فرمایا اب یہ کھجوریں وارثوں کا مال ہے دوسری یہ خبر دینا کہ جو بچہ پیدا ہو گا وہ لڑکی ہے۔[1]

حدیث نمبر ۹

امام ابو بکر احمد بن حسین بیہقی متوفی ۴۵۸ھ روایت کرتے ہیں:

اخبرنا ابو عبداللہ الحافظ اخبرنا ابو حامد احمد بن علی المقریء حدثنا ابو عیسی الترمذی حدثنا احمد بن ابراھیم حدثنا عفان بن مسلم حدثنا عثمان بن الحمید بن لاحق عن جویریۃ بن اسماء عن نافع قال: بلغنا ان عمر بن الخطاب قال ان ولدی رجلاً بوجھہ شین یلی فیملا الارض عدلاً قال نافع: لا احسبہ الا عمر بن عبدالعزیز۔

ترجمہ: حضرت نافع رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ ہمیں معلوم ہوا ہے کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا میری نسل میں ایک شخص ہو گا جس کے چہرے پر بدنما نشان ہو گا مگر وہ زمین کو انصاف سے بھر دے گا۔ حضرت نافع رحمۃ اللہ علیہ نے کہا میں گمان نہیں رکھتا مگر یہ کہ وہ حضرت عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔[2]

امام ابو بکر احمد بن حسین بیہقی متوفی ۴۵۸ھ روایت کرتے ہیں:

اخبرنا ابو علی الحسین بن محمد الروذباری حدثنا ابو بکر محمد بن مھرویۃ بن عباس بن سنان الرازی قال قرات علی محمد بن ایوب قلت: اخبرکم عثمان بن طالوت اخبرنا سلیمان بن حرب حدثنا مبارک بن فضالۃ عن عبیداللہ بن عمر عن نافع قال: کان ابن عمر یقول کثیراً: لیت شعری ھذا الذی من ولد عمر بن الخطاب فی وجھہ علامۃ یملا الارض عدلاً۔

---

[1] (حجۃ اللہ علی العالمین فی معجزات سیدالمرسلین المطلب الثالث فی ذکر جملۃ من کرامات اصحاب رسول اللہ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم ص ۲۱۱۔۲۱۲ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت)

[2] (دلائل النبوۃ ج۶ ص ۴۹۲ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت)، (خصائص الکبری ج ۲ ص ۱۹۹ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت)، (البدایہ والنھایہ ابن کثیر ج ۶ ص ۲۳۳ مطبوعہ المکتبۃ التجاریۃ مکۃ المکرمہ)، (سبل الھدی والرشاد ج ۱۰ ص ۱۱۵ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت)

ترجمہ: حضرت نافع رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ اس نے کہا کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ کاش میں اس شخص کو جان لیتا کہ جو عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کی نسل میں سے ہے اور اس کے چہرے پر بدنما نشان ہے اور وہ زمین کو عدل وانصاف سے بھر دے گا۔[1]

محدث کبیر امام ابو نعیم احمد بن عبد اللہ اصفہانی متوفی ۴۳۰ھ روایت کرتے ہیں:

و حدثنا ابو بکر بن مالک ثنا عبد اللہ بن احمد بن حنبل حدثنی ابی ثنا سلیمان بن حرب ثنا مبارک بن فضالۃ عن عبید اللہ بن عمر عن نافع قال کنت اسمع ابن عمر کثیر یقول لیت شعری من ھذا الذی فی وجھہ علامۃ من ولد عمر یملا الارض عدلاً۔

ترجمہ: حضرت نافع رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کو فرماتے سنا تھا۔ کاش مجھے معلوم ہو جاتا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے کس کے چہرے میں علامت ہے۔ جو زمین کو انصاف سے بھر دے گا؟[2]

امام ابو القاسم علی بن الحسن ابن عساکر متوفی ۵۷۱ھ لکھتے ہیں:

عبداللہ بن دینار قال: قال ابن عمر: یا عجبا، یزعم الناس ان الدنیا لا تنقضی حتی یلی رجل من آل عمر یعمل بمثل عمل عمر، قال: فکانوا یرونہ بلال بن عبداللہ بن عمر، قال: و کان بوجھہ اثر، فلم یکن ھو، و اذا ھو عمر بن عبدالعزیز، و امہ ابنۃ عاصم بن عمر بن الخطاب۔

ترجمہ: عبد اللہ بن دینار نے ابن عمر رضی اللہ عنھما کے حوالہ سے بیان کیا ہے کہ کیسی عجیب بات ہے لوگوں کا خیال ہے کہ دنیا اس وقت تک ختم نہیں ہو گی جب تک آل عمر میں ایک ایسا شخص پیدا نہ ہو گا جو عمر رضی اللہ عنہ کی سی زندگی گزارے گا۔ لوگوں کا خیال ہے کہ ایسا شخص بلال بن عبد اللہ بن عمر ہو سکتے ہیں۔ اور اس کے بعد ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اس کے چہرہ پر نشان بھی ہو گا لیکن ایسا کوئی شخص بھی بجز عمر بن عبد العزیز کے اور کوئی نہیں ہے۔[3]

امام جلال الدین سیوطی متوفی ۹۱۱ھ روایت کرتے ہیں:

و اخرج عبد اللہ بن احمد فی (زوائد الزھد) علی علی بن ابی طالب قال: لا تلعنوا ابنی امیۃ فان فیھم امیراً صالحاً یعنی عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ۔

---

[1] (دلائل النبوۃ ج۶ ص ۴۹۲ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)، (خصائص الکبری ج ۲ ص ۱۹۹ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)، (البدایہ والنہایہ ابن کثیر ج ۶ ص ۲۳۳ مطبوعہ المکتبۃ التجاریۃ مکۃ المکرمہ)، (سبل الھدی والرشاد ج ۱۰ ص ۱۱۵ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)، (جامع الاحادیث الکبیر ج ۲۰ ص ۳۶۳ رقم الحدیث ۱۷۱۸۲ مطبوعہ دار الفکر بیروت)، (سیر اعلام النبلاء ذکر عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ ج ۵ ص ۱۲۲ مطبوعہ مؤسسۃ الرسالۃ بیروت)

[2] (حلیۃ الاولیاء و طبقات الاصفیاء ذکر عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ ج ۵ ص ۲۵۴ مطبوعہ دار الکتاب العربی بیروت)، (سیر اعلام النبلاء ذکر عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ ج ۵ ص ۱۱۶ مطبوعہ مؤسسۃ الرسالۃ بیروت)

[3] (تاریخ دمشق الکبیر ج ۴۴ جز ۴۸ ص ۱۰۴ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)، (خصائص الکبری ج ۲ ص ۱۹۹ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)، (دلائل النبوۃ امام بیہقی ج ۶ ص ۴۹۲ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)، (سبل الھدی والرشاد ج ۱۰ ص ۱۱۵۔۱۱۶ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

ما فی الارحام یعنی ماؤں کے رحم کا علم

ترجمہ: عبد اللہ بن احمد رحمۃ اللہ علیہ نے "الزوائد" میں حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ بنی امیہ پر لعنت نہ کرو کیونکہ ان میں ایک امیر ایسا ہے جو مرد صالح ہے یعنی عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ۔ [1]

امام جلال الدین سیوطی متوفی ۹۱۱ھ روایت کرتے ہیں:

و اخرج البیهقی عن سعید بن المسیب انه قال: الخلفاء ابو بکر و العمر ان، فقیل له: من عمر الآخر؟ قال یوشک ان تعرفه۔ قال البیهقی: و ابن المسیب مات قبل عمر بن عبد العزیز بسنتین و لا یقوله الا توفیقاً۔

ترجمہ: بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی۔ انہوں نے فرمایا کہ خلفاء حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اور دو عمر رضی اللہ عنہما ہیں۔ کسی نے ان سے پوچھا دوسرے عمر کون ہیں؟ فرمایا قریب ہے کہ تم اسے جان لوگے۔ بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حضرت ابن المسیب رضی اللہ عنہ حضرت عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ سے دو سال پہلے فوت ہوئے اور انہوں نے یہ بات توفیق الٰہی سے سنائی۔ [2]

امام ہندی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

ان جبرئیل اتانی فبشرنی ان فی بطنها منی غلاماً و انه اشبه الخلق بی و امرنی ان اسمیه ابراهیم و کنانی بابی ابراهیم۔

ترجمہ: جبریل علیہ السلام میرے پاس آئے اور مجھے بشارت دی کہ ماریہ رضی اللہ عنہا کے پیٹ میں مجھ سے لڑکا ہے وہ تمام مخلوق سے زیادہ مجھ سے مشابہ تر ہے انہوں نے مجھ سے کہا کہ میں اس کا نام ابراہیم رکھوں اور جبریل علیہ السلام نے میری کنیت ابوابراہیم رکھی۔ [3]

---

[1] (خصائص الکبری ج ۲ ص ۲۰۰ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)، (سبل الهدی و الرشاد ج ۱۰ ص ۱۱۶ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

[2] (خصائص الکبری ج ۲ ص ۲۰۰ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)، (دلائل النبوۃ امام بیهقی ج ۶ ص ۴۹۳ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)، (سبل الهدی و الرشاد ج ۱۰ ص ۱۱۶ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

[3] (کنز العمال ج ۱۱ ص ۴۷۱ رقم الحدیث ۳۲۲۱۴_۳۲۲۱۶ مطبوعہ مؤسسۃ الرسالۃ بیروت)

ماذا تکسب غداً۔یعنی کل اور آئندہ ہونے والے واقعات کا علم

حدیث نمبر ۱

امام احمد بن حنبل متوفی ۲۴۱؁ھ روایت کرتے ہیں، حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم نے فرمایا:

انکم ستاتون غدا ان شاءاللہ تعالی عین تبوک و انکم لن تاتوا بھا حتی یضحی النہار فمن جاء فلا یمس من مائھا شیا حتی اتی۔

ترجمہ: کل تم (اسلامی لشکر) تبوک کے چشمہ پر پہنچ جاؤ گے اور تم وہاں چاشت سے پہلے نہ پہنچ سکو گے پس جو کوئی پہلے پہنچ جائے تو وہ اس چشمہ کے پانی کو ہاتھ نہ لگائے یہاں تک کہ میں آ جاؤں۔[1]

امام جلال الدین سیوطی متوفی ۹۱۱؁ھ لکھتے ہیں:

انکم ستاتون غدا ان شاءاللہ عین تبوک۔

ترجمہ: انشاءاللہ کل صبح چشمہ تبوک پر پہنچ جاؤ گے۔[2]

حدیث نمبر ۲

امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں:

ثم ننزل غدا ان شاءاللہ بخیف بن کنانۃ۔

ترجمہ: حضور صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم نے فرمایا کل ان شاء اللہ ہماری منزل خیف بن کنانہ میں ہو گی۔[3]

حدیث نمبر ۳

محدث کبیر امام ابو نعیم احمد بن عبد اللہ اصفہانی متوفی ۴۳۰؁ھ لکھتے ہیں:

عن ابی ھریرۃ قال بینا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہٖ و اصحابہٖ و سلم فی حلقۃ من اصحابہ اذ قال لیصلین معکم غدا رجل من اھل الجنۃ قال ابو ھریرۃ فطمعت ان اکون انا ذلک الرجل فغدوت فصلیت خلف النبی ا فاقمت فی المسجد حتی انصرف الناس و بقیت انا و ھو فبینا نحن عندہ اذ اقبل رجل اسود متزر بخرقۃ مرتد برقعۃ فجاء حتی وضع یدہ فی ید رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہٖ و اصحابہٖ و سلم ثم قال یا نبی اللہ ادع اللہ لی فدعا النبی ا لہ بالشھادۃ۔

---

[1] (مسند احمد ج ۵ ص ۲۳۷ مطبوعہ دار الفکر بیروت)

[2] (خصائص الکبری باب ما وقع فی غزوۃ تبوک من المعجزات ج ۱ ص ۴۵۳ مطبوعہ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

[3] (صحیح مسلم باب استحباب النزول بالمحصف یوم النفر و الصلاۃ بہ ج ۲ ص ۹۲۵ رقم الحدیث ۱۳۱۴ مطبوعہ دار حیاء التراث العربی بیروت)، (سنن ابی داؤد باب التحصیب ج ۲ ص ۲۱۰ رقم الحدیث ۲۰۱۱ مطبوعہ دار الفکر بیروت)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم نے فرمایا کل صبح تمہارے ساتھ ایک جنتی آدمی نماز پڑھے گا حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں مجھے امید ہوئی کہ ہو سکتا ہے وہ میں ہوں چنانچہ صبح کو میں نے حضور صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم کے پیچھے نماز پڑھی لوگ واپس لوٹ گئے مگر میں برابر مسجد میں ہی بیٹھا رہا اور حضور صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم بھی بیٹھے رہے اسی دوران ایک کالا آدمی معمولی کپڑے کا ازار باندھے ہوئے برقعہ اوڑھے ہوئے سامنے آیا اور حضور صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ رکھ کر کہنے لگا یارسول اللہ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم اللہ تعالیٰ سے میرے لئے دعا کیجئے چنانچہ آپ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم نے اس کے لئے شہادت کی دعا کی۔[1]

[1] (حلیۃالاولیاءوطبقات الاصفیاءذکر ذکر اویس بن عامر القرنی رحمۃاللہ علیہ ج ۲ ص ۸۱ مطبوعہ دار الکتاب العربی بیروت)

بأی ارض تموت یعنی مرنے کا وقت اور مرنے کی جگہ کا علم

حدیث نمبر ۱

امام ابن حجر عسلانی متوفی ۸۵۲ھ لکھتے ہیں:

عن الاقرع بن شفی العکی قال قال دخل علی النبی افی مرضی فقلت لا احسب الا انی میت من مرضی قال کلا لتبقین ولتھاجرن الی ارض الشام وتموت وتدفن بالربوۃ من ارض فلسطین۔

ترجمہ: حضرت اقرع بن شفیعکی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ نبی کریم صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم میری بیماری کے زمانہ میں تشریف لائے۔ اس وقت میں عرض کیا میرا گمان یہی ہے کہ میں اپنے اس مرض سے جانبر نہ ہوسکوں گا۔ رسول اللہ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم نے فرمایا ہرگز نہیں۔ تم ضرور زندہ رہو گے اور سرزمین شام کی طرف ضرور ہجرت کروگے اور وہاں فوت ہوکر فلسطین کے ٹیلہ پر دفن ہوگے۔ [1]

امام عبدالباقی بن قانع ابوالحسین متوفی ۳۵۱ھ روایت کرتے ہیں:

حدثنا یحیی بن عبدالباقی الثغری ابو محمد نا ابو الحارث الحسن بن موسی الرملی نا محمد بن فھر بن جمیل العکی قال حدثنی امیۃ ولفاف ابنا المفضل عن ابیھما عن جدھما لفاف بن کدر عن الاقرع بن شفی العکی قال مرضت فدخل علی النبی افقلت احسب انی میت فی مرضی ھذا فقال کلا لتبعثن وتھاجرن الی الشام فتموت وتدفن بھا۔ [2]

امام ابن حجر عسلانی متوفی ۸۵۲ھ لکھتے ہیں:

ودفن بالرملۃ۔

ترجمہ: اور رملہ میں مدفون ہوئے۔ [3]

امام جلال الدین سیوطی متوفی ۹۱۱ھ لکھتے ہیں:

اخرج ابن السکن وابن مندۃ کلاھما فی (الصحابۃ) وابن عساکر فی تاریخہ من طرق عن الاقرع بن شفی العکی قال: دخل علی النبی افی مرض: لا احسب الا انی میت من مرضی قال کلا لتبقین ولتھا جرن الی ارض الشام وتموت وتدفن بالربوۃ من ارض فلسطین فمات فی خلافۃ عمر ودفن بالرملۃ۔

---

[1] (الاصابۃ فی تمیز الصحابۃ ذکر اقرع بن شفیعکی رضی اللہ عنہ ج ۱ ص ۱۰۳ برقم ۲۳۲ مطبوعہ دار الجیل بیروت)، (الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب مختصراً ج ۱ ص ۱۰۳ مطبوعہ دار الجیل بیروت)

[2] (معجم الصحابۃ ج ۱ ص ۶۸ برقم ۶۲ مطبوعہ مکتبۃ الغرباء الاثریۃ المدینۃ المنورۃ)

[3] (الاصابۃ فی تمیز الصحابۃ ذکر اقرع بن شفیعکی رضی اللہ عنہ ج ۱ ص ۱۰۳ برقم ۲۳۲ مطبوعہ دار الجیل بیروت)

ترجمہ: ابن السکن اور ابن مندہ رحمہما اللہ دونوں نے "الصحابہ" میں اور ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی "تاریخ" میں کئی سندوں کے ساتھ اقرع بن شفیعکی رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم میری بیماری کے زمانہ میں تشریف لائے۔ اس وقت میں عرض کیا میرا گمان یہی ہے کہ میں اپنے اس مرض سے جانبر نہ ہو سکوں گا۔ رسول اللہ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم نے فرمایا ہر گز نہیں۔ تم ضرور زندہ رہو گے اور سرزمین شام کی طرف ضرور ہجرت کرو گے اور وہاں فوت ہو کر فلسطین کے ٹیلہ پر دفن ہو گے۔ چنانچہ وہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خلافت کے زمانے میں فوت ہوئے اور رملہ میں مدفون ہوئے۔[1]

حدیث نمبر ۲

علامہ ابو القاسم عبد الرحمن بن عبد اللہ سہیلی متوفی ۵۷۱ھ لکھتے ہیں:

وفی حدیث آخر انه علیه السلام ذکر آخر من یموت من هذه الامة فقال رجلان من مزینة جبلا من جبال العرب یقال له ورقان کل هذا من قول البکری فی کتاب معجم ما۔

ترجمہ: آپ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم نے اس شخص کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا جو امت مسلمہ میں سے سب سے آخر میں مرے گا۔ آپ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم نے فرمایا: سب سے آخر میں مرنے والے مزینہ کے دو آدمی ہوں گے جو عرب کے پہاڑوں میں سے ایک پہاڑ پر خیمہ زن ہوں گے اس پہاڑ کا نام ورقان ہے۔[2]

حدیث نمبر ۳

امام جلال الدین سیوطی متوفی ۹۱۱ھ لکھتے ہیں:

واخرج ابن سعد عن مالک بن ابی عامر قال کان الناس یتوفون ان یدفنوا امواتهم فی حش کوکب فکان عثمان یقول یوشک ان یهلک رجل صالح فیدفن هناک فیاتسی الناس به فکان عثمان اول من دفن هناک۔

ترجمہ: ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے مالک بن ابی عامر رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا۔ لوگ **"حش کوکب"** میں اپنے مردوں کو دفن کرنے سے بچا کرتے تھے۔ اس پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ عنقریب ایک مرد

---

[1] (خصائص الکبری ج ۲ ص ۲۱۸ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)، (حجۃ اللہ علی العالمین فی معجزات سید المرسلین ص ۳۶۴ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)، (سبل الهدی والرشاد ج ۱۰ ص ۹۹ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

[2] (روض الانف ج ۱ ص ۲۳۶ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

صالح فوت ہو گا اور اسے اس جگہ دفن کیا جائے گا اور لوگ اس کی اقتدا کریں گے۔ چنانچہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پہلے شخص تھے جو اس جگہ دفن کئے گئے۔[1]

حافظ ابو القاسم سلیمان بن احمد الطبرانی متوفی ۳۶۰ھ روایت کرتے ہیں:

وکان عثمان رضی اللہ عنہ قبل لک یمر بحش کوکب فیقول لیدفن ھھنا رجل صالح قال ابو القاسم الحش البستان۔[2]

امام علی بن محمود بن سعود الخزاعی متوفی ۷۸۹ھ لکھتے ہیں:

قال مالک وکان عثمان یمر بخش کوکب فیقول انہ سیدفن ھاھنا رجل صالح وقیل انھم لما دفنوہ غیبوا قبرہ رحمہ اللہ تعالی۔[3]

امام علی بن محمود بن سعود الخزاعی متوفی ۷۸۹ھ لکھتے ہیں:

وقال البکری وحش کوکب بضم الحاء وتشدید الشین موضع بالمدینۃ وھو الذی دفن فیہ عثمان رضی اللہ عنہ۔[4]

امام ابی عبد اللہ بن مسلم بن قتیبۃ الدینوری متوفی ۲۷۶ھ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے بارے میں لکھتے ہیں:

ودفن بالبقیع لیلاً وصلی علیہ جبیر بن مطعم واخفوا قبرہ قال ابو الیقظان قتل یوم الجمعۃ سنۃ خمس وثلاثین ودفن بارض یقال لھا حش کوکب رجل من الانصار۔[5]

امام شمس الدین السخاوی متوفی ۹۰۲ھ لکھتے ہیں:

مشھد عثمان بن عفان وھو اول من دفن بہ فی بستان کان یقال لہ خش کوکب بالبقیع۔[6]

حافظ ابن عبد البر متوفی ۴۶۸ھ لکھتے ہیں:

قال مالک وکان عثمان رضی اللہ عنہ یمر بحش کوکب فیقول انہ سیدفن ھاھنا رجل صالح۔[7]

حافظ ابن عبد البر متوفی ۴۶۸ھ لکھتے ہیں:

ودفن لیلاً بموضع یقال لہ حش کوکب۔[8]

---

[1] (خصائص الکبری ج ۲ ص ۲۱۰ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

[2] (المعجم الکبیر طبرانی ج ۱ ص ۷۸ رقم الحدیث ۱۰۹ مطبوعہ مکتبۃ العلوم والحکم الموصل)

[3] (تخریج الدلالات السمعیۃ ص ۲۰۵ مطبوعہ دار الغرب الاسلامی بیروت)

[4] (تخریج الدلالات السمعیۃ ص ۲۰۶ مطبوعہ دار الغرب الاسلامی بیروت)

[5] (المعارف ص ۱۱۳ مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت)

[6] (التحفۃ اللطیفۃ فی تاریخ المدینۃ الشریفۃ ج ۱ ص ۴۲ مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت)

[7] (الاستیعاب ذکر عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ ج ۳ ص ۱۰۴۸ برقم ۱۷۷۸ مطبوعہ دار الجیل بیروت)

[8] (الاستیعاب ذکر عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ ج ۳ ص ۱۰۴۸ برقم ۱۷۷۸ مطبوعہ دار الجیل بیروت)

امام محمد بن سعد متوفی ۲۳۰ھ لکھتے ہیں:

اخبرنا ابو بکر بن عبداللہ بن ابی اویس قال حدثنی عم جدتی الربیع بن مالک بن ابی عامر عن ابیہ قال کان الناس یتوفون ان یدفنوا موتاھم فی حش کوکب فکان عثمان بن عفان یقول یوشک ان یھلک رجل صالح فیدفن ھناک فیاتسی الناس بہ۔

قال مالک بن ابی عامر فکان عثمان بن عفان اول من دفن ھناک۔

ترجمہ: حضرت ربیع بن مالک بن ابی عامر نے اپنے والد سے روایت کی کہ لوگ آرزو کرتے کہ ان کی میتیں حش کوکب میں دفن کی جائیں۔ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کہا کرتے کہ عنقریب ایک مرد صالح وفات پائے گا اور وہاں دفن کیا جائے گا اور لوگ اس کی پیروی کریں گے۔

مالک بن ابی عامر نے کہا کہ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ پہلے شخص تھے جو وہاں دفن کیے گئے۔[1]

حدیث نمبر ۴

امام احمد بن حنبل متوفی ۲۴۱ھ روایت کرتے ہیں:

حدثنا عبداللہ حدثنی ابی ثنا ابو النضر ثنا ابراھیم بن سعد عن محمد بن اسحاق عن عبداللہ بن ابی رافع عن ابیہ عن ام سلمی قالت اشتکت فاطمۃ شکواھا التی قبضت فیہ فکنت امرضھا فاصبحت یوما کامثل ما رأیتھا فی شکواھا تلک قالت و خرج علی لبعض حاجتہ فقالت یا امہ اسکبی لی غسلاً فسکبت لھا غسلاً فاغتسلت کاحسن ما رأیتھا تغتسل ثم قالت ثم اعطینی ثیابی الجدد فاعطیتھا فلبستھا ثم قالت یا امہ قدمی لی فراشی وسط البیت ففعلت و اضطجعت و استقبلت القبلۃ و جعلت یدھا تحت خدھا ثم قالت یا امہ انی مقبوضۃ الآن و قد تطھرت فلا یکشفنی احد فقبضت مکانھا قالت فجاء علی فاخبرتہ۔

ترجمہ: حضرت ام سلمیٰ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جب سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا اپنی مرض موت میں مبتلا ہوئیں تو میں ان کی تیمارداری کرتی تھی۔ مرض کے اس پورے عرصہ کے دوران میں جہاں تک میں نے دیکھا ایک صبح ان کی حالت قدرے بہتر تھی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کسی کام سے باہر گئے۔ سیدہ رضی اللہ عنہا نے کہا امی جان میرے غسل کرنے کے لیے پانی لائیں۔ میں پانی لائی۔ آپ رضی اللہ عنہا نے اچھی طرح غسل کیا۔ پھر فرمایا امی جان مجھے نیا لباس دیں۔ میں نے ایسا ہی کیا اسے آپ رضی اللہ عنہا نے زیب تن فرمایا اور قبلہ رخ ہو کر لیٹ گئیں ہاتھ مبارک رخسار مبارک کے نیچے کر لیا پھر فرمایا امی جان اب میری وفات ہو گی میں پاک ہو چکی ہوں لہذا کوئی مجھے (غسل دینے کے لیے) بے پردہ نہ کرے۔ پس اسی جگہ آپ کی

---

[1] (طبقات ابن سعد ج ۳ ص ۷۷ مطبوعہ دار صادر بیروت)

وفات ہوگئی۔ حضرت ام سلمیٰ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں بعد ازاں حضرت علی رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور میں نے انہیں سیدہ کے وصال کی اطلاع دی۔[1]

امام ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

ثم قالت یا امہ انی مقبوضۃ الآن و قد تطہرت فلا یکشفنی احد فقبضت مکانہا قالت فجاء علی فاخبرتہ۔

ترجمہ: پھر فرمایا امی جان اب میری وفات ہوگی میں پاک ہوچکی ہوں لہذا کوئی مجھے (غسل دینے کے لیے) بے پردہ نہ کرے۔ پس اسی جگہ آپ کی وفات ہوگئی۔ حضرت ام سلمیٰ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں بعد ازاں حضرت علی رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور میں نے انہیں سیدہ کے وصال کی اطلاع دی۔[2]

امام الحافظ ابوبشر محمد بن احمد الدولابی متوفی ۳۱۰ھ روایت کرتے ہیں:

حدثنا الحسن بن علی بن عفان حدثنا معاویۃ بن ھشام حدثنا علی ابن صالح عن سماک بن حرب عن قابوس بن المخارق قال قلت ام الفضل یارسول اللہ کان عضوا من اعضائک فی بیتی قال خیرا رایتیہ تلد فاطمۃ غلاما فترضعیہ بلبن قثم فولدت الحسن فارضعتہ بلبن قثم۔[3]

امام الحافظ ابوبشر محمد بن احمد الدولابی متوفی ۳۱۰ھ روایت کرتے ہیں:

قالت فاطمۃ اسبکی لی یا امۃ غسلا فسکبت لھا غسلا فاغتسلت کاحسن ما کنت اراھا تغتسل قالت ثم قالت یا امہ ناولینی ثیابی الجدد قالت فناولتھا فلبستھا ثم جاءت الی البیت الذی کانت فیہ فقالت قدمی فراشی وسط البیت فاضطجعت فاطمۃ علیہ و وضعت یدھا الیمنی تحت خرھا ثم استقبلت القبلۃ ثم قالت فاطمۃ یا امہ انی مقبوضۃ الآن فلا یکشفنی احد و لا یغسلنی احد قالت فقبضت مکانھا فقالت و دخل علی بن ابی طالب فاخبرتہ بالذی قالت امرتنی فقالت علی و اللہ لا یکشفھا احد فاحتملھا فدفنھا بغسلھا ذلک و لم یکفنھا احد و لا غسلھا احد۔[4]

---

[1](مسند احمد ج ۶ ص ۴۶۱ رقم الحدیث ۲۷۶۵۶ مطبوعہ مؤسسۃ قرطبۃ مصر)، (فضائل الصحابۃ ج ۲ ص ۶۲۹ رقم الحدیث ۱۰۷۴ مطبوعہ مؤسسۃ الرسالۃ بیروت)، (طبقات ابن سعد ج ۸ ص ۲۷ مطبوعہ دار صادر بیروت)، (نسیم الریاض فی شرح شفاء القاضی عیاض ج ۴ ص ۷۷ ۱ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)، (العلل المتناھیۃ لابن جوزی ج ۱ ص ۲۶۰۔۲۶۱ رقم الحدیث ۴۱۹ مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت)، (ذخائر العقبی فی مناقب ذوی القربی ص ۵۴ مطبوعہ دار الکتب المصریۃ)

[2](مجمع الزوائد ج ۹ ص ۲۱۱ مطبوعہ دار الکتاب العربی بیروت)، (نصب الرایۃ لاحادیث الھدایۃ ج ۲ ص ۲۵۰ مطبوعہ دار الحدیث مصر)

[3](الذریۃ الطاھرۃ النبویۃ ص ۷۲ رقم الحدیث ۱۱۶ مطبوعہ الدار السلفیۃ الکویت)

[4](الذریۃ الطاھرۃ النبویۃ ص ۱۱۳ رقم الحدیث ۲۱۵ مطبوعہ الدار السلفیۃ الکویت)

باب درض تموت یعنی مرنے کا وقت اور مرنے کی جگہ کا علم

امام ابی الفرج عبد الرحمن بن الجوزی متوفی ۵۹۷ھ لکھتے ہیں:

عن عبداللہ بن عمرو قال: قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہٖ و اصحابہ و سلم ینزل عیسی بن مریم الی الارض فیتزوج ویولد له ویمکث خمساً و اربعین سنة ثم یموت فیدفن معی فی قبری فاقوم انا و عیسی بن مریم من قبر واحد بین ابی بکر و عمر۔

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت کی گئی ہے کہ انہوں نے فرمایا رسول اکرم صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم کا ارشاد گرامی ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام (آسمان سے) زمین کی طرف نزول فرماہوں گے شادی کریں گے اوران کی اولاد ہوگی پینتالیس سال زمین پر رہیں گے پھر ان کا وصال ہوگا اور میرے مقبرے میں دفن ہوں گے میں اور عیسیٰ بن مریم ایک ہی مقبرہ سے اٹھیں گے اور ابوبکر و عمر ہمارے دائیں بائیں ہوں گے۔[1]

حدیث نمبر ۵

امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی متوفی ۴۵۸ھ روایت کرتے ہیں:

واخبرنا ابو نصر عمر بن عبدالعزیز بن عمر بن قتادة اخبرنا ابو العباس محمد بن اسحاق بن ایوب الضبعی حدثنا الحسن بن علی بن زیاد حدثنا اسماعیل بن ابی اویس قال: حدثنی ابو معن الانصاری اسندہ۔ قال: بینا عمر ابن عبدالعزیز یمشی الی مکة بفلاة من الارض اذ رأی حیة میتة، فقال: علی بمحفار فقالوا: نکفیک اصلحک اللہ قال: لا ثم اخذہ فحفر له ثم لفه ف خرقة و دفنه فاذا هاتف یهتف لا یرونه رحمة اللہ علک یا سرق فاشهد لسمعت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہٖ و اصحابہٖ و سلم تموت یا سرق فی فلاة من الارض یدفنک خیر امتی فقال له عمر بن عبدالعزیز من انت یرحمک اللہ قال انا رجل من الجن و هذا سرق و لم یکن ممن بایع رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہٖ و اصحابہٖ و سلم من الجن احد غیری و غیرہ و اشهد لسمعت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہٖ و اصحابہٖ و سلم یقول تموت یا سرق بفلاة من الارض و یدفنک خیر امتی۔

ترجمہ: حضرت ابو معن انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں انہوں نے فرمایا کہ حضرت عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ ایک دن چٹیل میدان میں مکہ مکرمہ کی طرف جارہے تھے کہ اچانک انہوں نے ایک مرا ہوا سانپ دیکھا تو انہوں نے کہا کہ اس کو دفن کرنا مجھ پر لازم ہے اور جنوں نے کہا ہم تمہارے لئے کافی ہیں (ہم آپ کو اس سے منع کرتے ہیں اللہ تعالیٰ آپ کی اصلاح فرمائے) اللہ تعالیٰ تمہاری بھلائی فرمائے یعنی بہتر بدلہ دے۔ حضرت عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا نہیں ایسا نہیں ہوسکتا پھر سانپ کو اٹھایا اور ایک گڑھا کھودا پھر ایک کپڑے میں اسے لپیٹ کر دفن کر دیا پھر اچانک ایک عجیب سی آواز

---

[1] (الوفا باحوال المصطفیٰ الباب الثانی فی حشر عیسی بن مریم مع نبینا صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم ج ۲ ص ۸۱۴ مطبوعہ مصطفیٰ البابی مصر)، (مشکوۃ المصابیح باب قرب الساعة ص ۴۸۰ مطبوعہ نور محمد کتب خانہ کراچی)

دینے والے نے آواز دی جو نظر نہیں آرہا تھا اے سُرّق! تم پر اللہ کی رحمت ہے میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے رسول اللہ صَلّی اللہ تعالٰی علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم کو فرماتے سنا ہے اے سُرّق! تم ایک چٹیل میدان میں مروگے اور تم کو میری امت کا بہترین آدمی دفن کرے گا تو عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ نے اس سے پوچھا تم کون ہو؟ اللہ تعالٰی تم پر رحم فرمائے اس نے کہا میں ایک جن ہوں اور یہ سُرّق ہے اور جنوں میں سے میرے اور اس کے علاوہ کوئی باقی نہ رہا جس نے رسول اللہ صَلّی اللہ تعالٰی علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم سے بیعت کی ہے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے رسول اللہ صَلّی اللہ تعالٰی علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم کو فرماتے سنا ہے اے سُرّق! تم چٹیل میدان بیابان میں مرے گا اور تجھے میرا بہترین امتی دفن کرے گا۔[1]

یہی امام ابو بکر احمد بن حسین بیہقی متوفی ۴۵۸ھ دوسری سند سے روایت کرتے ہیں:

واخبرنا ابو محمد عبداللہ بن یحیی السکری ببغداد اخبرنا اسماعیل بن محمد الصفار حدثنا عباس بن عبداللہ الترقفی حدثنا محمد بن فضیل ولیس بابن غزوان حدثنا العباس بن ابی راشد عن ابیہ قال: نزل بنا عمر بن عبدالعزیز فلما رحل قال لی مولای: ارکب معہ فشیعہ قال: فرکبت فمررنا بواد فاذا نحن بحیۃ میتۃ مطروحۃ علی الطریق فنزل عمر فنحاھا وواراھا ثم رکب فبینا نحن نسیر اذا ھاتف یھتف وھو یقول یاخرقاء یا خرقاء۔ قال فالتفتنا یمیناً وشمالاً فلم نر احدا فقال لہ عمر اسالک باللہ ایھا الھاتف ان کنت ممن یظھر الا ظھرت وان کنت ممن لا یظھر اخبرنا ما الخرقاء؟ قال: الحیۃ التی دفنتم بمکان کذا وکذا فانی سمعت رسول اللہ ﷺ یقول لھا یوماً: یا خرقاء تموتین بفلاۃ من الارض یدفنک خیر مومن من اھل الارض یومئذ فقال لہ عمر ومن انت یرحمک اللہ قال: انا من التسعۃ او السبعۃ۔ شک الترقفی۔ الذین بایعوا رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم فی ھذا المکان او قال: فی ھذا الوادی۔ شک الترقفی ایضاً فقال لہ عمر: اللہ انت سمعت ھذا من رسول اللہ؟ قال: اللہ انی سمعت رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم فدمعت عینا عمر وانصرفنا۔

ترجمہ: ابی راشد رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ ہمارے ہاں اترے جب کوچ کیا تو میرے آقا نے مجھے کہا کہ سوار ہو کر ان کے ساتھ چلو چنانچہ میں سوار ہو کر ساتھ ہولیا جب ہم ایک وادی سے گزرے تو ہمیں راستے پر پڑا ہوا ایک مردہ سانپ نظر آیا۔ عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ نے اتر کر اسے راستے سے ہٹایا اور دفن کر دیا اور پھر سوار ہوگئے۔ ہم چل رہے تھے کہ اچانک ہاتف کی آواز آئی۔ اے خرق! اے خرق! ہم نے مڑ کر دائیں بائیں دیکھا مگر کوئی نظر نہ آیا۔ عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ نے پکار کر کہا اے ہاتف! میں تمہیں اللہ کا واسطہ دیکر کہتا ہوں کہ اگر تو ظاہر ہونیوالوں میں سے ہے تو سامنے آ اور اگر ظاہر نہ ہونے والوں میں سے ہے تو بتا کہ خرق کون ہے؟ اس نے جواب دیا وہی سانپ ہے جو آپ نے

---

[1] (دلائل النبوۃ ج۶ ص ۴۹۳۔۴۹۴ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)، (البدایہ والنہایہ ابن کثیر ج۶ ص ۲۳۴ مطبوعہ المکتبۃ التجاریۃ مکۃ المکرمہ)، (لقط المرجان فی احکام الجان للسیوطی اردو ص ۱۱۲۔۱۱۳ مطبوعہ اعظمی پبلشرز دار العلوم صادق الاسلام کراچی)

فلاں مقام پر دفن کیا ہے میں نے رسول اللہ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا۔ آپ ایک دن اس سے فرما رہے تھے۔ اے خرق! تیری فلاں جنگل میں موت ہو گی اور تمہیں اس زمانے کا ایک بہترین مومن دفن کرے گا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا تو کون ہے؟ اللہ تجھ پر رحم کرے۔ اس نے جواب دیا میں ان نو جنات میں سے ہوں جنہوں نے اس جگہ نبی کریم صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم کے دست اقدس پر بیعت کی تھی تو عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ نے دریافت کیا کیا تم نے واقعی رسول اللہ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم سے یہ بات سنی تھی؟ اس نے کہا ہاں یہ سن کر عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور پھر ہم وہاں سے لوٹ آئے۔[1]

محدث کبیر امام ابو نعیم احمد بن عبد اللہ اصفہانی متوفی ۴۳۰ھ روایت کرتے ہیں:

حدثنا محمد بن احمد بن هارون ثنا عبد الله بن الحسن بن اخت عبدان ثنا نضر بن داود بن طغرق ثنا محمد بن الفضل ثنا العباس بن راشد عن ابيه راشد قال زار عمر بن عبد العزيز مولاى فلما اراد الرجوع قال لى شيعة فلما برزنا اذا نحن بحية سوداء ميتة فنزل عمر فدفنها فاذا هاتف يهتف يا خرقاء يا خرقاء انى سمعت رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وآلہٖ واصحابہٖ وسلم يقول لهذه الحية لتموتن بفلاة من الارض وليدفننك خير اهل الارض فقال نشدتك الله ان كنت ممن يظهر الا ظهرت لى قال انا من السبعة الذين بايعوا رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وآلہٖ واصحابہٖ وسلم فى هذا الوادى وانى سمعته يقول لهذه الحية لتوتن بفلاة من الارض وليدفننك خير اهل الارض يومئذ فبكى عمر حتى كاد ان يسقط عن راحلته وقال يا راشد انشدك الله ان تخبر بهذا احدا حتى يوارينى التراب۔

ترجمہ: حضرت راشد رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ میرے آقا عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ نے زیارت کی، جب واپس ہونے لگے تو مجھ سے فرمایا اس کے ساتھ چلو، ہم نکلے تو ہم نے ایک کالا سانپ مرا پایا عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ اترے اور اسے دفن کر دیا اچانک ایک غیبی آواز آئی اے خرقاء خرقاء میں نے رسول اللہ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم کو اس سانپ کے بارے میں فرماتے سنا تھا تو فلاں زمین کے بیابان میں مرے گا اور تجھے اہل زمین کا بہترین شخص دفن کرے گا آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا میں تجھے اللہ تعالیٰ کا واسطہ دیتا ہوں اگر تو ظاہر ہو سکتا ہے تو مرے سامنے آ۔ اس نے کہا میں ان سات شخصوں میں سے ایک ہوں جنہوں نے رسول اللہ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم سے اسی وادی میں بیعت کی تھی اور میں نے رسول اللہ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم کو اس سانپ کے بارے میں میں فرماتے سنا کہ تو فلاں زمین کے بیابان میں مرے گا۔ تجھے اس دن اہل زمین کا بہترین شخص دفن کرے گا تو عمر رحمۃ اللہ علیہ رونے لگے اور قریب تھا کہ سواری سے

---

[1](دلائل النبوة ج۲ ص ۴۹۴۔۴۹۵ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)، (حجة الله على العالمين فى معجزات سيد المرسلين ص ۲۹۷۔۲۹۸ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

گر پڑتے فرمایا راشد میں تمہیں اللہ تعالیٰ کا واسطہ دیتا ہوں کہ جب تک مجھے مٹی کے سپرد نہیں کر دیتے اس کی کسی کو اطلاع نہ کرو گے۔[1]

امام ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ لکھتے ہیں:

یاسرق فاشھد لسمعت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم یقول تموت یاسرق بفلاۃ من الارض فیدفنک خیر امتی فقال لہ عمر بن عبدالعزیز من انت قال انا رجل من الجن وھذا سرق ولم یکن بقی ممن بایع النبی ا غیری وغیرہ۔[2]

حدیث نمبر ۶

امام جلال الدین سیوطی متوفی ۹۱۱ھ لکھتے ہیں:

اخرج الحاکم والبیھقی عن ام الفضل بنت الحارث قالت: دخلت علی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم یوما بالحسین فوضعتہ فی حجرہ ثم خانت منی التفاتۃ فاذا عینا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم تھریقان من الدموع فقال اتانی جبریل فاخبرنی ان امتی ستقتل ابنی ھذا واتانی بتربۃ من تربتہ حمراء۔

ترجمہ: حاکم و بیہقی رحمہا اللہ نے ام فضل بن الحارث رضی اللہ عنہا سے روایت کی۔ انہوں نے کہا ایک دن میں امام حسین رضی اللہ عنہ کو لے کر رسول اللہ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور میں نے انہیں آپ کی آغوش میں دے دیا۔ کچھ دیر بعد میں نے آپ کی طرف دیکھا تو آپ کی چشمان مبارک آنسوؤں سے ڈبڈبارہی تھیں پھر آپ نے مجھ سے فرمایا کہ میرے پاس جبریل علیہ السلام آئے اور انہوں نے مجھے خبر دی کہ میری امت میرے اس فرزند کو شہید کر دے گی اور میرے پاس ان کے مقتل کی سرخ مٹی لائے۔[3]

امام جلال الدین سیوطی متوفی ۹۱۱ھ لکھتے ہیں:

واخرج ابن راھویہ والبیھقی وابونعیم عن ام سلمۃ ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم اضطجع ذات یوم فاستیقظ وھو حائر وفی یدہ تربۃ حمراء یقلبھا قلت ماھذہ التربۃ یارسول اللہ؟ قال اخبرنی جبریل ان ھذا یعنی الحسین یقتل بارض العراق وھذہ تربتھا۔

---

[1] (حلیۃ الاولیاء وطبقات الاصفیاء ذکر عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ ج ۵ ص ۳۴۱ مطبوعہ دار الکتاب العربی بیروت)

[2] (الاصابۃ فی تمیز الصحابۃ سرق رضی اللہ عنہ آخر ھو من الجن ج ۳ ص ۴۵ برقم ۳۱۲۵ مطبوعہ دار الجیل بیروت)

[3] (خصائص الکبری باب اخبارہ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم بقتل حسین رضی اللہ عنہ ج ۲ ص ۲۱۲ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)، (البدایہ والنھایہ ابن کثیر ج ۶ ص ۲۲۵ مطبوعہ المکتبۃ التجاریۃ مکۃ لمکرمہ)، (دلائل النبوۃ امام بیہقی ج ۶ ص ۴۶۹ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)، (حجۃ اللہ علی العالمین فی معجزات سیدالمرسلین ص ۳۴۲ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)، (الفتح الکبیر فی ضم الزیادۃ الی الجامع الصغیر ج ۱ ص ۲۴ رقم الحدیث ۱۲۶ مطبوعہ دار الفکر بیروت)

ترجمہ: ابن راہویہ، بیہقی اور ابو نعیم رحمہا اللہ نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ رسول اللہ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم ایک دن محو استراحت تھے آپ بیدار ہوئے تو غمگین تھے اور آپ کے دست اقدس میں سرخ مٹی تھی جسے آپ پلٹ رہے تھے۔ میں نے عرض کیا یارسول اللہ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم یہ مٹی کیسی ہے؟ آپ نے فرمایا میرے پاس جبریل علیہ السلام آئے اور انہوں نے مجھے بتایا کہ حسین رضی اللہ عنہ سرزمین عراق میں قتل کئے جائیں گے اور یہ ان کے مقتل کی مٹی ہے۔[1]

امام احمد بن حنبل متوفی ۲۴۱ھ روایت کرتے ہیں:

حدثنا ابراھیم بن عبداللہ نا حجاج نا حماد عن ابان عن شھر بن حوشب عن ام سلمۃ قالت ثم کان جبریل علیہ اسلام ثم النبی او الحسین معی فبکی فترکتہ فدنا من النبی افقال جبریل علیہ السلام اتحبہ یا محمد فقال نعم ان امتک ستقتلہ وان شئت اریتک ومن تربۃ الارض التی یقتل بھا فاراہ ایاہ فاذا الارض یقال لہ کربلاء۔[2]

امام احمد بن عمرو بن الضحاک ابو بکر الشیبانی متوفی ۲۸۷ھ لکھتے ہیں:

قال اخبرنی جبریل علیہ السلام ان ھذا یقتل بارض العراق للحسین فقلت یا جبریل ارنی تربۃ الارض التی یقتل فیھا وھی ھذہ۔[3]

علامہ ابو عبداللہ محمد بن احمد مالکی قرطبی متوفی ۶۶۸ھ لکھتے ہیں:

عن انس ان ملک المطر استاذن ان یاتی النبی افاذن لہ فقال لام سلمۃ املکی علینا الباب لا یدخل علینا احد قال وجاء الحسین لیدخل فمنعتہ فوثب فدخل فجعل یقعد علی ظھر النبی او علی منکبیہ وعلی عاتقہ قال فقال الملک للنبی ا اتحبہ؟ قال نعم قال: اما ان امتک ستقتلہ وان شئت اریتک المکان الذی یقتل فیہ فضرب بیدہ فجاء بطینۃ حمراء فاخذتھا ام سلمۃ فصرتھا فی خمارھا قال ثابت بلغنا انھا کربلاء۔

ترجمہ: حضرت انس بن حارث رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ بارش کے فرشتے نے رسول اللہ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم کے دربار میں حاضر ہونے کی اجازت مانگی اور اسے اجازت دی گئی۔ اس وقت حضور صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف فرما تھے فرشتے کی آمد پر حضور صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ

---

[1] (خصائص الکبری باب اخبارہ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم بقتل حسین رضی اللہ عنہ ج ۲ ص ۲۱۲ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)، (البدایہ والنہایہ ابن کثیر ج ۶ ص ۲۲۴ مطبوعہ المکتبۃ التجاریۃ مکۃ المکرمہ)، (دلائل النبوۃ امام بیہقی ج ۶ ص ۴۶۸ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)، (حجۃ اللہ علی العالمین فی معجزات سید المرسلین ص ۳۴۲ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)، (ذخائر العقبی فی مناقب ذوی القربی ذکر مقتل الحسین رضی اللہ عنہ وذکر قاتلہ واین قتل ومتی قتل ص ۱۴۷ مطبوعہ دار الکتب المصریۃ)

[2] (فضائل صحابہ لابن حنبل ج ۲ ص ۷۸۲ رقم الحدیث ۱۳۹۱ مطبوعہ موسسۃ الرسالۃ بیروت)

[3] (الآحاد والمثانی ج ۱ ص ۳۱۰ رقم الحدیث ۴۲۹ مطبوعہ دار الرایۃ الریاض)

وَسلَّم نے فرمایا اے ام سلمہ! دروازے کا دھیان رکھنا کوئی اندر نہ آئے جب آپ دروازے پر نگہبانی فرما رہی تھیں تو اسی دوران امام حسین رضی اللہ عنہ اندر آئے اور نبی کریم صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم کے دوش مبارک پر سوار ہونے لگے فرشتے نے پوچھا آپ ان سے محبت کرتے ہیں؟ نبی کریم صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم نے فرمایا ہاں اس نے کہا آپ کی امت ان کو قتل کردے گی اگر چاہیں تو میں آپ کو وہ جگہ دکھادوں جہاں انہیں قتل کیا جائے گا تو فرشتے نے اپنا ہاتھ بڑھایا اور سرخ مٹی آپ کو دکھائی اور اس مٹی کو ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے لے لیا اور اسے اپنے کپڑے میں باندھ لیا اور ہمیں یہ حدیث پہنچی ہے کہ وہ جگہ کربلاء ہے۔[1]

امام جلال الدین سیوطی متوفی ۹۱۱ھ لکھتے ہیں:

واخرج البیھقی وابونعیم عن انس قال: استاذن ملک المطر ان یاتی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم فاذن لہ فدخل الحسین فجعل یقع علی منکب النبی ا فقال الملک اتحبہ؟ قال النبی ا نعم قال: فان امتک تقتلہ وان شئت اریتک المکان الذی یقتل فیہ فضرب بیدہ فاراہ تراباً احمر فاخذتہ ام سلمۃ فصرتہ فی ثوبھا فکنا نسمع انہ یقتل بکربلاء۔

ترجمہ: بیہقی وابونعیم رحمہما اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ بارش کے فرشتے نے رسول اللہ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم کے دربار میں حاضر ہونے کی اجازت مانگی اور اسے اجازت دی گئی۔ اسی دوران امام حسین رضی اللہ عنہ اندر آئے اور نبی کریم صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم کے دوش مبارک پر سوار ہونے لگے فرشتے نے پوچھا آپ ان سے محبت کرتے ہیں؟ نبی کریم صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم نے فرمایا ہاں اس نے کہا آپ کی امت ان کو قتل کردے گی اگر چاہیں تو میں آپ کو وہ جگہ دکھادوں جہاں انہیں قتل کیا جائے گا تو فرشتے نے اپنا ہاتھ بڑھایا اور سرخ مٹی آپ کو دکھائی اور اس مٹی کو ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے لے لیا اور اسے اپنے کپڑے میں باندھ لیا اور ہم سنا کرتے تھے کہ امام حسین رضی اللہ عنہ کو کربلا میں شہید کیا جائے گا۔[2]

---

[1] (التذکرۃ فی احوال الموتی وامور الآخرۃ باب ماجاء فی بیان مقتل الحسین رضی اللہ عنہ ولا رضی عن قاتلہ ج ۲ ص ۴۷۲۔۴۷۳ مطبوعہ سعیدیہ کتب خانہ صدف پلازہ محلہ جنگی پشاور)، (مسند احمد ج ۳ ص ۲۴۲)، (مجمع الزوائد ج ۹ ص ۱۸۷)، (الضعفاء الکبیر للعقیلی ج ۳ ص ۳۱۵)، (والمترکون للدارقطنی رقم الحدیث ۳۸۲)

[2] (خصائص الکبری باب اخبارہ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم بقتل حسین رضی اللہ عنہ ج ۲ ص ۲۱۲ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)، (مواھب اللدنیہ ج۳ص ۱۰۰۔۱۰۱ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت)، (طبرانی کبیر ج۳ص ۱۱۲۔ابن عساکر ج۴ص ۳۲۸۔کنز العمال رقم الحدیث ۳۷۶۶۹)(البدایہ والنھایہ ابن کثیر ج۶ ص ۲۲۴ مطبوعہ المکتبۃ التجاریۃ مکۃ المکرمہ)(سبل الھدی والرشاد ج۱۰ ص ۱۵۴ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت)(دلائل النبوۃ امام بیھقی ج۶ ص ۴۶۹ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت)مسند احمد ج۳ص ۲۴۲۔ج۳ص ۲۶۵)، (نسیم الریاض فی شرح شفاء القاضی عیاض ج۴ص ۱۶۶ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت)، (الشفا بتعریف حقوق المصطفیٰ ج ۱ ص ۲۱۱ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت)، (شرح العلامۃ الزرقانی علی المواھب اللدنیۃ ج۷ص ۲۱۸ مطبوعہ

امام کبیر محدث شہیر حافظ حدیث ابو نعیم احمد بن عبد اللہ اصفہانی متوفی ۴۳۰ھ اس روایت کے بعد لکھتے ہیں:

جبکہ سلیمان بن احمد کی روایت میں ہے کہ اسے نبی کریم صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم نے سونگھا تو فرمایا کرب اور بلا کی بو ہے اس میں، تو کہتے ہیں ہم سنا کرتے تھے کہ امام حسین بن علی رضی اللہ عنہ کربلا میں شہید ہوں گے۔ [1]

امام جلال الدین سیوطی متوفی ۹۱۱ھ لکھتے ہیں:

واخرج ابو نعیم عن ام سلمة قالت: کان الحسن والحسین یلعبان ببیتی فنزل جبریل فقال یامحمد: ان امتک تقتل ابنک ھذا من بعدک واوما الی الحسین واتاہ بتربة فشمھا ثم قال ریح کرب وبلاء وقال یا ام سلمة اذا تحولت ھذہ التربة دماً فاعلمی ان ابنی قدقتل فجعلتھا فی قارورة۔

ترجمہ: ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی۔ انہوں نے فرمایا کہ امام حسن و امام حسین رضی اللہ عنہما میرے گھر میں آکر کھیل رہے تھے اسی وقت جبریل علیہ السلام آئے اور کہا یارسول اللہ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم آپ کی امت آپ کے اس فرزند کو آپ کے بعد شہید کر دے گی اور جبریل علیہ السلام نے امام حسین رضی اللہ عنہ کی طرف اشارہ کیا اور انہوں نے مٹی لا کر دی۔ آپ نے اسے سونگھ کر فرمایا کرب و بلا کی بو ہے اور فرمایا اے ام سلمہ رضی اللہ عنہا جب یہ مٹی خون سے بدل جائے تو جان لینا کہ میرا فرزند شہید کر دیا گیا تو انہوں نے اس مٹی کو شیشی میں محفوظ کر لیا۔ [2]

علامہ ابو عبد اللہ محمد بن احمد مالکی قرطبی متوفی ۶۶۸ھ لکھتے ہیں:

ذکر ابو علی سعید بن عثمان بن السکن الحافظ قال: حدثنا ابو عبداللّٰہ الحسین بن اسماعیل قال حدثنا محمد بن ابراھیم الحلوانی قال ابن السکن واخبرنی ابو بکر محمد بن اسماعیل حدثنا احمد بن عبداللّٰہ بن زیاد الحداد قالا حدثنا سعید بن عبدالملک بن واقد قال حدثنا عطاء بن مسلم عن اشعت بن سحیم عن ابیہ عن انس بن الحارث قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ واصحابہٖ وسلم ان ابنی ھذا یقتل بارض من ارض العراق فمن ادرکہ منکم فلینصرہ فقتل انس یعنی مع الحسین بن علی علیھما السلام۔

ترجمہ: حضرت انس بن حارث رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم نے فرمایا بے شک میرا یہ بیٹا (امام حسین رضی اللہ عنہ) عراق کی سرزمین پر قتل کیا جائے گا۔ پس تم میں سے جو شخص اس زمانے کو پائے

دار المرفة بیروت)، (دلائل النبوة لابی نعیم اصفھانی اردو ص ۴۹۸ مطبوعہ ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاھور)، (ذخائر العقبی فی مناقب ذوی القربی ذکر مقتل الحسین رضی اللّٰہ عنہ و ذکر قاتلہ واین قتل ومتی قتل ص ۱۴۶۔۱۴۷ مطبوعہ دار الکتب المصریة)

[1] (دلائل النبوة لابی نعیم اصفھانی اردو ص ۴۹۸ مطبوعہ ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاھور)

[2] (خصائص الکبری باب اخبارہ صَلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم بقتل حسین رضی اللّٰہ عنہ ج ۲ ص ۲۱۳ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)، (حجة اللّٰہ علی العالمین فی معجزات سید المرسلین ص ۳۴۲ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

وہ اس کی مدد کرے چنانچہ انس بن حارث رضی اللہ عنہ امام حسین رضی اللہ عنہ ابن علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ گئے اور ان کے ساتھ ہی شہید ہوئے۔[1]

امام جلال الدین سیوطی متوفی ۹۱۱ھ لکھتے ہیں:

واخرج البیھقی عن ابی سلمۃ بن عبدالرحمن ان الحسین دخل علی النبی او عندہ جبریل فی مشربۃ عائشۃ فقال لہ جبریل: ستقتلہ امتک وان شئت اخبرتک بالارض التی یقتل فیھا واشار جبریل بیدہ الی الطف بالعراق فاخذ تربۃ حمراء فاراہ ایاھا۔

ترجمہ: بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے ابو سلمہ بن عبد الرحمن رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ امام حسین رضی اللہ عنہ نبی کریم صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم کے پاس آئے اس وقت جبریل علیہ السلام حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ میں تھے تو حضور صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم سے جبریل امین علیہ السلام نے کہا آپ کی امت ان کو شہید کر دے گی اگر آپ چاہیں تو وہ مٹی آپ کو بتادوں جہاں انہیں شہید کیا جائے گا اور جبریل امین علیہ السلام نے اپنے ہاتھ سے مقام طف کی طرف اشارہ کیا جو عراق میں ہے اور سرخ مٹی لے کر آپ کو دکھائی۔[2]

علامہ ابو عبد اللہ محمد بن احمد مالکی قرطبی متوفی ۶۶۸ھ لکھتے ہیں:

وقال ابن عبدالبر (الاستیعاب) قتل یوم الاحد لعشر مضین من المحرم بموضع من ارض الکوفۃ یقال لہ کربلاء ویعرف بالطف ایضاً۔

ترجمہ: امام ابن عبد البر رحمۃ اللہ علیہ نے "الاستیعاب" میں کہا کہ آپ کو اتوار کے دن محرم الحرام کی ۱۰ تاریخ کو کوفہ کے ایک مقام جس کا نام "کربلا" ہے وہاں پر شہید کیا گیا تھا۔ کربلا ہی کو "طف" بھی کہتے ہیں۔[3]

---

[1] (التذکرۃ فی احوال الموتی وامور الآخرۃ باب ما جاء فی بیان مقتل الحسین رضی اللہ عنہ ولا رضی عن قاتلہ ج ۲ ص ۴۷۲ مطبوعہ سعیدیہ کتب خانہ صدف پلازہ محلہ جنگی پشاور)، کنز العمال رقم الحدیث ۳۴۳۱۴) (دلائل النبوۃ لابی نعیم اصفھانی اردو ص ۴۹۸ مطبوعہ ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور)، (خصائص الکبری باب اخبارہ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم بقتل حسین رضی اللہ عنہ ج ۲ ص ۲۱۳ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)، (حجۃ اللہ علی العالمین فی معجزات سید المرسلین ص ۳۴۲ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت) (ذخائر العقبی فی مناقب ذوی القربی ذکر اخبار النبی الحسین والحث علی نصرتہ ص ۱۴۶ مطبوعہ دار الکتب المصریۃ)

[2] (خصائص الکبری باب اخبارہ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم بقتل حسین رضی اللہ عنہ ج ۲ ص ۲۱۳ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)، (دلائل النبوۃ امام بیہقی ج ۶ ص ۴۷۰ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)، (مسند احمد ج ۶ ص ۲۹۴)

[3] (التذکرۃ فی احوال الموتی وامور الآخرۃ باب ما جاء فی بیان مقتل الحسین رضی اللہ عنہ ولا رضی عن قاتلہ ج ۲ ص ۴۷۳۔۴۷۳ مطبوعہ سعیدیہ کتب خانہ صدف پلازہ محلہ جنگی پشاور)

بابِ درض تموت یعنی مرنے کا وقت اور مرنے کی جگہ کا علم

امام جلال الدین سیوطی متوفی ۹۱۱ھ لکھتے ہیں:

واخرج ابو نعیم عن اصبغ بن نباتۃ قال: اتینا مع علی موضع قبر الحسین فقال ھھنا مناخ رکابھم وموضع رحالھم ومھراق دمائھم فتیۃ من آل محمد یقتلون بھذہ العرصۃ تبکی علیھم السماء والارض۔

ترجمہ: ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ نے اصبغ بن نباتہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا ہم حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے ساتھ امام حسین رضی اللہ عنہ کی قبر کی جگہ آئے۔ آپ نے فرمایا اس جگہ ان کے اونٹ باندھے جائیں گے۔ اس جگہ ان کا سامان رکھا جائے گا اور اس جگہ ان کا خون بہایا جائے گا۔ آل محمد صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم کی ایک جماعت اس میدان میں قتل کی جائے گی اور ان پر زمین و آسمان روئیں گے۔[1]

حدیث نمبر ۷

امام جلال الدین سیوطی متوفی ۹۱۱ھ لکھتے ہیں:

واخرج الحاکم وابو نعیم عن ام ذر قالت: لما حضرت اباذر الوفاۃ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم یقول لنفر انا فیھم لیموتن رجل منکم بفلاۃ من الارض یشھدہ عصابۃ من المومنین ولیس من اولئک النفر احد الا وقد مات فی قریۃ او جماعۃ فانا ذلک الرجل فابصری الطریق فقلت انی وقد ذھب الحاج وتقطعت الطریق فبینا انا وھو کذلک اذا انا برجال علی رحالھم فالحت بثوبی فاسرعوا الی حتی وقفوا علی فحضروہ وقاموا علیہ حتی دفنوہ۔

ترجمہ: حاکم وابو نعیم رحمہما اللہ نے ام ذر رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ جب ابو ذر رضی اللہ عنہ کی رحلت کا وقت قریب آیا تو انہوں نے فرمایا میں نے رسول اللہ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم سے سنا ہے۔ آپ نے ان لوگوں سے جن میں میں بھی تھا فرمایا تم میں سے ایک شخص بیابان سرزمین میں فوت ہو گا اور مسلمانوں کی ایک جماعت اس کے پاس آئے گی تو ان لوگوں میں کوئی فرد ایسا نہیں ہے جس نے آبادی اور جماعت میں وفات نہ پائی ہو۔ البتہ ایک میں ہی وہ شخص رہ گیا ہوں لہٰذا تم سرراہ انتظار کرو اس پر میں نے کہا اس زمانے میں لوگ کہاں آتے جاتے ہیں کیونکہ حجاج گزر چکے ہیں اور راستہ رک چکا ہے۔ ہم اسی حال میں تھے اور وہ وفات پا چکے تھے کہ اچانک چند سواروں کو اونٹوں پر دیکھا اور میں نے ہاتھ اور کپڑے سے

---

[1] (خصائص الکبری باب اخبارہ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم بقتل حسین رضی اللہ عنہ ج ۲ ص ۲۱۴ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)، (دلائل النبوۃ لابی نعیم اصفہانی اردو ص ۵۲۰ مطبوعہ ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور)

انہیں اشارہ کیا اور وہ لوگ تیزی سے ساتھ آکر کھڑے ہو گئے اور وہ لوگ حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور ٹھہر کر انہیں دفن کیا۔[1]

امام ابی الفرج عبد الرحمن بن الجوزی متوفی ۵۹۷ھ لکھتے ہیں:

یقول لنفر انا فیھم لیموتن رجل منکم بفلاۃ من الارض یشھدہ عصابۃ من المومنین۔

ترجمہ: جب ابوذر رضی اللہ عنہ کی رحلت کا وقت قریب آیا تو انہوں نے فرمایا میں نے رسول اللہ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم سے سنا ہے۔ آپ نے ان لوگوں سے جن میں میں بھی تھا فرمایا تم میں سے ایک شخص بیابان سرزمین میں فوت ہو گا اور مسلمانوں کی ایک جماعت اس کے پاس آئے گی۔[2]

حافظ ابو عمرو ابن عبد البر مالکی متوفی ۴۶۳ھ لکھتے ہیں:

ان رسول اللہ رأی اباذر یمشی فی ناحیۃ العسکر وحدہ فقال یرحم اللہ اباذر یمشی وحدہ یموت وحدہ ویبعث وحدہ فکان کما قال امات بالربذۃ وحدہ۔[3]

محمد بن ابی بکر الدمشقی الشہیر بابن قیم الجوزیہ متوفی ۷۵۱ھ لکھتے ہیں:

فنظر ناظر من المسلمین فقال یارسول اللہ ان ھذا الرجل یمشی علی الطریق وحدہ فقال رسول اللہ کن اباذر فلما تاملہ القوم قالوا یارسول اللہ واللہ ھو ابو ذر فقال رسول اللہ رحم اللہ اباذر یمشی وحدہ ویموت وحدہ ویبعث وحدہ . . . قال فستھل عبداللہ یبکی ویقول صدق رسول اللہ تمشی وحدک وتموت وحدک وتبعث وحدک۔[4]

امام محمد بن سعد متوفی ۲۳۰ھ لکھتے ہیں:

ویقول صدق رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم تمشی وحدک وتموت وحدک وتبعث وحدک۔

ترجمہ: عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا حضور صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم نے سچ فرمایا تھا کہ تم (ابوذر رضی اللہ عنہ) تنہا جاؤ گے تنہا مرو گے اور (قیامت میں) تنہا اٹھائے جاؤ گے۔[5]

---

[1] (خصائص الکبری ج ۲ ص ۲۲۲ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)، (البدایہ والنہایہ ابن کثیر ج ۶ ص ۲۰۳ مطبوعہ المکتبۃ التجاریۃ مکۃ المکرمہ)، (دلائل النبوۃ امام بیہقی ج ۶ ص ۴۰۲ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت) مسند احمد ج ۵ ص ۱۵۵)، (الوفا باحوال المصطفیٰ الباب الخامس عشر فی اخبار رسول اللہ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم بالغائبات ج ۱ ص ۳۱۵۔۳۱۶ مطبوعہ مصطفیٰ البابی مصر)، (حلیۃ الاولیاء وطبقات الاصفیاء ذکر ابوذر غفاری ج ۱ ص ۱۷۰ مطبوعہ دار الکتاب العربی بیروت)، (مسند احمد ج ۵ ص ۱۵۵)، (مستدرک ج ۳ ص ۳۴۵۔) (طبقات ابن سعد ج ۴ ص ۱ و ص ۱۷۱۔۱۷۲)، (موارد الظمآن رقم الحدیث ۲۲۶۰)، (ترغیب والترھیب ج ۴ ص ۲۲۰)، (مجمع الزوائد ج ۳ ص ۳۱۳۔) (کنز العمال رقم الحدیث ۳۶۸۹۲)

[2] (صفوۃ الصفوۃ ذکر وفاتہ ابی ذر رضی اللہ عنہ ج ۱ ص ۵۹۸ مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت)

[3] (الدرر فی اختصار المغازی والسیر لابن عبدالبر ص ۲۴۱ مطبوعہ دار المعارف القاہرۃ مصر)

[4] (زاد المعاد فی ھدی خیر العباد فصل فی غزوۃ تبوک ج ۳ ص ۵۳۴ مطبوعہ مؤسسۃ الرسالۃ بیروت)

[5] (طبقات ابن سعد ج ۴ ص ۲۳۵ مطبوعہ دار صادر بیروت) (انسان العیون فی سیرۃ الامین المامون المعروفۃ بالسیرۃ الحلبیہ ج ۳ ص ۱۰۸ مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت)

علامہ محمد بن یحییٰ بن ابی بکر الاندلسی متوفی ۷۴۱ھ لکھتے ہیں:

عن اسماعیل بن رافع عن محمد بن کعب ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم قیل لہ عام تبوک تخلف ابو ذر وھو فی الطریق فطلع فقال یرحم اللہ ابا ذر یمشی وحدہ ویبعث وحدہ...... واذا رکب من اھل الکوفۃ فیھم ابن مسعود رضی اللہ عنہ فمالوا الیہ وابن مسعود یبکی ویقول صدق رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم یموت وحدہ ویبعث وحدہ۔[1]

امام جلال الدین سیوطی متوفی ۹۱۱ھ روایت کرتے ہیں:

واخرج الحارث بن ابی اسامۃ عن ابی المثنی الملیکی ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم کان اذا خرج الی اصحابہ قال: عویمر حکیم امتی وجندب طرید امتی یعیش وحدہ ویموت وحدہ واللہ یکفیہ وحدہ۔

ترجمہ: حارث بن ابی اسامہ رحمۃ اللہ علیہ نے ابوالمثنیٰ ملیکی رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسَلَّم جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں تشریف لاتے تو فرماتے عویمر رضی اللہ عنہ میری امت کا دانشور ہے اور جندب (ابوذر رضی اللہ عنہ) میری امت کا تنہا شخص ہے۔ یہ تنہا زندگی گزارے گا اور تنہا فوت ہوگا اور صرف اللہ تعالیٰ ہی اس کی کفایت کرے گا۔[2]

حدیث نمبر ۸

امام احمد بن حنبل متوفی ۲۴۱ھ روایت کرتے ہیں:

حدثنا عبداللہ حدثنی ابی ثنا الحکم بن نافع ابو الیمان ثنا صفوان بن عمرو عن راشد بن سعد عن عاصم بن زید السکونی ثم ان معاذا لما بعثہ النبی اخرج الی الیمن معہ النبی ایوصیہ ومعاذ راکب ورسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم یمشی تحت راحلتہ فلما فرغ یا معاذ انک عسی ان تلقانی بعد عامی ھذا ولعلک ان تمر بمسجدی وقبری فبکی معاذ بن جبل جشعا لفراق رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم فقال النبی الاتبک یا معاذ للبکاء او ان البکاء من الشیطان۔

ترجمہ: حضرت عاصم بن حمید السکونی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو جب نبی کریم صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسَلَّم نے یمن کی طرف بھیجا ان کے ساتھ نبی کریم صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسَلَّم بھی باہر نکلے آپ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسَلَّم ان کو وصیت فرما رہے تھے، حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سوار تھے اور نبی

---

[1] (التمھید والبیان فی مقتل الشھید عثمان ذکر وفاۃ ابی ذر رضی اللہ عنہ ص ۸۷ مطبوعہ دار الثقافۃ الدوحۃ قطر)

[2] (خصائص الکبری ج ۲ ص ۲۲۳ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)، (حجۃ اللہ علی العالمین فی معجزات سید المرسلین ص ۳۴۸۔۳۴۹ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

کریم صَلَّی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم ان کے ساتھ پیدل چل رہے تھے۔ جب آپ صَلَّی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم نصیحت سے فارغ ہوئے تو فرمایا اے معاذ! امید ہے کہ اس سال کے بعد تم مجھ سے ملاقات نہیں کروگے اور شاید کہ تم میری مسجد اور قبر کے پاس سے گزرو، حضور صَلَّی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم کی جدائی کے خیال سے حضرت معاذ رضی اللّٰہ عنہ رونے لگے حضور صَلَّی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم نے فرمایا اے معاذ مت روؤ کیونکہ (آواز) سے رونا شیطان کا کام ہے۔[1]

امام ابو بکر احمد بن حسین بیہقی متوفی ۴۵۸ھ روایت کرتے ہیں:

اخبرنا ابو الحسین بن بشران العدل انبانا ابو عمرو عثمان بن احمد حدثنا عبدالکریم بن الھیثم حدثنا ابو الیمان حدثنا صفوان بن عمرو عن راشد بن سعد عن عاصم بن حمید السکونی ان معاز بن جبل لما بعثه النبی ا الی الیمن فخرج النبی ا یوصیه و معاذ انک عسی ان لا تلقانی بعد عامی هذا و لعلک ان تمر بمسجدی و قبری فبکی معاذ خشعاً لفراق النبی افقال له النبی الا تبک یا معاذ البکاء او ان البکاء من الشیطان۔[2]

امام ابوالحسن علی بن محمد بن حبیب الماوردی متوفی ۴۲۹ھ روایت کرتے ہیں:

و من انذاره ما رواه معاذ بن جبل قال بعثنی رسول اللّٰہ الی الیمن فخرج معی یوصینی فلما فرغ قال یا معاذ انک عسی ان لا تلقانی بعد هذا و لعلک ان تمر بمسجدی و منبری فبکی معاذ ثم التفت رسول اللّٰہ فاقبل و جهه۔[3]

امام نبہانی رحمۃ اللّٰہ علیہ لکھتے ہیں:

اخرج احمد و البیهقی عن عاصم بن حمید السکونی ان النبی ا ارسل معاذ بن جبل الی الیمن فخرج معه یوصیه فلما فرغ قال یا معاذ انک عسی ان لا تلقانی بعد عامی و لعلک ان تمر بمسجدی و قبری فبکی معاذ۔ و اخرجه احمد من وجه آخر عن عاصم بن معاذ موصولاً۔ و اخرج البیهقی من طریق الزهری عن کعب بن مالک رضی اللّٰہ عنه قال لما حج النبی ابعث معاذا الی الیمن ثم توفی رسول اللّٰہ ا۔

ترجمہ: عاصم ابن حمید سکونی سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صَلَّی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم نے معاذ بن جبل رضی اللّٰہ عنہ کو یمن بھیجا اور وصیت کرتے ہوئے ان کے ہمراہ باہر تشریف لائے جب وصیت کر چکے تو فرمایا شاید! آئندہ تم سے ملاقات نہ ہو سکے گی اور میری مسجد اور قبر کے پاس سے گزروگے یہ سن کر حضرت معاذ بن جبل رضی اللّٰہ عنہ رو پڑے۔[4]

---

[1] (مسند احمد ج ۵ ص ۳۲۵ رقم الحدیث ۲۲۱۰۷_۲۲۱۰۶_۲۲۱۰۵ مطبوعه مؤسسة قرطبة مصر)، (مسند الشامیین ج ۲ ص ۹۷ رقم الحدیث ۹۸۳ مطبوعه مؤسسةالرسالةبیروت)

[2] (دلائل النبوة باب بعث معاذ بن جبل و ابی موسی الاشعری رضی اللّٰہ عنهما الی الیمن ج ۵ ص ۴۰۴_۴۰۵ مطبوعه دار الکتب العلمیه بیروت)

[3] (اعلام النبوة الباب الثانی عشر فی انذاره بما سیحدث بعده ص ۱۸۰ مطبوعه دار الکتاب العربی بیروت)، (صفوة الصفوة ذکر ثناء رسول اللّٰہ علی معاذ و مشیه معه وهو راکب ج ۱ ص ۴۹۴ مطبوعه دار المعرفةبیروت)

[4] (حجة اللّٰہ علی العالمین فی معجزات سید المرسلین ص ۳۵۰_۳۵۱ مطبوعه دار الکتب العلمیه بیروت)، (انسان العیون فی سیرة الامین المامون المعروفة بالسیرة الحلبیه ج۳ ص ۲۸۹_۲۹۰ مطبوعه دار احیاء التراث العربی بیروت)

حدیث نمبر ۹

محدث کبیر امام ابو نعیم احمد بن عبد اللہ اصفہانی متوفی ۴۳۰ھ لکھتے ہیں:

حدثنا ابو حامد بن جبلة ثنا محمد بن اسحاق ثنا هناد بن اسری ثنا قبیصة ثنا سفیان عن عمرو بن سعید بن ابی حسین قال اخبرنی کثیر بن تمیم الداری قال کنت جالساً مع سعید بن جبیر فطلع علیه ابنه عبداللہ بن سعید و کان به من الفقه فقال انی لاعلم خیر حالاته فقال و ماهو قال ان یموت فاحتسبه۔

حدثنا عبدالرحمن بن العباس ثنا ابرهیم الحربی ثنا اسحاق ابن اسماعیل ثنا سفیان عن حمید الاعرج قال اقبل ابن لسعید بن جبیر فقال انی لاعلم خیر خلة فیه ان یموت فاحتسبه۔

ترجمہ: کثیر بن تمیم داری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ کے پاس بیٹھا تھا کہ اتنے میں ان کا بیٹا عبداللہ بن سعید رحمۃ اللہ علیہ آیا جو فقہ کا کچھ علم رکھتا تھا۔ تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ مجھے اس کے بہترین حالات کا علم ہے پوچھا وہ کیا ہے؟ تو فرمایا کہ اس کی موت واقع ہو جائے گی اور ایسا ہی ہوا۔

حضرت حمید بن الاعرج رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ کا بیٹا ان کے پاس آیا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا میں اس کی ایک بہترین حالت سے واقف ہوں اور وہ یہ کہ اس کی موت واقع ہو جائے گی پھر ایسا ہی ہوا۔[1]

حدیث نمبر ۱۰

محدث کبیر امام ابو نعیم احمد بن عبد اللہ اصفہانی متوفی ۴۳۰ھ لکھتے ہیں:

حدثنا ابو بکر بن مالک ثنا عبداللہ بن احمد حدثنی احمد بن ابراهیم ثنا علی بن اسحاق قال اخبرنا عبداللہ یعنی ابن المبارک قال انبانا عیسی بن عمر عن السدی قال حدثنی ابن عم لعمرو بن عتبة قال نزلنا فی مرج حسن فقال عمرو بن عتبة ما احسن هذا المرج ما احسن الآن لو ان منادیا نادی یا خیل اللہ ارکبی فخرج رجل فکان فی اول من لقی فاصیب ثم جئ به فدفن فی هذا المرج قال فما کان باسرع من ان نادی منادیا خیل اللہ ارکبی فخرج عمرو فی سرعان الناس فی اول من خرج فاتی عتبة فاخبر بذلک فقال علی عمرا فارسل فی طلبه فما ادرک حتی اصیب قال فما أراده دفن الا فی مرکز رمحه و عتبة یومئذ علی الناس۔

ترجمہ: عیسیٰ بن عمرو بن عمرو السدی کی سند سے بیان کیا کہ عمرو بن عتبہ رحمۃ اللہ علیہ کے چچازاد بھائی کہتے ہیں کہ ہم لوگ ایک خوبصورت چراگاہ میں اترے تو عمرو بن عتبہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ یہ چراگاہ کتنی خوبصورت ہے اور اب کتنا اچھا ہوگا کہ ایک منادی آواز دے کہ اے اللہ کے لشکر سوار ہو جاؤ چنانچہ ایک شخص نکلے گا اور پہلے حملہ آور دستے میں ہوگا اسے زخم لگے گا

[1] (حلیة الاولیاء و طبقات الاصفیاء ذکر سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ ج ۴ ص ۲۷۵ مطبوعہ دار الکتاب العربی بیروت)

اور اسے لایا جائے گا اور شہادت کے بعد یہیں دفن کیا جائے گا چنانچہ فوراً ہی ایک منادی نے آواز لگائی اے اللہ کے لشکر سوار ہو جاؤ کہا عمرو کے میرے پاس لاؤ عمرو کو میرے پاس لاؤ۔ یہ کہہ کہ اس نے کسی کو بھیجا مگر وہ انہیں پانہ سکا اور عمرو شہید ہو گئے۔ میں نے دیکھا کہ عمرو کو اس جگہ میں دفن کیا گیا اور عتبہ اس دن لوگوں کے پاس تھا۔[1]

امام مزئی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

قال حدثنی احمد بن ابراهیم قال حدثنا علی بن اسحاق قال اخبرنا عبداللہ یعنی ابن المبارک قال عیسی بن عمر عن السدی قال حدثنی بن عم لعمرو بن عتبة قال نزلنا فی مرج حسن فقال عمرو بن عتبة ما احسن هذا المرج ما احسن الآن لو ان منادیا نادی یا خیل اللہ ارکبی فخرج رجل فکان فی اول من لقی فاصیب ثم جئ به فدفن فی هذا المرج قال فما کان باسرع من ان نادی منادیا خیل اللہ ارکبی فخرج عمرو فی سرعان الناس فی اول من خرج فاتی عتبة فاخبر بذلک فقال علی عمر افارسل فی طلبه فما ادرک حتی اصیب قال فما أراده دفن الا فی مرکز رمحه و عتبة یومئذ علی الناس۔

ترجمہ: عیسیٰ بن عمرو بن عمرو السدی کی سند سے بیان کیا کہ عمرو بن عتبہ رحمۃ اللہ علیہ کے چچازاد بھائی کہتے ہیں کہ ہم لوگ ایک خوبصورت چراگاہ میں اترے تو عمرو بن عتبہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ یہ چراگاہ کتنی خوبصورت ہے اور اب کتنا اچھا ہو گا کہ ایک منادی آواز دے کہ اے اللہ کے لشکر سوار ہو جاؤ چنانچہ ایک شخص نکلے گا اور پہلے حملہ آور دستے میں ہو گا سے زخم لگے گا اور اسے لایا جائے گا اور شہادت کے بعد یہیں دفن کیا جائے گا چنانچہ فوراً ہی ایک منادی نے آواز لگائی اے اللہ کے لشکر سوار ہو جاؤ کہا عمرو کے میرے پاس لاؤ عمرو کو میرے پاس لاؤ۔ یہ کہہ کہ اس نے کسی کو بھیجا مگر وہ انہیں پانہ سکا اور عمرو شہید ہو گئے۔ میں نے دیکھا کہ عمرو کو اس جگہ میں دفن کیا گیا اور عتبہ اس دن لوگوں کے پاس تھا۔[2]

حدیث نمبر ۱۱

امام ابو عیسیٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ھ روایت کرتے ہیں:

حدثنا قتیبة حدثنا اللیث عن بن شهاب انه سمع عبید اللہ بن عبد اللہ بن ثعلبة الانصاری یحدث عن عبدالرحمن بن یزید الانصاری من بنی عمرو بن عوف یقول سمعت عمی مجمع بن جاریة الانصاری یقول سمعت رسول اللہ یقول ثم یقتل بن مریم الدجال بباب لد۔

[1] (حلیۃ الاولیاء و طبقات الاصفیاء ذکر عمرو بن عتبہ رحمۃ اللہ علیہ ج ۴ ص ۲۷۵ مطبوعہ دار الکتاب العربی بیروت)

[2] (تہذیب الکمال ج ۲۲ ص ۱۴۲۔۱۴۳ مطبوعہ مؤسسۃ الرسالۃ بیروت)

ترجمہ: مجمع بن جاریہ الانصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلّم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ ابن مریم علیہ السلام، دجال کو باب لد پر قتل کریں گے۔[1]

امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

یقتل بن مریم الدجال بباب لد۔

ترجمہ: عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام، دجال کو باب لد پر قتل کریں گے۔[2]

امام ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

یقتل بن مریم الدجال بباب لد۔

ترجمہ: عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام، دجال کو باب لد پر قتل کریں گے۔[3]

حافظ ابن عبد البر متوفی ۴۶۸ھ لکھتے ہیں:

یقتل بن مریم الدجال بباب لد۔

ترجمہ: عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام، دجال کو باب لد پر قتل کریں گے۔[4]

حدیث نمبر ۱۲

امام نعیم بن حماد رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں:

حدثنا سلم بن قتیبة عن ابی مودود المدینی عن عثمان بن الضحاک عن یوسف بن عبد اللہ بن سلام عن ابیہ قال نجد فی التوراۃ ان عیسی ابن مریم یدفن مع محمدا۔

قال ابو مودود وقد بقی فی البیت موضع قبر عیسی ابن مریم۔[5]

حافظ عماد الدین اسماعیل بن عمر بن کثیر متوفی ۷۷۴ھ روایت کرتے ہیں:

قال واذا جاز نزولہ مرۃ جاز نزولہ مراراً ثم یکون نزولہ الظاہر حین یکسر الصلیب ویقتل الخنزیر ویتزوج حینئذ امراۃ من بنی جذام واذا مات دفن فی حجرۃ روضۃ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم۔[6]

---

[1] (سنن الترمذی باب ما جاء فی قتل عیسی بن مریم الدجال ج ۴ ص ۵۱۵ رقم ۲۲۴۴ قال ابو عیسیٰ ھذا حدیث حسن صحیح مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)

[2] (المعجم الکبیر للطبرانی ج ۱۹ ص ۴۴۴۔۴۴۵ رقم الحدیث ۱۰۷۵۔۱۰۷۶۔۱۰۷۷۔۱۰۷۸۔۱۰۷۹۔۱۰۸۰۔۱۰۸۱ مطبوعہ مکتبة العلوم والحکم الموصل)

[3] (صحیح ابن حبان ذکر الاخبار عن قاتل المسیح ووصف الموضع الذی یقتلہ فیہ ج ۱۵ ص ۲۲۱۔۲۲۲ رقم الحدیث ۶۸۱۱ مطبوعہ مؤسسة الرسالة بیروت)

[4] (الاستیعاب عبد الرحمن بن یزید رضی اللہ عنہ ج ۲ ص ۸۵۶ برقم ۱۴۶۲ مطبوعہ دار الجیل بیروت)

[5] (الفتن لنعیم بن حماد ج ۲ ص ۵۸۰ رقم الحدیث ۱۶۲۱ مطبوعہ مکتبة التوحید القاہرۃ مصر)

[6] (السیرۃ النبویة اسلام سلمان الفارسی رضی اللہ عنہ ج ۱ ص ۳۴۹ مطبوعہ دار الکتاب العربی بیروت)

علامہ ابوعبداللہ محمد بن احمد مالکی قرطبی متوفی ۶۶۸ھ لکھتے ہیں:

ثم یقبض اللہ روح عیسی ویذوق الموت ویدفن الی جانب النبی افی الحجرۃ۔

ترجمہ: پھر اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی روح مبارک قبض فرمالے گا اور وہ موت کا ذائقہ چکھیں گے اور حجرہ مبارک میں حضور صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم کے پہلو میں دفن کیے جائیں گے۔[1]

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ اپنے والد سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ تورات میں حضرت محمد صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم کی صفت لکھی ہوئی ہے اور عیسیٰ بن مریم علیہما السلام آپ کے ساتھ دفن کیے جائیں گے ابومودود نے کہا آپ کے روضہ میں ایک قبر کی جگہ رکھی ہوئی ہے۔[2]

امام نورالدین علی بن ابی بکر الہیثمی متوفی ۸۰۷ھ لکھتے ہیں:

وعن عبداللہ بن سلام قال یدفن عیسیٰ بن مریم علیہ السلام مع رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم وصاحبیہ رضی اللہ عنہما فیکون قبرہ رابع۔

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام حضور صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم اور آپ کے ساتھیوں کے ساتھ مدفون ہوں گے۔ اس بناء پر عیسیٰ علیہ السلام کی چوتھی قبر ہوگی۔[3]

امام ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

ذکر ابن عساکر ان وفات عیسی تکون بالمدینتہ فیصلی علیہ ھنالک ویدفن بالحجرۃ النبویۃ۔

ترجمہ: ابن عساکر نے فرمایا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات مدینہ میں ہوگی وہاں پر ہی آپ کا جنازہ پڑھایا جائے گا اور نبی کریم صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم کے حجرہ میں دفن کئے جائیں گے۔[4]

---

[1] (التذکرۃ فی احوال الموتی وامور الآخرۃ ج ۲ ص ۵۶۰۔ ۵۶۱ مطبوعہ سعیدیہ کتب خانہ صدف پلازہ محلہ جنگی پشاور)

[2] (سنن الترمذی رقم الحدیث ۳۶۲۷)

[3] (مجمع الزوائد ومنبع الفوائد باب ذکر المسیح عیسی بن مریم علیہ السلام ج ۸ ص ۲۰۹ مطبوعہ موسسۃ المعارف بیروت)، (رواہ الطبرانی وابن عساکر والبخاری فی تاریخہ عن عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ)

[4] (مختصر تاریخ دمشق ج ۲۰ ص ۱۵۴۔ ۱۴۴ مطبوعہ دار الفکر بیروت)

علم الساعۃ یعنی قیامت کا علم

علامہ ابو القاسم عبد الرحمن بن عبد اللہ سہیلی متوفی ۵۷۱ھ لکھتے ہیں:

اذ تقوم الساعۃ۔

ترجمہ: اسی روز (جمعہ) قیامت قائم ہو گی۔[1]

امام ابو داؤد متوفی ۲۷۵ھ روایت کرتے ہیں:

و فیہ تقوم الساعۃ۔

ترجمہ: اسی روز (جمعہ) میں قیامت قائم ہو گی۔[2]

امام ابو بکر عبد اللہ بن محمد بن ابی شیبہ متوفی ۲۳۵ھ لکھتے ہیں:

و فیہ تقوم الساعۃ۔[3]

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

اخبرنا ابو عبد اللہ الحافظ ثنا الربیع بن سلیمان ثنا عبد اللہ بن وھب اخبرنی ابن ابی الزناد عن ابیہ عن موسی بن ابی عثمان عن ابیہ عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہٖ و اصحابہٖ و سلم سید الایام یوم الجمعۃ فیہ خلق آدم و فیہ ادخل الجنۃ و فیہ اخرج منھا و لا تقوم الساعۃ الا فی یوم الجمعۃ۔

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسَلَّم نے فرمایا جمعہ کے دن سید الایام ہے اس میں حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا گیا اسی دن ان کو جنت میں داخل کیا گیا اسی دن وہ جنت سے باہر لائے گئے اور قیامت صرف جمعہ کے دن ہی قائم ہو گی۔[4]

امام صدر الشریعہ عبید اللہ بن مسعود حنفی متوفی ۷۴۷ھ صاحب التوضیح حضور صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسَلَّم کے اجتہاد پر گفتگو کرتے ہوئے صاف اور واضح طور پر لکھتے ہیں:

لانہ اسبق الناس فی العلم و انہ یعلم المتشابہ و المجمل فمحال ان یخفی علیہ معانی النصوص۔

---

[1] (روض الانف ج ۲ ص ۲۵۶ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

[2] (سنن ابی داؤد باب تفریع ابواب الجمعۃ باب فضل یوم الجمعۃ و لیلۃ الجمعۃ ج ۱ ص ۲۷۴ رقم الحدیث ۱۰۴۶ مطبوعہ دار الفکر بیروت)

[3] (مصنف ابن ابی شیبہ ج ۱ ص ۴۷۷ رقم الحدیث ۵۵۱۶ مطبوعہ مکتبۃ الرشد الریاض)، (شعب الایمان للبیھقی ج ۳ ص ۹۰ رقم الحدیث ۲۹۷۲ مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت)

[4] (شعب الایمان ج ۳ ص ۹۰ رقم الحدیث ۲۹۷۱ مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت)، (الاحادیث المختارۃ ج ۹ ص ۴۲۲_۴۲۳_۴۲۴ ۴۲۵_۴۲۶_۴۲۷ رقم الحدیث ۳۹۵_۳۹۶ مطبوعہ مکتبۃ النھضۃ الحدیثہ مکہ مکرمۃ)، (الجامع الصغیر فی احادیث البشیر النذیر حرف السین ج ۱ ص ۲۹۱ رقم الحدیث ۴۷۴۴ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)، (جامع الاحادیث الکبیر ج ۲۰ ص ۱۴۵ رقم الحدیث ۱۲۰۲۷ مطبوعہ دار الفکر بیروت)، (حلیۃ الاولیاء و طبقات الاصفیاء ذکر رفاعۃ ابو لبابہ رضی اللہ عنہ ج ۱ ص ۳۶۶ مطبوعہ دار الکتاب العربی بیروت)

ترجمہ: آپ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم علم میں تمام لوگوں سے کہیں آگے ہیں اور آپ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم متشابہ اور مجمل کا علم رکھتے ہیں لہٰذا معانی نصوص کا آپ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم سے مخفی رہنا محال ہے۔[1]

امام بدرالدین زرکشی متوفی ۷۹۴ھ لکھتے ہیں:

لایسوغ لاحد ان یقول ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہ وسلم لم یعلم المتشابہ فاذا جاز ان یعرفہ الرسول مع قولہ (ومایعلم تاویلہ الا اللہ) جاز ان یعرفہ الربانیون من صحابتہ والمفسرون من امتہ الاتری ان ابن عباس کان یقول انا من الراسخین فی العلم... ونحن لم نر المفسرین الی ھذہ الغایۃ توقفوا عن شیئی من القرآن فقالوا ھو متشابہ لایعلمہ الا اللہ بل امروہ علی التفسیر حتی فسروا الحروف۔

ترجمہ: کسی کا یہ کہنا جائز نہیں کہ رسول اللہ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم متشابہ کا علم نہیں رکھتے جب وما یعلم تاویلہ الا اللہ پر وقف کے باوجود رسول اللہ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم انہیں جانتے ہیں تو پھر امت کے ربانیون اور صحابہ اور مفسرین کا انہیں جاننا بھی جائز ہوگا۔ کیا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نہیں کہ میں راسخین میں شامل ہوں۔ اور ہم کسی مفسر کو نہیں جانتے کہ اس نے تفسیر کرنے میں یہ کہہ کر توقف کیا ہو کہ یہ متشابہ ہے اور اسے اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے بلکہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کا فرمان کے سامنے انہوں نے تمام کی تفسیر کی حتیٰ کہ حروف مقطعات کی بھی۔[2]

شیخ احمد جیون لکھتے ہیں:

ھذا فی حق الامۃ واما فی حق النبی علیہ السلام فکان معلوما والاتبطل فائدۃ التخاطب ویصیر التخاطب بالمھمل کالتکلم بالزنجی مع العربی۔

ترجمہ: یہ بات حق امت میں ہے۔ حضور صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم کو ان کا علم ہے ورنہ خطاب کا فائدہ باطل اور بے معنی لازم آئے گا۔ جیسے حبشی کسی عربی سے گفتگو کرے۔[3]

امام ابو بکر بن احمد سرخسی متوفی ۴۹۰ھ لکھتے ہیں:

ولاشک ان درجتہ فی ذالک اعلی من درجۃ غیرہ وقد کان یعلم المتشابہ الذی لایقف احد من الامۃ بعدہ علی معناہ۔

ترجمہ: بلاشبہ آپ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم کا اس میں درجہ تمام سے کہیں بلند ہے آپ متشابہات کا علم رکھتے ہیں جن کے معنی سے کوئی امتی آگاہ نہیں۔[1]

---

[1](التوضیح باب افعال النبی صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم ص ۴۹۲)
[2](البرھان فی علوم القرآن ج ۲ ص ۸۴)
[3](نورالانوار ص ۹۳)

قاضی ثناء اللہ پانی پتی متوفی ۱۲۲۵ھ لکھتے ہیں:

والحق عندی انها من المتشابهات وهی اسرار بین اللہ تعالیٰ وبین رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیه وآلهٖ واصحابه وسلم لم یقصد بها افهام العامة بل افهام الرسول اا ومن شاء افهامه من اکمل اتباعه۔

ترجمہ: ہمارے نزدیک حق یہی ہے کہ مقطعات متشابہات میں سے ہیں یہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم کے درمیان راز ہیں بلکہ رسول اللہ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم اور آپ کے کامل اتباع کرنے والوں سے جس کو چاہے ان سے آگاہی عطا فرمادے۔[2]

علامہ سید محمود آلوسی متوفی ۱۲۷۰ھ لکھتے ہیں:

فلا یعرف بعد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیه وآلهٖ واصحابهٖ وسلم الا الاولیاء الورثة فهم یعرفونه من تلک الحضرة وقد تنطق لهم الحروف مما فیها کما کانت تنطق لمن سبح بکفه الحصی وکلمه الضب والظبی۔

ترجمہ: حضور صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم کے بعد انہیں آپ کے وارث اولیاء ہی جان سکتے ہیں اور انہیں اس بارگاہ سے ہی یہ فیض نصیب ہوتا ہے تو ان کے ساتھ یہ حروف ہم کلام ہو کر اپنے معانی سے آگاہ کرتے ہیں جیسا کہ آپ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم سے گوہ، ہرن اور ہتھیلی کے پتھروں نے گفتگو کی۔[3]

صحیح یہ ہے کہ حضور صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم نے اس موقع پر مایفعل به فرمایا تھا۔ جس کا تعلق حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ سے ہے اور مایفعل بی کے لفظ صحیح ثابت نہیں۔ اس کی ایک دلیل یہ ہے کہ مدینہ منورہ کا واقعہ ہے جبکہ اللہ تعالیٰ ہجرت سے پہلے ہی آپ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم سے فرما چکا ہے۔

عسی ان یبعثک ربک مقاماً محموداً۔

ترجمہ: یعنی وہ وقت عنقریب آنے والا ہے جس میں آپ کا رب آپ کو مقام محمود پر ظاہر فرمائے گا۔

نیز فرمایا:

وللآخرة خیر لک من الاولی ولسوف یعطیک ربک فترضیٰ۔

ترجمہ: یعنی اے محبوب آخرت آپ کے لئے دنیا کی بہ نسبت ضرور بہتر ہے اور وہ وقت ضرور عنقریب آرہا ہے جس میں آپ کا رب آپ کو اتنا دے گا کہ آپ راضی اور خوش ہو جائیں گے۔

تو حضور صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم کیسے فرما سکتے ہیں کہ میں نہیں جانتا کہ میرا کیا حال ہونا ہے۔

---

[1] (اصول السرخسی ج ۲ ص ۹۴)

[2] (تفسیر المظهری ج ۱ ص ۱۴ مطبوعه کوئٹه)

[3] (تفسیر روح المعانی ج ۱ ص ۱۳۶)

دوم اس کا ثبوت یہ ہے کہ بعض جگہ اس حدیث کے الفاظ میں **مایفعل بہ** ہے۔

دیکھئے اسی بخاری شریف میں ہے:

واللہ ماادری وانارسول اللہ مایفعل بہ۔[1]

اسی طرح کتاب المناقب میں ہے:

واللہ ماادری وانارسول اللہ مایفعل بہ۔[2]

نیز بخاری شریف ص۱٦٦ کے حدیث کے حاشیہ پر ہے:

قال الداؤدی مایفعل بی وھم الصواب بہ ای بعثمان۔[3]

علامہ ابو الفرج عبد الرحمن بن علی بن محمد جوزی متوفی ۵۹۷ھ لکھتے ہیں:

قال ابن عباس مابغت امراۃ نبی قط۔

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کسی نبی کی بیوی نے کبھی بدکاری نہیں کی۔[4]

امام ابو جعفر محمد بن جریر طبری متوفی ۳۱۱ھ لکھتے ہیں:

عن الضحاک مابغت امراۃ نبی قط۔

ترجمہ: ضحاک بیان کرتے ہیں کہ کسی نبی کی بیوی نے کبھی بدکاری نہیں کی۔[5]

امام ابو الحسن علی بن احمد الواحدی نیشاپوری متوفی ۴٦۸ھ لکھتے یں:

قال ابن عباس مابغت امراۃ نبی قط۔

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کسی نبی کی بیوی نے کبھی بدکاری نہیں کی۔[6]

امام جلال الدین سیوطی متوفی ۹۱۱ھ لکھتے ہیں:

واخرج ابن عساکر عن اشرس الخراسانی رضی اللہ عنہ یرفعو الی النبی اانہ قال مابغت امراۃ نبی قط۔

---

[1] (صحیح البخاری کتاب الشھادات ج ۱ ص ۳٦۹ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی)

[2] (صحیح البخاری کتاب المناقب ج ۱ ص ۵۵۹ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی)

[3] (صحیح البخاری کتاب الجنائز حاشیہ نمبر ۱۱ ج ۱ ص ۱٦٦ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی)

[4] (زادالمسیر ج ۸ ص ۳۱۵ مطبوعہ مکتب الاسلامی بیروت)، (الکشاف ج ۴ ص ۵۷٦ مطبوعہ داراحیاء التراث العربی بیروت)، (الدر المنثور ج ۸ ص ۲۲۸ مطبوعہ دارالفکر بیروت)، (الجامع لاحکام القرآن ج ۱۸ ص ۲۰۲ مطبوعہ داراحیاء التراث العربی بیروت)، (تفسیر الثعالبی ج ۴ ص ۳۱۷ مطبوعہ موسسۃ الاعلمی للمطبوعات بیروت)، (معالم التنزیل ج ۴ ص ۳٦۸ مطبوعہ دارالمعرفہ بیروت)

[5] (جامع البیان فی تفسیر القرآن المعروف تفسیر طبری ج ۲۸ ص ۱۷۰ مطبوعہ دارالفکر بیروت)

[6] (الوجیز فی تفسیر الکتاب العزیز المعروف تفسیر الواحدی ج ۴ ص ۳۲۲ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت)

ترجمہ: اشرس خراسانی بیان کرتے ہیں کہ حضور صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم نے فرمایا کسی نبی کی بیوی نے کبھی زنا نہیں کیا۔[1]

مشکوۃ شریف میں ہے:

وعن ام سلمة قالت یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیه و آلهٖ و اصحابهٖ وسلم لایزال یصیبک فی کل عام وجع من الشاة المسمومة التی اکلت قال ما اصابنی شئی منها الا و هو مکتوب علی و ادم فی طینته رواه ابن ماجه۔

ترجمہ: ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی یارسول اللہ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم آپ نے جس زہر آلود بکری کا گوشت تناول فرمایا تھا اس کی وجہ سے آپ پر ہر سال تکلیف ظاہر ہوتی رہتی ہے آپ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم نے فرمایا یعنی ابو البشر آدم علیہ السلام کی خلقت سے بھی پہلے لکھ دیا گیا تھا کہ یہ تکلیف مجھے پہنچے گی پس اس کے باعث مجھے جو بھی دکھ پہنچا وہ اسی لکھت کے مطابق ہے۔[2]

امام محمد بن سعد متوفی ۲۳۰ھ لکھتے ہیں، حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

لان احلف تسعاً ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیه و آلهٖ و اصحابهٖ وسلم قتل قتلا احب الی من ان احلف واحدة و ذلک بان اتخذه نبیا و جعله شهیداً۔

ترجمہ: مجھے ایک بار حلفیہ کہنے سے نو بار حلفیہ یہ بیان کرنا زیادہ محبوب ہے کہ رسول اللہ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم شہید بھی ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو نبی بھی بنایا اور مرتبہ شہادت پر فائز بھی فرمایا ہے۔[3]

ابن کثیر لکھتے ہیں:

کان المسلمون لیرون ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیه و آلهٖ و اصحابهٖ وسلم مات شهیداً مع ما اکرمه اللہ به من النبوه۔

ترجمہ: یعنی مسلمانوں کا عقیدہ یہ ہے کہ رسول اللہ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم نبی ہونے کے ساتھ ساتھ شہید بھی ہیں۔[4]

علماء دیوبند کے نزدیک عقیدہ کے لیے قطعی دلیل کی ضرورت ہے تو کیا یہ بحر الرائق کی عبارت قطعی دلیل ہے۔ اور بحر الرائق اور عالمگیری کی اس عبارت کا تعلق عقیدہ سے ہے۔ لہٰذا باب اعتقاد میں ان سے استدلال کرنا غلط ہے۔ مسائل فقہ میں

---

[1] (الدر المنثور ج ۸ ص ۲۲۸ مطبوعہ دار الفکر بیروت)، (تاریخ دمشق الکبیر ج ۳ ص ۵۳ رقم الحدیث ۱۱۷۲۲ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)

[2] (مشکوۃ المصابیح باب الایمان بالقدر الفصل لثالث ص ۲۵ مطبوعہ نور محمد کتب خانہ کراچی)

[3] (الطبقات ابن سعد ج ۱ جز ۲ صفحہ ۳۵۰ مطبوعہ بیروت)

[4] (البدایہ والنہایہ ج ۳ ص ۳۸۹ مطبوعہ بیروت)

تقلید ائمہ کی لازم ہوتی ہے نہ کہ متاخرین فقہاء کی لہذا اگر دیوبندیوں میں ہمت ہے تو امام صاحب یا صاحبین رحمہم اللہ سے تکفیر ثابت کریں۔

بحر الرائق اور عالمگیری کی عبارتوں کا صحیح محل

بحر الرائق اور عالمگیری میں جو کفر کے فتویے دیے گئے ہیں وہ اس صورت پر محمول ہوں گے کہ جب کوئی ذاتی علم غیب اعتقاد کرے۔

دیکھیے: جامع الفصولین میں ہے:

یجاب بانہ یمکن التوفیق بان المنفی ھو العلم بالاستقلال لا العلم بالاعلام او المنفی ھو المجزوم بہ لا المظنون ویؤیدہ قولہ تعالی اتجعل فیھا من یفسد فیھا الآیۃ لانہ غیب اخبر بہ الملٰئکۃ ظنا منھم او باعلام الحق فینبغی ان یکفر لو ادعاہ مستقلاً لا لو اخبر بہ باعلام فی نومہ او یقظتہ بنوع من الکشف اذ لا منافاۃ بینہ وبین الآیۃ لما مر من التوفیق۔

ترجمہ: (یعنی فقہاء نے دعوی علم غیب پر حکم کفر کیا اور حدیثوں اور ائمہ ثقات کی کتابوں میں بہت غیب کی خبریں موجود ہیں جن کا انکار نہیں ہو سکتا) اس کا جواب یہ ہے کہ ان میں تطبیق ہوں ہو سکتی ہے کہ فقہاء نے اس کی نفی کی ہے کہ کسی کے لئے بذات خود علم غیب مانا جائے خدا کے بتائے سے علم غیب کی نفی نہ کی یا نفی قطعی کی ہے نہ ظنی کی اور اس کی تائید یہ آیت کریمہ کرتی ہے فرشتوں نے عرض کی کیا توزمین میں ایسوں کو خلیفہ کرے گا جو اس میں فساد وخونریزی کریں گے ملائکہ غیب کی خبر بولے مگر ظناً یا خدا کے بتائے سے تو تکفیر اس پر چاہیئے کہ کوئی بے خدا کے بتائے علم غیب ملنے کا دعوی کرے نہ یوں کہ براہ کشف جاگتے یا سوتے میں خدا کے بتائے سے ایسا علم غیب آیت کے کچھ منافی نہیں۔[1]

ردالمحتار میں ہے:

قال فی التتار خانیۃ وفی الحجۃ ذکر فی الملتقط انہ لا یکفر لان الا شیاء تعرض علی روح النبی ا وان الرسل یعرفون بعض الغیب قال اللہ تعالی عالم الغیب فلا یظھر علی غیبہ احدا الا من ارتضیٰ من رسول اھ قلت بل ذکروا فی کتب العقائد ان من جملۃ کرامات الاولیاء الاطلاع علی بعض المغیبات وردّوا علی المعتزلۃ المستدلین بھذہ الآیۃ علی نفیھا۔

ترجمہ: تاتارخانیہ میں ہے کہ فتاوٰی حجہ میں ہے ملتقط میں فرمایا کہ جس نے اللہ ورسول کو گواہ کرکے نکاح کیا کافر نہ ہوگا اس لئے کہ اشیاء نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ واصحابہ وسلّم کی روح مبارک پر عرض کی جاتی ہیں اور بے شک رسولوں کو بعض علم غیب ہے اللہ تعالٰی فرماتا ہے غیب کا جاننے والا تو اپنے غیب پر کسی کو مسلط نہیں کرتا مگر اپنے پسندیدہ رسولوں کو علامہ شامی نے

---

[1] (جامع الفصولین الفصل الثامن والثلاثون ج ۲ ص ۳۰۲ مطبوعہ اسلامی کتب خانہ کراچی)

فرمایا کہ بلکہ ائمہ اہل سنت نے کتب عقائد میں فرمایا کہ بعض غیبوں کا علم ہونا اولیاء کی کرامت سے ہے اور معتزلہ نے اس آیت کو اولیاء کرام سے اس کی نفی پر دلیل قرار دیا ہے ہمارے ائمہ نے اس کا رد کیا یعنی ثابت فرمایا کہ آیہ کریمہ اولیاء سے بھی مطلقاً علم غیب کی نفی نہیں فرماتی۔[1]

اگر بحر الرائق کی عبارت کی تاویل نہ کی جائے تو یہ سب علماء (جن کی عبارتیں ہم پہلے نقل کر چکے ہیں) تکفیر کی زد میں آتے ہیں۔ اور بحر الرائق کی اس عبارت میں مطلق علم غیب کا اعتقاد رکھنے پر کفر کا فتویٰ ہے جزی علم غیب کوئی مانے یا کلی ہر صورت میں اس کی تکفیر کی گئی ہے اور مجلس نکاح میں تو جزی واقعہ ہے تو جو اس میں گواہ مان رہا ہے وہ بعض علم غیب ہی ثابت کر رہا ہے۔

علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ در مختار کے کفر والے قول کو رد کرتے ہوئے فرمایا:

ان الرسل یعرفون بعض الغیب۔

تو اس سے صاف ظاہر ہوا کہ فقہاء کرام رحمہم اللہ کا فتویٰ کفر مطلق تھا بعض علم غیب کا مدعی بھی اس کی زد میں تھا اور کلی کا بھی۔ کیونکہ اگر فقہاء کرام رحمہم اللہ کلی علم غیب جاننے کے معتقد کی تکفیر کرتے اور بعض علم غیب کے مدعی کو مسلمان جانتے تو علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ **ان الرسل یعرفون بعض الغیب۔** کہہ کر ان کی تکفیر کو در نہ کرتے اب فقہاء کرام کے فتویٰ کی زد میں تمام دیوبندی بھی آجائیں گے۔ خصوصاً گکھڑوی صاحب بھی اس فتویٰ کی زد میں آئیں گے۔

گکھڑوی صاحب لکھتے ہیں کہ حضور علیہ السلام کو بعض علوم کا عطا ہونا ایک مسلمہ حقیقت ہے اور کوئی مسلمان اس کا منکر نہیں۔[2]

بحر الرائق و در مختار میں عبارت مطلق ہے لہذا ان عبارت کی رو سے گکھڑوی صاحب کی بھی تکفیر ہو جائے گی۔ گکھڑوی صاحب اگر بعض علم غیب تسلیم کریں تو بحر الرائق کی عبارت کی رو سے کافر بنتے ہیں اور اگر بعض کا انکار کریں تو اپنی تنقید متین والی عبارت کی روشنی میں کافر بنتے ہیں۔

واللہ تعالیٰ اعلم و رسولہ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَ آلہ و اصحابہ وَ سلَّم اعلم بالصواب

---

[1] (ردالمحتار کتاب النکاح قبیل فصل فی المحرمات ج ۲ ص ۲۷۶ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)

[2] (تنقید المتین ص ۱۹۷)

غیب کی تعریف اور اس کی اقسام کے بیان میں

غیب وہ چھپی ہوئی چیز ہے۔ جس کو انسان نہ تو آنکھ ناک کان وغیرہ حواس سے محسوس کر سکے اور نہ بلا دلیل بداہتہً عقل میں آسکے لہذا تو پنجاپ والے کے لئے بمبئ غیب نہیں کیونکہ وہ یاتو آنکھ سے دیکھ آیا ہے یا سن کر کہہ رہا ہے کہ بمبئ ایک شہر ہے۔ یہ حواس سے علم ہوا۔ اسی طرح کھانوں کی لذتیں اور ان کی خوشبو وغیرہ غیب نہیں کیونکہ یہ چیزیں اگرچہ آنکھ سے چھپی ہیں مگر دوسرے حواس سے معلوم ہیں جن اور ملائکہ اور جنت و دوزخ ہمارے لئے اس وقت غیب ہیں کیونکہ نہ ان کو حواس سے معلوم کر سکتے ہیں اور نہ بلا دلیل عقل غیب دو طرح کا ہے ایک وہ جس پر کوئی دلیل قائم ہو سکے یعنی دلائل سے معلوم ہو سکے دوسرا وہ جس کی دلیل سے بھی معلوم نہ کیا جا سکے پہلے غیب کی مثال جیسے جنت و دوزخ اور خدائے پاک کی ذات وصفات کہ عالم کی چیزیں اور قرآن کی آیات دیکھ کر ان کا پتہ چلتا ہے۔

دوسرے غیب کی مثال جیسے قیامت کا علم کہ کب ہو گی۔ انسان کب مرے گا اور عورت کے پیٹ میں لڑکا ہے یا لڑکی بدبخت ہے یا نیک بخت کہ ان کو دلائل سے بھی معلوم نہیں کر سکتے۔

اسی دوسرے غیب کو مفاتح الغیب کہا جاتا ہے اور اس کو پروردگار عالم نے فرمایا:

عَالِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلَى غَيْبِهِ أَحَدًا (٢٦) إِلَّا مَنِ ارْتَضَى مِنْ رَسُولٍ فَإِنَّهُ يَسْلُكُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهِ رَصَدًا (الجن ٢٧) تفسیر بیضاوی **یومنون بالغیب** کے ماتحت ہے:

والمراد به الخفی الذی لا یدرکه الحس ولا تقتضیه بداهة العقل۔

ترجمہ: غیب سے مراد وہ چھپی ہوئی چیز ہے جس کو حواس نہ پا سکیں اور نہ بداہتہً اس کو عقل چاہے۔[1]

تفسیر کبیر سورہ بقر کے شروع میں اسی آیت کے ماتحت ہے:

قول جمهور المفسرین ان الغیب هو الذی یکون غائباً عن الحاسة ثم هذا ینقسم الی ما علیه دلیل والی ما لا دلیل علیه۔

ترجمہ: عام مفسرین کا یہ قول ہے کہ غیب وہ ہے جو حواس سے چھپا ہوا ہو۔ پھر غیب کی دو قسمیں ہوتی ہیں ایک تو وہ جس پر دلیل ہے دوسرے وہ جس پر کوئی دلیل نہیں۔[2]

---

[1] (انوار التنزیل ج ا ص ٢٨ مطبوعه مصطفیٰ البابی مصر)

[2] (تفسیر الکبیر ج ٢ ص ٢٧ مطبوعه دار الفکر بیروت)

غیب کی تعریف اور اس کی اقسام کے بیان میں

تفسیر روح البیان میں شروع سورہ بقرہ **یومنون بالغیب** کے ماتحت ہے:

وھو ماغاب عن الحس و العقل غیبۃ کاملۃ بحیث لایدرک بواحد منھا ابتداء بطریق البداھۃ وھو قسمان قسم لادلیل علیہ وھو الذی ارید بقولہ عندہ مفاتح الغیب و قسم نصب علیہ دلیل کالصانع و صفاتہ وھو المراد۔

ترجمہ: غیب وہ ہے جو حواس اور عقل سے پورا پورا چھپا ہوا ہو اس طرح کہ کسی ذریعہ سے بھی ابتداء کھلم کھلا معلوم نہ ہوسکے۔ غیب کی دو قسمیں ہیں ایک وہ قسم جس پر کوئی دلیل نہ ہو وہ ہی اس آیت سے مراد ہے کہ اللہ تعالیٰ کے پاس غیب کی کنجیاں ہیں۔ دوسری قسم وہ جس پر دلیل قائم ہو جیسے اللہ تعالیٰ اور اس کی صفات۔ وہ ہی اس جگہ مراد ہے۔[1]

فائدہ: رنگ آنکھ سے دیکھا جاتا ہے۔ بوناک سے سونگھی جاتی ہے اور لذت زبان سے اور آواز کان سے محسوس ہوتی ہے۔ رنگت زبان و کان کے لئے غیب ہے اور بُو آنکھ کے لئے غیب ہے اگر کوئی اللہ کا بندہ بُو اور لذت کو ان کی شکلوں میں آنکھ سے دیکھ لے وہ بھی علم غیب اضافی ہے جیسے اعمال قیامت میں مختلف شکلوں میں نظر آئیں گے۔ اگر کوئی ان شکلوں کو یہاں دیکھ لے تو یہ بھی علم غیب ہے۔

حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

وما منھا شھور أو دھور تمر و تنقضی الا اتالی

کوئی مہینہ اور کوئی زمانہ عالم میں نہیں گزرتا مگر وہ ہمارے پاس ہو کر اجازت لے کر گزرتا ہے۔

اسی طرح جو چیز فی الحال موجود نہ ہونے یا بہت دور ہونے یا اندھیرے میں ہونے کی وجہ سے نظر نہ آسکے وہ بھی غیب ہے اور اس کا جاننا علم غیب ہے۔ جیسے حضور علیہ السلام نے آئندہ پیدا ہونے والی چیزوں کو ملاحظہ فرمالیا یا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نہاوند میں حضرت ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مدینہ پاک سے دیکھ لیا اور ان تک اپنی آواز پہنچادی۔ اسی طرح کوئی پنجاب میں بیٹھ کر مکہ معظمہ یا دیگر دور دراز ملکوں کو مثل کف دست کے دیکھے یہ سب غیب ہی میں داخل ہیں۔

بذریعہ آلات کے جو چھپی ہوئی چیز معلوم کی جاوے وہ علم غیب نہیں۔ مثلاً کسی آلہ کے ذریعے سے عورت کے پیٹ کا بچہ معلوم کرتے ہیں یا کہ ٹیلیفون اور ریڈیو سے دور کی آواز سن لیتے ہیں۔ اس کو علم غیب نہ کہیں گے کیونکہ غیب کی تعریف میں عرض کر دیا گیا کہ جو حواس سے معلوم نہ ہوسکے۔ اور ٹیلیفون یا ریڈیو میں سے جو آواز نکلی۔ وہ آواز حواس سے معلوم ہونے کے قابل ہے آلہ سے جو پیٹ کے بچہ کا حال معلوم ہوا۔ یہ بھی غیب کا علم نہ ہوا جبکہ آلہ نے اس کو ظاہر کر دیا تو اب غیب کہاں رہا۔

---

[1] (تفسیر روح البیان ج ۱ ص ۳۲ مطبوعہ مکتبہ اسلامیہ کوئٹہ)

خلاصہ یہ کہ اگر کوئی آلہ چھپی ہوئی چیز کو ظاہر کر دے۔ پھر ظاہر ہو چکنے کے بعد ہم اس کو معلوم کر لیں تو علم غیب نہیں۔

ضروری فوائد کے بیان میں

علم غیب کے مسئلہ میں گفتگو کرنے سے پہلے چند باتیں خوب خیال میں رکھی جاویں تو بہت فائدہ ہوگا اور بہت سے اعتراضات خود بخود ہی دفع ہوجائیں گے۔

(۱) نفس علم کسی چیز کا بھی ہو برا نہیں۔ ہاں بری باتوں کا کرنا کرنے کے لئے سیکھنا برا ہے ہاں یہ ہوسکتا ہے کہ بعض علم دوسرے علموں سے زیادہ افضل ہوں۔ جیسے علمِ عقائد۔ علمِ شریعت۔ علمِ تصوف دوسرے علموں سے افضل ہیں مگر کوئی علم فی نفسہ برا نہیں جیسے بعض آیاتِ قرآنیہ بعض سے زیادہ ثواب رکھتی ہیں۔ قل ھو اللہ میں تہائی قرآن کا ثواب ہے مگر تبت یدا میں یہ ثواب نہیں۔ (دیکھو روح البیان ج ا ص ۱۳۶ مطبوعہ داراحیاء التراث العربی بیروت زیر آیت وَلَوۡ كَانَ مِنۡ عِنۡدِ غَيۡرِ اللّٰهِ لَوَجَدُوۡا فِيۡهِ اخۡتِلَافًا كَثِيۡرًا۔ (پارہ ۵ سورہ ۴ (النساء) آیت نمبر ۸۲) لیکن کوئی آیت بُری نہیں۔ اس لئے کہ اگر کوئی علم بُرا ہوتا تو خدا کو بھی وہ حاصل نہ ہوتا کہ خُدا ہر برائی سے پاک ہے نیز فرشتوں کو خُدا کی ذات وصفات کا علم تو تھا مگر حضرت آدم علیہ السلام کو عالم کی ساری اچھی بری چیزوں کا علم دیا اور وہ ہی علم ان کی افضلیت کا ثبوت ہوا۔ اس علم کی وجہ سے وہ ملائکہ کے استاد قرار پائے اگر بری چیزوں کا علم برا ہوتا تو حضرت آدم علیہ السلام کو علم دے کر استاد نہ بنایا جاتا۔ نیز دنیا میں سب سے بدتر چیز ہے کفر و شرک مگر فقہاء رحمھم اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ علم حسد و بغض اور الفاظ کفریہ و شرکیہ کا جاننا فرض ہے تاکہ اس سے بچے۔ اسی طرح جادو سیکھنا فرض ہے دفع جادو کے لئے شامی کے مقدمہ میں ہے:

وعلم الریاء وعلم الحسد والعجب وعلم الالفاظ المحرمۃ والمکفرۃ ونعمری ھذا من اھم المھمات۔ (ملخصاً)

ترجمہ: یعنی علم ریا اور حسد و حرام اور کفریہ کلموں کا سیکھنا فرض ہے اور واللہ یہ بہت ہی ضروری ہے۔[1]

اسی مقدمہ شامی بحث علم نجوم و رمل میں فرماتے ہیں:

وفی ذخیرۃ النظر تعلمہ فرض لرد ساحر اھل الحرب۔

ترجمہ: ذخیرہ ناظرہ میں لکھا ہے کہ جادو سیکھنا فرض ہے اہل حرب کے جادو کو دفع کرنے کے لئے۔[2]

احیاء العلوم جلد اول باب اول فصل سوم برے علوم کے بیان ص ۲۹ مطبوعہ داراحیاء التراث العربی بیروت میں ہے علم کی برائی خود علم ہونے کی وجہ سے نہیں بلکہ بندوں کے حق میں تین وجہوں سے ہے الخ۔

---

[1] (ردالمحتار علی درمختار مطلب فی فرض الکفایۃ وفرض العین ج ا ص ۳۲ مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

[2] (ردالمحتار علی درمختار مطلب فی فرض الکفایۃ وفرض العین ج ا ص ۳۳ مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

اس بیان سے بخوبی واضح ہوا کہ نفس علم کسی شے کا برا نہیں۔ اب منکرین کا وہ سوال اٹھ گیا کہ حضور علیہ السلام کو بری چیزوں، چوری، زنا، جادو، اشعار کا علم نہیں تھا کیونکہ ان کا جاننا عیب ہے۔ بتاؤ خدا کو بھی ان کا علم ہے یا نہیں؟ اسی لئے انہوں نے شیطان اور ملک الموت کا علم حضور علیہ السلام سے زیادہ مانا۔ یہ تو ایسا ہوا جیسے مجوسی کہتے ہیں کہ خدائے پاک بری چیزوں کا خالق نہیں ہے کیونکہ بری چیزوں کا پیدا کرنا بھی برا ہے۔ نعوذ باللہ۔ اگر علم جادو برا ہے تو اس کی تعلیم کے لئے رب کی طرف سے دو فرشتے ہاروت وماروت کیوں زمین پر اترے؟ موسیٰ علیہ السلام کے جادوگروں نے جادو کے علم کے ذریعہ سے موسیٰ علیہ السلام کی حقانیت پہچانی اور آپ پر ایمان لائے۔ دیکھو علم جادو! ایمان کا ذریعہ بن گیا۔

(۲) سارے انبیاء اور ساری مخلوق کے علوم حضور علیہ السلام کو عطا ہوئے۔ اس کو مولوی محمد قاسم نانوتوی نے تحذیر الناس میں مانا ہے۔ جس کے سارے حوالے آتے ہیں تو جس چیز کا علم کسی مخلوق کو بھی ہے وہ حضور علیہ السلام کو ضرور ہے بلکہ سب کو جو علم ملا وہ حضور علیہ السلام ہی کی تقسیم سے ملا۔ جو علم شاگرد استاد سے لے ضروری ہے کہ استاد بھی اس کا جاننے والا ہو۔ انبیاء میں حضرت آدم علیہ السلام بھی ہیں۔ اس لئے ہم حضرت آدم و حضرت خلیل اللہ علیہما السلام کے علم سے بھی بحث کریں گے۔

(۳) قرآن اور لوح محفوظ میں سارے واقعات کل ماکان وما یکون میں ہیں اور اس پر ملائکہ اور بعض اولیاء و انبیاء کی نظریں ہیں اور ہر وقت وہ حضور علیہ السلام کے پیش نظر ہے۔ اس کے حوالہ بھی آتے ہیں۔ اس لئے ہم لوح محفوظ اور قرآنی علوم کا بھی ذکر کر دیں گے۔ اسی طرح کاتب تقدیر وفرشتہ کے علوم کا بھی ذکر کر دیں گے۔

یہ تمام بحثیں علم مصطفی علیہ السلام کے ثابت کرنے کو ہیں۔

علم غیب کے متعلق عقیدہ اور علم غیب کے مراتب کے بیان میں

علم غیب کی تین صورتیں ہیں اور ان کے علیحدہ علیحدہ احکام ہیں۔

(۱) اللہ عزوجل عالم بذات ہے۔ اس کے بغیر بتائے کوئی ایک حرف بھی نہیں جان سکتا۔[1]

(۲) حضور علیہ السلام اور دیگر انبیائے کرام کو رب تعالیٰ نے اپنے بعض غیوب کا علم دیا۔

(۳) حضور علیہ السلام کا علم ساری خلقت سے زیادہ ہے۔ حضرت آدم و خلیل علیہما السلام اور ملک الموت و شیطان بھی خلقت ہیں۔ یہ تین باتیں ضروریات دین میں سے ہیں ان کا انکار کفر ہے۔

(۱) قسم دوم:۔ اولیائے کرام کو بھی بالواسطہ انبیائے کرام کچھ علوم غیاب ملتے ہیں۔

(۲) اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پانچ غیبوں میں سے بہت سے جزئیات کا علم دیا۔ جو اس قسم دوم کا منکر ہے وہ گمراہ اور بدمذہب ہے کہ صدہا احادیث کا انکار کرتا ہے۔

(۱) قسم سوم:۔ حضور علیہ السلام کو قیامت کا بھی علم ملا کہ کب ہو گی۔

(۲) تمام گزشتہ اور آئندہ واقعات جو لوح محفوظ میں ہیں ان کا بلکہ ان سے بھی زیادہ کا علم دیا گیا۔

(۳) حضور علیہ السلام کو حقیقت روح اور قرآن کے سارے متشابہات کا علم دیا گیا۔

فصل:

جب علم غیب کا منکر اپنے دعوے پر دلائل قائم کرے تو چار باتوں کا خیال رکھنا ضروری ہے۔[2]

(۱) وہ آیت قطعی الدلالت ہو جس کے معنی میں چند احتمال نہ نکل سکتے ہوں اور حدیث ہو تو متواتر ہو۔

(۲) اس آیت یا حدیث سے علم کے عطا کی نفی ہو کہ ہم نے نہیں دیا۔ یا حضور علیہ السلام فرمادیں مجھ کو یہ علم نہیں دیا گیا۔

(۳) صرف کسی بات کا ظاہر نہ فرمانا کافی نہیں ممکن ہے کہ حضور علیہ السلام کو علم تو ہو مگر کسی مصلحت سے ظاہر نہ کیا ہو اسی طرح حضور علیہ السلام کا یہ فرمانا کہ خدا ہی جانے اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا یا مجھے کیا معلوم وغیرہ کافی نہیں کہ یہ کلمات کبھی علم ذاتی کی نفی اور مخاطب کو خاموش کرنے کے لئے ہوتے ہیں۔

---

[1] (خالص الاعتقاد ص ۶۔۷ مطبوعہ دار الرضا لاہور)

[2] (ازاحۃ العیب ص ۴ مطبوعہ دار الرضا لاہور)

(۴) جس کے لئے علم کی نفی کی گئی ہو وہ واقعہ ہو اور قیامت تک کا ہو ورنہ کل صفات الہیہ اور بعد قیامت کے تمام واقعات کے علم کا ہم بھی دعوے نہیں کرتے یہ چار فصلیں خوب خیال میں رکھی جائیں۔

علم غیب کے ثبوت کے بیان میں

اس میں چھ فصلیں ہیں:

- پہلی فصل میں آیات قرآنیہ سے ثبوت
- دوسری میں احادیث سے ثبوت
- تیسری میں احادیث کے شارحین کے اقوال
- چوتھی میں علمائے امت اور فقہاء کے اقوال
- پانچویں میں خود منکرین کی کتابوں سے ثبوت
- چھٹی میں عقلی دلائل اولیاء اللہ کے علم غیب کا بیان۔

آیات قرآنیہ سے ثبوت

وَعَلَّمَ آدَمَ الْأَسْمَاءَ كُلَّهَا ثُمَّ عَرَضَهُمْ عَلَى الْمَلَائِكَةِ (البقرۃ ۳۱)

ترجمہ: اور اللہ تعالیٰ نے آدم کو تمام اشیاء کے نام سکھائے پھر سب اشیاء ملائکہ پر پیش کیں۔

تفسیر مدارک میں اسی آیت کے ماتحت ہے:

ومعنی تعلیمہ اسمآء المسمیات انہ تعالی اراہ الاجناس التی خلقھا وعلمہ ان ھذا اسمہ فرس وھذا اسمہ بعیر وھذا اسمہ کذا وعن ابن عباس علمہ اسم کل شئی حتی القصعۃ والغرفۃ۔

ترجمہ: حضرت آدم علیہ السلام کو تمام چیزونکے نام بتانے کے معنی یہ ہیں کہ رب تعالیٰ نے ان کو وہ تمام جنسیں دکھادیں جس کو پیدا کیا ہے اور ان کو بتادیا کہ اس کا نام گھوڑا اور اس کا نام اونٹ اور اس کا نام فلاں ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ان کو ہر چیز کے نام سکھا دیئے۔ یہاں تک کہ پیالی اور چلو کے بھی۔[1]

تفسیر خازن میں اسی آیت میں یہ ہی مضمون بیان فرمایا اتنا اور بھی زیادہ فرمایا:

وقیل علم ادم اسمآء الملئکۃ وقیل اسمآء ذریتہ وقیل علمہ اللغات کلھا۔

ترجمہ: کہا گیا کہ حضرت آدم علیہ السلام کو تمام فرشتوں کے نام سکھا دیئے اور کہا گیا ہے کہ ان کی اولاد کے نام اور کہا گیا کہ ان کو تمام زبانیں سکھا دیں۔[2]

---

[1] (تفسیر مدارک ج ۱ ص ۴۵ مطبوعہ مکتبۃ القرآن والسنہ پشاور)

[2] (لباب التاویل فی معانی التنزیل المعروف تفسیر خازن ج ۱ ص ۴۲ مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت)

تفسیر کبیر میں اسی آیت کے ماتحت ہے:

قولہ ای علمہ صفات الاشیآء و نعوتھا و ھو المشھور ان المراد اسمآء کل شئی من خلق من اجناس المحدثات من جمیع اللغات المختلفۃ التی یتکلم بھا ولد ادم الیوم من العربیۃ و الفارسیۃ و الرومیۃ و غیرھا۔

ترجمہ: آدم علیہ السلام کو تمام چیزوں کے اوصاف اور ان کے حالات سکھادیئے اور یہ ہی مشہور ہے کہ مراد مخلوق میں سے ہر حادث کی جنس کے سارے نام ہیں جو مختلف زبانوں میں ہونگے۔ جن کو اولاد آدم آج تک بول رہی ہے۔ عربی۔ فارسی۔ رومی وغیرہ۔[1]

تفسیر ابو السعود میں اسی آیت کے ماتحت ہے:

و قیل اسمآء ما کان و مایکون و قیل اسمآء خلقہ من المعقولات و المحسوسات و المتخیلات و الموھومات و الھمہ معرفۃ ذوات الاشیآء و اسمآءھا و خواصھا و معارفھا اصول العلم و قوانین الصنعات و تفاصیل الاتھا و کیفیۃ استعمالاتھا۔

ترجمہ: کہا گیا ہے کہ حضرت آدم کو گزشتہ اور آئندہ چیزوں کے نام بتایئے اور کہا گیا ہے کہ اپنی ساری مخلوق کے نام بتایئے عقلی، حسی، خیالی، وہمی چیزیں بتادیں ان چیزوں کی ذات، ان کے نام ان کے خاصے ان کی پہچان علم کے قواعد ہنروں کے قانون ان کے اوزاروں کی تفصیل اور ان کے استعمال کے طریقے کا علم حضرت آدم کو الہام فرمایا۔[2]

تفسیر روح البیان میں اسی آیت کے ماتحت ہے:

وعلمہ احوالھا وما یتعلق بھا من المنافع الدینۃ والدنیویۃ وعلم اسمآء الملٰئکۃ و اسماء ذریتہ واسمآء الحیوانات و الحمادات و صنعۃ کل شئی و اسمآء المدن و القری و اسمآء الطیر و الشجر و مایکون و اسمآء کل شئی خلقھا الی یوم القیمۃ و اسمآء المطعومات و المشروبات و کل نعیم فی الجنۃ و اسمآء کل شئی و فی الخبر علمہ سبع مائۃ الف لغات۔

ترجمہ: اور حضرت آدم علیہ السلام کو چیزوںکے حالات سکھائے اور جو کچھ ان میں دینی و دنیاوی نفع ہیں وہ بتائے ان کو فرشتونکے نام ان کی اولاد اور حیوانات اور جمادات کے نام بتائے اور ہر چیز کا بنانا بتانا تمام شہروں اور گاؤں کے نام پرندوں اور درختوں کے نام جو ہو چکا یا جو کچھ بھی ہوگا ان کے نام اور جو قیامت تک پیدا فرمائے گا ان کے نام اور کھانے پینے کی چیزوں کے نام جنت کی ہر نعمت غرضیکہ ہر چیز کے نام بتایئے حدیث میں ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کو سات لاکھ زبانیں سکھائی گئیں۔[3]

---

[1] (تفسیر کبیر ج ۱ ص ۳۹۷ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)

[2] (تفسیر ابی السعود ج ۱ ص ۸۴ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)

[3] (تفسیر روح البیان ج ۱ ص ۱۳۶ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)

ان تفسیروں سے اتنا معلوم ہوا ماکان اور مایکون کے سارے علوم حضرت آدم علیہ السلام کو دیئے گئے زبانیں چیزوں کے نفع وضرر بنانے کے طریقے۔ آلات کا استعمال سب دکھایئے۔ لیکن اب میرے آقاء ومولیٰ ﷺ کے علوم تو دیکھو۔ حق یہ ہے کہ یہ علم آدم میرے آقا کے علم کے دریا کا ایک قطرہ یا میدان کا ایک ذرہ ہیں۔

شیخ ابن عربی فتوحات مکیہ باب دہم میں فرماتے ہیں:

اول نائب کان لہ او خلیفتہ ادم علیہ السلام۔

ترجمہ: حضور علیہ السلام کے پہلے خلیفہ اور نائب آدم علیہ السلام ہیں۔

معلوم ہوا کہ حضرت آدم علیہ السلام حضور علیہ السلام کے خلیفہ ہیں۔ خلیفہ اس کو کہتے ہیں جو اصل کی غیر موجودگی میں اس کی جگہ کام کرے۔ حضور علیہ السلام کی پیدائش پاک سے قبل سارے انبیاء حضور علیہ السلام کے نائب تھے یہ مولوی قاسم صاحب نے بھی تحذیر الناس میں لکھا ہے۔ جیسا کہ ہم بیان کریں گے خلیفہ کے علم کا یہ حال ہے۔

نسیم الریاض شرح شفا قاضی عیاض میں ہے:

انہ علیہ السلام عرضت علیہ الخلائق من لدن ادم الی قیام الساعۃ فعرفھم کلھم کما علم ادم الاسمآء کلھا۔

ترجمہ: حضور علیہ السلام پر ساری مخلوقات از حضرت آدم علیہ السلام تا روز قیامت پیش کی گئیں پس ان سب کو پہچان لیا جیسے کہ حضرت آدم علیہ السلام کو سب نام سکھائے۔[1]

اس عبارت سے معلوم ہوا کہ حضور علیہ السلام سب کو جانتے پہچانتے ہیں۔

وَيَكُونَ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا (البقرۃ ۱۴۳)

ترجمہ: اور یہ رسول تمہارے نگہبان و گواہ ہوں۔

تفسیر عزیزی میں اسی آیت کے ماتحت ہے:

رسول علیہ السلام مطلع است بنور نبوت بر دین ہر متدین بدین خود کہ در کدام درجہ از دین من رسیدہ و حقیقت ایمان اوچیست وحجابے کہ بداں از ترقی محجوب ماندہ است کدام است پس ادمے شناسد گناہان شمارا ودرجات ایمان شمارا واعمال بدونیک شمارا واخلاق ونفاق شمارا لہذا شہادت او در دنیا بحکم شرع در حق امت مقبول وواجب العمل است۔

[1] (نسیم الریاض الباب الثالث فصل فیما ورد من ذکر مکانتہ ج ۲ ص ۲۰۸ مطبوعہ گجرات ھند)

ترجمہ: حضور علیہ السلام اپنے بنور نبوت کی وجہ سے ہر دیندار کے دین کو جانتے ہیں کہ دین کے کس درجہ تک پہنچا ہے اور اس کے ایمان کی حقیقت کیا ہے۔ اور کون سا حجاب اس کی ترقی سے مانع ہے پس حضور علیہ السلام تمہارے گناہوں کو اور تمہارے ایمانی درجات کو اور تمہارے نیک و بد اعمال اور تمہارے اخلاص اور نفاق کو پہچانتے ہیں۔ لہذا ان کی گواہی دنیا میں بحکم شرع امت کے حق میں قبول اور واجب العمل ہے۔[1]

تفسیر روح البیان میں اسی آیت کے ماتحت ہے:

ھذا مبنی علی تضمین الشھید معنی الرقیب و المطلع و الوجہ فی اعتبار تضمین الشھید الاشارۃ الی ان التعدیل و التزکیۃ انما یکون عن خبرۃ و مراقبۃ بحال الشاھد۔ و معنی شھادۃ الرسول علیھم اطلاعہ رتبہ کل متدین بدینہ فھو یعرف ذنوبھم و حقیقۃ ایمانھم و اعمالھم و حسناتھم و سیئاتھم و اخلاصھم و نفاقھم و غیر ذلک بنور الحق و امتہ یعرفون ذلک من سائر الامم بنورہ علیہ السلام۔

ترجمہ: یہ اس بنا پر ہے کہ کلمہ شہید میں محافظ اور خبر دار کے معنے بھی شامل ہیں اور اس معنی کے شامل کرنے میں اس طرف اشارہ ہے کہ کسی کو عادل کہنا اور صفائی کی گواہی دینا گواہ کے حالات پر مطلع ہونے سے ہو سکتا ہے اور حضور علیہ السلام کی مسلمانوں پر گواہی دینے کے معنے یہ ہیں کہ حضور علیہ السلام ہر دیندار کے دینی مرتبہ کو پہچانتے ہیں پس حضور علیہ السلام مسلمانوں کے گناہوں کو ان کو ایمان کی حقیقت کو ان کے اچھے برے اعمال کو ان کے اخلاص اور نفاق وغیرہ کو نور حق سے پہچانتے ہیں اور حضور علیہ السلام کی امت بھی قیامت میں ساری امتوں کے یہ حالات جانے گی مگر حضور السلام کے نور سے۔[2]

تفسیر خازن میں اسی آیت کے ماتحت ہے:

ثم یوتی بمحمد علیہ السلام فیسئالہ عن امتہ فیزکیھم و یشھد بصدقھم۔

ترجمہ: پھر قیامت میں حضور علیہ السلام کو بلایا جاوے گا پس رب تعالیٰ حضور علیہ السلام سے آپ کی امت کے حالات پوچھے گا تو آپ ان کی صفائی کی گواہی دیں گے اور ان کی سچائی کی گواہی دینگے۔[3]

تفسیر مدارک پارہ ۲ سورہ بقرہ میں اسی آیت ۱۴۳ کے ماتحت ہے:

فیؤتی بمحمد علیہ السلام فیسأل عن حال امتہ فیزکیھم و یشھد بعذالتھم . . . و یزکیھم و یعلم بعد التکم۔

ترجمہ: پھر حضور علیہ السلام کو بلایا جاوے گا اور آپ کی امت کے حال پوچھے جائیں گے پس آپ اپنی امت کی صفائی بیان کرینگے اور ان کے عادل ہونے کی گواہی دے گے لہذا حضور تمہاری عدالت کو جانتے ہیں۔[1]

---

[1] (تفسیر عزیزی پارہ دوم رکوع اول زیر آیت ویکون الرسول علیکم شھیدا ج ۱ ص ۵۱۸ مطبوعہ ھند)

[2] (تفسیر روح البیان ج ۱ ص ۱۳۶ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)

[3] (لباب التاویل فی معانی التنزیل المعروف تفسیر خازن ج ۱ ص ۸۷ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

اس آیت اور ان تفاسیر میں یہ فرمایا گیا کہ قیامت کے دن دوسرے انبیائے کرام کی امتیں بارگاہ الٰہی میں عرض کریں گی کہ ہمارے پاس تیرا کوئی پیغمبر نہ پہنچا۔ ان امتوں کے نبی عرض کریں گے کہ خدایا ہم ان میں گئے تیرے احکام پہنچائے مگر ان لوگوں نے قبول نہ کیئے۔ رب تعالیٰ کا انبیاء کو حکم ہو گا کہ چونکہ تم مدعی ہو اپنا کوئی گواہ لاؤ۔ وہ اپنی گواہی کے لئے امت مصطفی علیہ السلام کو پیش فرمائے گے مسلمان گواہی دیں گے کہ خدایا تیرے پیغمبر سچے ہیں انہوں نے تیرے احکام پہنچائے تھے۔

اب دو باتیں تحقیق کے لائق ہیں۔ اول یہ کہ یہ مسلمان گواہی کے قابل ہیں یا نہیں (فاسق و فاجر اور کافر کی گواہی قبول نہیں ہوتی۔ مسلمان پرہیز گار کی گواہی قبول ہوتی ہے) دوسرے یہ کہ ان لوگوں نے اپنے سے پہلے پیغمبروں کا دیکھا نہ تھا۔ پھر گواہی کس طرح دے رہے ہیں مسلمان عرض کریں گے کہ خدایا ہم سے تیرے محبوب محمد ﷺ نے فرمایا تھا کہ پہلے پیغمبروں نے تبلیغ کی تھی اس کو سن کر ہم گواہی دے رہے ہیں تب حضور علیہ السلام کو بلایا جاوے گا اور حضور علیہ السلام دو باتوں کی گواہی دیں گے ایک یہ کہ یہ لوگ فاسق یا کافر نہیں تا کہ ان کی گواہی قبول نہ ہو۔ بلکہ مسلمان اور پرہیز گار ہیں۔ دوسرے یہ کہ ہاں ہم نے ان سے کہا تھا کہ پہلے نبیوں نے اپنی قوم تک احکام الٰہیہ پہنچای ء تب ان پیغمبروں کے حق میں ڈگری ہو گی۔

اس واقعہ سے چند باتیں حاصل ہوئیں۔ ایک یہ کہ حضور علیہ السلام قیامت تک کے مسلمان کے ایمان اعمال روزہ، نماز و نیت سے بالکل خبر دار ہیں ورنہ پہلی یعنی صفائی کی گواہی کیسی ممکن نہیں کہ ایک مسلمان کا بھی کوئی حال آپ سے چھپا رہے۔

حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کی آنے والی نسل کا حال معلوم فرمالیا کہ خدایا ان کی اولاد بھی اگر ہوئی تو کافر ہو گی۔

وَلَا يَلِدُوا إِلَّا فَاجِرًا كَفَّارًا (نوح ۲۷)

لہٰذا تو ان کو غرق کر دے حضرت خضر علیہ السلام نے جس بچہ کو قتل فرمایا اس کا آئندہ حال معلوم کر لیا تھا کہ آئندہ اگر زندہ رہا تو سرکش ہو گا تو سید الانبیاء علیہ السلام پر کسی کا حال کیونکر چھپ سکتا ہے دوسرے یہ کہ گذشتہ پیغمبروں اور ان کی امتوں کے حالات حضور علیہ السلام نے بنور دیکھے تھے اور آپ کی گواہی دی ہوئی تھی اگر سنی ہوئی ہوتی تو ایسی گواہی تو اس سے پہلے مسلمان بھی دے چکے تھے سنی گواہی کی انتہاء دیکھی گواہی پر ہوتی ہے تیسرے یہ بھی معلوم ہوا کہ رب تعالیٰ تو جانتا ہے کہ نبی سچے ہیں مگر پھر بھی گواہیاں لے کر فیصلہ فرماتا ہے اسی طرح حضور علیہ السلام مقدمات میں تحقیق فرمادیں اور گواہیاں وغیرہ لیں تو اس سے لازم یہ نہیں آتا کہ حضور علیہ السلام کو خبر نہ ہو۔ بلکہ مقدمات کا قاعدہ یہ ہی ہوتا ہے اور زیادہ تحقیق اس کی دیکھنا ہو تو ہماری کتاب شان حبیب الرحمان من آیات القرآن میں دیکھ اس گواہی کا ذکر آئندہ آیت میں بھی ہے۔

وَجِئْنَا بِكَ عَلَى هَؤُلَاءِ شَهِيدًا (النساء ۴۱)

---

[1] (تفسیر مدارک ج ۱ ص ۸۸ مطبوعہ مکتبۃ القرآن والسنہ پشاور)

ترجمہ: اور اے محبوب تم کو ان سب پر نگہبان بنا کر ہم لادینگے۔

تفسیر نیشاپوری میں اسی آیت کے ماتحت ہے:

لان روحه عليه السلام شاهد على جميع الارواح والقلوب والنفوس بقوله عليه السلام اول ما خلق الله نوری۔

ترجمہ: اس لئے حضور علیہ السلام کی روح مبارک تمام روحوں اور دلوں اور نفسوں کے دیکھنے والی ہے کیونکہ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ نے جو پہلے پیدا فرمایا وہ میرا نور ہے۔

تفسیر روح البیان میں اسی آیت کے ماتحت ہے:

واعلم انه يعرض على النبى عليه السلام اعمال امته غدوة وعشية فيعرفهم بسيماهم اعمالهم فلذلک يشهد عليهم۔

ترجمہ: حضور علیہ السلام پر آپ کی امت کے اعمال صبح وشام پیش کئے جاتے ہیں لہذا آپ امت کو ان کی علامات سے جانتے ہیں اور ان کے اعمال کو بھی اس لئے آپ ان پر گواہی دینگے۔[1]

تفسیر مدارک میں اسی آیت کے ماتحت ہے:

ای شاهدا على من امن بالايمان وعلى من كفر بالكفر وعلى من نافق بالنفاق۔

ترجمہ: حضور علیہ السلام گواہ ہیں مومنوں پر ان کے ایمان کے کافروں پر ان کے کفر کے اور منافقوں پر ان کے نفاق کے۔[2]

اس آیت اور ان تفاسیر سے معلوم ہوا کہ حضور علیہ السلام از اول تا روز قیامت تمام لوگوں کے کفر وایمان ونفاق واعمال وغیرہ سب کو جانتے ہیں اسی لئے آپ سب کے ہی گواہ ہیں یہ ہی تو علم غیب ہے۔

مَنْ ذَا الَّذِي يَشْفَعُ عِنْدَهُ إِلَّا بِإِذْنِهِ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ (البقرة ٢٥٥)

ترجمہ: وہ کون ہے جو اس کے یہاں شفاعت کرے بغیر اس کے حکم کے جانتا ہے جو کچھ ان کے آگے ہے اور جو کچھ ان کے پیچھے ہے۔

تفسیر نیشاپوری میں اس آیت کے ماتحت ہے:

يعلم محمدا ما بين ايديهم من اوليات الامر قبل الخلائق وما خلفهم من احوال القيامة۔

---

[1] (تفسیر روح البیان ج ۲ ص ۲۵۷ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)

[2] (تفسیر مدارک ج ۱ ص ۲۵۳ مطبوعہ مکتبۃ القرآن والسنہ پشاور)

ترجمہ: حضور علیہ السلام مخلوق کے پہلے کے اول معاملات بھی جانتے ہیں اور جو مخلوق کے بعد قیامت کے احوال ہیں وہ بھی جانتے ہیں۔

روح البیان میں اسی آیت کے ماتحت ہے:

یعلم محمدا ما بین ایدیهم من الامور الاولیات قبل الخلائق وما خلفهم من احوال القیامة وفزع الخلق وغضب الرب۔

ترجمہ: حضور علیہ السلام مخلوق کے پہلے کے حالات جانتے ہیں اللہ تعالیٰ کے مخلوقات کو پیدا کرنے کے پہلے کے واقعات اور ان کے پیچھے کے حالات بھی جانتے ہیں قیامت کے احوال مخلوق کی گھبراہٹ اور رب تعالیٰ کا غضب وغیرہ۔[1]

اس آیت اور ان تفاسیر سے معلوم ہوا کہ آیت الکرسی میں **من ذالذی** سے لے کر **الا بماشآء** تک تین صفات حضور علیہ السلام کے بیان ہوئیں۔ باقی اول و آخر میں صفات الٰہیہ ہیں۔ اس میں فرمایا گیا ہے کہ خدا تعالیٰ کے پاس کوئی بغیر اجازت کسی کی شفاعت نہیں کر سکتا اور جن کو شفاعت کی اجازت ہے وہ حضور علیہ السلام ہیں اور شفیع کے لئے ضروری ہے کہ گنہگاروں کے انجام اور ان کے حالات سے واقف ہو تاکہ نااہل کی شفاعت نہ ہو جاوے اور مستحق شفاعت سے محروم نہ رہ جائیں جیسے طبیب کے لئے ضروری ہے کہ قابل علاج اور لاعلاج مریضوں کو جانے تو فرمایا گیا **یعلم ما بین ایدیهم** کہ جس کو ہم نے شفیع بنایا ہے۔ اس کو تمام کا علم بھی دیا ہے کیوں کہ شفاعت کبریٰ کے لئے علم غیب لازم ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ جو کہتے ہیں کہ حضور علیہ السلام قیامت میں منافقین کو نہ پہچانیں گے۔ یا حضور علیہ السلام کو اپنی بھی خبر نہیں کہ میرا کیا انجام ہوگا محض غلط اور بے دینی ہے جیسا کہ آئندہ آتا ہے **ولا یحیطون بشیء من علمه الا بما شآء** اور وہ نہیں پاتے اس کے علم میں مگر جتنا وہ چاہے۔

تفسیر روح البیان میں اسی آیت کے ماتحت ہے:

یحتمل ان تکون الهاء کنایة عنه علیه السلام یعنی هو شاهد علی احوالهم یعلم ما بین ایدیهم من سیرهم ومعاملاتهم وقصصهم و ماخلفهم من امور الاخرة واحوال اهل الجنة والنار وهم لایعلمون شیئاً من معلوماته الا بماشآء من معلوماته علم الاولیآء من علم الانبیآء بمنزلة قطرة من سبعة ابحر وعلم الانبیآء من علم نبینا علیه السلام بهذه المنزلة فکل رسول ونبی وولی اخذون بقدر القابلیة والاستعداد مما لدیه ولیس لاحدان یعدوه او یتقدم علیه۔

ترجمہ: احتمال یہ بھی ہے اس ضمیر سے حضور علیہ السلام مراد ہوں یعنی حضور علیہ السلام لوگوں کے حالات کو مشاہدہ فرمانے والے ہیں اور ان کے سامنے کے حالات جانتے ہیں ان کے اخلاق ان کے معاملات اور ان کے قصے وغیرہ اور ان کے

---

[1] (تفسیر روح البیان ج ۱ ص ۴۳ مطبوعہ مکتبہ اسلامیہ کوئٹہ)

پیچھے کے حالات بھی جانتے ہیں آخرت کے احوال جنتی و دوزخی لوگوں کے حالات اور وہ لوگ حضور علیہ السلام کے معلومات میں سے کچھ بھی نہیں جانتے مگر اسی قدر جتنا کہ حضور چاہیں اولیاء اللہ کا علم علم انبیاء کے سامنے ایسا ہے جیسے ایک قطرہ سات سمندروں کے سامنے اور انبیاء کا علم حضور علیہ السلام کے علم کے سامنے اسی درجہ کا ہے اور ہمارے حضور علیہ السلام کا علم رب العلمین کے سامنے اسی درجہ کا۔ پس ہر نبی اور ہر رسول اور ہر ولی اپنی اپنی استعداد اور قابلیت کے موافق حضور علیہ السلام سے ہی لیتے ہیں اور کسی کو یہ ممکن نہیں کہ حضور علیہ السلام سے آگے بڑھ جائے۔[1]

تفسیر خازن میں اسی آیت کے ماتحت ہے:

یعنی ان یطلعھم علیه وھم الانبیاء والرسل ولیکون ما یطلعھم علیه من علم غیبه دلیلاً علی نبوتھم کما قال اللہ تعالیٰ فلا یظھر علی غیبه احدا الا من ارتضی من رسول۔

ترجمہ: یعنی اللہ تعالیٰ ان کو اپنے علم پر اطلاع دیتا ہے اور وہ انبیاء ورسول ہیں تاکہ ان کا علم غیب پر مطلع ہونا ان کی نبوت کی دلیل ہو جیسے رب نے فرمایا ہے کہ پس نہیں ظاہر فرماتا اپنے غیب خاص پر کسی کو سوائے اس رسول کے جس سے رب راضی ہے۔[2]

تفسیر معالم التنزیل میں اسی آیت کے ماتحت ہے:

یعنی لا یحیطون بشئی من علم الغیب الا بما شآء مما اخبر به الرسل۔

ترجمہ: یعنی یہ لوگ علم غیب کو نہیں گھیر سکتے مگر جس قدر کہ خدا چاہے جس کی خبر رسولوں نے دی۔[3]

اس آیت اور ان تفاسیر سے اتنا معلوم ہوا کہ اس آیت میں یا تو خدا کا علم مراد ہے کہ خدا کا علم کسی کو حاصل نہیں ہاں جس کو رب ہی دینا چاہے تو اس کو علم غیب حاصل ہوتا ہے اور رب نے تو انبیاء کو دیا اور انبیاء کے ذریعہ سے بعض مومنین کو دیا۔ لہذا ان کو بھی بہ عطائے الٰہی علم غیب حاصل ہوا۔ کتنا دیا اس کا ذکر آئندہ آوے گا۔

یا یہ مراد ہے کہ حضور علیہ السلام کے علم کو کوئی نہیں پاسکتا۔ مگر جس کو حضور علیہ السلام ہی دینا چاہیں تو عطا فرمادیں۔ لہذا از آدم تا روز قیامت جس کو جس قدر علم ملا۔ وہ حضور علیہ السلام کے علم دریا کے دریا کا قطرہ ہے اس میں حضرت آدم اور فرشتوں وغیرہ کا علم بھی شامل ہے اور حضرت آدم علیہ السلام کے علم کی وسعت ہم علم ادم کی آیت کے تحت بیان کرچکے ہیں۔

وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِي مِنْ رُسُلِهٖ مَنْ يَشَاءُ (آل عمران ۱۷۹)

[1] (تفسیر روح البیان ج ۲ ص ۲۵۷ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)

[2] (لباب التاویل فی معانی التنزیل المعروف تفسیر خازن ج ۱ ص ۱۹۰ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

[3] (تفسیر معالم التنزیل ج ۱ ص ۲۳۹ مطبوعہ دار المعرفہ بیروت)

ترجمہ: اور اللہ کی شان یہ نہیں ہے کہ اے عام لوگو تم کو غیب کا علم دے ہاں اللہ چن لیتا ہے اپنے رسولوں میں سے جس کو چاہے۔

تفسیر بیضاوی میں اس آیت کے ماتحت ہے:

و ما کان اللہ لیؤتی احد کم علم الغیب فیطلع علی ما فی القلوب من کفر و ایمان و لکن اللہ یجتبی لرسالتہ من یشاء فیوحی اللہ و یخبرہ ببعض المغیبات او ینصب لہ مایدل علیہ۔

ترجمہ: خدا تعالیٰ تم میں سے کسی کو علم غیب نہیں دینے کا کو مطلع کرے اس کفر و ایمان پر جو کہ دلوں میں ہوتا ہے لیکن اللہ اپنی پیغمبری کے لئے جس کو چاہتا ہے چن لیتا ہے پس اس کی طرف وحی فرماتا ہے اور بعض غیوب کی ان کو خبر دیتا ہے یا ان کے لئے ایسے دلائل قائم فرماتا ہے جو غیب پر راہبری کریں۔[1]

تفسیر خازن میں ہے:

لکن اللہ یصطفی و یختار من رسلہ من یشاء فیطلعہ علی بعض علم الغیب۔

ترجمہ: لیکن اللہ چن لیتا ہے اپنے رسولوں میں سے جس کو چاہتا ہے پس ان کو خبردار کرتا ہے بعض علم غیب پر۔[2]

تفسیر کبیر میں اسی آیت کے ماتحت ہے:

فاما معرفۃ ذلک علی سبیل الاعلام من الغیب فھو من خواص الانبیآء۔

ترجمہ: لیکن ان باتوں کا بطریق غیب پر مطلع ہونے کے جان لینا یہ انبیاء کرام کی خصوصیت ہے۔[3]

تفسیر جلالین میں ہے:

المعنی لکن اللہ یجتبی ان یصطفی من رسلہ من یشآء فیطلعہ علی الغیب۔

ترجمہ: معنی یہ ہیں کہ اللہ اپنے رسولوں میں سے جس کو چاہتا ہے چن لیتا ہے پس ان کو غیب پر مطلع کرتا ہے۔

و ما کان اللہ لیطلعکم علی الغیب فتعرفوا المنافق قبل التمیز و لکن اللہ یجتبی یختار من یشآء فیطلع علی غیبہ کما اطلع النبی علیہ السلام علی حال المنافقین۔

ترجمہ: خدا تعالیٰ تم کو غیب پر مطلع نہیں کرنیکا تاکہ فرق کرنے سے پہلے منافقوں کو جان لو۔ لیکن اللہ جس کو چاہتا ہے چھانٹ لیتا ہے تو اس کو اپنے غیب پر مطلع فرماتا ہے جیسا کہ نبی علیہ السلام کو منافقین کے حال پر مطلع فرمایا۔[4]

---

[1] (انوار التنزیل ج ۱ ص ۳۰۸ مطبوعہ مصطفیٰ البابی مصر)

[2] (لباب التاویل فی معانی التنزیل المعروف تفسیر خازن ج ۱ ص ۳۰۸ مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت)

[3] (التفسیر الکبیر ج ۹ ص ۱۱۱ مطبوعہ دار الفکر بیروت)

[4] (تفسیر جلالین ص ۹۲ مطبوعہ دار الحدیث القاھرۃ)

روح البیان میں ہے:

فان غیب الخلائق و الاحوال لاینکشف بلاواسطۃ الرسول۔

ترجمہ: کیونکہ حقیقتوں اور حالات کے غیب نہیں ظاہر ہوتے بغیر رسول علیہ السلام کے واسطے سے۔[1]

اس آیت کریمہ اور ان تفاسیر سے معلوم ہوا کہ خدا کا خاص علم غیب پیغمبر پر ظاہر ہوتا ہے بعض مفسرین نے جو فرمایا کہ بعض غیب اس سے مراد ہے علم الٰہی کے مقابلہ میں بعض اور کل ماکان ومایکون بھی خدا کے علم پر بعض ہے۔

وَعَلَّمَکَ مَالَمْ تَکُنْ تَعْلَمُ وَکَانَ فَضْلُ اللّٰہِ عَلَیْکَ عَظِیْمًا (النساء ۱۱۳)

ترجمہ: اور تم کو سکھا دیا جو کچھ تم نہ جانتے تھے اور اللہ کا تم پر بڑا فضل ہے۔

ای من الاحکام و الغیب۔

ترجمہ: یعنی احکام اور علم غیب۔[2]

تفسیر خازن میں ہے:

انزل اللہ علیک الکتاب و الحکمۃ و اطلعک علی اسرارھما و اقفک علی حقائقھما۔

ترجمہ: اللہ نے آپ پر قرآن اتارا اور حکمت اتاری اور آپ کو ان کے بھیدوں پر مطلع فرمایا اور ان کی حقیقتوں پر واقف کیا۔[3]

مدارک میں ہے:

یعنی من احکام الشرع و امور الدین و قیل علمک من علم الغیب مالم تکن تعلم و قیل معناہ علمک من خفیات الامور و اطلعک علی ضمائر القلوب و علمک من احوال المنافقین و کیدھم۔

ترجمہ: یعنی شریعت کے احکام اور دین کی باتیں سکھائیں اور کہا گیا ہے کہ آپ کو علم غیب میں وہ وہ باتیں سکھائیں جو آپ نہ جانتے تھے اور کہا گیا ہے کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ آپ کو چھپی چیزیں سکھائیں اور دلونکے راز پر مطلع فرمایا اور منافقین کے مکر و فریب آپ کو بتا دیئے۔

من امور الدین و الشرائع او من خفیات الامور و ضمائر القلوب۔

ترجمہ: دین اور شریعت کے امور سکھائے اور چھپی ہوئی باتیں دلوں کے راز بتائے۔[4]

---

[1] (تفسیر روح البیان ج ۲ ص ۲۶۱ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)

[2] (تفسیر جلالین ص ۹۷)

[3] (لباب التاویل فی معانی التنزیل المعروف تفسیر خازن ج ۱ ص ۴۰۳ مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت)

[4] (تفسیر مدارک ج ۱ ص ۲۸۲ مطبوعہ مکتبۃ القرآن و السنہ پشاور)

تفسیر حسینی بحر الحقائق سے اسی آیت کے ماتحت نقل فرماتے ہیں:

آں علم ماکان ومایکون ہست کہ حق سبحانہ در شب اسرابداں حضرت عطا فرمود۔ چنانچہ در حدیث معراج ہست کہ من در زیر عرش بودم قطرہ در حلق من ریختندہ فعلمت ما کان و ما یکون۔

ترجمہ: یہ ماکان ومایکون کا علم ہے کہ حق تعالیٰ نے شب معراج میں حضور علیہ السلام کو عطا فرمایا۔ چنانچہ معراج شریف کی حدیث میں ہے کہ ہم عرش کے نیچے تھے ایک قطرہ ہمارے حلق میں ڈالا پس ہم نے سارے گزشتہ اور آئندہ کے واقعات معلوم کر لئے۔[1]

جامع البیان میں ہے:

قبل نزول ذالک من خفیات الامور۔

ترجمہ: یعنی آپ کو وہ سب باتیں بتادیں جو قرآن کے نزول سے پہلے آپ نہ جانتے تھے۔[2]

اس آیت اور ان تفاسیر سے معلوم ہوا کہ حضور علیہ السلام کو تمام آئندہ اور گزشتہ واقعات کی خبر دے دی گئی۔ کلمہ ما عربی زبان میں عموم کے لئے ہوتا ہے تو آیت سے یہ معلوم ہوا کہ شریعت کے احکام دنیا کے سارے واقعات لوگوں کے ایمانی حالات وغیرہ جو کچھ بھی آپ کے علم میں نہ تھا سب ہی بتادیا اس میں یہ قید لگانا کہ اس سے مراد صرف احکام ہیں اپنی طرف سے قید ہے جو قرآن وحدیث اور امت کے عقیدے کے خلاف ہے۔ جیسا کہ آئندہ بیان ہوگا۔

مَا فَرَّطْنَا فِي الْكِتَابِ مِنْ شَيْءٍ (الأنعام ٣٨)

ترجمہ: ہم نے اس کتاب میں کچھ اٹھا نہ رکھا۔

ان القرآن مشتمل علی جمیع الاحوال۔

ترجمہ: قرآن کریم تمام حالات پر شامل ہے۔[3]

تفسیر انوار التنزیل میں اسی آیت کے ماتحت ہے:

یعنی اللوح المحفوظ فانہ مشتمل علی مابحری فی العالم من جلیل و دقیق لم یھمل فیہ امر حیوان ولا جماد۔

---

[1] (تفسیر قادری اردو ترجمہ تفسیر حسینی ج ١ ص ١٩٢ مطبوعہ)

[2] (تفسیر طبری ج ۵ ص ٢٧٠ مطبوعہ دار الفکر بیروت)

[3] (لباب التاویل فی معانی التنزیل المعروف تفسیر خازن ج ٢ ص ١١١ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

ترجمہ: کتاب سے مراد لوح محفوظ ہے کیونکہ یہ لوح محفوظ ان باتوں پر مشتمل ہے جو عالم میں ہوتا ہے ہر ظاہر اور باریک اس میں کسی حیوان اور جماد کا معاملہ چھوڑا نہ گیا۔

تفسیر عرائس البیان میں اسی آیت کے ماتحت ہے:

ای مافرطنافی الکتاب ذکر احد من الخلق لکن لا یبصر ذکرہ فی الکتاب الا المویدون بانوار المعرفۃ۔

ترجمہ: یعنی اس کتاب میں مخلوقات میں سے کسی کا ذکر نہ چھوڑا ہے لیکن اس ذکر کو کوئی نہیں دیکھ سکتا۔ مگر وہ جن کی معرفت کے انوار سے تائید کی گئی ہو۔

امام شعرانی طبقات کبریٰ میں فرماتے ہیں:

لو فتح اللہ عن قلوبکم اقفال السدد لا طلعتم علی ما فی القرآن من العلوم و استعنیتم عن النظر فی سواہ فان فیہ جمیع مارقم فی صفحات الوجود قال اللہ تعالیٰ مافرطنافی الکتاب من شئی۔

ترجمہ: اگر خدا تعالیٰ تمہارے دلوں کے بند قفل کھول دے تو تم ان علموں پر مطلع ہو جاؤ جو قرآن میں ہیں اور تم قرآن کے سوا دوسرے چیزوں سے بے پرواہ ہو جاؤ۔ کیونکہ قرآن میں تمام وہ چیزیں ہیں جو وجود کے صفحوں میں لکھی ہیں۔[1]

رب تعالیٰ فرماتا ہے:

مَافَرَّطْنَافِي الْكِتَابِ مِنْ شَيْءٍ (الأنعام ٣٨)

اس آیت اور ان تفسیروں سے معلوم ہوا کہ کتاب میں دنیا و آخرت کے سارے حالات موجود ہیں اب کتاب سے مراد یا تو قرآن ہے یا لوح محفوظ۔ اور قرآن بھی حضور علیہ السلام کے علم میں ہے اور لوح محفوظ بھی جیسا کہ آئندہ آوے گا۔ تو نتیجہ یہ نکلا کہ تمام دنیا و آخرت کے حالات حضور علیہ السلام کے علم میں ہوئے۔ کیونکہ سارے علوم قرآن اور لوح محفوظ ہیں۔ اور قرآن ولوح محفوظ حضور کے علم میں۔

وَلَا رَطْبٍ وَلَا يَابِسٍ إِلَّا فِي كِتَابٍ مُبِينٍ (الأنعام ٥٩)

ترجمہ: اور نہیں ہے کوئی تر اور خشک جو روشن کتاب میں نہ لکھا ہو۔

روح البیان میں ہے:

ھو اللوح المحفوظ فقد ضبط اللہ فیہ جمیع المقدورات الکونیۃ لفوائد ترجع الی العباد یعرفھا العلمآء باللہ۔

ترجمہ: وہ لوح محفوظ ہے کہ اللہ نے اس میں ساری ہوسکنے والی چیزیں جمع فرمادیں ان فائدونکی وجھوں سے جو بندوں کی طرف لوٹتے ہیں۔ ان کو علمائے ربانی جانتے ہیں۔[1]

---

[1] (ماخوذ از وخال السنان ص ۵۵)

(تفسیر کبیر یہ ہی آیت) وفائدۃ ھذا الکتاب امور احدھا انہ تعالیٰ کتب ھذہ الاحوال فی اللوح المحفوظ لتقف الملٰئکۃ علی نفاذ علم اللہ فی المعلومات فیکون ذلک عبرۃ تامۃ کاملۃ للملٰئکۃ الموکلین باللوح المحفوظ لانھم یقابلون بہ مایحدث فی صحیفۃ ھذا العالم فیجدونہ موافقالہ۔

ترجمہ: اس لکھنے میں چند فائدے ہیں ایک یہ کہ اللہ تعالیٰ نے ان حالات کو لوح محفوظ میں اس لئے لکھا تھا۔ تاکہ ملائکہ خبر دار ہو جائیں ان معلومات میں علم الٰہی جاری ہونے پر پس یہ بات ان فرشتوں کے لئے پوری پوری عبرت بن جائے جو لوح محفوظ پر مقرر ہیں کیونکہ وہ فرشتے ان واقعات کا اس تحریر سے مقابلہ کرتے ہیں جو عالم میں نئے نئے ہوتے رہتے ہیں تو اس کو لوح محفوظ کے موافق پاتے ہیں۔ [2]

(تفسیر خازن یہ ہی آیت) والثانی ان المراد بالکتاب المبین ھو اللوح المحفوظ لان اللہ کتب فیہ علم مایکون وما قد کان قبل ان یخلق السموت والارض وفائدۃ احصاء الاشیآء کلھا فی ھذا الکتاب لتقف الملٰئکۃ علی انفاذ علمہ۔

ترجمہ: دوسری توجیہ یہ ہے کہ کتاب مبین سے مراد لوح محفوظ ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس میں جو کچھ ہو گا اور جو کچھ آسمان وزمین کی پیدائش سے پہلے ہو چکا سب کا علم لکھ دیا اور ان تمام چیزونکے لکھنے سے اس کتاب میں فائدہ یہ ہے کہ فرشتے اس کے علم کے جاری کرنے پر واقف ہو جائیں۔ [3]

(تفسیر مدارک یہ ہی آیت) ھو علم اللہ او اللوح۔

ترجمہ: وہ کتاب یا تو علم الٰہی ہے یا لوح محفوظ۔ [4]

تفسیر تنویر المقیاس میں تفسیر ابن عباس میں اسی آیت کے ماتحت ہے:

کل ذلک فی اللوح المحفوظ مبین مقدارھا وقتھا۔

ترجمہ: یہ تمام چیزیں لوح محفوظ میں ہیں کہ ان کی مقدار اور ان کا وقت بیان کر دیا گیا ہے۔ [5]

اس آیت اور ان تفاسیر سے معلوم ہوا کہ لوح محفوظ میں ہر خشک وتر ادنیٰ واعلیٰ چیز ہے اور لوح محفوظ کو فرشتے اور اللہ کے خاص بندے جانتے ہیں اور علم مصطفی علیہ السلام ان سب کو محیط ہے لہذا یہ تمام علوم علم مصطفی علیہ السلام کے دریا کے قطرے ہیں۔

---

[1] (تفسیر روح البیان ج۳ص۷۵ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)

[2] (تفسیر کبیر ج۵ ص۱۲ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)

[3] (لباب التاویل فی معانی التنزیل المعروف تفسیر خازن ج۲ ص۱۱۹ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

[4] (تفسیر مدارک ج۱ ص۳۶۳ مطبوعہ مکتبۃ القرآن والسنہ پشاور)

[5] (تفسیر تنویر المقیاس من تفسیر ابن عباس ص۱۴۲ مطبوعہ المکتبۃ حقانیہ پشاور)

نَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ تِبْيَانًا لِكُلِّ شَيْءٍ (النحل ۸۹)

ترجمہ: اور ہم نے تم پر یہ قرآن اتارا کہ ہر چیز کا روشن بیان ہے۔

(تفسیر حسینی یہ ہی آیت) نزلنا فرستادیم علیک الکتاب بر تو قرآن تبیاناً لکل شئی بیان روشن برائے ہمہ چیز از امور دین و دنیا تفصیل و اجمال۔

ترجمہ: ہم نے آپ پر یہ کتاب قرآن دین و دنیا کی ہر چیز کا روشن بیان بنا کر بھیجی تفصیلی و اجمالی۔

(تفسیر روح البیان یہ ہی آیت) یتعلق بامور الدین من ذالک احوال الامم و انبیآءھم۔

ترجمہ: اس کے بیان کے لئے جو دینی چیزوں سے تعلق رکھتی ہوں اور اس میں سے امتوں اور ان کے پیغمبروں کے حالات ہیں۔[1]

(تفسیر اتقان یہ ہی آیت) قال المجاھد یوماً ما من شئی فی العالم الا ھو فی کتاب اللہ فقیل له فاین ذکر الخانات فقال فی قوله لیس علیکم جناح ان تدخلوا بیوتاً غیر مسکونة فیھا متاع لکم۔

ترجمہ: حضرت مجاہد نے ایک دن فرمایا کہ عالم میں کوئی شے ایسی نہیں جو قرآن میں نہ ہو توان سے کہا گیا کہ سرایوں کا ذکر کہاں ہے انہوں نے فرمایا کہ اس آیت میں ہے کہ تم پر گناہ نہیں کہ تم ان گھروں میں داخل ہو جس میں کوئی رہتا نہ ہو اور تمہارا وہاں سامان ہو۔[2]

اس آیت اور ان تفاسیر سے معلوم ہوا کہ قرآن کریم میں ہر ادنیٰ و اعلیٰ چیز ہے اور قرآن رب تعالیٰ نے محبوب علیہ السلام کو سکھایا الرحمن علم القرآن یہ تمام چیزیں علم مصطفی علیہ السلام میں آئیں۔

وَتَفْصِيلَ الْكِتَابِ لَا رَيْبَ فِيهِ (یونس ۳۷)

ترجمہ: اور لوح محفوظ میں جو کچھ لکھا ہے قرآن سب کی تفصیل ہے۔ اس میں کچھ شک نہیں۔

(جلالین یہ ہی آیت) تفصیل الکتاب تبین ما کتب اللہ تعالیٰ من الاحکام و غیرھا۔

ترجمہ: یہ تفصیلی کتاب ہے اس میں وہ احکام اور ان کے سوا دوسری چیزیں بیان کی جاتی ہیں جو اللہ تعالیٰ نے لکھ دیں۔[3]

(جمل یہ ہی آیت) ای فی اللوح المحفوظ۔

ترجمہ: یعنی لوح محفوظ میں تفصیل ہے۔

---

[1] (تفسیر روح البیان ج ۵ ص ۸۵ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)

[2] (الاتقان ج ۲ ص ۱۲۰ مطبوعہ مصطفیٰ البابی مصر)

[3] (تفسیر جلالین ص ۲۷۲ مطبوعہ دار الحدیث القاھرۃ مصر)

(روح البیان یہ ہی آیت) ای وتفصیل ما حقق و اثبت من الحقائق و الشرائع و فی التاویلات النجمیة ای تفصیل الجملة التی هی المقدر المکتوب فی الکتب الذی لا یتطرق الیه المحو و الاثبات لانه ازلی ابدی۔

ترجمہ: یعنی یہ قرآن ان شرعی اور حقیقت کی چیزوں کی تفصیل ہے جو ثابت کی جاچکی ہیں اور تاویلات نجمیہ میں ہے کہ اس تمام کی تفصیل ہے جو تقدیر میں آچکی ہیں اور اس کتاب میں لکھی جاچکی ہیں جس میں ردوبدل نہیں ہوتا کیونکہ وہ کتاب ازلی وابدی ہے۔[1]

اس آیت و تفسیر سے ثابت ہوا کہ قرآن کریم میں احکام شرعیہ اور تمام علوم موجود ہیں۔ اس آیت سے پتہ لگا کہ قرآن میں سارے لوح محفوظ کی تفصیل ہے اور لوح محفوظ میں سارے علوم ہیں۔ ولا رطب ولا یابس الا فی کتاب مبین۔ اور قرآن حضور علیہ السلام کے علم میں ہے۔ الرحمن علم القرآن لہذا سارا لوح محفوظ حضور علیہ السلام کے علم میں ہے کیونکہ قرآن لوح محفوظ کی تفصیل ہے۔

مَا كَانَ حَدِيثًا يُفْتَرَى وَلَكِنْ تَصْدِيقَ الَّذِي بَيْنَ يَدَيْهِ وَتَفْصِيلَ كُلِّ شَيْءٍ (یوسف ۱۱۱)

ترجمہ: یہ کوئی بناوٹ کی بات نہیں اپنے سے اگلی کلاموں کی تصدیق ہے اور ہر چیز کا مفصل بیان۔

(تفسیر خازن یہ ہی آیت) یعنی ان هذا القرآن المنزل علیک یا محمد تفصیل کل شئی تحتاج الیه من الحلال والحرام والحدود والاحکام و القصص والمواعظ والامثال وغیر ذلک مما یحتاج الیه العباد فی امر دینهم ودنیاهم۔

ترجمہ: یعنی اس قرآن میں جو آپ پر اتارا گیا۔ اے محمد ﷺ ہر اس چیز کی تفصیل ہے جس کی آپ کو ضرورت ہو حلال اور حرام سزائیں اور احکام اور قصے اور نصیحتیں اور مثالیں ان کے علاوہ اور وہ چیزیں جن کے بندوں کو اپنے دینی و دنیاوی معاملات میں ضرورت پڑتی ہے۔[2]

تفسیر حسینی میں ہے:

وتفصیل کل شئی و بیان همه چیزها که محتاج باشد در دین و دنیا۔

مامن شئی فی العالم الا هو فی کتاب الله تعالیٰ۔

ترجمہ: یعنی اس قرآن میں ہر اس چیز کا بیان ہے جس کی دین و دنیا میں ضرورت ہو۔

---

[1](تفسیر روح البیان ج ۴ ص ۶۴ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)

[2](لباب التاویل فی معانی التنزیل المعروف تفسیر خازن ج ۲ ص ۵۶۲ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

کتاب الاعجاز لابن سراقہ میں ہے:

عالم میں کوئی چیز ایسی نہیں جو قرآن میں نہ ہو۔

الرَّحْمَنُ (۱) عَلَّمَ الْقُرْآنَ (۲) خَلَقَ الْإِنْسَانَ (۳) عَلَّمَهُ الْبَيَانَ (الرحمٰن ۴)

ترجمہ: رحمان نے اپنے محبوب کو قرآن سکھایا انسانیت کی جان محمد کو پیدا کیا ماکان وما یکون اس کو سکھایا۔ اللہ نے انسان یعنی محمد ﷺ پیدا فرمایا اور ان کو بیان یعنی ساری اگلی پچھلی باتوں کا بیان سکھا دیا۔

(تفسیر خازن یہ ہی آیت) قیل اراد بالانسان محمداً اعلمه البیان یعنی بیان ما کان و مایکون لانه علیه السلام نبیء عن خبر الاولین والاخرین وعن یوم الدین۔

ترجمہ: کہا گیا ہے کہ انسان سے مراد محمد ﷺ ہیں کہ ان کو اگلے پچھلے امور کا بیان سکھا دیا گیا کیونکہ حضور علیہ السلام کو اگلوں اور پچھلوں کی اور قیامت کے دن کی خبر دے دی گئی۔[1]

(روح البیان یہ ہی آیت) وعلم نبینا علیه السلام القرآن واسرار الالوهية کما قال وعلمک مالم تکن تعلم۔

ترجمہ: یعنی ہمارے نبی علیہ السلام کو رب تعالیٰ نے قرآن اور اپنی ربوبیت کے بھید سکھا دیئے جیسا کہ خود رب تعالیٰ نے فرمایا کہ آپ کو سکھا دیں وہ باتیں جو آپ نہ جانتے تھے۔[2]

(تفسیر مدارک یہ ہی آیت) الانسان ای الجنس او ادم او محمداً علیه السلام۔

ترجمہ: انسان سے مراد جنس انسانی ہے یا آدم علیہ السلام یا حضور علیہ السلام۔[3]

(معالم التنزیل یہ ہی آیت) وقیل الانسان ههنا محمد علیه السلام وبیانه علمک مالم تکن تعلم۔

ترجمہ: کہا گیا ہے کہ اس آیت میں انسان سے مراد حضور علیہ السلام ہیں اور بیان سے مراد ہے کہ آپ کو وہ تمام باتیں سکھائیں جو نہ جانتے تھے۔[4]

(تفسیر حسینی یہ ہی آیت) یا وجود محمد را بیاموزانید دے۔

ترجمہ: یا مراد ہے کہ پیدا فرمایا حضور علیہ السلام کی ذات کو اور سکھایا ان کو جو ہو چکا ہے یا ہو گا۔

ان آیتوں اور تفاسیر سے معلوم ہوا کہ قرآن میں سب کچھ ہے اور اس کا سارا علم حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیا گیا۔

---

[1] (لباب التاویل فی معانی التنزیل المعروف تفسیر خازن ج۴ ص ۲۰۸ مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت)

[2] (تفسیر روح البیان ج ۹ ص مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)

[3] (تفسیر مدارک ج ۲ ص ۲۶۵ مطبوعہ مکتبۃ القرآن والسنہ پشاور)

[4] (تفسیر معالم التنزیل ج۴ ص ۲۶۷ مطبوعہ دار المعرفہ بیروت)

مَا أَنْتَ بِنِعْمَةِ رَبِّکَ بِمَجْنُونٍ (القلم ٢)

ترجمہ: تم اپنے رب کے فضل سے مجنون نہیں۔

(تفسیر روح البیان یہ ہی آیت) ای لیس بمستور علما کان فی الازل وما سیکون الی الابد لان الجن هو الستر بل انت عالم بما کان وخبیر بما سیکون۔

ترجمہ: یعنی آپ سے وہ باتیں چھپی ہوئی نہیں ہیں جو ازل میں تھیں اور وہ جو ابد تک ہونگی۔ کیونکہ جن کے معنی ہیں چھپنا بلکہ آپ اس کو جانتے ہیں جو ہو چکا اور خبردار ہیں اس سے جو ہو گا۔ [1]

اس آیت و تفسیر سے علم غیب کلی ثابت ہوا۔

وَلَئِنْ سَأَلْتَهُمْ لَيَقُولُنَّ إِنَّمَا كُنَّا نَخُوضُ وَنَلْعَبُ (التوبۃ ٦٥)

ترجمہ: اور اے محبوب اگر تم ان سے پوچھوگے تو کہیں گے کہ ہم تو یوں ہی ہنسی کھیل میں تھے۔

(تفسیر در منثور وطبری یہ ہی آیت) عن مجاهد انه قال فی قوله تعالی ولئن سالتهم الخ قال رجل من المنافقین یحدثنا محمد ان ناقة فلان بواد کذا وکذا و مایدریه بالغیب۔

ترجمہ: حضرت مجاہد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے اس آیت کے نزول کے بارے میں ولئن سالتھم کہ ایک منافق نے کہا تھا کہ محمد (ﷺ) خبر دیتے ہیں کہ فلاں کی اونٹنی فلاں جنگل میں ہے ان کو غیب کی کیا خبر۔ [2]

اس آیت اور تفسیر سے معلوم ہوا کہ حضور علیہ السلام کے غیب کا انکار کرنا منافقین کا کام تھا۔ جس کو قرآن نے کفر قرار دیا۔

عَالِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلَى غَيْبِهِ أَحَدًا (٢٦) إِلَّا مَنِ ارْتَضَى مِنْ رَسُولٍ (الجن ٢٧)

ترجمہ: تو اپنے غیب پر کسی کو مسلط نہیں کرتا سوائے اپنے پسندیدہ رسولوں کے۔

(تفسیر کبیر یہ ہی آیت) ای وقت وقوع القیمة من الغیب الذی لایظهره الله لاحد فان قیل فاذا احملتم ذلک علی القیمة فکیف قال الا من ارتضی من رسول مع انه لایظهر هذا الغیب لاحد قلنا بل یظهره عند قریب القیمة۔

ترجمہ: یعنی قیامت کے آنے کا وقت ان غیبوں میں سے ہے جس کو اللہ تعالیٰ کسی پر ظاہر نہیں فرماتا پس اگر کہا جاوے کہ جب تم نے اس غیب کو قیامت پر محمول کر لیا تو اب رب تعالیٰ نے یہ کیسے فرمایا مگر پسندیدہ رسولوں کو حالانکہ یہ غیب تو کسی پر بھی ظاہر نہیں کیا جاتا تو ہم کہیں گے کہ رب تعالیٰ قیامت کے قریب ظاہر فرماوے گا۔ [3]

---

[1] (تفسیر روح البیان ج ٩ ص ٣٤٠۔ ٣٤١ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)

[2] (الدر المنثور فی التفسیر الماثور سورۃ توبہ آیت نمبر ٦٥ ج ٣ ص ٤٥٦ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

[3] (تفسیر کبیر ج ١٠ ص ٦٧٨ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)

(تفسیر عزیزی ص ۱۷۳)آنچہ بہ نسبت ہمہ مخلوقات غائب است غائب مطلق است مثل وقت آمدن قیامت واحکام تکوینیہ وشرعیہ باری تعالیٰ درہر روز وہر شریعت ومثل حقائق ذات وصفات او تعالیٰ علی سبیل التفصیل ایں قسم راغیب خاص او تعالیٰ نیز می نامند فلایظھرہ علی غیبہ احداً پس مطلع نمی کند برغیب خاص خود ہیچکس رامگر کسی راکہ پسند میکند وآں کس رسول باشد خواہ از جنس ملک وخواہ از جنس بشر مثل حضرت محمد علیہ السلام اور اظہار بعضے از عیوب خاصہ خود می فرماید۔

ترجمہ:جو چیز تمام مخلوقات سے غائب ہو وہ غائب مطلق ہے جیسے قیامت کے آنے کا وقت اور روزانہ اور ہر چیز کے پیدائشی اور شرعی احکام اور جیسے پروردگار کی ذات وصفات بر طریق تفصیل اس قسم کو رب تعالیٰ کا خاص غیب کہتے ہیں پس اپنے خاص غیب پر کسی کو مطلع نہیں کرتا۔اس کے سوا جس کو پسند فرمادے اور وہ رسول ہوتے ہیں خواہ فرشتے کی جنس سے ہوں یا انسان کی جنس سے جیسے حضرت محمد مصطفی علیہ السلام ان کو اپنے بعض خاص غیب ظاہر فرماتا ہے۔

(تفسیر خازن یہ ہی آیت) الا من یصطفیه لرسالة و نبوته فیظهره علی من یشآء من الغیب حتی یستدل علی نبوته بما یخبر به من المغیبات فیکون ذلک معجزة له۔

ترجمہ:سوا اس کے جس کو اپنی نبوت اور رسالت کے لئے چن لیا پس ظاہر فرماتا ہے۔جس پر چاہتا ہے غیب تاکہ ان کی نبوت پر دلیل پکڑی جاوے ان غیب چیزوں سے جس کی وہ خبر دیتے ہیں پس یہ ان کا معجزہ ہوتا ہے۔[1]

(روح البیان یہ ہی آیت) قال ابن الشیخ انه تعالیٰ لا یطلع علی الغیب الذی یختص به تعالیٰ علمه الا لمرتضی الذی یکون رسولا و ما لا یختص به یطلع علیه غیر الرسول۔

ترجمہ:ابن شیخ نے فرمایا کہ رب تعالیٰ اس غیب پر جو اس سے خاص ہے کسی کو مطلع نہیں فرماتا سوائے برگزیدہ رسول کے اور جو غیب کہ رب سے خاص نہیں اس پر غیر رسول کو بھی مطلع فرمادیتا ہے۔[2]

اس آیت اور ان تفاسیر سے معلوم ہوا کہ خدائے قدوس کا خاص علم غیب حتیٰ کہ قیامت کا علم بھی حضور علیہ السلام کو عطا فرمایا گیا اب کیا شے ہے جو علم مصطفی علیہ السلام سے باقی رہ گئی۔

فَأَوْحَىٰٓ إِلَىٰ عَبْدِهِۦ مَآ أَوْحَىٰ (النجم ۱۰)

ترجمہ:اب وحی فرمائی اپنے بندے کو جو وحی فرمائی۔

---

[1] (لباب التاویل فی معانی التنزیل المعروف تفسیر خازن ج۴ ص ۳۱۹ مطبوعہ دار المعرفة بیروت)

[2] (تفسیر روح البیان ج۱۰ ص ۲۳۶ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)

مدارج النبوۃ جلد اول وصل رویتہ الٰہی میں ہے:

فاوحی الآیۃ بتمام علوم ومعارف وحقائق و بشارات واشارات اخبار وآثار و کرامات وکمالات دراحیطہ ایں ابہام داخل است کہ مبہم آورد و بیان نہ کرد اشارات بآنکہ جز علم علام الغیوب ورسول محبوب بہ آں محیط نتواند شد مگر آں چہ آں حضرت بیان کردہ۔

ترجمہ: معراج میں رب نے حضور علیہ السلام پر جو سارے علوم اور معرفت اور بشارتیں اور اشارے اور خبریں اور کرامتیں وکمالات وحی فرمائے وہ اس ابہام میں داخل ہیں اور سب کو شامل ہیں ان کی زیادتی اور عظمت ہی کی وجہ سے ان چیزوں کو بطور ابہام ذکر کیا بیان نہ فرمایا۔ اس میں اس طرف اشارہ ہے کہ ان علوم غیبہ کو سوائے رب تعالیٰ اور محبوب علیہ السلام کے کوئی نہیں احاطہ کر سکتا۔ ہاں جس قدر حضور نے بیان فرمایا وہ معلوم ہے۔[1]

اس آیت اور عبارت سے معلوم ہوا کہ معراج میں حضور علیہ السلام کو وہ علوم عطا ہوئے جن کو نہ کوئی بیان کر سکتا ہے اور نہ کسی کے خیال میں آسکتے ہیں ماکان ومایکون تو صرف بیان کے لئے ہے ورنہ اس سے بھی کہیں زیادہ کی عطا ہوئی۔

(تفسیر خازن یہ ہی آیت) ای علم الباطن الھاماً۔

ترجمہ: یعنی حضرت خضر کو علم باطن الہام کے طریقہ پر عطا فرمایا۔

اس آیت و تفسیری عبارتوں سے معلوم ہوا کہ رب تعالیٰ نے حضرت خضر کو بھی علم غیب عطا فرمایا تھا جس سے لازم آیا کہ حضور علیہ السلام کو بھی علم غیب عطا ہوا۔ کیونکہ آپ تمام مخلوق الٰہی سے زیادہ عالم ہیں اور حضرت خضر علیہ السلام بھی مخلوق ہیں۔

وَكَذَلِكَ نُرِي إِبْرَاهِيمَ مَلَكُوتَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ (الأنعام ۷۵)

ترجمہ: اور اسی طرح ہم ابراہیم کو دکھاتے ہیں۔ ساری بادشاہی آسمانوں کی اور زمین کی۔

(تفسیر خازن یہ ہی آیت) اقیم علی صخرۃ و کشف لہ عن السموت حتی رای العرش والکرسی ومافی السموت وکشف لہ عن الارض حتی نظر الی اسفل الارضین ورای مافیھا من العجائب۔

[1] (مدارج النبوۃ فارسی ج ۱ ص ۷۰ ا مطبوعہ نوریہ رضویہ پبلشنگ بلال گنج لاہور)

ترجمہ: حضرت ابراہیم علیہ السلام کو صخرہ پر کھڑا کیا گیا اور ان کے لئے آسمان کھول دیئے گئے یہاں تک کہ انہوں نے عرش و کرسی اور جو کچھ آسمانوں میں ہے دیکھ لیا اور آپ کے لئے زمین کھول دی گئی یہاں تک کہ انہوں نے زمینوں کی نیچی زمین اور ان عجائبات کو دیکھ لیا جو زمینوں میں ہیں۔[1]

(تفسیر مدارک یہ ہی آیت) **قال مجاهد فرجت له السموت السبع فنظر الی ما فیهن حتی انتهی نظره الی العرش و فرجت له الارضون السبع حتی نظر الی ما فیهن۔**

ترجمہ: مجاہد نے فرمایا کہ ابراہیم علیہ السلام کے لئے ساتوں آسمان کھول دیئے گئے پس انہوں نے دیکھ لیا۔ جو کچھ آسمانوں میں ہے یہاں تک کہ ان کی نظر عرش تک پہنچ گئی اور ان کے لئے سات زمینیں کھولی گئیں کہ انہوں نے وہ چیزیں دیکھ لیں جو زمینوں میں ہیں۔[2]

(روح البیان یہ ہی آیت) **عجائب و بدائع آسمانها و زمین ها از درده عرش تا تحت الثری بروے منکشف ساختہ۔**

ترجمہ: ابراہیم کو آسمان و زمین کی عجائبات و غرائبات دکھائے اور عرش کی بلندی سے تحت الثری تک کھول دیا۔[3]

تفسیر ابن جریر ابن ابی حاتم میں اسی آیت کے ماتحت ہے:

انه جل له الامر سره و علانیته فلم یخف علیه شئی من اعمال الخلائق۔

ترجمہ: حضرت ابراہیم پر کھلی و پوشیدہ تمام چیزیں کھل گئیں پس ان پر مخلوق کے اعمال میں سے کچھ بھی چھپا نہ رہا۔[4]

(تفسیر کبیر یہ ہی آیت) **ان الله شق له السموت حتی رای العرش و الکرسی و الی حیث ینتهی الیه فوقیة العالم الجسمانی و رای ما فی السموت من العجائب و البدائع و رای ما فی بطن الارض من العجائب و الغرائب۔**

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم کے لئے آسمانوں کر چیر دیا یہاں تک کہ انہوں نے عرش و کرسی اور جہاں تک جسمانی علم کی فوقیت ختم ہوتی ہے دیکھ لیا۔ اور وہ عجیب و غریب چیزیں بھی دیکھ لیں جو آسمانوں میں ہیں۔ اور وہ عجیب و غریب چیزیں بھی دیکھ لیں جو زمین کے پیٹ میں ہیں۔[5]

---

[1] (لباب التاویل فی معانی التنزیل المعروف تفسیر خازن ج ۲ ص ۱۲۶ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

[2] (تفسیر مدارک ج ۱ ص ۳۷۳ مطبوعہ مکتبۃ القرآن و السنہ پشاور)

[3] (تفسیر روح البیان ج ۳ ص ۲۷ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)

[4] (جامع البیان فی تفسیر القرآن المعروف تفسیر طبری ج ۷ ۲۴۷ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)

[5] (تفسیر کبیر ج ۵ ص ۳۵ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)

اس آیت اور ان تفسیری عبارات سے معلوم ہوا کہ از عرش تا تحت الثریٰ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو دکھائے گئے اور مخلوق کے اعمال کے بھی ان کو خبر دی گئی اور حضور علیہ السلام کا علم ان سے کہیں زیادہ ہے تو ماننا پڑے گا کہ حضور علیہ السلام کو بھی یہ علوم عطا ہوئے۔

خیال رہے کہ عرش کے علم میں لوح محفوظ بھی آگئی اور لوح محفوظ میں کیا لکھا ہے اس کو ہم پہلے بیان کر چکے۔ لہٰذا ما کان وما یکون کا علم تو ان کو بھی حاصل ہوا اور علم ابراہیمی اور علم حضرت آدم علیہ السلام حضور علیہ السلام کے علم کے دریا کا قطرہ ہے۔

یوسف علیہ السلام نے فرمایا تھا:

لَا يَأْتِيكُمَا طَعَامٌ تُرْزَقَانِهِ إِلَّا نَبَّأْتُكُمَا بِتَأْوِيلِهِ (یوسف ۳۷)

اس کی تفسیر روح البیان و کبیر و خازن میں ہے اس کے معنے یہ ہیں کہ میں تمہیں کھانے کے گزشتہ و آئندہ کے سارے حالات بتا سکتا ہوں کہ غلہ کہاں سے آیا اور اب کہاں جائے گا تفسیر کبیر نے تو فرمایا کہ یہ بھی بتا سکتا ہوں کہ یہ کھانا نفع دے گا یا نقصان۔ یہ چیزیں وہ ہی بتا سکتا ہے جو ہر ذرہ کی خبر رکھتا ہو۔

پھر فرماتے ہیں:

ذَٰلِكُمَا مِمَّا عَلَّمَنِي (یوسف ۳۷)

ترجمہ: یہ علم تو میرے علوم کا بعض حصہ ہے۔

اب بتاؤ کہ حضور علیہ السلام کا علم کتنا ہو گا۔ علم یوسفی تو علم مصطفی کے سمندر کا قطرہ ہے اور عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا:

وَأُنَبِّئُكُمْ بِمَا تَأْكُلُونَ وَمَا تَدَّخِرُونَ فِي بُيُوتِكُمْ (آل عمران ۴۹)

ترجمہ: میں تمہیں بتا سکتا ہوں جو کچھ تم اپنے گھروں میں کھاتے اور جو کچھ جمع کرتے ہو۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَسْأَلُوا عَنْ أَشْيَاءَ إِنْ تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ (المائدۃ ۱۰۱)

ترجمہ: اے ایمان والو ایسی باتیں ہمارے محبوب سے نہ پوچھو کہ اگر تم پر ظاہر کر دی جاویں تو تمہیں ناگوار ہوں۔

بخاری شریف میں سیدنا عبد اللہ ابن عباس سے روایت کی:

عن ابن عباس قال کان قوم یساء لون رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہ وسلم استهزاء فیقول الرجل من ابی ویقول الرجل تضل ناقته این ناقتی فانزل اللہ فیهم هذه الایة یا ایها الذین امنو لاتسألوا عن اشیاء۔[1]

تتمہ: مخالفین سے ان دلائل کے جواب کچھ نہیں بنتے صرف یہ کہہ دیتے ہیں کہ جن آیات میں کل شئی کا ذکر ہوا یا فرمایا گیا: مالم تکن تعلم ان میں مراد شریعت کے احکام ہیں نہ کہ اور چیزیں اس کے لئے چند دلائل لاتے ہیں۔

[1] (صحیح البخاری کتاب التفسیر ج ۲ ص ۶۶۵ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی)

(۱) کل شئی غیر متناہی (بے انتہا) اور غیر متناہی چیزوں کا علم خدا کے سوا کسی کو ہونا منطقی قاعدے سے بالکل باطل ہے دلیل تسلسل سے۔

(۲) بہت سے مفسرین نے بھی کل شئی کے معنی کئے ہیں من امور الدین یعنی دین کے احکام جیسے جلالین وغیرہ۔

(۳) قرآن پاک میں بہت جگہ کل شئی فرمایا گیا ہے مگر اس سے بعض چیزیں مراد ہیں جیسے واوتیت من کل شئی بلقیس کو کل شئی دی گئی۔ حالانکہ بلقیس کو بعض چیزیں ہی دی گئی تھیں۔

مگر یہ دلائل نہیں صرف غلط فہمی ہے اور دھوکا۔

ان کے جوابات یہ ہیں:

عربی زبان میں کلمہ کل اور کلمہ ما عموم کے لئے آتے ہیں اور قرآن کا ایک ایک کلمہ قطعی ہے اس میں کوئی قید لگانا محض اپنے قیاس سے جائز نہیں۔ قرآن پاک کے عام کلمات کو حدیث احاد سے بھی خاص نہیں بنا سکتے۔ چہ جائیکہ محض اپنی رائے سے۔

(۱) کل شئی غیر متناہی نہیں۔ بلکہ متناہی ہیں۔ تفسیر کبیر زیر آیت واحصی کل شئی عدداً ہے۔

قلنا لاشک ان احصاء العدد انما یکون فی المتناھی فاما لفظة کل شیء فانھا لاتدل علی کونه غیر متناه لان الشئی عندنا ھو الموجودات والموجودات متناھیة فی العدد۔

ترجمہ: اس میں شک نہیں کہ عدد سے شمار کرنا متناہی چیز میں ہو سکتا ہے لیکن لفظ کل شئی اس شئی کے غیر متناہی ہونے پر دلالت نہیں کرتا کیونکہ ہمارے نزدیک شئی موجودات ہی ہیں اور موجود چیزیں متناہی میں شمار ہیں۔

تفسیر روح البیان میں اسی آیت واحصی کل شئی (پارہ ۲۹ سورہ ۷۲ آیت نمبر ۲۸) کے ماتحت فرمایا:

وھذہ الایة مما یستدل به علی ان المعدوم لیس بشئی لانه لو کان شئیاً لکانت الاشیآء غیر متناھیة وکونه احصی عددھا یقتضی کونھا متناھیة لان احصاء العدد انما یکون فی المتناھی۔

ترجمہ: اس آیت سے اس پر بڑی دلیل پکڑی جاتی ہے کہ معدوم (غیر موجود) شئی نہیں ہے کیونکہ اگر وہ بھی شئی ہوتی تو چیزیں غیر متناہی (بے انتہاء) ہو جاتیں۔ اور چیزوں کا شمار میں آنا چاہتا ہے کہ چیزیں متناہی ہوں کیونکہ عدد سے شمار متناہی ہو سکتی ہے۔[1]

[1] (تفسیر روح البیان ج ص مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)

(۲) اگر بہت سے مفسرین نے کل شئی سے صرف شریعت کے احکام مراد لئے ہیں تو بہت سے مفسرین نے کلی علم غیب بھی مراد لیا ہے اور جبکہ بعض دلائل نفی کے ہوں۔ اور بعض ثبوت کے۔ تو ثبوت والوں کو ہی اختیار کیا جاتا ہے۔

نورالانوار بحث تعارض میں ہے:

والمثبت اولی من النافی۔

ثابت کرنے والے دلائل نفی کرنے والے سے زیادہ بہتر ہیں۔

تو جن تفسیروں کے حوالہ ہم پیش کر چکے ہیں۔ چونکہ ان میں زیادہ کا ثبوت ہے لہذا وہ ہی قابل قبول ہیں۔ نیز کل شئی کی تفسیر خود احادیث اور علمائے امت کے اقوال سے ہم بیان کریں گے کہ کوئی ذرہ کوئی قطرہ ایسا نہیں جو حضور علیہ السلام کے علم میں نہ آگیا ہو اور ہم مقدمہ کتاب میں لکھ چکے ہیں کہ تفسیر قرآن بالحدیث اور تفسیروں سے بہتر ہے لہذا حدیث ہی کی تفسیر مانی جاوے گی۔

نیز مفسرین نے امور دین سے تفسیر کی انہوں نے بھی دوسری چیزوں کی نفی تو نہ کی۔ لہذا تم نفی کہاں سے نکالتے ہو؟ کسی چیز کے ذکر نہ کرنے سے اس کی نفی کیسے ہوگی۔ قرآن کریم فرماتا ہے۔ تقیکم الحر یعنی تمہارے کپڑے تم کو گرمی سے بچاتے ہیں۔ تو کیا کپڑے سردی سے نہیں بچاتے؟ مگر ایک چیز کا ذکر نہ فرمایا۔ نیز دین تو سب ہی کو شامل ہے۔ عالم کی کون سے چیز ایسی ہے۔ جس پر دین کے احکام حرام حلال وغیرہ جاری نہیں ہوتے تو ان کا یہ فرمانا کہ دینی علم مکمل کر دیا سب کو شامل ہے۔

(۳) بلقیس وغیرہ کے قصہ میں جو کل شئی آیا ہے۔ وہاں قرینہ موجود ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہاں کل شیء سے مراد سلطنت کے کاروبار کی چیزیں ہیں۔ اس لئے وہاں گویا مجازی معنی مراد لئے گئے یہاں کونسا قرینہ ہے جس کی وجہ سے کل شئی کے حقیقی معنی چھوڑ کر مجازی معنی مراد لئے جاویں خیال رہے۔ کہ قرآن کریم نے ہدہد کا قول نقل فرمایا کہ اس نے کہا اوتیت من کل شئی بلقیس کو ہر چیز دی گئی خود رب نے یہ خبر نہ دی۔ ہدہد سمجھا کہ بلقیس کو دنیا کی تمام چیزیں مل گئیں۔ مگر مصطفی علیہ السلام کے لئے خود رب تعالیٰ نے فرمایا۔ تبیاناً لکل شئی ہدہد غلطی کر سکتا ہے رب کا کلام غلط نہیں ہو سکتا اس نے تو یہ بھی کہا ولھا عرش عظیم کیا تخت بلقیس عرش عظیم تھا۔ بلکہ قرآن کی اور آئتیں تو بتا رہی ہیں کہ کل شئی سے مراد یہاں عالم کی تمام چیزیں ہیں۔

فرماتا ہے:

وَلَا رَطْبٍ وَلَا يَابِسٍ إِلَّا فِي كِتَابٍ مُبِينٍ (الأنعام ۵۹)

کوئی خشک وتر چیز ایسی نہیں جو لوح محفوظ یا قرآن کریم میں نہ ہو۔

پھر آنے والی احادیث اور علماء اور محدثین کے قول بھی اسی کی تائید کرتے ہیں کہ عالم کی ہر چیز کا حضور علیہ السلام کو علم دیا گیا۔ ہم حاضر وناظر کی بحث میں انشاء اللہ بتائیں گے کہ تمام عالم ملک الموت کے سامنے ایسا ہے۔ جیسا ایک طشت۔ اور ابلیس آن کی آن میں تمام زمین کا چکر لگالیتا ہے۔ اور یہ دیوبندی بھی تسلیم کرتے ہیں کہ ساری مخلوقات سے زیادہ حضور علیہ السلام کا علم ہے۔ لہذا ثابت ہوا کہ حضور علیہ السلام کو بھی ان چیزوں کا علم ہو۔ حضرت آدم اور کاتب تقدیر فرشتہ کا علم ہم علوم خمسہ کی بحث میں بتائیں گے جس سے معلوم ہو گا کہ سارے علوم خمسہ ان کو حاصل ہوتے ہیں۔ اور حضور علیہ السلام تو ساری مخلوق سے زیادہ عالم لہذا حضور علیہ السلام کو بھی یہ علوم بلکہ اس سے زیادہ ماننا پڑیں گے۔ ہمارا مدعی ہر حال میں ثابت ہے۔ واللہ الحمد۔

علم غیب کی احادیث کے بیان میں

اس فصل میں ہم نمبروار واحادیث بیان کرتے ہیں۔ پھر ان ہی نمبروں کی ترتیب سے تیسری فصل میں ان حدثیوں کی شرح بیان کریں گے۔

(۱) بخاری کتاب بداء الخلق اور مشکوۃ جلد دوم باب بدء الخلق وذکر الانبیاء میں حضرت فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

قام فینا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہٖ واصحابہٖ وسلم مقاماً فاخبرنا عن بدء الخلق حتی دخل اھل الجنۃ منازلھم واھل النار منازلھم حفظ ذلک من حفظہ ونسیہ من نسیہ۔

ترجمہ: حضور علیہ السلام نے ایک جگہ قیام فرمایا پس ہم کو ابتداء پیدائش کی خبر دے دی۔ یہاں تک کہ جنتی لوگ اپنی منزلوں میں پہنچ گئے اور جہنمی اپنی میں جس نے یادرکھا۔ اس نے یادرکھا اور جو بھول گیا وہ بھول گیا۔[1]

اس جگہ حضور علیہ السلام نے دو قسم کے واقعات کی خبر دی:

(۱) عالم کی پیدائش کی ابتداء کس طرح ہوئی ؟

(۲) پھر عالم کی انتہاء کس طرح ہو گی۔

یعنی از روز اول تا قیام قیامت ایک ایک ذرہ بیان کر دیا۔

(۲) مشکوۃ باب المعجزات میں مسلم سے بروایت عمرو ابن خطب اسی طرح منقول ہے مگر اس میں اتنا اور ہے:

فاخبرنا بماھو کائن الی یوم القیمۃ فاعلمنا احفظنا۔

ترجمہ: ہم کو تمام ان واقعات کی خبر دے دی جو قیامت تک ہونے والے ہیں۔ پس ہم میں بڑا عالم وہ ہے جو ان باتوں کا زیادہ حافظ ہے۔[2]

(۳) مشکوۃ باب الفتن میں بخاری ومسلم سے بروایت حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ ہے:

ماترک شیئا یکون فی مقامہ الی یوم القیمۃ الا حدث بہ حفظہ من حفظہ ونسیہ من نسیہ۔

ترجمہ: حضور علیہ السلام نے اس جگہ قیامت تک کوئی چیز نہ چھوڑی مگر اس کی خبر دے دی جس نے یادرکھا یادرکھا جو بھول گیا وہ بھول گیا۔[1]

---

[1](صحیح بخاری کتاب بدء الخلق باب ماجاء فی قول اللہ وھو الذی یبدأ الخلق الخ ج ۱ ص ۴۵۳ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی)، (صحیح مسلم کتاب الفتن ج ۲ ص ۳۹۰ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی)، (مشکوۃ المصابیح ص ۵۰۶ مطبوعہ نور محمد کتب خانہ کراچی)

[2](صحیح مسلم ج ۲ ص ۳۹۰ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی)

(۴) مشکوۃ باب فضائل سید المرسلین میں مسلم سے بروایت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے:

ان اللہ زوی لی الارض فرءیت مشارق الارض ومغاربھا۔

ترجمہ: اللہ نے میرے لئے زمین سمیٹ دی پس میں نے زمین کے مشرقوں اور مغربوں کو دیکھ لیا۔[2]

(۵) مشکوۃ باب المساجد میں عبد الرحمن بن عائش سے روایت ہے:

رءیت ربی عزوجل فی احسن صورۃ فوضع کفه بین کتفی فوجدت بردھا بین ثدبی فعلمت ما فی السموت والارض۔

ترجمہ: ہم نے اپنے رب کو اچھی صورت میں دیکھا رب تعالیٰ نے اپنا دست قدرت ہمارے سینہ پر رکھا۔ جس کی ٹھنڈک ہم نے اپنے قلب میں پائی پس تمام آسمان وزمین کی چیزوں کو ہم نے جان لیا۔[1]

---

[1] (صحیح البخاری ج ۲ ص ۹۷۷ مطبوعه کراچی)(دلائل النبوۃ امام بیهقی ج ۶ ص ۳۱۳ مطبوعه دارالکتب العلمیه بیروت)، (مواهب اللدنیه ج ۳ ص ۹۵ مطبوعه دارالکتب العلمیه بیروت)، (ابوداؤد رقم الحدیث ۴۲۴۰)، بخاری کتاب القدر (صحیح مسلم کتاب الفتن رقم الحدیث ۲۲۱۷ ج ۲ ص ۳۹۰ مطبوعه قدیمی کتب خانه کراچی)، (البدایه والنهایه ابن کثیر ج ۶ ص ۱۸۸ مطبوعه المکتبة التجاریة مکة المکرمه)، (حجة اللہ علی العالمین فی معجزات سیدالمرسلین ص ۳۳۶۔۳۳۷ مطبوعه دارالکتب العلمیه بیروت)، (الشفا بتعریف حقوق المصطفیٰ ج ۱ ص ۲۰۶۔۲۰۷ مطبوعه دارالکتب العلمیه بیروت)، (شرح العلامة الزرقانی علی المواهب اللدنیة ج ۷ ص ۲۰۵ مطبوعه دارالمرفة بیروت)، (مشکوۃ المصابیح کتاب الفتن الفصل الاول ص ۴۶۱ مطبوعه قدیمی کتب خانه کراچی)، (مسند احمد ج ۵ ص ۳۸۵۔۳۸۹ مطبوعه المکتب الاسلامی بیروت)، (دلائل النبوۃ للاصبهانی ص ۲۰۵ رقم الحدیث ۲۷۳ مطبوعه دار طیبة الریاض) (خصائص الکبری ج ۲ ص ۱۸۴ مطبوعه دارالکتب العلمیه بیروت)، (البدایه والنهایه ابن کثیر ج ۶ ص ۱۸۹ مطبوعه المکتبة التجاریة مکة المکرمه)، (انسان العیون فی سیرۃ الامین المامون المعروفة بالسیرۃ الحلبیه ج ۳ ص ۲۸۹ مطبوعه دار احیاء التراث العربی بیروت)، (الاصابة فی تمیز الصحابة ذکر حذیفه بن یمان رضی اللہ عنه ج ۲ ص ۴۴ برقم ۱۶۴۹ مطبوعه دار الجیل بیروت)

[2] (صحیح مسلم کتاب الفتن و اشراط الساعة باب هلاک هذه الامة بعضهم ببعض ج ۲ ص ۳۹۰ مطوعه قدیمی کتب خانه کراچی)، (صحیح مسلم ج ۴ ص ۲۲۱۶ رقم الحدیث ۲۸۸۹ مطبوعه دارالکتب العلمیة بیروت)، جامع الترمذی ابواب الفتن باب افضل الجهاد کلمة عدل عند سلطان جائر ج ۲ ص ۴۰ مطبوعه مکتبه اکرمیه پشاور)، (البحر الزخار، المعروف بمسند البزار ج ۸ ص ۴۱۳۔۴۱۴ رقم الحدیث ۳۴۸۷ مطبوعه مکتبة العلوم والحکم المدینة المنورة)، (مجمع الزوائد ومنبع الفوائد باب فی قوله تعالی اویلبسکم شیعا ویذیق بعضکم بأس بعض ج ۷ ص ۲۲۴ مطبوعه موسسة المعارف بیروت)، (مواهب اللدنیه ج ۳ ص ۹۷ مطبوعه دارالکتب العلمیه بیروت)، (سنن ابن ماجه رقم الحدیث ۳۹۵۲۔ اتحاف السادة المتقین ج ۲ ص ۲۱۰۔ المغنی للعراقی ج ۲ ص ۳۸۷۔ الشفاء ج ۱ ص ۵۱۹۔ البدایة والنهایة لابن کثیر ج ۶ ص ۲۹۹)، (شرح العلامة الزرقانی علی المواهب اللدنیة ج ۷ ص ۲۰۹ مطبوعه دارالمرفة بیروت)، (الوفا باحوال المصطفیٰ الباب الخامس عشر فی اخبار رسول اللہ ﷺ بالغائبات ج ۱ ص ۳۰۷ مطبوعه مصطفیٰ البابی مصر)، (کنز العمال ج ۱۱ ص ۲۳۹۔۲۴۰ رقم الحدیث ۳۱۳۷۶ ص ۳۶۶ رقم الحدیث ۳۱۷۶۱ مطبوعه مؤسسة ارسالة بیروت)، (دلائل النبوۃ لابی نعیم اصفهانی اردو ص ۴۸۷ مطبوعه ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاهور)، (کشف الاستار کتاب الفتن ج ۴ ص ۱۰۰۔۱۰۱ رقم الحدیث ۳۲۹۱)، مسند احمد ج ۴ ص ۱۲۳)، (سنن ابوداؤد باب الفتن باب ذکر الفتن ودلائلها ج ۴ ص ۹۵ رقم الحدیث ۴۲۵۲ مطبوعه بیروت)، (سنن الترمذی باب الفتن باب سوال النبی ﷺ ثلاثا فی امته قال هذا حدیث حسن صحیح)، (دلائل النبوۃ للاصبهانی ص ۲۰۵ رقم الحدیث ۲۷۴ مطبوعه دار طیبة الریاض)، (مسند احمد ج ۵ ص ۲۷۸ مطبوعه مکتب اسلامی بیروت)، (دلائل النبوۃ للبیهقی ج ۶ ص ۵۸۷ مطبوعه دارالکتب العلمیة بیروت)، (تفسیر عبدالرزاق ج ۲ ص ۲۱۰ مطبوعه مکتبة الرشد الریاض)، (الآحاد والمثانی ذکر ثوبان مولی رسول اللہ ﷺ ج ۱ ص ۳۳۲۔۳۳۳ رقم الحدیث ۴۵۶۔۴۵۷ مطبوعه دار الرایة الریاض)، (اعلام النبوۃ الباب العاشر فیما سمع من معجزات اقواله فصل اخبار الآحاد ص ۱۵۳ مطبوعه دارالکتاب العربی بیروت)، (جامع الاحادیث الکبیر ج ۲۰ ص ۲۳ رقم الحدیث ۱۵۵۰۴ مطبوعه دارالفکر بیروت)، (الفتح الکبیر فی ضم الزیادة الی الجامع الصغیر ج ۱ ص ۳۱۲ رقم الحدیث ۳۳۶۴ مطبوعه دارالفکر بیروت)، (السنن الواردة فی الفتن باب اعلام النبی ﷺ الخ ج ۱ ص ۱۸۴۔۱۸۵ مطبوعه دار العاصمة الریاض)، (حلیة الاولیاء وطبقات الاصفیاء ذکر ابی قلابة رحمة اللہ علیه ج ۲ ص ۲۸۹ مطبوعه دارالکتاب العربی بیروت)، (مسند احمد ج ۵ ص ۲۸۴ رقم الحدیث ۲۲۵۰۵ مطبوعه مؤسسة قرطبة مصر)، (سنن ابو داؤد اول کتاب الفتن والملاحم باب ذکر الفتن ودلائلها ج ۴ ص ۹۷ رقم الحدیث ۴۲۵۲ مطبوعه دارالفکر بیروت)، (صحیح مسلم رقم الحدیث ۲۸۸۹)، سنن ابی داؤد رقم الحدیث ۴۲۵۲)، سنن الترمذی رقم الحدیث ۲۱۸۲، سنن النسائی رقم الحدیث ۱۶۳۷، صحیح ابن حبان ج ۱۶ رقم الحدیث ۷۲۳۶، سنن ابن ماجه رقم الحدیث ۳۹۵۲، طبری ج ۷ ص ۲۹۱)

(۶) شرح مواہب لدنیہ للزرقانی میں حضرت عبد اللہ ابن عمر کی روایت سے ہے:

ان اللہ رفع لی الدنیا فانا انظر الیھا و الی ماھو کائن فیھا الی یوم القیمة کانما انظر الی کفی ھذا۔

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے ہمارے سامنے ساری دنیا کو پیش فرمادیا پس ہم اس دنیا کو اور جو اس میں قیامت تک ہونے والا ہے اس طرح دیکھ رہے ہیں جیسے اپنے اس ہاتھ کو دیکھتے ہیں۔ [2]

(۷) مشکوۃ باب المساجد بروایت ترمذی ہے:

فتجلی لی کل شئی و عرفت۔

ترجمہ: پس ہمارے لئے ہر چیز ظاہر ہوگئی اور ہم نے پہچان لی۔ [3]

(۸) مسند امام احمد بن حنبل میں بروایت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے:

لقد ترکنا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہٖ و اصحابہٖ و سلم مایحرک طائر جناحیہ الا ذکر لنا منہ علماً۔

ترجمہ: ہم کو حضور علیہ السلام نے اس حال پر چھوڑا کہ کوئی پرندہ اپنے پر بھی نہیں ہلاتا۔ مگر اس کا ہم کو علم بتادیا۔ [4]

(۹) مشکوۃ باب الفتن فصل ثانی میں حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے:

ماترک رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہٖ و اصحابہٖ و سلم من قائد فتنة الی ان تقضی الدنیا یبلغ من ثلث مائة فصاعداً قد سماہ لنا باسمہ و اسم ابیہ و اسم قبیلتہ رواہ ابو داؤد۔

ترجمہ: نہیں چھوڑا حضور علیہ السلام نے کسی فتنہ چلانے والے کو دنیا کے ختم ہونے تک جن کی تعداد تین سو سے زیادہ تک پہنچے گی مگر ہم کو اس کا نام اس کے باپ کا نام اس کے قبیلے کا نام بتادیا۔ [5]

(۱۰) مشکوۃ باب ذکر الانبیاء میں بخاری سے بروایت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے:

خفف عن داود القرآن فکان یامر دوابہ تسرج فیقرء القرآن قبل ان تسرج۔

ترجمہ: حضرت داؤد علیہ السلام پر قرآن (زبور) کو اس قدر ہلکا کردیا گیا تھا کہ وہ اپنے گھوڑوں کو زین لگانے کا حکم دیتے تھے تو آپ ان کی زین سے پہلے زبور پڑھ لیتے تھے۔ [6]

---

[1] (سنن الدارمی کتاب الرؤیا باب فی رویة الرب تعالی فی النوم ج ۲ ص ۱۵ رقم الحدیث ۲۱۵۵ مطبوعہ نشر السنہ ملتان)

[2] (شرح العلامة الزرقانی علی المواھب اللدنیة المقصد الثامن الفصل الثالث القسم الثانی ج ۷ ص ۲۰۶ مطبوعہ دار المرفة بیروت)

[3] (جامع سنن الترمذی کتاب التفسیر من سورة ص ج ۵ ص ۱۶۰ رقم الحدیث ۳۲۴۶ مطبوعہ دار الفکر بیروت)

[4] (مسند احمد ج ۵ ص ۱۵۳ رقم الحدیث ۲۱۳۹۹ مطبوعہ مؤسسة قرطبة مصر)

[5] (مشکوۃ المصابیح باب الفتن فصل ثانی ص ۴۶۳ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی)

[6] (صحیح البخاری کتاب الانبیاء ج ۱ ص ۴۷۵ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی)

یہ حدیث اس جگہ اس لئے بیان کی گئی کہ اگر حضور علیہ السلام نے ایک وعظ میں از اول تا آخر واقعات بیان فرمادیئے تو یہ بھی آپ کا معجزہ تھا۔ جیسا کہ حضرت داؤد علیہ السلام آن کی آن میں ساری زبور شریف پڑھ لیتے تھے۔

(۱۱) مشکوۃ باب مناقب اہل البیت میں ہے:

تلد فاطمة ان شآء الله غلاماً یکون فی حجرک۔

ترجمہ: حضور علیہ السلام نے خبر دی کہ فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کے فرزند پیدا ہو گا۔ جو تمہاری پرورش میں رہے گا۔[1]

(۱۲) بخاری باب اثبات عذاب القبر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے نقل ہے:

مر النبی ابقبرین یعذبان فقال انهما یعذبان و ما یعذبان فی کبیر اما احدهما فکان لا یستزه من البول و اما الاخر فکان یمشی بالنمیمة ثم اخذ جریدة رطبة فشقها بنصفین ثم غرز فی کل قبر واحدة و قال لعله ان یخفف عنهما ما لم ییبساً۔

ترجمہ: حضور علیہ السلام دو قبروں پر گزرے جن میں عذاب ہو رہا تھا تو فرمایا کہ ان دونوں شخصوں کو عذاب دیا جارہا ہے اور کسی وشوار بات میں عذاب نہیں ہو رہا ہے ان میں سے ایک تو پیشاب سے نہ بچتا تھا اور دوسرا چغلی کیا کرتا تھا پھر ایک تر شاخ کو لے کر اس کو آدھا آدھا چیرا پھر ہر قبر میں ایک ایک کو گاڑ دیا اور فرمایا کہ جب تک یہ ٹکڑے خشک نہ ہوں گے ان دونوں شخصوں سے عذاب میں کمی کی جاوے گی۔[2]

[1] (مشکوۃ المصابیح باب مناقب اہل بیت النبی الفصل الاول ص ۵۷۲ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی)

[2] (صحیح البخاری ج ا ص ۱۱۶ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی)، (صحیح مسلم ج ا ص ۱۴۱ مطبوعہ)، (سنن ابی داؤد باب الاستبراء من البول ج ا ص ٦ رقم الحدیث ۲۰۔ ۲۱ مطبو عہ دارالفکر بیروت)، (سنن النسائی ج ا ص ۷ مطبوعہ)، (سنن الکبری امام بیھقی ج ا ص ۱۰۴ مطبوعہ)، (صحیح ابن خزیمه ج ا ص ۳۲۔۳۳ رقم الحدیث ۵۵ مطبوعہ المکتب الاسلامی بیروت)، (مصنف ابن ابی شیبه ج ۳ ص ۳۷۷ مطبوعہ)، (مسند ابی عوانه ج ا ص ۱۹٦ مطبوعہ)، (صحیح ابن حبان ج ٦ ص ۵۲ مطبوعہ)، (مسند ابی یعلی ج ۴ ص ۴۳ مطبوعہ)، (مسند اسحاق بن راھویة ج ا ص ۲۴٦ مطبوعہ)، (مسند احمد ج ا ص ۲۲۵ رقم الحدیث ۱۹۸۰ مطبوعہ مؤسسة قرطبة مصر)، (طبرانی الاوسط ج ۳ ص ۱۰۲ رقم الحدیث ۲۴۳۴ مطبوعہ)، (مسند عبد بن حمید ج ا ص ۳٦٦ رقم الحدیث ۴۰۴ مطبوعہ)، (دلائل النبوۃ امام بیھقی ج ۲ ص ۴۲ مطبوعہ)، (الکامل فی ضعفاء الرجال لابن عدی ج ۲ ص ۴۸۷ مطبوعہ دارالفکر بیروت)، (مصنف عبدالرزاق ج ۳ ص ۵۸۸ رقم الحدیث ٦۷۵۳ مطبوعہ)، (خصائص الکبری باب ما وقع فی غزوۃ ذات الرقاع من الآیات والمعجزات ج ا ص ۳۷۱۔ ۳۷۲ ج ۲ ص ۱۴۸۔ ۱۴۹ باب فیما اطلع علیه من احوال البرزخ والجنة والنار غیر ماتقدم مطبوعہ دارالکتب العلمیه بیروت)، (المنتقی لابن الجارود باب التنزہ فی الابدان والثیاب عن النجاسات ج ا ص ۴۲ رقم الحدیث ۱۳۰ مطبوعہ مؤسسة الکتاب الثقافیة بیروت)، (معجم الصحابة ج ۳ ص ۱۴۲۔ ۱۴۳ برقم ۱۱۱۷ مطبوعہ مکتبة الغرباء الاثریة المدینة المنورۃ)، (سنن الدارمی باب الاتقاء من البول ج ا ص ۲۰۵ رقم الحدیث ۷۳۹ مطبوعہ دارالکتاب العربی بیروت)، (سنن ابن ماجه باب التشدید فی البول ج ا ص ۱۲۵ رقم الحدیث ۳۴۷ مطبوعہ دارالفکر بیروت)

(۱۳) بخاری کتاب الاعتصام بالکتاب والسنۃ اور تفسیر خازن میں زیر آیت **لاتسئلوا عن اشیآء ان تبدلکم** (پارہ ۷ سورہ ۵ آیت نمبر ۱۰۱) ہے:

قام علی المنبر فذکر الساعۃ وذکر ان بین یدیھا امور اعظاماً ثم قال مامن رجل احب ان یسئال عن شئی فلیسئل عنہ فو اللہ لاتسئلونی عن شئی الا اخبرتکم مادمت فی مقامی ھذا فقام رجل فقال این مدخلی قال النار فقام عبد اللہ ابن حذافۃ فقال من ابی قال ابوک حذافۃ ثم کثیر ان یقول سلونی سلونی۔

ترجمہ: حضور علیہ السلام منبر پر کھڑے ہوئے پس قیامت کا ذکر فرمایا کہ اس سے پہلے بڑے بڑے واقعات ہیں پھر فرمایا کہ جو شخص جو بات پوچھنا چاہے پوچھ لے قسم خدا کی جب تک ہم اس جگہ یعنی منبر پر ہیں تم کوئی بات ہم سے نہ پوچھوگے مگر ہم تم کو اس کی خبر دیں گے ایک شخص نے کھڑے ہو کر عرض کیا کہ میرا ٹھکانا کہاں ہے؟ فرمایا جہنم میں عبد اللہ ابن حذافہ نے کھڑے ہو کر دریافت کیا کہ میرا باپ کون ہے فرمایا حذافہ۔ پھر بار بار فرماتے رہے کہ پوچھو پوچھو۔[1]

خیال رہے کہ جہنمی یا جنتی ہونا علوم خمسہ میں سے ہے کہ سعید ہے یا شقی اسی طرح کون کس کا بیٹا ہے یہ ایسی بات ہے کہ جس کا علم سوائے اس کی ماں کے اور کسی کو نہیں ہو سکتا قربان ان نگاہوں کے جو کہ اندھیرے اجالے دنیا و آخرت سب کو دیکھتی ہیں۔

(۱۴) مشکوۃ باب مناقب علی رضی اللہ عنہ میں ہے:

قال یوم خیبر لاعطین ھذہ الرایۃ غدا رجلاً یفتح اللہ علی یدیہ یحب اللہ و رسولہ۔

ترجمہ: حضور علیہ السلام نے خیبر کے دن فرمایا کہ ہم کل یہ جھنڈا اس کو دیں گے جس کے ہاتھ پر اللہ خیبر فتح فرمادے گا اور وہ اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہے۔[2]

---

[1] (صحیح البخاری کتاب الاعتصام ج ۲ ص ۱۰۸۳ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی)

[2] (مشکوۃ المصابیح ص ۵۶۳ مطبوعہ نور محمد کتب خانہ کراچی)، (صحیح البخاری کتاب فضائل الصحابۃ باب مناقب علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ ج ۳ ص ۱۳۵۷ رقم الحدیث ۳۴۹۹ مطبوعہ دار ابن کثیر بیروت)، (صحیح مسلم کتاب فضائل الصحابۃ باب من فضائل علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ ج ۴ ص ۱۸۷۲ رقم الحدیث ۲۴۰۷ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)، (سنن الکبریٰ للبیھقی ج ۶ ص ۳۶۲ رقم الحدیث ۱۲۸۳۷ مطبوعہ مکتبۃ دار الباز مکۃ المکرمۃ)، (صحیح مسلم کتاب الفضائل باب من فضائل علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ ج ۲ ص ۲۷۹ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی)، (صحیح البخاری کتاب الجھاد کتاب المناقب۔ کتاب المغازی باب غزوۃ خیبر ج ۲ ص ۶۰۵۔۶۰۶ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی)، (نسیم الریاض فی شرح شفاء القاضی عیاض ج ۴ ص ۱۵۳ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)، (حجۃ اللہ علی العالمین فی معجزات سید المرسلین ص ۳۴۱ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)، (سبل الھدی والرشاد ج ۱۰ ص ۶۲ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)، (الشفا بتعریف حقوق المصطفیٰ ج ۱ ص ۲۰۷ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)، (اتحاف سادۃ المتقین ج ۸ ص ۳۴۴۔۳۴۵ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)، (احیاء علوم الدین ج ۲ ص ۳۸۶ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)، (تاریخ الامم والملوک المعروف تاریخ الطبری ج ۲ ص ۱۳۷ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)، (طبرانی صغیر باب المیم من اسمہ محمد ج ۲ ص ۱۰۔۱۱ مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت)، (مسند سعد ص ۵۱ مطبوعہ دار البشائر الاسلامیۃ بیروت)، (زاد المعاد فی ھدی خیر العباد فصل فی غزوۃ خیبر ج ۳ ص ۳۲۰ مطبوعہ مؤسسۃ الرسالۃ بیروت)، (الاصابۃ فی تمیز الصحابۃ ذکر علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ ج ۴ ص ۵۶۹ برقم ۵۶۹۲ مطبوعہ دار الجیل بیروت)

(۱۵) مشکوۃ باب المساجد میں ابو ذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے:

عرضت علی اعمال امتی حسنھا و سیتھا فوجدت فی محاسن اعمالھا الاذی یماط عن الطریق۔

ترجمہ: ہم پر ہماری امت کے اعمال پیش کئے گئے اچھے بھی اور برے بھی ہم نے ان کے اچھے اعمال میں وہ تکلیف دہ چیز بھی پائی جو راستے سے ہٹادی جائے۔[1]

(۱۶) مسلم جلد دوم کتاب الجہاد باب غزوہ بدر میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے:

قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہٖ و اصحابہٖ و سلم ھذا مصرع فلان یضع یدہ علی الارض ھھنا ھھنا قال فما ماط احدھم عن موضع ید رسول اللہ۔

ترجمہ: حضور علیہ السلام نے فرمایا یہ فلاں شخص کے گرنے کی جگہ ہے اور اپنے دست مبارک کو ادھر ادھر زمین پر رکھتے تھے راوی نے فرمایا کہ کوئی بھی مقتولین میں سے حضور علیہ السلام کے ہاتھ کی جگہ سے ذرا بھی نہ ہٹا۔[2]

خیال رہے کہ کون کس جگہ مرے گا۔ یہ علوم خمسہ میں سے ہے جس کی خبر حضور علیہ السلام جنگ بدر میں ایک روز پہلے دے رہے ہیں۔

(۱۷) مشکوۃ باب المعجزات میں حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے:

فقال رجل تااللہ ان رءیت کالیوم ذئب یتکلم فقال الذئب اعجب من ھذا رجل فی النخلات بین الحرنین یخبرکم بما مضی و ما ھو کائن بعدکم۔

---

[1] (صحیح مسلم کتاب المساجد باب النھی عن البصاق فی المسجد ج ا ص ۲۰۷ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی)، (مسند احمد ج۵ ص ۱۸۰ مطبوعہ المکتب الاسلامی بیروت)، (دلائل النبوۃ للاصبھانی ص ۲۰۶ رقم الحدیث ۲۸۰ مطبوعہ دار طیبۃ الریاض)، (مسند ابو عرانہ ج ا ص ۴۰۶ مطبوع ع۔ہ دار المعرفۃ بیروت)، (سنن الکبری للبیھقی ج ۲ ص ۲۹۱ مطبوعہ نشر السنۃ ملتان)

[2] (صحیح مسلم کتاب الجھاد باب غزوۃ بدر ج ۲ ص ۱۰۲ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی)، (حجۃ اللہ علی العالمین فی معجزات سید المرسلین ص ۳۶۸۔۳۶۹ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)، (نسیم الریاض فی شرح شفاء القاضی عیاض ج۴ ص ۱۹۹ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)، (اتحاف سادۃ المتقین ج۸ ص ۳۳۹ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت)، (احیاء علوم الدین ج۲ ص ۳۸۶ مطبوعہ داراحیاء التراث العربی بیروت)، (مختصر سیرۃ الرسول عبدالوھاب نجدی ص ۱۰۲ مطبوعہ دار القلم بیروت)، (الوفا باحوال المصطفیٰ الباب الخامس عشر فی اخبار رسول اللہ ﷺ بالغائبات ج ا ص ۳۰۶ مطبوعہ مصطفیٰ البابی مصر)، (سبل الھدی و الرشاد غزوۃ بدر الکبری ج۴ ص ۵۴۔۵۵ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)، (البدایۃ و النھایۃ غزوۃ بدر العظمی ج۳ ص ۲۷۶ مطبوعہ مکتبۃ المعارف بیروت)، (السیرۃ النبویۃ لابن کثیر الطریق الی بدر ج ۲ ص ۴۴۷ مطبوعہ دار الکتاب العربی بیروت)، (الفصول فی اختصار سیرۃ الرسول لابن کثیر ص ۱۱۷ مطبوعہ دار القلم بیروت)، (التحفۃ اللطیفۃ فی تاریخ المدینۃ الشریفۃ لامام سخاوی باب مناقبہ و محاسنہ ج ا ص ۷ مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت)، (انسان العیون فی سیرۃ الامین المامون المعروفۃ بالسیرۃ الحلبیہ باب غزوۃ بدر الکبری ج ۲ ص ۳۹۵ مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت)، (صفوۃ الصفوۃ لابن جوزی ذکر طرف من اخبارہ بالغائبات ﷺ ج ا ص ۱۰۲ مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت)، (طبرانی الاوسط ج۸ ص ۲۱۹ رقم الحدیث ۸۴۵۳ مطبوعہ دار الحرمین القاھرۃ)

ترجمہ: شکاری آدمی نے کہا کہ میں نے آج کی طرح کبھی نہ دیکھا کہ بھیڑیا باتیں کر رہا ہے تو بھیڑیا بولا کہ اس سے عجیب بات یہ ہے کہ (ایک صاحب (حضور) دو میدانوں کے درمیانی نخلستان (مدینہ منورہ) میں ہیں اور تم کو گزشتہ اور آئندہ کی خبریں دے رہے ہیں۔[1]

(۱۸) تفسیر خازن پارہ ۴ زیر آیت ما کان اللہ لیذر المومنین علی ما انتم علیہ (پارہ ۴ سورہ ۳ آیت نمبر ۱۷۹) ہے:

قال رسول اللہ علیہ السلام عرضت علی امتی فی صورھا فی الطین کما عرضت علی ادم و اعلمت من یومن بی و من یکفر بی فبلغ ذلک المنافقین قالو ا استھزاء زعم محمداً انہ یعلم من یومن بہ و من یکفر ممن لم یخلق بعد و نحن معہ و ما یعرفنا فبلغ ذلک رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہٖ و اصحابہ و سلم فقام علی المنبر فحمداللہ و اثنی علیہ ثم قال ما بال اقوام طعنوا فی علمی لاتسئلو نی عن شئی فیما بینکم و بین الساعۃ الا انباتکم بہ۔

ترجمہ: حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ ہم پر ہماری امت پیش فرمائی گئی اپنی اپنی صورتوں میں مٹی میں جس طرح کہ حضرت آدم علیہ السلام پر پیش ہوئی تھی ہم کو بتادیا گیا کون ہم پر ایمان لاویگا اور کون کفر کرے گا۔ یہ خبر منافقین کو پہنچی تو وہ ہنس کر کہنے لگا کہ حضور علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ان کو لوگوں کی پیدائش سے پہلے ہی کافر و مومن کی خبر ہوگئی ہم تو ان کے ساتھ ہیں اور ہم کو نہیں پہچانتے یہ خبر حضور علیہ السلام کو پہنچی تو آپ منبر پر کھڑے ہوئے اور خدا کی حمد و ثنا کی پھر فرمایا کہ قوموں کا کیا حال ہے کہ ہمارے علم میں طعنے کرتے ہیں اب سے قیامت تک کسی چیز کے بارے میں جو بھی تم ہم سے پوچھوگے ہم تم کو خبر دیں گے۔

اس حدیث سے دو باتیں معلوم ہوئیں ایک یہ کہ حضور علیہ السلام کے علم میں طعنے کرنا منافقوں کا طریقہ ہے۔ دوسرے یہ کہ قیامت تک کے واقعات سارے حضور علیہ السلام کے علم میں ہیں۔[2]

(۱۹) مشکوۃ کتاب الفتن باب الملاحم فصل اول میں مسلم سے بروایت ابن مسعود رضی اللہ عنہ ہے:

انی لاعرف اسمآءھم و اسمآء اباءھم و الوان خیولھم خیر فوارس او من خیر فوارس علی ظھر الارض۔

ترجمہ: ہم ان (دجال سے جہاد کی تیاری کرنے والوں) کے نام ان کے باپ دادوں کے نام ان کے گھوڑوں کے رنگ پہچانتے ہیں، وہ روئے زمین پر بہترین سوار ہیں۔[3]

---

[1] (سیرۃ ابن اسحاق اعلام النبوۃ ص ۱۶۲ رقم الحدیث ۲۳۳ مطبوعہ معھد الدراسات و الابحاث للتعریب) (طبقات الکبری ابن سعد ذکر علامات النبوۃ بعد نزول الوحی علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ج ۱ ص ۱۷۴ مطبوعہ دار صادر بیروت)، (اعلام النبوۃ فی معجزہ بما ظھر من البھائم ص ۱۸۶ مطبوعہ دار الکتاب العربی بیروت)، (مسند احمد ج ۳ ص ۸۳ رقم الحدیث ۱۱۸۰۹ مطبوعہ مؤسسۃ قرطبۃ مصر)، (الاستیعاب ج ۲ ص ۶۳۹ مطبوعہ دار الجیل بیروت)، (دلائل النبوۃ للاصبھانی ص ۱۱۲۔۱۱۳ رقم الحدیث ۱۱۶ و ص ۱۸۲ رقم الحدیث ۲۳۴ مطبوعہ دار طیبۃ الریاض)

[2] (لباب التاویل فی معانی التنزیل المعروف تفسیر خازن ج ۱ ص ۳۲۴ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

[3] (مسلم رقم الحدیث ۲۲۲۴ کتاب الفتن باب فصل فی اشراط الساعۃ ج ۲ ص ۳۹۲ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی)۔ مسند احمد ج ۱ ص ۳۸۵۔ مستدرک للحاکم ج ۴ ص ۴۴۷۔ مصنف عبدالرزاق رقم الحدیث ۲۰۸۱۲۔ مصنف ابن ابی شیبہ ج ۱۵ ص ۱۳۹۔ (مشکوۃ المصابیح رقم الحدیث ۵۴۲۲ کتاب الفتن باب الملاحم الفصل

(۲۰) مشکوۃ شریف باب مناقب ابی بکر وعمر میں ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے بارگاہ رسالت میں عرض کیا کہ کیا کوئی ایسا بھی ہے جس کی نیکیاں تاروں کے برابر ہوں فرمایاہاں وہ عمر ہیں۔[1]

اس سے معلوم ہوا کہ حضور علیہ السلام کو قیامت تک کے سارے لوگوں کے تمام ظاہری اور پوشیدہ اعمال کی پوری خبر ہے اور آسمانوں کے تمام ظاہر و پوشیدہ تاروں کا بھی تفصیلی علم ہے۔ حالانکہ بعض بعض تارے اب تک فلاسفہ کو سائنسی آلات سے بھی معلوم نہ ہو سکے۔ حضور علیہ السلام نے ان دونوں چیزوں کو ملاحظہ فرماکر فرمایا کہ عمر کی نیکیاں تاروں کے برابر ہیں۔ دو چیزوں کی برابری یا کمی بیشی وہ ہی بتاسکتا ہے جسے دونوں چیزوں کا علم بھی ہو اور مقدار بھی معلوم ہو۔

ان کے علاوہ اور بہت سے احادیث پیش کی جاسکتی ہیں۔ مگر اختصار اسی قدر پر کفایت کی گئی ان احادیث سے اتنا معلوم ہوا کہ تمام عالم حضور علیہ الصلوٰۃ السلام کے سامنے اس طرح ہے جیسے اپنی کف دست۔ خیال رہے کہ عالم کہتے ہیں ماسواء اللہ کو تو عالم اجسام عالم ارواح عالم امر عالم امکان عالم ملائکہ عرش وفرش غرضیکہ ہر چیز پر حضور علیہ السلام کی نظر ہے اور عالم میں لوح محفوظ بھی ہے۔ جس میں سارے حالات ہیں۔ دوسرے یہ معلوم ہوا کہ اگلے پچھلے سارے واقعات پر بھی اطلاع رکھتے ہیں۔ تیسرے یہ معلوم ہوا کہ تاریک راتوں میں تنہائی کے اندر جو کام کئے جاویں وہ بھی نگاہ مصطفی علیہ السلام سے پوشیدہ نہیں کہ عبداللہ کے والد حذیفہ کو بتادیا۔ چوتھے یہ معلوم ہوا کہ کون کب مرے گا کہاں مرے گا۔ کس حال میں مرے گا۔ کافریا مومن عورت کے پیٹ میں کیا ہے یہ بھی میرے حضور علیہ السلام پر مخفی نہیں غرضیکہ ذرہ ذرہ اور قطرہ قطرہ علم میں ہے۔ ﷺ۔

الاول ص۴۶۷ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی)، (شرح العلامۃ الزرقانی علی المواھب اللدنیۃ ج۷ص۲۰۶ مطبوعہ دارالمرفۃ بیروت)، (مواھب اللدنیہ ج۳ص۹۵ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت)

[1] (مشکوۃ المصابیح باب مناقب ابی بکر وعمر الفصل الثالث ص۵۶۰ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی)

شارحین احادیث کے اقوال میں دربارہ علم غیب

(۱) عینی شرح بخاری، فتح الباری، ارشاد الساری شرح بخاری، مرقاۃ شرح مشکوۃ میں حدیث نمبر ۱ کے ماتحت ہے:

فیه دلالة علی انه اخبر فی المجلس الواحد بجمیع احوال المخلوقات من ابتدآءها الی انتهائها۔

ترجمہ: اس حدیث میں دلالت ہے کہ حضور علیہ السلام نے ایک ہی مجلس میں ساری مخلوقات کے سارے حالات کی از ابتداء تا انتہاء خبر دے دی۔[1]

(۲) مرقاۃ شرح مشکوۃ اور شرح شفا لملا علی قاری وزرقانی شرح مواہب، نسیم الریاض شرح شفا میں حدیث نمبر ۴ میں ہے:

و حاصله انه طوی له الارض و جعلها مجموعة کهیئة کف فیه مرءة ینظر الی جمعها و طواها بنقریب بعیدها الی قریبها حتی اطلعت علی ما فیها۔

ترجمہ: اس حدیث کا خلاصہ یہ ہے کہ حضور علیہ السلام کے لئے زمین سمیٹ دی گئی اور اس کو ایسا جمع فرمادیا گیا جیسے ایک ہاتھ میں آئینہ ہو اور وہ شخص اس پورے آئینے کو دیکھتا ہے اور زمین کو اس طرح سمیٹا کہ دور والی کو قریب کر دیا اس کے قریب کی طرف۔ یہاں تک کہ ہم نے دیکھ لیا ان تمام چیزوں کو جو زمین میں ہیں۔

مرقاۃ شرح مشکوۃ میں حدیث نمبر ۵ کے ماتحت ہے:

فعلمت بسبب وصول ذلک الفیض ما فی السموت و الارض یعنی ما اعلمه الله مما فیهما من الملٰئکة و الاشجار و غیرها و هو عبارة عن سعة علمه الذی فتح الله و قال ابن حجر ای جمیع الکائنات التی فی السموت بل و ما فوقها کما یستفاد من قصة المعراج و الارض هی بمعنی الجنس و جمیع ما فی الارضین السبع بل و ما تحتها کما افاده اخباره علیه السلام عن النور و الحوت الذی علیهما الارضون۔

ترجمہ: اس فیض کے پہنچنے سے ہم نے تمام وہ چیزیں جان لیں جو آسمانوں اور زمین میں ہیں یعنی آسمان و زمین میں وہ چیزیں جو اللہ نے بتائیں فرشتے اور درخت وغیرہ یہ آپ کے اس وسیع علم کا بیان ہے جو اللہ تعالیٰ نے آپ پر ظاہر فرمایا۔ ابن حجر نے فرمایا کہ جان لی وہ تمام مخلوقات جو آسمانوں (بلکہ جو اس کے اوپر ہے) جیسا کہ حدیث معراج سے معلوم ہوتا ہے) اور زمین میں ہے اور تمام وہ چیزیں جو ساتوں زمین بلکہ جو اس کے نیچے ہیں جیسا کہ ان حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے جن میں حضور علیہ السلام نے گائے اور مچھلی کی خبر دی جن پر زمینیں قائم ہیں۔[2]

---

[1] (مرقاہ شرح المشکوۃ ج ۱۱ ص ۴ مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان)، (ارشاد الساری ج۵ ص ۲۵۰)، (حاشیہ صحیح البخاری ج ۱ ص ۴۵۳ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی)، (فتح الباری شرح صحیح بخاری ج ۶ ص ۲۹۱ مطبوعہ دار النشر الکتب الاسلامیہ لاہور)، (عمدۃ القاری ج ۱۵ ص ۱۱۰ مطبوعہ دار الفکر بیروت)

[2] (مرقاۃ شرح المشکوۃ ج ۲ ص ۲۱۰ مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان)

شارحین احادیث کے اقوال میں دربارہ علم غیب

اشعۃ اللمعات شرح مشکوۃ میں اسی حدیث کے ماتحت ہے:

دانستم ہرچہ در آسمانہا و ہرچہ در زمینھا بود عبارت ست از حصول تمامہ علوم جزئی و کلی واحاطہ آں۔

ترجمہ: یہ حدیث تمام جزئی و کلی علموں کے حاصل ہونے اور اس کے احاطہ کا بیان ہے۔[1]

اشعۃ اللمعات میں حدیث نمبر ۷ کے ماتحت بیان فرمایا:

پس ظاہر شد مراہر چیز از علوم و شناختم ہمہ را۔

ترجمہ: ہم پر ہر قسم کا علم ظاہر ہو گیا اور ہم نے سب کو پہچان لیا۔[2]

علامہ زرقانی شرح مواہب میں اسی حدیث نمبر ۷ کے ماتحت فرماتے ہیں:

ای اظہر و کشف لی الدنیا بحیث احطت بجمیع ما فیھا فانا انظر الیھا و الی ما ھو کائن فیھا الی یوم القیمۃ کانما انظر الی کفی ھذہ اشارۃ الی انہ نظر حقیقۃ دفع بہ انہ ارید بالنظر العلم۔

ترجمہ: یعنی ہمارے سامنے دنیا ظاہر کی گئی اور کھولی گئی کہ ہم نے اس کی تمام چیزوں کا احاطہ کر لیا پس ہم اس دنیا کو اور جو کچھ اس میں قیامت تک ہونے والا ہے اس طرح دیکھ رہے ہیں جیسے کہ اس میں اس طرف اشارہ ہے کہ حضور علیہ السلام نے حقیقۃً ملاحظہ فرمایا یہ احتمال دفع ہو گیا کہ نظر سے مراد علم ہے۔[3]

(۸) امام احمد قسطلانی مواہب شریف میں زیر حدیث نمبر ۸ فرماتے ہیں:

و لا شک ان اللہ قد اطلعہ علی ازید من ذلک و القی علیہ علم الاولین و الاخرین۔

ترجمہ: اس میں شک نہیں کہ اللہ نے حضور کو اس سے بھی زیادہ پر مطلع فرمایا اور آپ کو سارے اگلے پچھلے حضرات کا علم دیا۔[4]

ملا علی قاری مرقاۃ میں حدیث نمبر ۱۷ کے ماتحت فرماتے ہیں:

یخبرکم بما مضی ای سبق من خبر الاولین من قبلکم و ما ھو کائن بعد کم ای من نبا الاخرین فی الدنیا و من احوال الاجمعین فی العقبی۔

---

[1] (اشعۃ اللمعات فارسی الفصل الثانی باب المساجد ج ۱ ص ۳۵۷ مطبوعہ مکتبہ حقانیہ پشاور)

[2] (اشعۃ اللمعات فارسی مطبوعہ مکتبہ حقانیہ پشاور)

[3] (شرح العلامۃ الزرقانی علی المواہب اللدنیۃ المقصد الثامن الفصل الثالث القسم الثانی ج ۷ ص ۲۰۶ مطبوعہ دار المرفۃ بیروت)

[4] (مواہب اللدنیہ المقصد الثامن الفصل الثالث ج ۳ ص ۹۵ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

ترجمہ: تم کو حضور علیہ السلام اگلوں کی گزری ہوئی خبریں دیتے ہیں اور جو کچھ تمہارے بعد پچھلوں کی خبریں ہیں وہ بھی بتاتے ہیں۔ دنیاوی حالات اور آخرت کے سارے حالات۔

(۹) مرقاۃ میں حدیث نمبر ۱۹ کے ماتحت فرماتے ہیں:

فیہ مع کونہ من المعجزات دلالۃ علی ان علمہ علیہ السلام محیط بالکلیات و الجزئیات من الکائنات و غیرھا۔

ترجمہ: اس حدیث میں معجزہ ہونے کے ساتھ ہی ساتھ اس پر بھی دلالت ہے کہ حضور علیہ السلام کا علم کلی اور جزئی واقعات کو گھیرے ہوئے ہے۔[1]

محدثین کے ان ارشادات سے معلوم ہوا کہ حضور علیہ السلام تمام عالم کو اور اس میں ازل تا ابد ہونے والے واقعات کو اس طرح ملاحظہ فرمارہے ہیں۔ جیسے کوئی اپنے ہاتھ میں آئینہ لے کر اس کو دیکھتا ہے اس عالم میں لوح محفوظ بھی ہے دوسرے یہ معلوم ہوا کہ تمام اولین و آخرین یعنی انبیاء و ملائکہ و اولیاء کا علم آپ کو عطا فرمایا گیا۔ انبیاء میں حضرت آدم و حضرت خلیل و حضرت خضر علیہم السلام داخل ہیں۔ اور ملائکہ میں حاملین عرش اور حاضرین لوح محفوظ بھی شامل ہیں اور ان کا علم تو سارے ماکان و مایکون کو محیط ہے۔ تو حضور علیہ السلام کے علم کا کیا پوچھنا۔ اس وسعت علم میں علوم خمسہ بھی آ گئے۔

[1] (مرقاۃ شرح المشکوۃ ج ۱۰ ص ۱۵۱ مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان)

علمائے امت کے اقوال کے بیان میں دربارہ علم غیب

مدارج النبوۃ کے خطبہ میں شیخ عبد الحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

هُوَ الْأَوَّلُ وَالْآخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ (الحدید ۳)

ترجمہ: وہ ہی اول ہے وہ ہی آخر وہ ہی ظاہر وہ ہی پوشیدہ اور وہ ہر چیز کو جانتا ہے۔

یہ خدا کی حمد بھی ہے اور نعت مصطفی علیہ السلام بھی۔

چنانچہ شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

ووے دانا است بہمہ چیز از شیونات واحکام وصفات حق واسماء وافعال وآثار و بجمیع علوم ظاہر و باطن واول وآخر احاطہ نمودہ ومصداق فوق کل ذی علم علیم شد۔

ترجمہ: حضور علیہ السلام تمام چیزیں کے جاننے والے ہیں اور انہوں نے خدائے پاک کی شانیں اس کے احکام حق تعالیٰ کے صفات اور افعال اور سارے ظاہری باطنی اول و آخر کے علوم کا احاطہ فرمالیا ہے۔[1]

اسی مدارج جلد اول باب پنجم در ذکر فضائل آنحضرت صفحہ ۱۴۴ میں ہے:

از زمان آدم تا نفخۂ اولیٰ بروے علیہ السلام منکشف ساختند تاہمہ احوال اوداز اول وآخر معلوم گرددو یاران خود رانیز از بعضے احوال خبر داد۔

ترجمہ: حضرت آدم علیہ السلام سے صور پھونکنے تک تمام حضور علیہ السلام پر ظاہر فرمادیا تاکہ اول سے آخر تک کے سارے حالات آپ کو معلوم ہو جائیں اور حضور علیہ السلام نے بعض حالات کی خبر اپنے صحابہ کو بھی دی۔[2]

علامہ زرقانی شرح مواہب لدنیہ میں فرماتے ہیں:

وقد تواترت الاخبار واتفقت معانیها علی اطلاعه علیه السلام علی الغیب ولا ینافی الایت الدالة علی انه لا یعلم الغیب الا الله لان المنفی علمه علیه السلام من غیر واسطة اما اطلاعه علیه باعلام الله فمحقق بقوله تعالی الا من ارتضی من رسول۔

ترجمہ: احادیث اس پر متواتر ہیں اور ان کے معانی اس پر متفق ہیں کہ حضور علیہ السلام کو غیب پر اطلاع ہے اور یہ مسئلہ ان آیتوں کے خلاف نہیں جو اس پر دلالت کرتی ہیں کہ خدا کے سوا کوئی غیب نہیں جانتا کیونکہ جس غیب کی نفی ہے وہ علم بغیر

---

[1] (مدارج النبوۃ مقدمۃ الکتاب ج ۱ ص ۲۔۳ مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر)

[2] (مدارج النبوۃ باب پنجم وصل خصائص آنحضرت ﷺ ج ۱ ص ۱۴۴ مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر)

واسطہ ہے (ذاتی) لیکن حضور کا غیب پر مطلع ہونا اللہ کے بتانے سے وہ ثابت ہے رب کے اس قول سے کہ سوائے پسندیدہ رسول کے۔

شفا شریف میں قاضی عیاض علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں (ماخوذ از خرپوتی شرح قصیدہ بردہ):

خص اللہ تعالیٰ بہ علیہ السلام بالاطلاع علی جمیع مصالح الدنیا والدین ومصالح امتہ وکان فی الامم وماسیکون فی امتہ من النقیر والقطمیر وعلی جمیع فنون المعارف کاحوال القلب والفرائض والعبادۃ والحساب۔

ترجمہ: اللہ نے حضور علیہ السلام کو خاص فرمایا تمام دینی و دنیاوی مصلحتوں پر مطلع فرماکر اور اپنی امت کے مصلحت اوگزشتہ امتوں کے واقعات اور اپنی امت کے اونیٰ سے ادنیٰ واقعہ پر خبر دار فرمادیا۔ اور تمامی معرفت کے فنون پر مطلع فرمادیا جیسے دل کے حالات و فرائض عبادات اور علم حساب۔

قصیدہ بردہ میں ہے:

فان من جودک الدنیا وضرتھا — ومن علومک علم اللوح والقلم

ترجمہ: دنیا و آخرت آپ ہی کے کرم سے ہے اور لوح و قلم کا علم آپ کے علوم کا بعض حصہ ہے۔[1]

شرح قصیدہ بردہ مصنفہ علامہ ابرہیم بیجوری میں اس شعر کے ماتحت ہے:

فان قیل اذا کان علم اللوح والقلم بعض علومہ علیہ السلام فما البعض الاخر اجیب بان البعض الاخر ہو ما اخبرہ اللہ تعالی من احوال الاخرۃ لان القلم انما کتب فی اللوح ماہو کائن الی یوم القیمۃ۔

ترجمہ: اگر کہا جاوے کہ جب لوح و قلم کا علم حضور کے علوم کا بعض ہوا تو دوسرے بعض کون سے علوم ہیں جواب دیا جاوے گا کہ وہ بعض آخرت کے حالات کا علم ہے جس کی اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ السلام کو خبر دی کیونکہ قلم نے تولوح میں وہ ہی لکھا ہے جو قیامت تک ہونے والا ہے۔

ملا علی قاری حل العقد شرح قصیدہ بردہ میں اسی شعر کے ماتحت فرماتے ہیں:

وکون علومھا من علومہ علیہ السلام ان علومہ تتنوع الی الکلیات والجزئیات و حقائق ومعارف وعوارف تتعلق بالذات والصفات وعلمھا یکون نھراً من یحور علمہ و حرفاً من سطور علمہ۔

ترجمہ: اور لوح و قلم کے علوم حضور علیہ السلام کے علوم کے بعض اس لئے ہیں کہ حضور کے علوم منقسم ہیں جزئیات اور کلیات اور حقائق اور معرفت اور ان معرفتوں کی طرف جس کا تعلق ذات اور صفات سے ہے لہٰذا لوح و قلم کا علم حضور کے علم دریاؤں کی ایک نہر ہے اور حضور علیہ السلام کے علم کی سطروں کا ایک حرف۔[1]

---

[1] (قصیدۃ البردۃ ص ۰ ا مطبوعہ الشئون الدینیۃ دولۃ قطر)

ان عبارتوں نے فیصلہ فرمادیا کہ وہ لوح وقلم جن کے علوم کو قرآن نے فرمایا کہ:

وَلَا رَطْبٍ وَلَا يَابِسٍ إِلَّا فِي كِتَابٍ مُبِينٍ (الأنعام ۵۹)

ترجمہ: کوئی خشک وتر چیز ایسی نہیں جو لوح محفوظ میں نہ ہو۔

اس کے علوم علم مصطفی ﷺ کے سمندروں کا ایک قطرہ ہے تو معلوم ہوا کہ ماکان ومایکون کا علم حضور علیہ السلام کے علم کے دفتر کا ایک نقطہ ہے۔

امام بوصیری صاحب قصیدہ بردہ اپنے دوسرے قصیدہ ام القرط میں فرماتے ہیں:

وسع العالمین علما وحلما فھو بحر لم تعیھا الاعیاء

ترجمہ: حضور علیہ السلام نے اپنے علم واخلاق سے جہانوں کو گھیر لیا۔ پس آپ ایسے سمندر ہیں کہ اس کو گھیرنے والے نہ گھیر سکے۔[2]

شیخ سلیمان جمل اس شعر کی شرح میں فتوحات احمدیہ میں فرماتے ہیں:

ای وسع علمه علوم العلمین الانس والجن والملٰئکة لان الله تعالیٰ اطلعه علی العالم کله فعلم علم الاولین والاخرین وما کان ومایکون وحسبک علمه علم القرآن وقد قال الله تعالی مافرطنا فی الکتب من شئی۔

ترجمہ: فرشتوں آپ کا علم تمام جہانوں یعنی جن وانسان اور فرشتوں کے علم ک گھیرے ہوئے ہے کیونکہ رب تعالیٰ نے آپ کو تمام عالم پر خبر دار فرمایا پس اگلے پچھلوں کا علم سکھایا اور ماکان ومایکون بتایا اور حضور علیہ السلام کے علم کے لئے علم قرآن کافی ہے کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے ہم نے اس کتاب میں کوئی چیز اٹھا نہ رکھی۔

امام ابن حجر مکی اس شعر کی شرح میں افضل القری میں فرماتے ہیں:

لان الله تعالیٰ اطلعه علی العالم فعلم الاولین والاخرین وما کان ومایکون۔

ترجمہ: کیونکہ اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ الصلوٰۃ السلام کو تمام جہان پر خبر دار فرمایا پس آپ نے اولین وآخرین کو اور جو کچھ ہو چکا اور جو کچھ ہوگا اس کو جان لیا۔[3]

ان عبارتوں سے معلوم ہوا کہ سارے جہان والوں کا علم حضور علیہ السلام کو دیا گیا۔ جہان والوں میں حضرت آدم وملائکہ اور ملک الموت اور شیطان وغیرہ سب ہی ہیں۔ اور ملک الموت وشیطان کے لئے علم غیب تو دیوبندی بھی جانتے ہیں۔

---

[1](الزبدة العمدة فی شرح البردة ص ۱۱۷ مطبوعہ جمیعۃ علماء سکندریہ خیرپور سندھ)

[2](مجموع المتون متن قصیدة الهمزیة فی مدح خیر البریة ص ۱۸ مطبوعہ قطر)

[3](انباء المصطفیٰ بحال سرّ واخفی ص ۱۹۔۲۰ مطبوعہ دار الرضاء لاهور)

علمائے امت کے اقوال کے بیان میں درباره علم غیب

امام بوصیری قصیدہ بردہ میں فرماتے ہیں:

و کلھم من رسول اللہ ملتمس غرفاً من البحر ادر شفا من الدیم

تمام رسول حضور علیہ السلام سے ہی لینے والے ہیں

سمندر سے ایک چلو یا تیز بارش سے چھینٹا

علامہ خرپوتی شرح قصیدہ بردہ میں اس شعر کے ماتحت فرماتے ہیں:

ان جمیع الانبیآء کل واحد منھم طلبوا واخذو العلم من علمہ علیہ السلام الذی کالبحر فی السعۃ والکرم من کرمہ علیہ السلام الذی ھو کالدیم لانہ علیہ السلام مفیض وھم مستفاضون لانہ تعالی خلق ابتداء روحہ علیہ السلام ووضع علوم الانبیاء وعلم ما کان ومایکون ثم خلقھم فاخذوا علومھم منہ علیہ السلام۔

ترجمہ: ہر نبی نے حضور علیہ السلام کے اس علم سے مانگا اور لیا جو وسعت میں سمندر کی طرح ہے اور سب نے کرم حضور علیہ السلام کے اس کرم سے حاصل کیا جو تیز بارش کی طرح ہے کیونکہ حضور علیہ السلام فیض دینے والے ہیں اور وہ نبی فیض لینے والے۔ کیونکہ رب تعالیٰ نے اولاً حضور علیہ السلام کی روح پیدا فرمائی پھر اس روح میں نبیوں کے اور ماکان ومایکون کے علم رکھے پھر ان رسولوں کو پیدا فرمایا پس ان سب نے اپنے علوم حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے لئے۔ [1]

حافظ سلیمان ابریز شریف صفحہ ۲۵۸ فرماتے ہیں:

یعلم علیہ السلام من العرش الی الفرش ویطلع علی جمیع ما فیھا وھذا العلوم بالنسبۃ الیہ علیہ السلام کالف من ستین جزء التی ھی القرآن العزیز۔

ترجمہ: حضور علیہ السلام عرش سے فرش تک کو جانتے ہیں اور جو کچھ ان میں ہے اس کی خبر رکھتے ہیں اور یہ سارے علوم حضور علیہ السلام کی نسبت سے ایسے ہیں جیسے الف ۶۰ جزو کی نسبت ہے جو قرآن کریم ہیں۔

امام قسطلانی مواہب میں فرماتے ہیں:

النبوۃ ماخوذۃ من النبا بمعنی الخبر ای اطلعہ اللہ علی الغیب۔

ترجمہ: نبوت نبا سے مشتق ہے جس کے معنے ہیں خبر یعنی اللہ نے ان کو غیب پر خبردار فرمایا۔ [2]

مواہب لدنیہ جلد دوم صفحہ ۱۹۲ القسم الثانی فیما اخبر بہ علیہ السلام من الغیوب میں ہے:

لاشک ان اللہ تعالی قد اطلعہ علی ازید من ذلک والقی علیہ علم الاولین والاخرین۔

---

[1] (عصیرۃ الشھیدۃ شرح قصیدۃ بردۃ از علامہ خرپوتی ص ۸۳ مطبوعہ نور محمد کراچی)

[2] (مواھب اللدنیہ المقصد الثانی الفصل الاول ج ۲ ص ۴۵-۴۶ مطبوعہ المکتب الاسلامی بیروت)

ترجمہ: اس میں شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ السلام کو اس سے بھی زیادہ پر اطلاع دی اور آپ پر اگلوں پچھلوں کا علم پیش کر دیا۔[1]

حضرت مجدد الف ثانی مکتوبات شریف جلد اول مکتوب ۳۱۰ میں فرماتے ہیں:

ہر علم کہ مخصوص بہ اوست سبحانہ، خاص رسل را اطلاع مے بخشند مدارج النبوۃ جلد اول میں ہے۔ از بعضے صلحا از اہل فضل شنیدہ شدہ کہ بعضے از عرفا کتابے نوشتہ امذ اثبات کردہ اند کہ آں حضرت را تمام علوم الٰہی معلوم ساختہ بودند و ایں سخن بظاہر مخالف بسیارے از اولہ است۔

ترجمہ: جو علم رب تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے اس پر خاص رسولوں کو اطلاع دیتے ہیں۔ بعض علمائے صالحین میں سے سنا گیا ہے کہ بعض عارفین نے کوئی کتاب لکھی ہے جس میں ثابت کیا ہے کہ حضور علیہ السلام کو تمام علوم الہیہ معلوم کرا دیئے گئے تھے۔ یہ کلام بظاہر تو بہت سے دلائل کے خلاف ہے نہ معلوم کہ قائل نے اس سے کیا مراد لی ہے۔

یہ عبارت اس لئے پیش کی گئی کہ بعض لوگوں نے حضور علیہ الصلوٰۃ السلام کا علم خدا کے علم کے برابر مانا اور فرق صرف ذاتی اور عطائی کا جانا۔ مگر شیخ عبد الحق نے ان کو مشرک نہ مانا۔ بلکہ عارف کہا۔ معلوم ہوا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے علم غیب ماننا شرک نہیں۔ میر زاہد رسالہ کے خطبہ میں ہے۔

کان صوادق التصدیقات بطبائعھا متوجھتہ الی حضرتہ الاقدس و حقائق التصورات بانفسھا مائلتہ الی جناب المقدس فروجہ المعلی مرکز المعقولات تصوراتھا و تصدیقاتھا و نفسہ العلیا منبع العقلیات نظریاتھا و فطریاتھا۔

اس کی شرح لواء الہدی مصنفہ غلام یحییٰ میں اس عبارت کے ماتحت ہے:

فداتہ علیہ السلام جامع بین جمیع انحاء العلوم۔

سبحان اللہ اس عبارت نے پردے اٹھا دیئے۔ منطقیوں نے بھی بارگاہ نبوت میں پیشانی رگڑ دی۔

مولانا بحر العلوم عبد العلی لکھنوی علیہ الرحمۃ خطبہ حواشی میر زاہد رسالہ میں فرماتے ہیں:

علمہ علو ما ما احتوی علیہ العلم الاعلی و ما استطاع علی احاطتھا اللوح الاوفی لم یلد الدھر مثلہ من الازل و لم یلد الی الابد فلیس لہ من فی السموت و الارض کفواً احد۔

ترجمہ: حضور علیہ السلام کو رب نے وہ علوم سکھائے جن پر علم اعلیٰ بھی مشتمل نہیں اور جس کے گھیرنے پر لوح محفوظ قادر نہیں نہ تو آپ کی مثل زمانے میں پیدا ہوا نا زل سے اور نہ ابد تک ہو اور آسمانوں و زمین میں کوئی آپ کا ہمسر نہیں۔

[1] (مواھب اللدنیہ المقصد الثامن الفصل الثالث ج ۳ ص ۹۵ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

علمائے امت کے اقوال کے بیان میں دربارہ علم غیب

علامہ شنوائی جمع النہایۃ میں فرماتے ہیں:

قدوارد ان اللہ تعالی لم یخرج النبی علیہ السلام حتی اطلعہ علی کل شئی۔

ترجمہ: یہ وارد ہو چکا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نبی علیہ السلام کو دنیا سے نہ نکالا یہاں تک کہ آپ کو ہر چیز پر مطلع فرمادیا۔[1]

شرح عقائد نسفی صفحہ ۱۷۵ میں ہے:

بالجملۃ العلم بالغیب امر تفرد بہ اللہ تعالی لا سبیل الیہ للعباد الا باعلام منہ او الھاما بطریق المعجزۃ او الکرامۃ۔

ترجمہ: خلاصہ کلام یہ ہے کہ غیب جاننا ایک ایسی بات ہے جو خدا سے خاص ہے بندوں کو اس تک کوئی راہ نہیں بغیر رب کے بتائے یا الہام فرمائے معجزے یا کرامت کے طریقہ پر۔

درمختار شروع کتاب الحج میں ہے:

فرض الحج سنۃ تسع و انما اخرہ علیہ السلام العشر لعذر مع علمہ ببقاء حیوتہ لیکمل التبلیغ۔

ترجمہ: حج سنہ ۹ھ میں فرض ہوا اور حضور علیہ السلام نے اس کو سنہ ۱۰ھ تک موخر فرمایا کسی عذر کی وجہ سے اور حضور علیہ السلام کو اپنی زندگی پاک کے باقی رہنے کا علم بھی تھا۔ تاکہ تبلیغ پوری ہو جائے۔[2]

اس عبارت سے معلوم ہوا کہ کب وفات ہوگی اس کا جاننا علوم خمسہ سے ہے مگر حضور علیہ السلام کو اپنی وفات کی خبر تھی۔ کہ سنہ ۹ھ میں نہ ہوگی۔ اسی لئے اس سال حج نہ فرمایا۔ ورنہ حج فرض ہوتے ہی اس کا ادا کرنا ضروری ہے۔ کیونکہ ہم کو موت کی خبر نہیں۔

خرپوتی نے شرح قصیدہ بردہ میں اس شعر کے ماتحت بیان فرمایا:

و واقفون لدیہ عند حدھم وفی حدیث یروی عن معاویۃ انہ کان یکتب بین یدیہ علیہ السلام فقال لہ الق الدواۃ وحرف القلم واقم الباء وفرق السین ولا تعور المیم مع انہ علیہ السلام لم یکتب ولم یقرء من کتاب الاولین۔

ترجمہ: حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے حدیث مروی ہے کہ وہ حضور علیہ السلام کے سامنے لکھا کرتے تھے۔ پس حضور علیہ السلام نے ان کو فرمایا کہ دوات اس طرح رکھو۔ قلم کو پھیر اب کو سیدھا کرو سین میں فرق کرو اور میم کو ٹیڑھا کرو۔ باوجودیکہ حضور علیہ السلام نے لکھنا نہ سیکھا اور نہ اگلوں کی کتاب پڑھی۔

تفسیر روح البیان میں زیر آیت ولا تخطہ بیمینک (پارہ ۲۱ سورہ ۲۹ آیت نمبر ۴۸) ہے:

کان علیہ السلام یعلم الخطوط و یخبر عنھا۔

---

[1] (خالص الاعتقاد ۲۷ مطبوعہ دار الرضا لاہور)

[2] (الدر المختار کتاب الحج ص ۱۵۹ مطبوعہ مطبع مجتبائی لاہور پاکستان)

ترجمہ: حضور علیہ السلام خطوں کو جانتے تھے اور اس کی خبر بھی دیتے تھے۔[1]

اس سے ثابت ہوا کہ حضور علیہ السلام علم خط بھی بخوبی جانتے تھے۔ اس کی پوری تحقیق ہماری کتاب شان حبیب الرحمن بآیات القرآن میں دیکھیے مثنوی شریف میں ہے۔

سرمہ کن در چشم خاک اولیاء | تا ببینی ز ابتداء تا انتہا
کاملاں از دور نامت بشنوند | تا بقعر تار و پودت در روند
بلکہ پیش از زادن تو سالہا | دیدہ باشندت بچندیں حالہا
حال تو دانند یک یک مو بمو | زانکہ پر ہستند از اسرار ہو

اسی مثنوی شریف میں مولانا کفار قیدیوں کا ایک واقعہ نقل فرما کر فرماتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ السلام نے ارشاد فرمایا:

بنگرم سر عالم بینم نہاں | آدم و حوا نرستہ از جہاں
من شمار او قت ذرات الست | دیدہ ام پابستہ و منکوس و پست
از حدوث آسماں بے عمد | آنچہ دانستہ بدم افزوں نہ شد

یعنی ہم سارے جہان کو اس وقت سے دیکھ رہے ہیں جب آدم و حوا پیدا بھی نہ ہوئے تھے اے کافر قیدیو ہم نے تمہیں میثاق کے دن مومن اور نمازی دیکھا تھا۔ اس لئے تمہیں قید کیا ہے کہ تم ایمان لاؤ۔ بے ستون آسمان کی پیدائش ہم نے دیکھی ہے اس سے کچھ نہ زیادہ ہوا۔

علمائے کرام کے ان اقوال سے معلوم ہوا کہ حضور علیہ السلام کو رب تعالیٰ نے سارے انبیاء ملائکہ سے زیادہ علوم عطا فرمائے لوح و محفوظ و قلم کے علوم حضور علیہ السلام کے علموں کا قطرہ ہے اور عالم کی کوئی چیز ایسی نہیں جو اس چشم حق بین سے مخفی رہی ہو۔

---

[1] (تفسیر روح البیان ج ۶ ص ۲۱۰ مطبوعہ داراحیاء التراث العربی بیروت)

مخالفین کی تائید کے بیان میں

اب تک تو موافقین کی عبارات سے علم غیب حضور علیہ السلام کے لئے ثابت کیا گیا۔ اب مخالفین کے اکابر کی وہ عبارات پیش کی جاتی ہیں۔ جن سے مسئلہ علم غیب بخوبی حل ہو جاتا ہے۔

حاجی امداد اللہ صاحب شمائم امدادیہ صفحہ ۱۱۰ میں فرماتے ہیں کہ لوگ کہتے ہیں کہ علم غیب انبیاء واولیاء کو نہیں ہوتا میں کہتا ہوں کہ اہل حق جس طرف نظر کرتے ہیں۔ دریافت وادراک مغیبات کا ان کو ہوتا ہے۔ اصل میں یہ علم حق ہے۔ آنحضرت علیہ السلام کو حدیبیہ اور حضرت عائشہ کے معاملات کی خبر نہ تھی۔ اس کو دلیل اپنے دعویٰ کی سمجھتے ہیں۔ یہ غلط ہے کیونکہ علم کے واسطے توجہ ضروری ہے۔[1]

مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی لطائف رشیدیہ صفحہ ۷ ۲ میں فرماتے ہیں:

انبیاء علیہ السلام کو ہر دم مشاہدہ امور غیبیہ اور تیقظ (حضور حق تعالیٰ کا رہتا ہے)۔

کما قال النبی علیہ السلام لو تعلمون ما اعلم لضحکم قلیلاً و لبکیتم کثیراً اور فرمایا انی اری مالاً ترون۔[2]

مولوی اشرف علی صاحب تھانوی تکمیل الیقین مطبوعہ ہندوستان پرنٹنگ پریس صفحہ ۱۳۵ میں فرماتے ہیں کہ شریعت میں وارد ہوا ہے کہ رسل واولیاء غیب اور آئندہ کی خبر دیا کرتے ہیں۔ کیونکہ جب خدا غیب اور آئندہ کے حوادثات کو جانتا ہے اس لئے کہ ہر حادث اس کے علم سے اسی کے ارادے کے متعلق ہونے سے اسی کے فعل سے پیدا ہوتا ہے تو پھر اس سے کون امر مانع ہو سکتا ہے۔ کہ یہ ہی خدا ان رسل واولیاء میں سے جسے چاہے اسے غیب یا آئندہ کی خبر دے دے۔ اگرچہ ہم اس کے قائل ہیں کہ فطرت انسانی کا یہ مسقضی نہیں کہ وہ بذاتہ اور خود مغیبات میں سے کسی شے کو جان سکے لیکن اگر خدا کسی کو بتادے تو اس کو کون روک سکتا ہے۔ پس ان لوگوں کو جو کچھ معلوم ہوتا ہے وہ خدا کے بتائے سے ہی معلوم ہوتا ہے اور پھر وہ لوگ اوروں کو خبر دے دیتے ہیں۔ ان میں سے ایسا کوئی نہیں جو بذاتہ علم غیب کا دعویٰ کرتا ہو۔ چنانچہ شریعت محمدیہ بالذات علم غیب کے دعویٰ کرنے کو اعلیٰ درجہ کے ممنوعات میں شمار کرتی ہے۔ اور جو اس کا دعویٰ کرے اس کو کافر بتاتی ہے۔

مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی تحذیر الناس کے صفحہ ۴ پر لکھتے ہیں:

علوم اولین مثلاً اور ہیں اور علوم آخرین اور لیکن وہ سب علم رسول اللہ میں مجتمع ہیں۔ اسی طرح سے عالم حقیقی رسول اللہ ہیں اور انبیاء باقی اور اولیاء بالعرض ہیں۔

[1] (ماخوذ از انوار غیبیہ صفحہ ۲۵)

[2] (انوار غیبیہ صفحہ ۳۲)

اس آخری عبارت پر غور کرنا چاہئیے کہ مولوی قاسم صاحب نے حضور علیہ السلام میں اولین اور آخرین کا علم جمع مانا ہے۔ اور اولین میں حضرت آدم و حضرت خلیل و حضرت ابراہیم علیہم السلام اسی طرح سارے ملائکہ حاملان عرش و حاضرین لوح محفوظ بھی شامل ہیں لہذا ان سب کے علوم سے حضور علیہ الصلوۃ والسلام کا علم زیادہ ہونا چاہئیے۔ حضرت آدم علیہ السلام کے علم کو ہم بیان کر چکے ہیں۔

علم غیب کے عقلی دلائل اور اولیاء کے علم غیب کے بیان میں

چند عقلی دلائل سے بھی علم ماکان ومایکون کا ثابت ہے وہ دلائل حسب ذیل ہیں:

(۱) حضور سید عالم ﷺ سلطنت الہیہ کے وزیر اعظم بلکہ خلیفہ اعظم ہیں۔ حضرت آدم علیہ السلام کو خلیفہ اللہ بنایا گیا۔ تو حضور علیہ السلام اس سلطنت کے خلیفہ اعظم اور زمین میں نائب رب العلمین ہیں۔ اور سلطنت کے مقرر کردہ حاکم میں دو وصف لازم ہیں۔ ایک تو علم دوسرے اختیارات۔ اس دنیاوی سلطنت کے حکام جس قدر بڑا درجہ رکھتے ہیں۔ اسی قدر ان کی معلومات اور اختیارات زیادہ ہوتے ہیں۔ کلکٹر کو سارے ضلع کا علم واختیارات۔ وائسرائے کو سارے ملک کے متعلق علم واختیارات ضروری ہیں کہ ان دو وصفوں کے بغیر وہ حکومت کر ہی نہیں سکتا۔ اور سلطانی قانون رعایا میں جاری ہی نہیں کر سکتا۔ اسی طرح حضرات انبیاء میں جن کا جس قدر بڑا درجہ اسی قدر ان کے اختیارات اور علم زیادہ۔ حضرت آدم علیہ السلام کی خلافت کی رب العالمین نے ان کے علم ہی سے ثابت فرمایا کہ چونکہ ان کو اتنا وسیع علم دیا ہے وہ ہی خلافت الہیہ کے لئے موزوں ہیں پھر ملائکہ سے سجدہ کرانا ان کے اختیارات خصوصیہ کا ثبوت تھا کہ ملائکہ بھی ان کے سامنے جھک گئے۔ چونکہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ السلام سارے عالم کے نبی اور عرش وفرش کے لوگ آپ کے امتی ہیں۔ لہٰذا ضروری تھا کہ آپ کو تمام انبیاء سے زیادہ علم اور زیادہ اختیارات دیئے جاویں۔ اسی لئے بہت سے معجزات دکھائے گئے۔ چاند اشارے سے پھاڑا۔ ڈوبا ہوا سورج واپس فرمایا۔ بادل کو حکم دیا۔ پانی برسا، پھر حکم دیا۔ کھل گیا۔ یہ سب اپنے خداداد اختیارات کا اظہار تھا۔

(۲) مولوی قاسم صاحب نانوتوی نے تحذیر الناس میں لکھا ہے کہ انبیاء امت سے علوم ہی میں ممتاز ہوتے ہیں۔ رہا عمل۔ اس میں بظاہر کبھی امتی نبی سے بڑھ جاتے ہیں۔ جس سے معلوم ہوا کہ عمل میں امتی نبی سے بڑھ سکتے ہیں۔ مگر علم میں نبی کا زیادہ ہونا ضروری ہے اور حضور علیہ السلام کے امتی تو ملائکہ بھی ہیں لِيَكُونَ لِلْعَالَمِينَ نَذِيرًا (الفرقان ۱) تو علم میں حضور علیہ السلام کا ملائکہ سے زیادہ ہونا ضروری ہے ورنہ پھر حضور علیہ السلام کس وصف میں امت سے افضل ہوں گے اور ملائکہ حاضرین لوح محفوظ کو تو ماکان ومایکون کا علم ہے۔ لہٰذا ضروری ہے کہ حضور علیہ السلام کو اس سے بھی زیادہ علم ہو۔

(۳) چند سال کامل استاد کی صحبت میں رہ کر انسان عالم بن جاتا ہے۔ حضور علیہ السلام قبل ولادت پاک کروڑوں برس رب تعالیٰ کی بارگاہ خاص میں حاضر رہے تو حضور کیوں نہ کامل عالم ہوں۔ روح البیان نے لقد جاء کم کی تفسیر میں فرمایا کہ حضرت جبریل نے بارگاہ نبوت میں عرض کیا کہ ایک تارہ ستر ہزار سال بعد چمکتا تھا۔ اور میں نے اسے بہتر ہزار دفعہ چمکتے دیکھا۔ فرمایا وہ تارا ہم ہی تھے۔ حساب لگالو۔ کتنے کروڑ برس دربار خاص میں حاضری رہی۔

(۴) اگر شاگرد کے علم میں کچھ کمی رہے تو اس کی صرف چار ہی وجہ ہو سکتی ہیں۔ اولاً تو یہ کہ شاگرد نا اہل تھا۔ استاذ سے پورا فیض لے نہ سکا۔ دوم یہ کہ استاذ کامل نہ تھا کہ مکمل سکھا نہ سکا۔ سوم یہ کہ استاد یا بخیل تھا کہ پورا پورا علم اس شاگرد کو نہ دیا یا اس سے زیادہ کوئی اور پیارا شاگرد تھا کہ اس کو سکھانا چاہتا ہے۔ چوتھے یہ کہ جو کتاب پڑھائی وہ ناقص تھی۔ ان چار وجہوں کے سوا اور کوئی وجہ ہو سکتی ہی نہیں۔ یہاں سکھانے والا پروردگار سیکھنے والے محبوب علیہ السلام۔ کیا سکھایا قرآن اور اپنے خاص علوم بتاؤ آیا رب تعالیٰ کامل استاذ نہیں۔ یارسول اللہ علیہ السلام لائق شاگرد نہیں؟ حضور علیہ السلام سے زیادہ کوئی اور پیارا ہے؟ یا کہ قرآن مکمل نہیں؟ جب ان میں سے کوئی نہیں۔ رب تعالیٰ کامل عطا فرمانے والا محبوب علیہ السلام کامل لینے والے۔ قرآن کریم کامل کتاب۔ الرحمن علم القرآن وہ ہی سب سے زیادہ مقبول بارگاہ۔ پھر علم کیوں ناقص۔

(۵) رب تعالیٰ نے ہر بات لوح محفوظ میں کیوں لکھی۔ لکھنا تو اپنی یادداشت کے لئے ہوتا ہے کہ بھول نہ جائیں۔ یا دوسروں کے بتانے کے لئے رب تعالیٰ تو بھول سے پاک لہذا اس نے دوسروں ہی کے لئے لکھا اور حضور علیہ السلام تو دوسروں سے زیادہ محبوب لہذا وہ تحریر حضور کے لئے ہے۔

(٦) غیبوں کی غیب رب تعالیٰ کی ذات ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دیدار کی تمنا فرمائی تو فرمادیا گیا۔ لن ترانی تم ہم کو دیکھ نہ سکو گے۔ جب محبوب علیہ السلام نے رب ہی کو معراج میں اپنی ان ظاہری مبارک آنکھوں سے دیکھ لیا۔ تو عالم کیا چیز ہے جو آپ سے چھپ سکے۔

اور کوئی غیب کیا تم سے نہاں ہو بھلا　　　جب نہ خدا ہی چھپا تم پہ کروڑوں درود

دیدار الٰہی کی بحث ہماری کتاب شان حبیب الرحمن میں دیکھو۔

(۷) شیطان دنیا کا گمراہ کرنے والا ہے اور نبی ﷺ دنیا کے ہادی۔ گویا شیطان وبائی بیماری ہے۔ اور نبی علیہ السلام طبیب مطلق۔ رب تعالیٰ نے شیطان کو گمراہ کرنے کے لئے اتنا وسیع علم دیا کہ دنیا کا کوئی شخص اس کی نگاہ سے غائب نہیں۔ پھر اسے یہ بھی خبر ہے کہ کون گمراہ ہو سکتا ہے۔ کون نہیں۔ اور جو گمراہ ہو سکتا ہے۔ وہ کس حیلہ سے۔ ایسے ہی وہ ہر دین کے ہر مسئلہ سے خبر دار ہے اس لئے ہر نیکی سے روکتا ہے۔ ہر برائی کراتا ہے۔

اس نے رب تعالیٰ سے عرض کیا تھا:

لَأُغْوِيَنَّهُمْ أَجْمَعِينَ (۳۹) إِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِينَ (الحجر ۴۰)

جب گمراہ کرنے والے کو اتنا علم دیا گیا۔ تو ضروری ہے کہ دنیا کے طبیب مطلق ﷺ ہدایت دینے کے لئے اس سے کہیں زیادہ علم والے ہوں کہ آپ ہر شخص کو اس کی بیماری کو اس کی استعداد کو اس کے علاج کو جانیں۔ ورنہ ہدایت مکمل نہ ہو گی۔ اور

رب تعالیٰ پر اعتراض پڑے گا کہ اس نے گمراہ کرنے والے کو قوی کیا اور ہادی کو کمزور رکھا۔ لہٰذا گمراہی تو کامل رہی اور ہدایت ناقص۔

(۸) رب تعالیٰ نے حضور ﷺ کو نبی کے خطاب سے پکارا یا ایھا النبی اور نبی کے معنی ہیں۔ خبر دینے والا۔ اگر اس خبر سے صرف دین کی خبر مراد ہو تو ہر مولوی نبی ہے اور اگر دنیا کے واقعات مراد ہوں تو ہر اخبار۔ ریڈیو، خط، تار بھیجنے والا نبی ہو جاوے۔ معلوم ہوا کہ نبی میں غیبی خبریں معتبر ہیں یعنی فرشتوں کی اور عرش کی خبر دینے والا جہاں تار اخبار کام نہ آ سکیں۔ وہاں نبی کا علم ہوتا ہے معلوم ہوا کہ علم غیب نبی کے معنی میں داخل ہے۔

یہاں تک تو حضور علیہ السلام کے علم غیب کی بحث تھی۔ اب یہ بھی جاننا چاہیئے کہ حضور علیہ السلام کے صدقے سے اولیائے کرام کو بھی علم غیب دیا جاتا ہے۔ مگر ان کا علم نبی علیہ السلام کے واسطے سے ہوتا ہے اور ان کے علم کے سمندر کا قطرہ۔

مرقاۃ شرح مشکوۃ میں کتاب عقائد تالیف ابو عبداللہ شیرازی سے نقل فرماتے ہیں:

العبد ینقل فی الاحوال حتی یصیر الی نعت الروحانیۃ فیعلم الغیب۔

ترجمہ: بندہ حالات میں منتقل ہوتا رہتا ہے یہاں تک کہ روحانیت کی صفت پالیتا ہے۔ پس غیب جانتا ہے۔[1]

اسی کتاب مرقاۃ میں کتاب عقائد سے نقل فرمایا:

یطلع العبد علی حقائق الاشیاء و یتجلی لہ الغیب و غیب الغیب۔

ترجمہ: کامل بندہ چیزوں کی حقیقتوں پر مطلع ہو جاتا ہے اس پر غیب اور غیب الغیب کھل جاتے ہیں۔[2]

مرقاۃ جلد دوم صفحہ ٦ باب الصلوٰۃ علی النبی و فضلھا میں فرماتے ہیں:

النفوس الزکیۃ القدسیۃ اذا تجردت عن العلائق البدنیۃ خرجت و اتصلت بالملاء الاعلی و لم یبق لہ حجاب فتری الکل کالمشاھد بنفسھا او باخبار الملک لھا۔

ترجمہ: پاک و صاف نفس جبکہ بدنی علاقوں سے خالی ہو جاتے ہیں تو ترقی کر کے بزم بالا سے مل جاتے ہیں اور ان پر کوئی پردہ باقی نہیں رہتا۔ پس وہ تمام چیزوں کا مثل محسوس و حاضر کے دیکھتے ہیں خواہ تو اپنے آپ یا فرشتہ کے الہام سے۔[3]

شاہ عبد العزیز صاحب تفسیر عزیزی سورہ جن میں فرماتے ہیں:

اطلاع بر لوح محفوظ و دیدن نقوش نیز از بعضے اولیاء بتواتر منقول است۔

---

[1] (مرقاۃ المفاتیح کتاب الایمان الفصل الاول تحت حدیث ۲ ج ۱ ص ۱۲۸ مطبوعہ المکتبۃ الحبیبیہ کوئٹہ)
[2] (مرقاۃ المفاتیح کتاب الایمان الفصل الاول تحت حدیث ۲ ج ۱ ص ۱۱۹ مطبوعہ المکتبۃ الحبیبیہ کوئٹہ)
[3] (مرقاۃ المفاتیح باب الصلوٰۃ علی النبی و فضلھا فصل الثانی ج ۲ ص ۳۴۲ مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان)

لوح محفوظ کی خبر رکھنا اور اس کی تحریر دیکھنا بعض اولیاء اللہ سے بھی بطریق تواتر منقول ہے۔[1]

امام ابن حجر کی کتاب الاعلام میں اور علامہ شامی سبل الحسام میں فرماتے ہیں:

الخواص یجوز ان یعلم الغیب فی قضیة او قضاء کما وقع لکثیر منھم واشتھر۔

ترجمہ: جائز ہے کہ خاص خاص حضرات کسی معاملہ یا فیصلے میں غیب جان لیں جیسا کہ بہت سے اولیاء اللہ سے واقع ہوا اور یہ مشہور بھی ہو گیا۔[2]

شاہ ولی اللہ صاحب الطاف القدس میں فرماتے ہیں:

نفس کلیہ بجائے جسد عارف مے شود وذات وعارف بجائے روح اوہمہ عالم بعلم حضوری مے بیند۔

ترجمہ: عارف کا نفس بالکل جسم بن جاتا ہے اور عارف کی ذات بجائے روح کے ہو جاتی ہے وہ تمام عارف کو علم حضوری سے دیکھتا ہے۔

زرقانی شرح مواہب جلد ۷ ص ۲۲۸ میں فرماتے ہیں:

قال فی لطائف المنن اطلاع العبد علی غیب من غیوب اللہ بدلیل خبر اتقوا من فراسة المومن فانه ینظر بنور اللہ لایستغرب وھو معنی کنت بصرہ الذی یبصر به فمن الحق بصرہ فاطلاعه علی الغیب لایستغرب۔

ترجمہ: لطائف المنن میں فرمایا کہ کامل بندے کا اللہ کے غیبوں میں سے کسی غیب پر مطلع ہو جانا عجیب نہیں اس حدیث کی وجہ سے کہ مومن کی دانائی سے ڈرو کیونکہ وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے اور یہ ہی اس حدیث کے معنے ہیں کہ رب فرماتا ہے کہ میں اس کی آنکھ ہو جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے پس اس کا دیکھنا حق کی طرف سے ہوتا ہے لہذا اس کا غیب پر مطلع ہونا کچھ عجیب بات نہیں۔[3]

امام شعرانی الیواقیت والجواہر میں فرماتے ہیں:

للمجتھدین القدم فی علوم الغیب۔

ترجمہ: غیبی علوم میں مجتہدین کا قدم مضبوط ہے۔[4]

---

[1] (تفسیر عزیزی فارسی پارہ ۲۹ تحت سورہ جن ص ۲۱۶ـ۲۱۷ مطبوعہ قندھار افغانستان)

[2] (الاعلام بقواطع الاسلام لابن حجر مکی ص ۳۵۹ مطبوعہ مکتبة الحقیقة استنبول ترکی)(سل الحسام من مجموعة رسائل ابن عابدین ج ۲ ص ۳۱۱ مطبوعہ سھیل اکیڈمی لاھور)

[3] (زرقانی شرح مواھب جلد ۷ ص ۲۲۸ مطبوعہ دار المعرفہ بیروت)

[4] (الیواقیت والجواھر فی بیان عقائد الاکابر البحث التاسع والاربعون ج ۲ ص ۴۸۰ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)

حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

نظرت الی بلاد اللہ جمعاً — کخردلتہ علی حکم اتصالی

ترجمہ: ہم نے اللہ کے سارے شہروں کو اس طرح دیکھ لیا۔ جیسے چند رائی کے دانہ ملے ہوئے ہوں۔

شیخ عبد الحق محدث دہلوی زبدۃ الاسرار میں حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ کا ارشاد نقل فرماتے ہیں:

قال رضی اللہ عنہ یا ابطال یا ابطال ھلمو و خذو اعن ھذا البحر الذی لا ساحل لہ وعزۃ ربی ان السعداء و الاشقیاء یعرضون علی و ان بوبوءۃ عینی فی اللوح المحفوظ و انا غائض فی بحار علم اللہ۔

ترجمہ: اے بہادر واے فرزندو! آؤ اس دریا سے کچھ لے لو۔ جس کا کنارہ ہی نہیں۔ قسم ہے اپنے رب کی کہ تحقیق نیک بخت اور بد بخت لوگ مجھ پر پیش کئے جاتے ہیں اور ہمارا گوشہ چشم لوح محفوظ رہتا ہے اور میں اللہ کے علم کے سمندروں میں غوطے لگا رہا ہوں۔[1]

مولانا جامی نفحات الانس میں حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبندیہ قدس سرہ کا قول نقل فرماتے ہیں:

حضرت عزیزان علیہ الرحمۃ گفتہ امذکہ زمین در نظر ایں طائفہ چوں سفرہ ایست دما می گویم کہ چوں ناخنے است ہیچ چیز از نظر ایشاں غائب نیست۔

ترجمہ: حضرت عزیزان علیہ الرحمۃ نے فرمایا ہے کہ اس گروہ اولیاء کی نظر میں زمین دستر خوان کی طرح ہے۔ اور ہم کہتے ہیں کہ ناخن کی طرح ہے کہ کوئی چیز ان کی نظر سے غائب نہیں۔[2]

امام شعرانی کبریت احمر میں فرماتے ہیں:

و اما شیخنا السید علی الخواص رضی اللہ عنہ فسمعتہ یقول لا یکمل الرجل عندنا حتی یعلم حرکات مریدہ فی انتقالہ فی الاصلاب وھو من یوم الست الی استقرارہ فی الجنۃ او فی النار۔

ترجمہ: ہم نے اپنے شیخ سید علی خواص رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ ہمارے نزدیک اس وقت تک کوئی مرد کامل نہیں ہوتا جب تک کہ اپنے مرید کی حرکات نسبی کو نہ جان لے۔ یوم میثاق سے لے کر اس کے جنت یا دوزخ میں داخل ہونے تک کو۔[3]

شاہ ولی اللہ صاحب فیوض الحرمین میں فرماتے ہیں:

ثم انہ ینجذب الی حیز الحق فیصیر عبداللہ فیتجلی لہ کل شئی۔

---

[1] (زبدۃ الاسرار مترجم ص مطبوعہ مکتبہ نبویہ لاہور)

[2] (نفحات الانس ترجمہ خواجہ بہاء الحق و الدین النقشبندی ص ۳۸۷۔۳۸۸ مطبوعہ انتشارات کتاب فروشی)

[3] (الکبریت الاحمر بہامش الیواقیت و الجواہر الباب الرابع و الثمانین و ماتین ج ۲ ص ۳۳۰ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)

ترجمہ: پھر وہ مرد عارف بارگاہ حق کی طرف جذب ہو جاتے ہیں پس وہ اللہ کے بندے ہوتے ہیں اور ان کو ہر چیز ظاہر ہو جاتی ہے۔[1]

مشکوۃ جلد اول کتاب الدعوات باب ذکر اللہ والتقرب میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے بروایت بخاری:

فاذا احببته فكنت سمعه الذى يسمع به و بصره الذى يبصر به و يده الذى يبطش بها و رجله الذى يمشى بها۔

ترجمہ: رب تعالیٰ فرماتا ہے پس جبکہ میں اس بندے سے محبت کرتا ہوں تو اس کے کان بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے اور آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے اور اس کا ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے اور اس کا پاؤں جس سے وہ چلتا ہے۔[2]

یہ بھی خیال رہے کہ حضرت خضر علیہ السلام والیاس علیہ السلام اس وقت زمین پر زندہ ہیں۔ اور یہ حضرات اب امت مصطفی علیہ السلام کے ولی ہیں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب تشریف لائیں گے وہ بھی اس امت کے ولی کی حیثیت سے ہوں گے۔ ان کے علوم کا ہم پہلے ذکر کر چکے ہیں۔ ان کے علوم بھی اب حضور علیہ السلام کی امت کے اولیاء کے علوم ہیں۔

---

[1] (فیوض الحرمین ص ۱۷۵ مطبوعہ محمد سعید اینڈ سنز کراچی)

[2] (صحیح بخاری کتاب الرقاق باب التواضع ج ۵ ص ۲۳۸۴ رقم الحدیث ۶۱۳۷ مطبوعہ دار ابن کثیر بیروت)، (صحیح ابن حبان ج ۲ ص ۵۸ رقم الحدیث ۳۴۷ مطبوعہ موسسۃ الرسالۃ بیروت)، (سنن الکبریٰ للبیہقی ج ۱۰ ص ۲۱۹ مطبوعہ دار الباز مکۃ المکرمۃ)، (الزھد الکبیر للبیہقی ج ۲ ص ۲۶۹ رقم الحدیث ۶۹۲ مطبوعہ موسسۃ الکتب الثقافیۃ بیروت)

علم غیب پر اعتراضات کے بیان میں

اس باب میں چار فصلیں ہیں۔ پہلی فصل ان آیات قرآنیہ کے بیان میں جو مخالفین پیش کرتے ہیں دوسری فصل احادیث کے بیان میں تیسری فصل اقوال علماء وفقہاء کے بیان میں۔ چوتھی فصل عقلی اعتراضات کے بیان میں۔

اس بات کے شروع سے پہلے بطور مقدمہ چند ضروری بحثیں قابل غور ہیں:

(۱) جن آیات واحادیث یا اقوال فقہاء میں حضور علیہ السلام کے علم غیب کی نفی ہے ان میں یا تو ذاتی علم مراد ہے یا اتمامی معلومات یعنی رب تعالیٰ کے معلومات کے برابر عطائی علم کی نفی نہیں ورنہ پھر آیات واحادیث میں جو ہم اثبات میں بیان کر چکے ہیں مطابقت کیوں کر ہو گی۔

علامہ ابن حجر فتاویٰ حدیثیہ میں اس قسم کے تمام دلائل کے جواب میں فرماتے ہیں:

معناها لا یعلم ذلک استقلالا و علم احاطة الا الله تعالیٰ اما المعجزات و الکرامات فباعلام الله تعالیٰ۔

ترجمہ: ان کے معنی یہ ہیں کہ مستقل طور پر (ذاتی) اور احاطہ کے طور پر کوئی نہیں جانتا سوائے اللہ تعالیٰ کے لیکن معجزات اور کرامات پس وہ خدا کے بتانے سے ہوتے ہیں۔[1]

مخالفین کہتے ہیں کہ جن دلائل میں علم غیب کا ثبوت ہے اس سے مراد مسائل دینیہ کا علم ہے۔ اور جن میں نفی ہے ان سے مراد باقی دنیاوی چیزوں کے علوم ہیں۔ مگر یہ توجیہ ان آیات قرآنیہ اور احادیث صحیحہ واقوال علمائے امت کے خلاف ہے۔ جو ہم نے ثبوت میں پیش کی ہیں۔ حضرت آدم علیہ السلام کا علم۔ اسی طرح لوح محفوظ کا علم سب ہی چیزوں کو شامل ہے۔ پھر حضور علیہ السلام کا فرمانا کہ تمام عالم ہمارے سامنے مثل ہاتھ کے ہے لہذا یہ توجیہ بالکل باطل ہے۔

(۲) مخالفین کے پیش کردہ دلائل کہ رب فرماتا ہے کہ غیب اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ یا حضور فرماتے ہیں کہ میں غیب نہیں جانتا یا فقہاء فرماتے ہیں کہ جو غیر خدا کے لئے علم غیب مانے وہ کافر ہے۔ وہ خود مخالفین کے بھی خلاف ہیں۔ کیونکہ بعض علوم غیبیہ کے تو وہ بھی قائل ہیں۔ صرف جمیع ماکان ومایکون میں اختلاف ہے ان آیات واقوال فقہاء سے تو یہ بھی نہیں بچ سکتے۔ کیونکہ اگر ایک بات کا بھی علم مانا۔ ان دلائل کے خلاف ہوا سالبہ کلیہ کی نقیض موجبہ جزئیہ ہوتی ہے۔

(۳) مخالفین کہتے ہیں کہ ان دلائل میں کل علم غیب کی نفی ہے نہ کہ بعض کی تو جھگڑا ہی ختم ہو گیا۔ کیونکہ ماکان ومایکون علم الٰہی کے سمندروں کا قطرہ ہے۔ ہم بھی حضور علیہ السلام کے لئے علوم الٰہیہ کے مقابلہ میں بعض ہی علم کے قائل ہیں۔

[1] (فتاویٰ حدیثیہ ص ۲۶۸ مطبوعہ مصطفی البابی واولادہ مصر)

(۴) مخالفین کہتے ہیں کہ علم غیب خدا کی صفت ہے لہذا غیر خدا کے لئے ماننا کفر ہے اس کفر میں وہ بھی داخل ہو گئے۔ کیونکہ صفت الہیہ میں اگر ایک میں شرکت مانی تو کفر ہوا جو شخص عالم کی ایک چیز کا خالق کسی بندے کو مانے وہ بھی بے دین ہے۔ تمام عالم کا خالق کسی کو مانے تو بھی کافر اور وہ بھی بعض علم غیب تو حضور علیہ السلام کے لئے ثابت کرتے ہیں۔ پھر کفر سے کیسے بچے ہاں یہ کہو کہ ذاتی علم خدا کی صفت عطائی علم حضور علیہ السلام کی صفت لہذا شرک نہ ہوا۔ یہ ہی ہم کہتے ہیں۔

آیات قرآنیہ کے بیان میں

قُلْ لَا أَقُولُ لَكُمْ عِنْدِي خَزَائِنُ اللَّهِ وَلَا أَعْلَمُ الْغَيْبَ (الأنعام ٥٠)

ترجمہ: تم فرمادو کہ میں تم سے نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں اور نہ کہو کہ میں آپ غیب جان لیتا ہوں۔

اس آیت کی چار توجہیں مفسرین نے کی ہیں اولاً تو یہ کہ علم غیب ذاتی کی نفی ہے۔ دوم یہ کہ کل علم غیب کی نفی ہے۔ تیسرے یہ کہ یہ کلام تواضع انکسار کے طور پر بیان فرمادیا گیا ہے۔ چہارم یہ کہ آیت کے معنی یہ ہیں میں دعویٰ نہیں کرتا کہ میں غیب جانتا ہوں۔ یعنی دعویٰ علم غیب کی نفی نہ کہ علم غیب کی۔ ملاحظہ ہوں تفاسیر۔

تفسیر نیشاپوری میں اس آیت کے ماتحت ہے:

یحتمل ان یکون ولا اعلم الغیب عطفاً علی لا اقول لکم ای قل لا اعلم الغیب فیکون فیه دلالة ان الغیب بالاستقلال لا یعلمه الا اللہ۔

ترجمہ: اس آیت میں یہ احتمال بھی ہے کہ لا اعلم کا عطف لا اقول پر ہو یعنی اے محبوب فرمادو کہ میں غیب نہیں جانتا تو اس میں دلالت اس پر ہوگی کہ غیب بالاستقلال یعنی ذاتی سوائے خدا کے کوئی نہیں جانتا۔[1]

(تفسیر بیضاوی یہ ہی آیت) لا اعلم الغیب مالم یوح الی او لم ینتصب علیه دلیل۔

ترجمہ: میں غیب نہیں جانتا جب تک اس کی مجھ پر وحی نہ کی جاوے یا کوئی دلیل اس پر قائم نہ ہو۔[2]

یا اس سے مراد کل علم کی نفی ہے۔

تفسیر کبیر میں اسی آیت کے ماتحت ہے:

قوله لا اعلم الغیب یدل علی اعترافه بانه غیر عالم بکل المعلومات۔

ترجمہ: یہ فرمان کہ میں غیب نہیں جانتا حضور علیہ السلام کے اس اقرار پر دلالت کرتا ہے کہ آپ سارے معلومات نہیں جانتے۔[3]

یا یہ کلام بطور تواضع وانکسار فرمایا گیا۔ تفسیر خازن میں اسی آیت کے ماتحت ہے:

وانما نفی عن نفسه الشریفة هذه الاشیاء تواضعاً للہ تعالی واعترافاً للعبودیة فلست اقول شیئا من ذالک ولا ادعیه۔

---

[1] (تفسیر نیشاپوری ج ٦ ص ١١٠ مطبوعه مصطفی البابی مصر)

[2] (انوار التنزیل ج ٢ ص ٤١٠ مطبوعه دار الفکر بیروت)

[3] (تفسیر کبیر ج ٢ ص ١١٤ مطبوعه دار احیاء التراث العربی بیروت)

ترجمہ: حضور علیہ السلام نے ان چیزوں کی اپنی ذات کریمہ سے نفی فرمائی رب کے لئے عاجزی کرتے ہوئے اور اپنی بندگی کا اقرار فرماتے ہوئے یعنی میں اس میں سے کچھ نہیں کہتا اور کسی چیز کا دعویٰ نہیں کرتا۔[1]

تفسیر عرائس البیان میں ہے:

وتواضع حین اقام نفسه مقام الانسانية بعد ان کان اشرف خلق الله من العرش الی الثری و اطهر من الکرو بتین والروحانیین خضوعاً لجبروته وخشوعاً لملکوته۔

ترجمہ: حضور علیہ السلام نے انکسار فرمایا کہ اپنی ذات کو انسانیت کی جگہ میں رکھا ورنہ آپ از عرش تا فرش ساری مخلوق میں اشرف ہیں اور ملائکہ اور روحانین سے زیادہ ستھرے ہیں۔ حق تعالیٰ کی شان جباری کے سامنے عاجزی کے طور پر اس کی سطوت کے سامنے پستی کے اظہار کے طریقہ پر یہ فرمایا۔

یہ دعویٰ علم غیب کی نفی ہے کہ میں علم غیب کا دعوی نہیں کرتا۔

تفسیر نیشاپوری میں ہے:

ای لاادعی المقدرة علی کل المقدورات والعلم بکل المعلومات۔

ترجمہ: یعنی میں تمام مقدورات پر قدرت رکھنے اور تمام معلومات کے جاننے کا دعویٰ نہیں کرتا۔

(تفسیر کبیر یہ ہی آیت) **ای لا ادعی کونی موصوفاً بعلم الله و بمجموع هذین الکلامین حصل انه لا یدعی الالهية۔**

ترجمہ: یعنی میں اللہ کے علم کے متصف ہونے کا دعویٰ نہیں کرتا اور ان دونوں باتوں کے مجموعہ کا مطلب یہ ہے کہ حضور علیہ السلام خدا ہونے کا دعویٰ نہیں کرتے۔[2]

(روح البیان میں یہ ہی آیت) **عطف علی عندی خزائن الله و لا مذیدة مذکرة للنفی ای ولا ادعی انی اعلم الغیب من افعاله تعالی علی انها عندی ولکن لا اقول لکم فمن قال ان نبی الله لا یعلم الغیب فقد اخطا فیما اصاب۔**

ترجمہ: اس کا عطف عند خزائن اللہ پر ہے اور لا زائدہ ہے نفی کا یاد دلانے والے یعنی میں یہ دعویٰ نہیں کرتا کہ خدا کے افعال میں غیب جانتا ہوں اس بنا پر کہ خزائن اللہ میرے پاس تو ہیں مگر میں یہ کہتا نہیں۔ تو جو شخص یہ کہے کہ نبی اللہ غیب نہیں جانتے تھے اس نے غلطی کی اس آیت میں جس میں یہ مصیب تھا۔[3]

---

[1] (لباب التاویل فی معانی التنزیل المعروف تفسیر خازن ج ۲ ص مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

[2] (تفسیر کبیر ج ۴ ص ۵۳۸ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)

[3] (تفسیر روح البیان ج ۳ ص ۴۵ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)

(تفسیر مدارک یہ ہی آیت) ومحل لا اعلم الغیب النصب عطفا علی محل عندی خزائن اللہ لانہ من جملۃ المقول کانہ قال لا اقول لکم ھذا القول ولا ھذا القول ولا اعلم الغیب۔

ترجمہ: ولا اعلم الغیب کا اعراب زبر ہے عندی خزائن اللہ کے محل پر عطف کی وجہ سے کیونکہ یہ بھی کہی ہوئی بات میں سے ہے گویا آپ نے یوں فرمایا کہ میں تم سے نہ یہ کہتا ہوں اور نہ یہ۔[1]

ای قل لا اعلم الغیب فیکون فیہ دلالتہ علی ان الغیب باستقلال لا یعلم الا اللہ۔[2]

نکتہ: اس آیت میں لا اقول دو جگہ پر ہے پہلے لا اقول کے بعد دو چیزوں کا ذکر ہے کہ میں نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں اور نہ یہ کہتا ہوں کہ غیب جانتا ہوں۔ دوسرے لا اقول کے بعد صرف ایک چیز کا ذکر ہے میں نہیں کہتا کہ میں فرشتہ ہوں۔ اس لئے کہ پہلے دو میں تو دعویٰ کی نفی ہے اور مدعیٰ کا ثبوت اور دوسرے قول میں دعویٰ اور مدعی دونوں کی نفی ہے یعنی میرے پاس اللہ کے خزانے بھی ہیں اور میں غیب بھی جانتا ہوں۔ مگر ان کا دعوے نہیں کرتا۔

حدیث پاک میں ہے:

اوتیت مفاتیح خزائن الارض۔[3]

یعنی مجھ کو زمین کے خزانوں کی کنجیاں دے دی گئیں۔

اور علم غیب کی احادیث ہم پیش کر چکے ہیں۔ اور نہ واقع میں فرشتہ ہوں اور نہ اس کا دعویٰ کرتا ہوں۔ اگر یہ نکتہ نہیں۔ تو ایک ہی جگہ لا اقول کافی تھا۔ دو جگہ کیوں لایا گیا اگر ہماری بیان کی ہوئی توجہیں نہ کی جاویں تو یہ آیت مخالفین کے بھی خلاف ہے کیونکہ بعض علم غیب تو وہ بھی مانتے ہیں۔ اور یہ آیت بالکل نفی کر رہی ہے۔ نیز یہاں لکم میں کفار سے خطاب ہے یعنی اے کافرو میں تم سے نہیں کہتا کہ میرے پاس خزانے ہیں تم تو چور ہو۔ چوروں کو خزانے نہیں بتائے جاتے۔ تم شیطانوں کی طرح اسرار کی چوری نہ کر لو۔ رب تعالیٰ نے بھی شیطان کو آسمان پر جانے سے اسی لئے روکا کہ وہ چور ہے۔ یہ تو صدیق سے کہا جاوے گا کہ مجھے خزائن الہیہ کی کنجیاں سپرد ہوئیں نیز یہاں عندی فرما کر بتایا کہ خزانہ میرے پاس نہیں میری ملک میں ہیں۔ کیوں کہ خزانہ خزانچی کے پاس اور مالک کی ملک میں ہوتا ہے۔ میں خزانچی نہیں کیا نہ دیکھا کہ ان کے اشارہ پر بادل برسا۔ ان کی انگلیوں سے چشمے جاری ہوئے۔

وَلَوْ كُنْتُ أَعْلَمُ الْغَيْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ (الأعراف ۱۸۸)

---

[1] (تفسیر مدارک ج ۱ ص ۳۶۵ مطبوعہ مکتبۃ القرآن و السنہ پشاور)

[2] (تفسیر نیشاپوری ج ٦ ص ۱۱۰ مطبوعہ مصطفی البابی مصر)

[3] (مشکوۃ باب فضائل سید المرسلین)

ترجمہ: اور اگر میں غیب جان لیا کرتا تو یوں ہوتا کہ میں نے بہت بھلائی جمع کرلی۔

اس آیت کے بھی مفسرین نے تین مطلب بتائے ہیں۔ ایک یہ کہ حضور علیہ الصلوٰۃ السلام کا یہ کلام بطور انکسار کے ہے۔ دوسرے یہ کہ اس میں تمام معلومات الٰہیہ جاننے کی نفی کرنا مقصود ہے۔ تیسرے یہ کہ علم غیب ذاتی کی نفی ہے۔

نسیم الریاض میں اسی آیت کے ماتحت ہے:

وقولہ ولو کنت اعلم الغیب فان المنفی علمہ من غیر واسطۃ واما اطلاعہ علیہ السلام باعلام اللہ تعالی فامر متحقق بقولہ تعالی فلایظھر علی غیبہ احداً الا من ارتضی من رسول۔

ترجمہ: علم غیب کا ماننا اس آیت کے منافی نہیں کہ ولو کنت اعلم الغیب الخ کیونکہ نفی علم بغیر واسطہ کی ہے لیکن حضور علیہ السلام کا غیب پر مطلع ہونا اللہ کے بتانے سے واقع ہے رب تعالیٰ کے اس فرمان کی وجہ سے فلایظھر علی غیبہ الخ کل معلومات الٰہیہ جاننے کی نفی ہے۔[1]

شرح مواقف میں میر سید شریف فرماتے ہیں:

الاطلاع علی جمیع المغیبات لایجب للنبی و لذا قال علیہ السلام لو کنت اعلم الغیب (الایۃ) و جمیع مغیبات الدنیا و الاخرۃ فالجواب انہ قال ذلک تواضعاً۔

ترجمہ: تمام غیبوں پر مطلع ہونا نبی کے لئے ضروری نہیں اسی لئے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ولو کنت اعلم الغیب الآیۃ تمام غیب غیر متناہی ہیں۔ (یہ کلام انکسار کے طور پر ہے اگر تم کہو کہ یہ آیت گزشتہ کلام کے خلاف ہے) کہ حضور علیہ السلام کو تمام دینی و دنیاوی غیبوں پر مطلع کر دیا گیا تو جواب یہ ہے کہ یہ کلام لا اعلم الغیب بطور انکسار فرمایا گیا ہے۔

تفسیر خازن میں جمل حاشیہ جلال اسی آیت کے ماتحت نقل کیا:

فان قلت قد اخبر النبی علیہ السلام عن المغیبات قد جاء ت احادیث فی الصحیح بذلک وھو من اعظم معجزاتہ فکیف الجمع بینہ وبین قولہ لو کنت اعلم الغیب قلت یحتمل ان یکون قالہ تواضعاً وادبا والمعنی لا اعلم الغیب الا ان یطلعنی اللہ علیہ و یقدرہ لی و یحتمل ان یکون قال ذلک قبل ان یطلعہ اللہ علی الغیب فلما اطلعہ اللہ اخبر بہ۔

ترجمہ: پس اگر تم کہو کہ حضور علیہ السلام نے بہت سے غیبوں کی خبر دی ہے اور اس کے متعلق بہت سی احادیث صحیحہ وارد ہیں۔ اور علم غیب تو حضور علیہ السلام کا بڑا معجزہ ہے تو ان باتوں میں اور اس آیت میں لو کنت اعلم الغیب میں مطابقت کس طرح ہو گی تو میں کہونگا کہ یہاں احتمال یہ ہے کہ یہ کلام انکسار کے طریقہ پر فرمایا ہو اور اس کے معنی یہ ہیں کہ میں غیب نہیں جانتا بغیر

[1] (نسیم الریاض ومن ذلک مااطلع علیہ من الغیوب ج ۳ ص ۱۵۰ مطبوعہ گجرات ہند)

خدا کے بتائے اور یہ بھی احتمال ہے کہ یہ کلام غیب پر مطلع ہونے سے پہلے کا ہو۔ جب اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ السلام کو غیب پر مطلع فرمادیا تو خبریں دیں۔[1]

علامہ سلیمان جمل نے فتوحات الہیہ حاشیہ جلالین جلد دوم صفحہ ۲۵۸ میں اسی کی مثل فرمایا:

ای قل لا اعلم الغیب فیکون فیه دلالة علی ان الغیب بالاستقلال لا یعلم الا اللہ۔

ترجمہ: یعنی فرمادو کہ میں غیب نہیں جانتا الخ پس اس میں آیت اس پر دلالت ہے کہ غیب بالاستقلال یعنی ذاتی خدا کے سوائے کوئی نہیں جانتا۔[2]

(تفسیر صاوی یہ ہی آیت) او ان علمه بالمغیب کلا علم من حیث انه لا قدرة له علی تغیر ما قدر اللہ فیکون المعنی حیئنذ لو کان لی علم حقیقی بان اقدر علی ما ارید وقوعه لاستکثرت من الخبر۔

ترجمہ: حضور علیہ السلام کا علم غیب جاننا نہ جاننے کی طرح ہے۔ کیونکہ آپ کو اس چیز کے بدلنے پر قدرت نہیں جو الہ تعالیٰ نے مقدر فرمادیں۔ تو معنی یہ ہوئے کہ اگر مجھ کو علم حقیقی ہوتا اس طرح کہ میں اپنی مراد کے واقع کرنے پر قادر ہوتا تو خیر بہت سی جمع کر لیتا۔[3]

یہ توجیہہ نہایت ہی نفیس ہے کیونکہ آیت کے معنیٰ یہ ہیں کہ اگر میں غیب جانتا ہوتا تو بہت سی خیر جمع کر لیتا اور مجھ کو تکلیف نہ پہنچتی۔ اور صرف کسی چیز کا جاننا خیر جمع کرنے اور مصیبت سے بچنے کے لئے کافی نہیں جب تک کہ خیر کے حاصل کرنے اور مصیبت سے بچنے پر مستقل قدرت نہ ہو۔ مجھ کو علم ہے کہ بڑھاپا آوے گا اور اس وقت مجھ کو یہ تکالیف پہنچیں گی۔ مگر مجھے پڑھاپے کے دفع کرنے پر قدرت نہیں۔ مجھے آج خبر ہے کہ غلہ چند روز کے بعد گراں ہو جاوے گا۔ کہ میرے پاس آج روپیہ نہیں کہ بہت سا غلہ خرید لوں خرید نہیں سکتا۔ معلوم ہوا کہ خبر حاصل کرنا مصیبت سے بچنا علم اور قدرت دونوں پر موقوف ہے اور یہاں قدرت کا ذکر نہیں۔ تو علم غیب سے وہ علم مراد ہے جو قدرت حقیقی کے ساتھ ہو یعنی علم ذاتی جو لازم الوہیت ہے جس کے ساتھ قدرت حقیقی لازم ہے ورنہ آیت کے معنی نہیں درست ہوتے۔ کیونکہ مقدم اور تالی میں لزوم نہیں رہتا اور اس کے بغیر قیاس درست نہیں ہوتا۔

نیز دیوبندی تو اس آیت کے یہ معنی کرتے ہیں کہ اگر میں غیب جانتا تو بہت خبر جمع کر لیتا اور مجھے کوئی مصیبت نہ پہنچتی۔ مگر چونکہ نہ میرے پاس خیر ہے اور نہ مصیبت سے بچا لہذا غیب نہیں جانتا۔

[1] (تفسیر خازن ج ۲ ص ۲۸۰)، (فتوحات الالٰهیة تفسیر جمل ج ۳ ص ۱۵۸)

[2] (فتوحات الهیه حاشیه جلالین جلد دوم ص ۲۱۷ مطبوعه کراچی)

[3] (تفسیر صاوی ج ۲ ص ۳۰۷ مطبوعه دار احیاء التراث العربی بیروت)

ہم یہ ترجمہ کرسکتے ہیں کہ غور کرلو اگر میرے پاس خیر ہو اور میں مصیبت سے بچوں تو سمجھ لو کہ مجھے علم غیب بھی ہے میرے پاس بہت خیر تو ہے۔

وَمَنْ يُؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ أُوتِيَ خَيْرًا كَثِيرًا (البقرۃ ۲۶۹) نیز إِنَّا أَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ (الکوثر ۱) نیز يُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ (البقرۃ ۱۲۹) اور میں مصیبت سے بھی محفوظ کہ رب تعالیٰ نے فرمایا: وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ (المائدۃ ۶۷) لہٰذا مجھے علم غیب بھی ہے۔ یہ آیت تو علم غیب کے ثبوت میں ہے نہ کہ انکار میں۔

(روح البیان یہ ہی آیت) وقد ذهب بعض المشائخ الى ان النبى عليه السلام كان يعرف وقت الساعة باعلام الله وهو لا ينافى الحصر فى الاية كما لا يخفى۔

ترجمہ: بعض مشائخ اس طرف گئے ہیں کہ نبی علیہ السلام قیامت کا وقت بھی جانتے تھے اللہ کے بتانے سے اور ان کا یہ کلام اس آیت کے حق کے خلاف نہیں۔ جیسا کہ مخفی نہیں اور اسی کے پاس ہیں کنجیاں غیب کی ان کو وہ ہی جانتا ہے۔[1]

مفسرین نے فرمایا ہے کہ مفاتیح الغیب (غیب کی کنجیوں) سے مراد یا تو غیب کے خزانے ہیں۔ یعنی سارے معلومات الہیہ کا جاننا یا اس سے مراد ہے غیب کو حاضر کرنے یعنی چیزوں کے پیدا کرنے پر قادر ہونا۔ کیونکہ کنجی کا کام یہ ہی ہوتا ہے کہ اس سے قفل کھولا جائے اور اندر کی چیز باہر اور باہر کی چیز اندر کردی جائے اسی طرح حاضر کو غائب اور غائب کو حاضر کرنا یعنی پیدا کرنے اور موت دینے کی قدرت پروردگار ہی کو ہے۔

تفسیر کبیر میں اسی آیت کے ماتحت ہے:

فكذلك ههنا لما كان عالما بجميع المعلومات عبر هذا المعنى بالعبارة المذكورة وعلى التقدير الثانى المراد منه القدرة على كل الممكنات۔

ترجمہ: جب کہ پروردگار تمام معلومات کا جاننے والا ہے تو اس مطلب کو اس عبارت سے بیان کیا اور دوسری صورت پر مراد اس سے سارے ممکنات پر قادر ہونا ہے۔[2]

تفسیر روح البیان میں اسی آیت کے ماتحت ہے:

وقلم تصويرها الذى هو مفتاح يفتح به باب علم تكوينها على صورتها وكونها هو الملكوت فبقلم ملكوت كل شئى يكون كل شئى وقلم الملكوت بيد الله لان الغيب هو علم التكوين۔

---

[1] (تفسیر روح البیان ج ۱۰ ص ۳۸۷ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)

[2] (تفسیر کبیر مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)

ترجمہ: ان چیزوں کے نقش باندھنے کا قلم جو ایسی کنجی ہے جس سے ان چیزوں کے پیدائش کا دروازہ کھولا جاتا ہے (ان کی مناسب صورتوں پر) وہ ہی ملکوت ہے پس ہر چیز کے ملکوت کے قلم سے ہر چیر کی ہستی ہوتی ہے اور ملکوت کا قلم اللہ کے ہاتھ میں اس لئے کہ غیب سے مراد پیدا کرنے کا جاننا ہے۔[1]

تفسیر خازن میں اسی آیت کے ماتحت ہے:

لان اللہ تعالی لما کان عالما بجمیع المعلومات عبر ھذا المعنی بھذا العبادۃ وعلی التفسیر الثانی یکون المعنی وعندہ خزائن الغیب والمرادمنہ القدرۃ الکاملۃ علی کل الممکنات۔

ترجمہ: کیونکہ رب تعالیٰ جب تمام معلومات کا جاننے والا ہے تو اس کے معنیٰ کو اس عبارت سے بیان کیا اور دوسری تفسیر پر اس کے معنے یہ ہونگے کہ اس کے نزدیک غیب کے خزانے ہیں اور اس سے مراد ہے ہر ممکن چیز پر قدرت کاملہ۔[2]

یا اس سے مراد ہے کہ غیب کی کنجیاں بغیر تعلیم الٰہی کوئی نہیں جانتا۔

تفسیر عرائس البیان میں ہے:

قال الحریری لایعلمھا الا ھو ومن یطلعہ علیھا من خلیل وحبیب ای لایعلمھا ولون والاخرون قبل اظھارہ تعالی ذلک لھم۔

ترجمہ: حریری نے فرمایا کہ ان کنجیوں کو سوائے اللہ تعالیٰ کے اور سوائے ان محبوبوں کے جن کو اللہ خبر دار کرے کوئی نہیں جانتا یعنی ان کو اگلے پچھلے اللہ کے ظاہر فرمانے سے پہلے نہیں جانتے۔

(تفسیر عنایت القاضی یہ ہی آیت) وجہ اختصاصھا بہ تعالی انہ لایعلمھا کما ھی ابتداء الا ھو۔

ترجمہ: ان غیب کی کنجیوں کے خدا تعالیٰ کے ساتھ خاص ہونے کی وجہ یہ ہے کہ جیسی وہ ہیں اس طرح ابتداء خدا کے سوا کوئی نہیں جانتا۔[3]

اس آیت کے اگر وہ مطلب نہ بیان کئے جاویں جو ہم نے بتائے تو یہ مخالفین کے بھی خلاف ہے کیونکہ بعض علم غیب وہ بھی مانتے ہیں۔ اور اس میں علم غیب کی بالکل نفی ہے۔

نکتہ: بعض صاحبوں نے مجھ سے فرمایا کہ اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے اس جگہ ایک نکتہ لکھا ہے وہ یہ کہ اس آیت میں ہے: عِنْدَهُ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ (الأنعام ٥٩) دوسری میں ہے: لَهُ مَقَالِيدُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ (الزمر ٦٣) مفاتیح اور مقالید دونوں کے

[1] (تفسیر روح البیان ج ٣ ص ٥٧ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)
[2] (تفسیر خازن مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)
[3] (عنایۃ القاضی علی التفسیر البیضاوی ج ٤ ص ٧٣ مطبوعہ دار صار بیروت)

معنی ہیں کنجیاں اور اگر مفاتح کا اول و آخر حرف یعنی م،ح، لو اور مقالید کا اول و آخر حرف یعنی م، ولو تو بنتا ہے محمد (ﷺ) جس سے سمجھ میں آتا ہے کہ ذات رسول اللہ ﷺ ہی ظہور عالم کی کنجی ہے **لا یعلمها الا هو** میں اس طرف اشارہ ہے کہ حضور علیہ السلام جیسے ہیں ویسا کوئی نہیں جانتا۔ حقیقت محمدیہ کو رب ہی جانے مفاتح جمع اس لئے بولا کہ آپ کی ہر ادا رحمت الٰہی کی کنجی ہے آپ کا نور عالم کی کنجی کل الخلق من نوری قیامت میں آپ کا سجدہ شفاعت کی کنجی ہے جنت میں آپ کا نام ہر نعمت کی کنجی اور جنت میں آپ کا جانا سب کے لئے جنت کے کھلنے کی کنجی ہے۔ دیکھو ہماری کتاب شان حبیب الرحمن۔

نکتہ: اس آیت سے یہ معلوم ہوا کہ رب تعالیٰ کے پاس غیب کی کنجیاں ہیں اب یہ سوال ہے کہ اس کنجی سے کسی کے لئے دروازہ غیب کھولا بھی گیا یا نہیں؟ یا کسی کو کوئی کنجی دی گئی یا نہیں؟ اس کا جواب قرآن وحدیث سے پوچھو قرآن فرماتا ہے: **إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِينًا (الفتح ۱)** ہم نے آپ کے لئے ظاہر طور پر کھول دیا۔ کیا کھول دیا؟ اس کی نفیس توجیہیں ہماری کتاب شان حبیب الرحمن من آیات القرآن میں دیکھو۔ قفل اور کنجی میں وہ ہی چیز رکھی جاتی ہے۔ جو کھول کر نکالنی ہو اور جسے نکالنا نہ ہو۔ وہ زمین میں دفن کر دی جاتی ہے۔ پتہ لگا کہ غیب کسی کو دینا تھا اس لئے کنجی بھی بھیجی۔

حدیث میں ہے:

اوتیت مفاتیح خزائن الارض۔

مجھ کو زمین کے خزانوں کی کنجیاں دے دی گئیں۔

اس سے معلوم ہوا کہ حضور علیہ السلام کو کنجی دی بھی گئی آپ ﷺ کے لئے فتح باب بھی ہوا۔

قُلْ لَا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ الْغَيْبَ إِلَّا اللَّهُ (النمل ۶۵)

ترجمہ: تم فرماؤ خود غیب نہیں جانتے وہ آسمانوں اور زمین میں ہیں مگر اللہ۔

اس آیت کے بھی مفسرین نے دو مطلب بیان فرمائے غیب ذاتی کوئی نہیں جانتا۔ کلی غیب کوئی نہیں جانتا۔

تفسیر المودرج جلیل میں اسی آیت کے ماتحت ہے:

معناه لا يعلم الغيب بلا دليل الا الله او بلا تعليم او جميع الغيب۔

ترجمہ: اس آیت کے معنے یہ ہیں کہ بغیر دلیل یا بغیر بتائے یا سارے غیب خدا کے سوا کوئی نہیں جانتا۔[1]

(تفسیر مدارک یہ ہی آیت) **و الغيب مالم يقم عليه دليل و لا اطلع عليه مخلوق۔**

ترجمہ: غیب وہ ہے جس پر کوئی دلیل نہ ہو اور کسی مخلوق کو اس پر مطلع نہ کیا گیا ہو۔[2]

---

[1] (خالص الاعتقاد ۱۵ مطبوعہ دار الرضا لاہور)

[2] (تفسیر مدارک ج ۲ ص ۲۶۲ مطبوعہ مکتبۃ القرآن و السنہ پشاور)

مدارک کی اس توجیہ سے معلوم ہوا کہ ان کی اصطلاح میں جو علم عطائی ہو وہ غیب نہیں کہا جاتا غیب صرف ذاتی کو کہتے ہیں۔ اب کوئی اشکال ہی نہیں رہا۔ جس آیات میں غیب کی نفی ہے وہ علم ذاتی کی ہے۔

اس آیت کے کچھ آگے ہے:

وَمَا مِنْ غَائِبَةٍ فِي السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ إِلَّا فِي كِتَابٍ مُبِينٍ (النمل ۷۵)

جس سے معلوم ہوا کہ ہر غیب لوح محفوظ یا قرآن میں محفوظ ہے۔

فتاوی امام نووی میں ہے:

ما معنی قول اللہ لا یعلم من فی السموت و اشباہ ذلک مع انہ قد علم ما فی غد فی الجواب معناہ لا یعلم ذلک استقلالا و اما المعجزات و الکرامات فحصلت باعلام اللہ لا استقلالا۔

ترجمہ: آیت لا یعلم من فی السموت وغیرہ کے کیا معنی ہیں۔ حالانکہ حضور علیہ السلام آئندہ کی باتیں جانتے ہیں جواب اس کے معنے یہ ہیں کہ غیب کو مستقل طور پر (ذاتی) کوئی نہیں جانتا لیکن معجزات اور کرامات پس یہ رب کے بتانے سے حاصل ہوئے نہ کہ بالاستقلال۔[1]

امام ابن حجر مکی فتاویٰ حدیثیہ میں فرماتے ہیں:

ما ذکرناہ فی الایت صرح بہ النووی فی فتاواہ فقال لا یعلم ذلک استقلالا و علم احاطۃ بکل المعلومات۔

ترجمہ: ہم نے اس آیت کے بارے میں جو کچھ کہا اس کی امام نووی نے اپنے فتاویٰ میں تصریح کی ہے انہوں نے کہا کہ غیب مستقل طور پر سارے معلومات الٰہیہ کو کوئی نہیں جانتا۔[2]

شرح شفاء خفاجی میں ہے:

ھذا لاینا فی الایت الدالۃ علی انہ لا یعلم الغیب الا اللہ فان النفی علما من غیر واسطۃ اما اطلاعہ علیہ باعلام اللہ فامرہ متحقق۔

ترجمہ: کلام ان آیات کے خلاف نہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ غیب خدا کے سوا کوئی نہیں جانتا کیونکہ نفی بے واسطہ علم کی ہے لیکن اللہ کی تعلیم سے جاننا یہ ثابت ہے۔[3]

اگر اس آیت کے یہ مطلب نہ مانے جاویں تو مخالفین کے بھی خلاف ہے کیونکہ وہ بھی بعض غیبوں کا علم حضور علیہ السلام کو مانتے ہیں۔ اور اس میں بالکل نفی ہے۔ نیز انہوں نے شیطان و ملک الموت کو علم غیب مانا ہے دیکھو براہین قاطعہ صفحہ ۵ پھر اس

---

[1] (فتاویٰ الامام النووی ص ۱۷۳ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

[2] (فتاوی حدیثیہ ص ۲۶۸ مطبوعہ مصطفی البابی مصر)

[3] (نسیم الریاض ج۳ ص ۱۵۰ مطبوعہ دار الفکر بیروت)

آیت کا کیا مطلب بتائیں گے قرآن کریم میں ہے ان الحکم الا اللہ حکم خدا کے سوا کسی کا نہیں لَهُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ (النساء ۱۷۱) خدا کی ہی وہ تمام چیزیں ہیں جو آسمان وزمین میں ہیں۔وَكَفَى بِاللَّهِ شَهِيدًا (النساء ۷۹) اللہ کافی گواہ ہے۔وَكَفَى بِاللَّهِ وَكِيلًا (النساء ۸۱) اللہ کافی وکیل ہے۔وَكَفَى بِاللَّهِ حَسِيبًا (النساء ۶) اللہ کافی حساب لینے والا ہے۔

ان آیات سے معلوم ہوا کہ حکومت ملکیت گواہی، وکالت حساب لینا سب اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے۔ اب بادشاہ کو حاکم ہر شخص کو اپنی چیزوں کا ملک مشرکین کو وکیل محاسب اور عام لوگوں کو مقدمات کا گواہ مانا جاتا ہے۔ یہ کیوں؟ صرف اس لئے کہ ان آیات میں حکومت ملکیت وغیرہ سے حقیقی اور ذاتی مراد ہے اور دوسروں کے لئے یہ اوصاف بہ عطائے الٰہی مانے گئے اسی طرح آیات غیب میں بھی توجیہ کرنا لازم ہے کہ حقیقی کی غیر سے نفی ہے اور عطائی کا ثبوت۔

وَمَا عَلَّمْنَاهُ الشِّعْرَ وَمَا يَنبَغِي لَهُ إِنْ هُوَ إِلَّا ذِكْرٌ وَقُرْآنٌ مُّبِينٌ (یٰس ۶۹)

ترجمہ: اور ہم نے اس کو شعر کہنا نہ سکھایا اور نہ وہ ان کی شان کے لائق ہے وہ تو نہیں مگر نصیحت اور روشن قرآن۔

مفسرین نے اس آیت کے تین مطلب بتائے ہیں اولاً یہ کہ علم کے چند معنی ہیں۔ جاننا بلکہ (مشق و تجربہ وغیرہ) اس جگہ علم کے دوسرے معنی مراد ہیں۔یعنی ہم نے نبی کریم ﷺ کو شعر گوئی کا ملکہ نہ دیا نہ یہ کہ ان کو اچھا برا صحیح غلط شعر پہچاننے کا شعور نہ دیا۔ دوسرے یہ کہ شعر کے دو معنی ہیں ایک تو وزن و قافیہ والا کلام (غزل) دوسرے جھوٹی اور وہمی وخیالی باتیں چاہے نظم ہوں یا نثر اس آیت میں یہ دوسرے معنی ہی مراد ہیں۔یعنی ہم نے ان کو جھوٹی اور وہمی باتیں نہ سکھائیں وہ جو کچھ فرماتے ہیں حق ہے۔ تیسرے یہ کہ شعر سے مراد اس جگہ اجمالی کلام ہے۔یعنی ہم نے ان کو ہر چیز کی تفصیل بتائی ہے نہ کہ معمے اور جمالی باتیں وتفصیلاً لکل شئی علم بمعنی ملکہ قرآن کریم فرماتا ہے: وَعَلَّمْنَاهُ صَنْعَةَ لَبُوسٍ لَّكُمْ (الأنبياء ۸۰) اور ہم نے ان کو تمہارا ایک پہناوا بنانا سکھایا۔

دیلمی نے حضرت جابر سے روایت کیا:

علموا ابینکم الرمی۔

ترجمہ: یعنی اپنی اولاد کو تیر اندازی سکھاؤ۔[1]

روح البیان میں اسی آیت کے ماتحت ہے:

والاصح انه کان یحسنه ولکن کان یمیز جید الشعر وردیه۔

ترجمہ: زیادہ صحیح یہ ہے کہ آپ شعر بخوبی پڑھتے نہ تھے لیکن اچھے اور ردی شعر میں فرق فرمالیتے تھے۔[2]

---

[1] (الفردوس بماثور الخطاب ج۳ ص ۱۱ رقم الحدیث ۴۰۰۸ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

[2] (تفسیر روح البیان ج۷ ص ۵۰۶ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)

روح البیان یہ ہی آیت ان المحرم علیہ انما ھو انشاء الشعر آپ کے لئے شعر بنانا منع تھا۔ شعر کے معنے ہیں جھوٹا کلام کفار مکہ کہا کرتے تھے کہ قرآن کریم شعر ہے اور حضور علیہ السلام شاعر ہیں **بل ھو شاعراً** اس شعر سے مراد تھی جھوٹا کلام تو ان کے اس بکواس کی تردید اسی آیت نے کر دی۔

کیونکہ فرمایا گیا ہے:

إِنْ هُوَ إِلَّا ذِكْرٌ وَقُرْآنٌ مُبِينٌ (یٰسٓ ٦٩)

وہ تو نہیں مگر نصیحت اور روشن قرآن۔

یہاں اگر شعر سے مراد منظوم کلام ہو تو اس عبارت سے آیت کا کیا تعلق ہو گا۔

(مدارک یہ ہی آیت) **ای و ماعلمنا النبی علیہ السلام قول الشعر او ماعلمناہ بتعلیم القرآن الشعر علی معنی ان القرآن لیس بشعر۔**

ترجمہ: یعنی ہم نے نبی علیہ السلام کو شعر کہنا نہ سکھایا یا ہم نے ان کو قرآن کی تعلیم سے شعر نہ سکھایا۔ مطلب یہ ہے کہ قرآن کریم شعر نہیں۔[1]

(خازن یہ ہی آیت) **ولما نفی ان یکون القرآن من جنس الشعر قال اللہ تعالیٰ ان ھو الا ذکر و قرآن مبین۔**

ترجمہ: جبکہ اس کی تردید فرمادی کہ قرآن کریم شعر کی جنس سے ہو تو رب تعالیٰ نے فرمادیا کہ نہیں ہے وہ مگر نصیحت اور روشن کتاب۔[2]

قیل ان کفار قریش قالوا ان محمداً شاعر و مایقولہ شعر فانزل اللہ تکذیباً لھم و ماعلمناہ الشعر۔

ترجمہ: کہا گیا ہے کہ کفار قریش نے کہا تھا کہ حضور علیہ السلام شاعر ہیں اور جو کچھ وہ کہتے ہیں (قرآن) وہ شعر ہے اس کی تکذیب کے لئے رب تعالیٰ نے یہ آیت اتاری۔[3]

تنبیہ: اس جگہ مخالفین یہ سوال کرتے ہیں کہ روایات میں آیا ہے کہ نبی علیہ السلام کی زبان پاک شعر کے موافق نہ تھی یعنی آپ کو شعر پڑھتے تھے تو وزن بگڑ جاتا۔

دیکھو اسی خازن میں ہے:

ای مایسھل لہ ذلک و مایصلح منہ بحیث لو اراد نظم شعر لم یتات لذلک۔

---

[1] (تفسیر مدارک التنزیل ج ۲ ص ۴۰۴ مطبوعہ مکتبۃ القرآن والسنۃ پشاور)
[2] (لباب التاویل فی معانی التنزیل المعروف تفسیر خازن ج ۴ ص ۱۳ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)
[3] (لباب التاویل فی معانی التنزیل المعروف تفسیر خازن ج ۴ ص ۱۲ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

ترجمہ: یعنی آپ کو شعر پڑھنا آسان نہ تھا اور آپ سے درست نہ ادا ہوتا تھا اگر کسی شعر کو نظم فرمان نے کا ارادہ فرماتے تو نہ ہو سکتا تھا یعنی ہم نے آپ کو اس طرح کیا ہے کہ اگر آپ شعر پڑھنے کا ارادہ فرماتے تو نہ ہو سکتا تھا۔[1]

مدارک ای جعلناہ بحیث لو ارادقرء ۃ شعر لم یتات لہ ولم یستھل۔

ترجمہ: یعنی ہم نے آپ کو اس طرح کیا ہے کہ اگر آپ شعر پڑھنے کا ارادہ فرماویں تو آسان نہ ہو۔[2]

تفسیر کبیر میں ہے:

وما یستھل لہ حتی انہ ان تمتل لہ بیت شعر سمع منہ مزاحفاً۔

ترجمہ: آپ کو شعر آسان نہیں یہاں تک کہ اگر کسی کو ادا فرمانے کا ارادہ فرماویں تو آپ سے ٹوٹا ہوا سنا جاتا ہے۔[3]

اس کا جواب یہ ہے کہ شعر کا علم اور ہے شعر کا پڑھنا اور بڑے بڑے شعر اور علماء گا کر پڑھ نہیں سکتے بہت سے نعت خواں اور اقوال علم شعر نہیں رکھتے مگر شعر پڑھنے پر پورے قادر ہوتے ہیں۔ آپ روٹی پکانا جانتے نہیں مگر اچھی بری موٹی باریک خوب جان لیتے ہیں۔

آپ کی ان عبارتوں سے معلوم ہوا کہ حضور علیہ السلام کو شعر پڑھنے کا ملکہ اور مشق نہ تھی۔ نہ کہ شعر کی پہچان نہ تھی۔ یہ ہی ہم نے کہا تھا۔ حضور علیہ السلام کو بعض شعر پسند تھے اور بعض ناپسند۔

روح البیان میں اسی آیت کے ماتحت ہے:

کان احب الحدیث علیہ السلام الشعر و ایضاً کان ابغض الحدیث الیہ علیہ السلام الشعر۔

ترجمہ: حضور علیہ السلام کو شعر بہت پسند بھی تھا اور نہایت ناپسند بھی۔[4]

نیز احادیث سے ثابت ہے کہ آپ نے بعض شعراء کے شعر پڑھے ہیں اور ان کی تعریف فرمائی ہے جیسے کہ الا کل شئی ماما خلا اللہ باطل اگر اچھے برے شعر کی پہچان نہیں تو یہ تعریف فرمانا کیسا؟ شعر سے مراد اجمالی یعنی غیر مفصل کلام اور معمے ہیں۔

روح البیان میں اسی آیت کے ماتحت ہے:

قال الشیخ الاکبر اعلم ان الشعر محل للاجمال واللغز والتوریۃ ای مار مزنا محمداً علیہ السلام شئیا ولا الغزنا ولا خطبناہ بشئی ونحن نرید شیئا ولا جعلنا لہ الخطاب حیث لم یفھم۔

---

[1] (لباب التاویل فی معانی التنزیل المعروف تفسیر خازن ج ۴ ص ۲ ۱ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

[2] (تفسیر مدارک ج ۱ ص ۵ ۰ ۴ مطبوعہ مکتبۃ القرآن والسنہ پشاور)

[3] (تفسیر کبیر ج ۹ ص ۴ ۰ ۳ ۔ ۵ ۰ ۳ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)

[4] (تفسیر روح البیان ج ۷ ص ۶ ۰ ۵ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)

ترجمہ: جاننا چاہیئے کہ شعر اجمالی اور پھسلنے اور اشاروں کا مقام ہے یعنی ہم نے حضور علیہ السلام کے لئے کسی چیز کے اشارے نہ کئے اور نہ یہ کیا کہ ہم ارادہ کچھ فرمائیں اور خطاب کچھ کریں اور ان سے اس طرح اجمالی کلام نہ فرمایا کہ سمجھ میں نہ آوے۔[1]

مِنْهُمْ مَنْ قَصَصْنَا عَلَيْكَ وَمِنْهُمْ مَنْ لَمْ نَقْصُصْ عَلَيْكَ (غافر ۷۸)

ترجمہ: ان نبیوں میں سے کسی کا احوال تم سے بیان فرمایا اور کسی کا احوال نہ بیان فرمایا۔

اس آیت کی تفسیر میں مفسرین نے چند توجیہیں فرمائی ہیں۔ ایک یہ کہ اس میں تمام انبیاء کے حالات کا علم دینے کی نفی نہیں۔ بلکہ قرآن کریم میں صراحتہً ذکر کی نفی ہے۔ یعنی بعض انبیاء کے واقعات صراحتہً بیان نہ فرمائے۔ دوسرے یہ کہ ذکر تفصیلی کی نفی ہے۔ اور اجمالی ذکر سب کا فر فرمایا گیا ہے۔ تیسرے یہ کہ وحی ظاہر میں سب کا بیان نہ ہوا۔ وحی خفی میں سب کا ذکر فرمایا گیا۔

تفسیر صاوی میں اسی آیت کے ماتحت ہے:

ان النبی علیه السلام لم یخرج من الدنیا حتی علم جمیع الانبیآء تفصیلاً کیف لا وهم مخلوقون منه و خلفهم لیلة الاسرآء فی بیت المقدس و لکنه العلم المکنون و انما ترک بیان قصصهم لامته رحمة بهم فلم یکلفهم الا بما کانوا یطیقون۔

ترجمہ: حضور علیہ السلام دنیا سے تشریف نہ لے گئے یہاں تک کہ تمام انبیاء کو تفصیلاً جان لیا۔ کیونکر نہ جانیں وہ سب پیغمبر آپ ہی سے پیدا ہوئے اور شب معراج بیت المقدس میں آپ کے مقتدی بنے لیکن یہ علم مکنون ہے اور ان پیغمبروں کے قصے چھوڑ دیئے امت کے لئے ان پر رحمت فرماتے ہوئے پس ان کو طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتے۔[2]

مرقاۃ شرح مشکوۃ جلد اول صفحہ ۵۰ میں ہے:

هذا لا ینافی قوله تعالی منهم من لم نقصص علیک لان المنفی هو التفصیل و الثابت هو الاجمال او النفی مقید بالوحی الجلی و الثبوت متحقق بالوحی الخفی۔

ترجمہ: یہ کلام اس آیت کے خلاف نہیں کہ منهم من لم نقصص علیک کیونکہ نفی تو علم تفصیلی کی ہے اور ثبوت علم اجمالی کا ہے یا نفی وحی ظاہر (قرآن) کی ہے اور ثبوت وحی خفی (حدیث) کا ہے۔[3]

---

[1] (تفسیر روح البیان ج۷ ص ۵۰۴ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)

[2] (تفسیر صاوی ج۵ ص ۱۹۷ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)

[3] (مرقاۃ ج ا ص ۵۰)

قرآن فرماتا ہے:

کُلًّا نَقُصُّ عَلَیۡکَ مِنۡ اَنۡبَآءِ الرُّسُلِ مَا نُثَبِّتُ بِہٖ فُؤَادَکَ (ھود ۱۲۰)

ترجمہ: اور سب کچھ ہم تم کو رسولوں کی خبریں سناتے ہیں جس سے تمہارا دل ٹھہرائیں۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

یَوۡمَ یَجۡمَعُ اللّٰہُ الرُّسُلَ فَیَقُوۡلُ مَاذَاۤ اُجِبۡتُمۡ قَالُوۡا لَا عِلۡمَ لَنَا اِنَّکَ اَنۡتَ عَلَّامُ الۡغُیُوۡبِ (المائدۃ ۱۰۹)

ترجمہ: جس دن اللہ جمع فرمادیگا رسولوں کو۔ پھر فرماویگا کہ تم کو کیا جواب ملا۔ عرض کرینگے ہمیں کچھ علم نہیں بے شک تو ہی غیبوں کا خوب جاننے والا ہے۔

مفسرین نے اس آیت کریمہ کی دو توجہیں فرمائی ہیں اولاً یہ کہ خدایا تیرے علم کے مقابلہ میں ہم کو علم نہیں۔ دوسرے یہ کہ ادباً یہ عرض کیا گیا۔ تیسرے یہ کہ قیامت میں جس وقت نفسی نفسی فرمانے کا وقت ہو گا اس وقت انبیائے کرام یہ فرمائیں گے۔ بعد میں پھر عرض کریں گے کہ ہم نے اپنی قوم کو تبلیغ احکام کی مگر انہوں نے نہ مانا۔ وہ کفار کہیں گے کہ ہم کو احکام نہ پہنچے۔ جس پر امت مصطفی علیہ السلام انبیائے کرام کی گواہی دے گی۔

تفسیر خازن میں اسی آیت کے ماتحت ہے:

فعلی ھذا القول انما نفوا العلم عن انفسھم و ان کانوا علمآء لان علمھم صار کلا علم عند علم اللہ۔

ترجمہ: پس اس قول کی بنا پر پیغمبروں نے اپنی ذات سے علم کی نفی کی اگرچہ وہ جانتے تھے کیونکہ علم اللہ کے علم کے سامنے مثل نہ ہونے کے ہو گیا۔[1]

مدارک میں ہے:

قالوا ذلک تادبا ای علمنا ساقط مع علمک فکانہ لا علم لنا۔

ترجمہ: ان انبیاء نے یہ عرض کیا ادباً یعنی ہمارا علم تیرے علم کے ساتھ ساقط ہے پس گویا ہم کو علم ہی نہیں۔[2]

تفسیر کبیر میں ہے:

ان الرسل علیھم السلام لما علموا ان اللہ عالم لا یجھل حلیم لا یسفہ عادل لا یظلم علموا ان قولھم لا یفید خیراً و لا یدفع شراً فالادب فی السکوت و تفویض الامر الی اللہ و عدلہ فقالوا الا علم لنا۔

---

[1] (لباب التاویل فی معانی التنزیل المعروف تفسیر خازن ج ۲ ص ۸۹ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

[2] (تفسیر مدارک ج ۱ ص ۳۵۰ مطبوعہ مکتبۃ القرآن و السنہ پشاور)

ترجمہ: (از خازن) انبیائے کرام نے جب جان لیا کہ اللہ عالم ہے بے علم نہیں۔ حلیم ہے سفیہ نہیں۔ انصاف والا ہے ظالم نہیں تو وہ سمجھ گئے کہ ان کی بات نہ تو بھلائی کا فائدہ دیگی اور نہ مصیبت کو دفع کرے گی۔ پس ادب خاموشی میں ہے اور معاملہ کو اللہ کے عدل کی طرف سپرد کر دینے میں ہے لہٰذا انہوں نے عرض کر دیا کہ ہم کو علم نہیں۔[1]

(تفسیر بیضاوی یہ ہی آیت) وقیل المعنی لاعلم لنا الی جنب علمک۔

ترجمہ: کہا گیا ہے کہ آیت کے معنی یہ ہیں کہ ہم کو تیرے علم کے مقابل علم نہیں۔

روح البیان میں ہے:

ان ھذا الجواب یکون فی بعض مواطن القیمۃ وترجع عقولھم الیھم فیشھدون علی قومھم انھم بلغوا الرسالۃ وان قومھم کیف ردوا علیھم۔

ترجمہ: یہ جواب قیامت کے بعض موقعوں میں ہوگا۔ اور اس کے بعد حواس قائم ہوں گے تو اپنی قوم پر گواہی دیں گے کہ ہم نے رسالت کی تبلیغ فرمادی اور ہمارے قوم نے کیا جواب دیا۔ (ملخصًا)[2]

وَمَاأَدْرِي مَايُفْعَلُ بِي وَلَا بِكُمْ (الأحقاف ٩)

ترجمہ: اور میں نہیں جانتا کہ میرے ساتھ کیا کیا جاوے گا اور تمہارے ساتھ کیا۔

اس سے مخالفین دلیل پکڑتے ہیں کہ حضور علیہ السلام کو نہ تو اپنی خبر تھی۔ نہ کسی اور کی کہ قیامت میں ہم سے کیا معاملہ کیا جاوے گا۔ لیکن اس کی تفسیر میں مفسرین کے دو قول ہیں۔ اولاً یہ کہ اس آیت میں درائیت کی نفی ہے نہ کہ علم کی۔ درائیت اٹکل اور قیاس سے جاننے کو کہتے ہیں۔ یعنی میں بغیر وحی اپنے قیاس سے یہ امور نہیں جانتا۔ وحی سے جانتا ہوں۔ دوسرے یہ کہ یہ آیت حضور علیہ السلام کو یہ باتیں بتانے سے پہلے کی ہے۔ لہٰذا یہ منسوخ ہے۔

(تفسیر صاوی میں ہے یہ ہی آیت) ما خرج علیہ السلام من الدنیا حتی علمہ اللہ فی القرآن ما یعمل بہ وبالمومنین فی الدنیا الاخر اجمالاً وتفصیلاً۔

ترجمہ: کہ ان سے اور مومنین سے اور کافروں سے دنیا اور آخرت میں کیا کیا جاویگا۔ ان سے اور مومنین سے اور کافروں سے دنیا اور آخرت میں کیا کیا جاوے گا۔[3]

---

[1] (تفسیر کبیر ج ۳ ص ۴۶۷ مطبوعہ دار الفکر بیروت)

[2] (تفسیر روح البیان ج ۲ ص ۴۵۹ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)

[3] (تفسیر صاوی ج ۵ ص ۲۷۸ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)

ملا عبد الرحمان ابن محمد دمشقی رسالہ ناسخ و منسوخ میں فرماتے ہیں:

وما ادری مایفعل بی و لا بکم نسخ بقولہ۔ انا فتحنا لک آیت ما ادری منسوخ ہے انا فتحنا لک سے۔

تفسیر خازن میں اسی آیت کے ماتحت ہے:

لما نزلت ھذہ الایۃ فرح المشرکون فقالوا و اللات و العزی ما امرنا و امر محمد الا و احد او ماله علینا من مزیۃ وفضل لولا انہ ما ابتدع ما یقولہ لاخبرہ الذی بعثہ بما یفعل بہ فانزل اللہ عزوجل لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک (الایۃ) فقالت الصحابۃ ھنیئا لک یا نبی اللہ قد علمت ما یفعل بک فما ذا یفعل بنا فانزل اللہ لیدخل المومنین و المومنات جنت (الایۃ) و انزل و بشر المومنین بان لھم من اللہ فضلاً کبیراً و ھذا قول انس و قتادۃ و عکرمۃ قالوا انما ھذا قبل ان یخبر بغفران ذنبہ و انما اخبر بغفران ذنبہ عام الحدیبیۃ فنسخ ذلک۔

ترجمہ: جب یہ آیت نازل ہوئی تو مشرک خوش ہوئے اور کہنے لگے کہ لات و عزیٰ کی قسم ہمارا اور حضور علیہ السلام تو یکساں حال ہے ان کو ہم پر کوئی زیادتی اور بزرگی نہیں اگر وہ قرآن کو اپنی طرف سے گھڑ کر نہ کہتے ہوتے تو ان کو بھیجنے والا خدا انہیں بتادیتا کہ ان سے کیا معاملہ کرے گا تو رب نے یہ آیت اتاری لیغفر لک اللہ ما تقدم پس صحابہ کرام نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ کو مبارک ہو آپ نے تو جان لیا جو آپ کے ساتھ ہوگا ہم سے کیا معاملہ کیا جاوے گا تو یہ آیت اتری کہ داخل فرمائے گا اللہ مسلمان مرد اور عورتوں کو جنتوں میں (الایۃ) اور یہ آیت اتری کہ مسلمانوں کو خوشخبری دیجئے کہ ان کے لئے اللہ کی طرف سے بڑا فضل ہے یہ حضرت انس اور قتادہ و عکرمہ کا قول ہے۔ یہ حضرات فرماتے ہیں کہ یہ آیت اس آیت سے پہلے کی ہے جبکہ حضور علیہ السلام کو ان کی مغفرت کی خبر دی گئی مغفرت کی خبر آپ کو حدیبیہ کے سال دی گئی تو یہ آیت منسوخ ہو گئی۔[1]

اگر کوئی کہے کہ آیت لا ادری خبر ہے اور منسوخ نہیں ہوسکتی تو اس کے چند جواب ہیں ایک یہ کہ بہت سے علماء نسخ خبر جائز کہتے ہیں۔ جیسے وان تبدوا (الآیۃ) لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفۡسًا اِلَّا وُسۡعَہَا (البقرۃ ۲۸۶) سے منسوخ ہے ایسے ہی لا ادری کو ابن عباس و انس و ابن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے انا فتحنا لک سے منسوخ مانا۔[2]

دوسرے یہ کہ یہاں گویا فرمایا گیا۔ قل لا ادری اور قل امر ہے۔ نسخ کا تعلق اسی سے ہے۔ تیسرے یہ کہ بعض آیات صورت میں خبر اور معنی میں حکم ہیں جیسے کُتِبَ عَلَیۡکُمُ الصِّیَامُ (البقرۃ ۱۸۳) وَلِلّٰہِ عَلَی النَّاسِ حِجُّ الۡبَیۡتِ

[1] (لباب التاویل فی معانی التنزیل المعروف تفسیر خازن ج ۲ ص مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

[2] (تفسیر کبیر ج ۱۰ ص ۹ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت درمنثور ج ۷ ص ۷۷ ۔۳ ۔۷۸ ۳ مطبوعہ دار الفکر بیروت و ابو سعود ج ۶ ص ۹ ۶ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)

(النساء ۱۹۷) وغیرہ ان جیسی خبروں کا نسخ جائز ہے چوتھے یہ کہ اعتراض ہم پر نہیں بلکہ ان تفاسیر اور احادیث پر ہے جس سے نسخ ثابت ہے۔

اگر اس آیت کے مذکور بالا مطلب نہ بیان کئے جاویں تو صدہا احادیث کی مخالفت ہو گی حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ قیامت کے دن لواء الحمد ہمارے ہاتھ میں ہو گا آدم و آدمیان ہمارے جھنڈے کے نیچے ہوں گے۔ شفاعت کبریٰ ہم فرمائیں گے۔ ہمارا حوض ایسا ہو گا۔ اس کے برتن اس طرح کے ہوں گے وغیرہ وغیرہ ابو بکر جنتی ہیں۔ حسن و حسین جوانان جنت کے سردار ہیں۔ فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا خواتین جنت کی سردار ہیں۔ کسی کو فرمایا کہ تو جہنمی ہے۔ ایک آدمی بہت اچھا جہاد کر رہا ہے صحابہ کرام نے اس کی تعریف کی فرمایا کہ وہ جہنمی ہے۔ آخر کا اس نے خود کشی کی۔ اگر معاذاللہ حضور علیہ السلام کو اپنی بھی خبر نہ ہو تو اپنی اور دیگر حضرات کی یہ خبریں کس طرح سنا رہے ہیں وہ تو جس کے ایمان کی رجسٹری فرمادیں۔ وہ کامل مومن ہے۔ اس جگہ بہت سی مثالیں پیش کی جاسکتی ہیں۔ مگر اختصاراً اسی پر کفایت کرتا ہوں خدا درست سمجھ عطا فرماوے۔ آمین۔

لَا تَعْلَمُهُمْ نَحْنُ نَعْلَمُهُمْ (التوبة ۱۰۱)

ترجمہ: تم ان کو نہیں جانتے ہم ان کو جانتے ہیں۔

اس آیت سے مخالفین دلیل پکڑتے ہیں کہ حضور علیہ السلام دربار میں آنے والے منافقوں کو نہ پہچانتے تھے پھر علم غیب کیسا؟

مگر مفسرین نے اس آیت کی یہ توجیہ کی ہے کہ اس آیت کے بعد یہ آیت نازل ہوئی:

وَلَتَعْرِفَنَّهُمْ فِي لَحْنِ الْقَوْلِ (محمد ۳۰)

اور ضرور تم ان کو بات کے طریقہ سے پہچان لو گے۔

لہذا یہ آیت منسوخ ہے یا یہ توجیہ ہے کہ بغیر ہمارے بتائے ان کو نہیں پہچانتے۔

جمل میں اسی آیت کے ماتحت ہے:

فان قلت کیف نفی عنہ علم بحال المنافقین و اثبتہ فی قولہ تعالی ولتعرفنھم فی لحن القول فالجواب ان ایۃ النفی نزلت قبل ایۃ الاثبات۔

ترجمہ: اگر تم کہو کہ حضور علیہ السلام کے منافقین کا حال جاننے کی نفی کیوں کی گئی حالانکہ آیت ولتعرفنھم فی لحن القول میں اس کے جاننے کا ثبوت ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ نفی کی آیت ثبوت کی آیت سے پہلے اتری ہے اس آیت کے بعد کوئی بھی منافق حضور علیہ السلام کی حرفت میں کلام نہ کرتا تھا۔ مگر حضور علیہ السلام ان کو پہچان لیتے تھے اور اس کے فساد باطن اور نفاق پر دلیل پکڑتے تھے۔

(تفسیر بیضاوی یہ ہی آیت) **خفی علیک حالھم مع کمال فطنتک و صدق فراستک۔**

ترجمہ: آپ پر ان کا حال باوجود آپ کی کمال سمجھ اور سچی مردم شناسی کے مخفی رہ گیا۔[1]

اس تفسیر سے معلوم ہوا کہ اس آیت میں اندازے سے پتہ لگالینے کی نفی ہے۔ اگر اس آیت کی یہ توجیہیں نہ کی جاویں تو ان احادیث کی مخالفت ہو گی جن سے ثابت ہے کہ حضور علیہ السلام منافقوں کو پہچانتے تھے۔ مگر پردہ پوشی سے کام لیتے تھے۔

عینی شرح بخاری جلد ۴ صفحہ ۲۲۱ میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

خطب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہٖ و اصحابہٖ و سلم یوم الجمعة فقال اخرج یا فلان فانک منافق فاخرج منھم ناسا ففضحھم۔

ترجمہ: حضور علیہ السلام نے جمعہ کے دن خطبہ پڑھا۔ پس فرمایا کہ اے فلاں نکل جا کیونکہ تو منافق ہے ان میں سے بہت سے آدمیوں کو رسوا کر کے نکال دیا۔[2]

شرح شفا ملا علی قاری جلد اول صفحہ ۲۴۱ میں فرماتے ہیں:

عن ابن عباس کان المنفقون من الرجال ثلثة مائة و من النساء مائة و سبعین۔

ترجمہ: ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ منافقین مرد تین سو تھے اور عورتیں ایک سو ستر۔[3]

ہم اثبات علم غیب میں ایک حدیث پیش کر چکے ہیں۔ جس میں حضور علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ ہم پر ہماری امت پیش کی گئی۔ لہٰذا ہم نے منافقوں اور کفار اور مومنین کو پہچان لیا۔ اس پر منافقین نے اعتراض کیا اور قرآن کی آیت ان کے جواب کے لئے آئی۔ ان سب دلائل میں مطابقت کرنے کے لئے یہ توجیہ کرنا ضروری ہے۔ نیز یہ کلام اظہار غضب کے لئے ہوتا ہے اگر بچہ کو باپ مارنے لگے اور کوئی باپ سے بچائے تو وہ کہتا ہے کہ اس خبیث کو تم نہیں جانتے میں جانتا ہوں اس سے علم کی نفی نہیں۔

(۱۰) رب تعالیٰ فرماتا ہے:

وَلَا تُصَلِّ عَلَىٰٓ أَحَدٍ مِّنْهُم مَّاتَ أَبَدًا (التوبة ۸۴)

---

[1] (تفسیر بیضاوی ج ۳ ص ۱۶۹ مطبوعہ دار الفکر بیروت)

[2] (عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری ج ۴ ص ۲۲۱)

[3] (شرح شفا للقاری ج ۱ ص ۲۴۱)

حضور علیہ السلام نے عبد اللہ بن ابی منافق کی نماز جنازہ یا تو پڑھ لی یا پڑھنا چاہی فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے منع کیا۔ مگر ان کی عرض نہ سنی۔ تب یہ آیت اتری۔ جس میں آپ کو منافقین کی نماز جنازہ سے روکا گیا۔ اگر علم غیب تھا تو منافق کا جنازہ کیوں پڑھا؟

جواب: اس منافق کا حضرت ابن عباس پر کچھ احسان تھا اور اس کا فرزند مخلص مومن تھا اور خود اس منافق نے وصیت کی تھی کہ میرا جنازہ حضور پڑھائیں۔ اس وقت تک اس کی ممانعت نہ تھی۔ لہذا دینی مصلحت سے اجازت پر عمل فرمایا۔

تفسیر کبیر ج ۶ ص ۱۱۶ مطبوعہ داراحیاء التراث العربی بیروت وروح البیان میں فرمایا کہ اس کی وصیت علامت توبہ تھی اور شریعت کا حکم ظاہر پر ہے۔ جس پر حضور نے عمل فرمایا رب کو منظور نہ تھا کہ حبیب کا دشمن ظاہری عزت بھی پاوے۔ لہذا قرآن کریم نے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی تائید فرمادی غرض کہ اس مسئلہ کو علم غیب سے کوئی تعلق نہیں۔ اس کا منافق ہونا ظاہر تھا۔ مگر اس نماز میں بہت سی مصلحتیں تھیں۔ کریم کا کرم غیر اختیاری ہوتا ہے۔ اور پھر کیسے ہو سکتا ہے کہ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو پتہ لگ جائے مگر حضور ﷺ کو پتہ نہ لگے۔

وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الرُّوحِ قُلِ الرُّوحُ مِنْ أَمْرِ رَبِّي وَمَا أُوتِيتُمْ مِنَ الْعِلْمِ إِلَّا قَلِيلًا (الإسراء ۸۵)

ترجمہ: اور تم سے روح کو پوچھتے ہیں۔ تم فرماؤ کہ روح میرے رب کے حکم سے ایک چیز ہے اور تم کو علم نہ ملا مگر تھوڑا۔

مخالفین اس آیت سے دلیل لاتے ہیں کہ حضور علیہ السلام کو روح کا علم نہ تھا کہ روح کیا چیز ہے لہذا آپ کو علم غیب کلی نہ ہوا اس میں تین امور قابل غور ہیں۔ اولاً یہ کہ اس آیت میں یہ کہاں ہے کہ ہم نے حضور علیہ السلام کو یہ علم نہیں دیا۔ یا حضور علیہ السلام نے کہاں فرمایا کہ مجھے روح کا علم نہیں ملا۔ لہذا اس آیت کو نفی علم روح کی دلیل بنانا محض غلط ہے۔ اس میں تو پوچھنے والے کافروں سے فرمایا گیا کہ تم کو علم بہت تھوڑا سا دیا گیا ہے تم کو روح کی حقیقت کا علم نہیں دوسرے یہ کہ قل الروح من امر ربی کے معنی حضرت قبلہ عالم شیخ مہر علی شاہ صاحب فاضل گولڑوی علیہ الرحمۃ نے سیف چشتیائی میں حضرت محی الدین ابن عربی سے یہ نقل فرمایا کہ قل الروح من امر ربی فرمادو کہ روح امر رب سے ہے۔ یعنی عالم بہت سے ہیں عالم عناصر عالم ارواح عالم امر عالم امکان وغیرہ تو روح عالم امر کی چیز ہے اور تم لوگ عالم عناصر کے تم اس کی حقیقت کو نہیں جان سکتے کیونکہ اے کافرو تم کو تھوڑا علم دیا گیا ہے۔

روح البیان میں زیر آیت: لَا تُدْرِكُهُ الْأَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْأَبْصَارَ (الأنعام ۱۰۳) ہے:

لانہ تجاوز فی تلک اللیلۃ عن عالم العناصر ثم عن عالم الطبعیۃ ثم عن عالم الارواح حتی وصل الی عالم الامر وعین الراس من عالم الاجسام فانسلخ عن الکل ورای ربہ بالکل۔

ترجمہ: حضور علیہ السلام معراج کی رات عالم عناصر سے آگے بڑھے پھر عالم طبیعت سے پھر عالم ارواح سے یہاں تک کہ عالم امر تک جا پہنچے اور سر کی آنکھ عالم اجسام سے ہے پس آپ ان تمام چیزوں سے علیحدہ ہو گئے اور رب تعالیٰ کو کل ذات سے دیکھا۔[1]

اس سے معلوم ہوا کہ شب معراج میں حضور علیہ السلام نے عالم امر کی سیر ہی نہیں فرمائی بلکہ خود بھی عالم امر میں سے بن گئے۔ اور اپنے رب کو دیکھا۔ اور اسی عالم امر کی روح بھی ہے۔ پھر آپ پر روح کیونکر مخفی رہ سکتی ہے۔ جس طرح ہم جسموں کو جانتے پہچانتے ہیں عیسیٰ علیہ السلام آدھے بشر اور آدھے روح تھے کیونکہ حضرت مریم علیہ السلام تو بشر تھیں اور حضرت جبریل علیہ السلام روح **فَأَرْسَلْنَا إِلَيْهَا رُوحَنَا (مریم ۱۷)** ہم نے حضرت مریم علیہ السلام کے پاس اپنی روح یعنی جبریل کو بھیجا۔ اور آپ کی پیدائش حضرت جبریل کی پھونک سے ہوئی۔ اس لئے دونوں امور آپ میں موجود ہیں۔

فتوحات مکیہ باب ۵۷۵ میں شیخ اکبر فرماتے ہیں:

فکان نصفه بشرا و نصفه الاخر روحاً مطهراً ملکاً لان جبریل وهبه لمریم۔

ترجمہ: حضرت مسیح علیہ السلام نصف بشر اور نصف دوم پاک روح ہیں۔ کیونکہ جبریل نے حضرت مریم کو انہیں بخشا۔

اور ان کی پیدائش بھی حضور علیہ السلام کے نور سے ہے، تو گویا حضور علیہ السلام از سر تا پا روح ہیں۔

روح البیان نے اسی آیت **لاتدرک** کے ماتحت لکھا ہے:

الحقیقت المحمدیة هی حقیقة الحقائق و هو الموجود العام الشامل۔

ترجمہ: حقیقت محمدیہ تمام حقیقتوں کی حقیقت ہے اور وہ ہی وجود عام ہے۔[2]

لہٰذا آیت کے معنی یہ ہوئے کہ روح وہ جو امر یعنی کن سے بلاواسطہ پیدا ہو۔ اور وہ تو حقیقت محمدیہ ہے۔ کہ بلاواسطہ ان کی پیدائش ہے اور سب کی پیدائش ان کے نور سے ہے مطلب یہ ہوا کہ عالم کی روح حقیقی میں ہوں۔ تفسیر کبیر نے اس جگہ فرمایا کہ یہاں روح سے قرآن یا جبریل مراد ہیں۔ کفار نے سوال کیا تھا کہ قرآن کیا ہے شعر ہے یا کہانت؟ جبریل کون ہیں؟ اور کیسے آتے ہیں؟ جواب دیا گیا کہ قرآن امر الٰہی ہے نہ شعر ہے نہ جادو۔ جبریل امر الٰہی سے آتے ہیں۔

وَمَا نَتَنَزَّلُ إِلَّا بِأَمْرِ رَبِّکَ (مریم ۶۴)

اسی کبیر میں ہے:

فاذا کان معرفت اللہ تعالیٰ ممکنة بل حاصلة فای مانع یمنع من معرفة الروح۔

[1] (تفسیر روح البیان ج۳ ص ۱۰۰ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)

[2] (تفسیر روح البیان ج۳ ص ۱۰۱ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)

ترجمہ: جب حضور علیہ السلام خدا کو پہچانیں تو روح کو کیوں نہ پہچانیں۔[1]

تیسرے یہ کہ مفسرین و محدثین نے تصریح فرمائی ہے کہ حضور علیہ السلام کو روح کا علم تھا۔

تفسیر خازن میں اسی آیت کے ماتحت لکھا:

قیل ان النبی علیہ السلام علم معنی الروح لکن لم یخبر بہ لان ترک الاخبار کان علماً لنبوتہ و القول الاصح ان اللہ استاثر بعلم الروح۔

ترجمہ: کہا گیا ہے کہ نبی علیہ السلام کو حقیقت روح معلوم تھی لیکن اس کی خبر نہ دی کیونکہ یہ خبر نہ دینا آپ کی نبوت کی علامت اور زیادہ صحیح یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ علم روح سے خاص ہے۔[2]

اس عبارت میں علم روح ماننے والوں کو مشرک نہ کہا گیا اور نہ ان کے قول کو غلط بتایا۔

تفسیر روح البیان اسی آیت کی تفسیر میں ہے:

جل منصب حبیب اللہ ان یکون جاھلا بالروح مع انہ عالم باللہ و قدمن اللہ علیہ بقولہ و علمک مالم تکن تعلم۔

ترجمہ: حضور علیہ السلام کی شان اس سے بلند ہے کہ آپ روح سے ناواقف ہوں حالانکہ آپ اللہ سے واقف ہیں رب نے آپ پر احسان جتایا کہ فرمایا جو کچھ آپ نے جانتے تھے وہ آپ کو بتا دیا۔[3]

(تفسیر مدارک یہ ہی آیت) وقیل کان السوال عن خلق الروح یعنی مخلوق ام لا لقولہ من امر ربی دلیل خلق الروح فکان جواباً۔

ترجمہ: کہا گیا ہے کہ سوال روح کی پیدائش سے متعلق تھا کہ روح مخلوق بھی ہے یا نہیں اور رب کا فرمان من امر ربی روح کے مخلوق ہونے کی دلیل ہے لہذا یہ جواب ہو گیا۔[4]

اس عبارت سے معلوم ہوا کہ اس آیت میں روح کا علم ہونے نہ ہونے سے بحث ہی نہیں ہو رہی ہے یہاں تو ذکر مخلوقیت روح کا ہے۔

مدارج النبوت جلد دوم صفحہ ۴۰ وصل ایذا رسانی کفار فقراء صحابہ را میں شیخ فرماتے ہیں:

چہ گونہ جرات کند مومن عارف کہ نفی علم بحقیقت روح از سید المرسلین وامام العارفین کند و دادہ است اوراحق سبحانہ علم ذات وصفات خود و فتح کردہ برائے او فتح مبین از

---

[1](تفسیر کبیر ج ۷ ص ۳۹۲ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)

[2](لباب التاویل فی معانی التنزیل المعروف تفسیر خازن ج ۳ ص ۱۴۵ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

[3](تفسیر روح البیان ج ۵ ص ۲۳۵ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)

[4](تفسیر مدارک التنزیل ج ۱ ص ۷۲۷ مطبوعہ مکتبۃ القرآن والسنۃ پشاور)

علوم اولین وآخرین روح انسانی چہ باشد کہ در جنب جامعیت وے قطرہ ایست از دریاو ذرہ ایست از بیدا۔

ترجمہ: مومن عارف یہ ہمت کس طرح کر سکتا ہے کہ حضور علیہ السلام سے حقیقت روح کے علم کی نفی کرے حالانکہ رب نے ان کو اپنی ذات وصفات کا علم دیا ہے اور ان پر علوم اولین و آخرین کھول دیئے حضور علیہ السلام کے علم کے مقابل روح انسانی کی کیا حقیقت ہے وہ تو اس دریا کا ایک قطرہ اور جنگل کا ایک ذرہ ہے۔[1]

احیاء العلوم میں امام غزالی فرماتے ہیں:

و لا تظن ان ذلک لم یکن مکشوفا لرسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہٖ و اصحابہٖ و سلم فان من لم یعرف نفسہ فکیف یعرف اللہ سبحنہ فلا یبعد ان یکون ذلک مکشوفا لبعض الاولیآء و العلمآء۔

ترجمہ: تم یہ گمان نہ کرنا کہ روح حضور علیہ السلام کو ظاہر نہ تھی۔ کیونکہ جو اپنے کو نہ پہچانے گا۔ وہ اللہ کو کس طرح پہچان سکتا ہے یہ بھی بعید نہیں کہ روح بعض اولیاء وعلماء کو ظاہر ہو۔[2]

ان عبارات سے معلوم ہوا کہ حضور علیہ السلام کو علم روح عطا ہوا بلکہ حضور کے صدقے سے بعض علماء و اولیاء کو بھی ملا۔ بعض لوگوں نے اس کا انکار بھی کیا۔ مگر وہ بلا دلیل ہے۔ نیز جب ثبوت و نفی کے دلائل ہوں تو ثبوت کو اختیار کرنا چاہئیے جیسا کہ ہم قاعدہ اصول کا بیان کر چکے ہیں۔

(۱۲) عَفَا اللّٰهُ عَنْكَ لِمَ أَذِنْتَ لَهُمْ (التوبة ۴۳)

غزوہ تبوک میں بعض منافقین نے غلط بہانہ کر کے شرکت نہ کی۔ حضور علیہ السلام کو ان کی حیلہ سازی کا پتہ نہ لگا اور انہیں جہاد میں نہ جانے کی اجازت دے دی اس آیت میں آپ پر عتاب فرمایا گیا کہ کیوں اجازت دی۔ اگر آپ کو علم غیب ہوتا۔ تو اصل حال آپ پر ظاہر ہوتا۔

جواب: نہ اس آیت سے آپ پر عتاب ہے اور نہ حضور ان کے فریب سے بے خبر تھے۔ بلکہ حضور علیہ السلام نے ان کی پردہ پوشی فرماتے ہوئے اجازت دی۔ رب نے فرمایا کہ اے مجرموں کے پردہ پوش! آپ نے ان کو رسوا کیوں نہ کیا؟ عتاب غلطی پر ہوتا ہے یہاں غلطی کون سے ہوئی تھی؟ عفا اللہ کلمہ دعائیہ ہے نہ کہ عتاب۔

يَسْأَلُونَكَ عَنِ السَّاعَةِ أَيَّانَ مُرْسَاهَا (۴۲) فِيمَ أَنتَ مِن ذِكْرَاهَا (النازعات ۴۳)

ترجمہ: تم سے قیامت کو پوچھتے ہیں کہ وہ کب کے لئے ٹھہری ہوتی ہے تم کو اس بیان سے کیا تعلق۔

---

[1] (مدارج النبوت ج ۲ ص ۴۰۔ ۴۱ مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ)

[2] (احیاء العلوم ج ۴ ص ۱۱۲ مطبوعہ مصر)

اس آیت سے مخالفین دلیل لاتے ہیں کہ حضور علیہ السلام کو قیامت کا علم نہ تھا کہ کب ہو گی۔ لہذا آپ کو علم غیب کلی نہ ہوا۔ جواب صحیح یہ ہے کہ رب تعالیٰ نے حضور علیہ السلام کو یہ علم بھی عطا فرمایا۔ مفسرین نے اس آیت کی چند توجہیں کی ہیں۔ ایک تو یہ کہ یہ آیت علم قیامت عطا کرنے سے پہلے کی ہے دوم یہ کہ اس سے مقصود سائلین کو جواب دینے سے روکنا ہے نہ کہ آپ کے علم کی نفی۔

تیسرے یہ کہ اس آیت میں فرمایا گیا:

أَنْتَ مِنْ ذِكْرَاهَا (النازعات ۴۳)

آپ اس قیامت کی نشانیوں میں سے ایک ہیں آپ کو دیکھ کر ہی جان لینا چاہئیے کہ قیامت قریب ہے۔ چوتھے یہ کہ اس میں فرمایا گیا ہے کہ دنیا میں آپ یہ باتیں بتانے نہیں بھیجے گئے۔

(تفسیر صاوی یہ ہی آیت) وهذا قبل اعلامه بوقتها فلاينا فی انه عليه السلام لم يخرج من الدنيا حتی اعلمه الله بجميع مغيبات الدنيا والاخرة۔

ترجمہ: یہ آیت حضور علیہ السلام کو قیامت کے وقت کی خبر دینے سے پہلے کی ہے لہذا یہ اس قول کے خلاف نہیں کہ حضور علیہ السلام دنیا سے نہ گئے یہاں تک کہ اللہ نے آپ کو دنیا و آخرت کے سارے علوم دے دیئے۔ [1]

(روح البیان میں یہ ہی آیت) قد ذهب بعض المشائخ الی ان النبی عليه السلام كان يعرف وقت الساعة باعلام الله وهو لاينافی الحصر فی الاية۔

ترجمہ: بعض مشائخ ادھر گئے ہیں کہ نبی علیہ السلام قیامت کے وقت جانتے تھے اللہ کے بتانے سے اور یہ قول اس آیت کے حصر کے خلاف نہیں۔ [2]

روح البیان میں یہ ہی آیت پارہ ۹ زیر آیت يسئلونک کانک حفی عنها (پارہ ۹ سورہ ۷ آیت نمبر ۱۸۷) (تفسیر روح البیان ج ۳ ص ۲۷۱-۲۷۳ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت) میں بھی ہے اور وہاں یہ بھی ہے کہ دنیا کی کل عمر ۷۰ ہزار سال ہے۔ یہ روایت صحیحہ ثابت ہے جس سے معلوم ہوا کہ حضور علیہ السلام کو قیامت کا علم ہے۔

(تفسیر خازن یہ ہی آیت) وقيل معناه فيم انكار لسوالهم ای فيم هذا السوال ثم قال انت يا محمد من ذكرها ای من علامتها لانک اخر الرسل فكفاهم ذلک دليلاً علی ذنوها۔

---

[1] (تفسیر صاوی ج ۶ ص ۲۳۱-۲۳۲ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)

[2] (تفسیر روح البیان ج ۱۰ ص ۳۸۷ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)

ترجمہ: کہا گیا ہے کہ فیما کفار کے سوال کا انکار ہے یعنی ان کا سوال کس شمار میں ہے پھر فرمایا کہ آپ اے محمد (ﷺ) اس قیامت کی نشانیوں میں سے ہیں۔ کیونکہ آپ آخری نبی ہیں پس ان کو یہ دلیل کافی ہے قیامت قریب ہونے پر۔[1]

(تفسیر مدارک یہ ہی آیت) او کان رسول اللہ علیہ السلام لم یزل یذکر الساعۃ ویسئل عنھا حتی نزلت فھو تعجب من کثرۃ ذکرھا۔

ترجمہ: یا حضور علیہ السلام قیامت کا بہت ہی ذکر فرماتے تھے اور اس کے بارے میں سوال کئے جاتے تھے یہاں تک کہ آیت اتری پس یہ آیت تعجب ہے آپ کے زیادہ ذکر قیامت فرمانے پر۔[2]

اب اس آیت کا مطلب یہ ہوا کہ آپ کس قدر ذکر قیامت فرماتے ہیں:

(مدارک یہ ہی آیت) او فیم انکار لسوالھم عنھا ای فیم ھذا السوال ثم قال انت من ذکرتھا و انت اخر الانبیآء علامۃ من علامتھا فلا معنی لسوالھم عنھا۔

ترجمہ:... یا فیما کفار کے سوال کا انکار ہے یعنی یہ سوال کس شمار میں ہے پھر فرمایا کہ آپ اس قیامت کی نشانیوں میں سے ہیں۔ کیونکہ آپ آخری نبی ہیں۔ قیامت کی علامت میں سے ایک علامت ہیں اب ان کے قیامت کے پوچھنے کے کوئی معنی ہی نہیں۔[3]

اب اس آیت کا مطلب یہ ہوا کہ ان کا قیامت کے متعلق پوچھنا لغو ہے آپ خود اس کی علامت ہیں وہ کیوں پوچھتے ہیں۔

(مدارک یہ ہی آیت) قیل فیم انت من ذکرھا متصل بالسوال ای یسئلونک عن الساعۃ ایان مرسھا ویقولون این انت من ذکرھا ثم استانف فقال الی ربک۔

ترجمہ: اور کہا گیا ہے کہ فیما انت سوال سے ملا ہوا ہے یعنی کفار آپ سے پوچھتے ہیں کہ قیامت کا قیام کب ہو گا؟ اور یہ بھی کہتے ہیں کہ آپ کو اس کا علم کہاں سے آیا پھر رب تعالیٰ نے اپنی بات شروع کی الی ربک۔[4]

اب اس آیت کا مطلب یہ ہوا کہ کفار نے پوچھا کہ آپ کو یہ علم کہاں سے ہے۔ رب نے فرمایا کہ اللہ کی طرف سے تو یہ آیت علم قیامت کا ثبوت ہے۔

(مدارک یہ ہی آیت) انما انت منذر من یخشھا ای لم تبعت لتعلمھم بوقت الساعۃ انما انت الخ۔

---

[1] (لباب التاویل فی معانی التنزیل المعروف تفسیر خازن ج ۲ ص ۲۷۹ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

[2] (تفسیر مدارک ج ۱ ص ۴۵۴ مطبوعہ مکتبۃ القرآن والسنہ پشاور)

[3] (تفسیر مدارک ج ۱ ص ۴۵۴ مطبوعہ مکتبۃ القرآن والسنہ پشاور)

[4] (تفسیر مدارک ج ۱ ص ۴۵۴ مطبوعہ مکتبۃ القرآن والسنہ پشاور)

ترجمہ: یعنی آپ اس لئے نہیں بھیجے گئے کہ ان کو قیامت کے وقت کی خبر دیں۔[1]

اب آیت کا مطلب یہ ہوا کہ کفار کا یہ کہنا کہ اگر آپ قیامت کی خبر دے دیں تو آپ نبی ہیں ورنہ نہیں۔ محض بیہودہ ہے کیونکہ قیامت کی خبر دینا نبوت کے فرائض میں سے نہیں۔ نبی کے لئے تبلیغ احکام ضروری ہے۔

مدارج النبوۃ جلد دوم صفحہ ۴۰ وصل ایذ رسانی کفار فقراء صحابہ میں ہے:

وبعضے علماء علم ساعتہ نیز مثل ایں معنی گفتہ اند۔

ترجمہ: یعنی بعض علماء نے روح کی طرح حضور کو قیامت کا علم بھی مانا۔[2]

يَسْأَلُونَكَ كَأَنَّكَ حَفِيٌّ عَنْهَا قُلْ إِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ اللهِ (الأعراف ۱۸۷)

ترجمہ: تم سے ایسا پوچھتے ہیں گویا تم نے اس کو خوب تحقیق کر رکھا ہے تم فرماؤ کہ اس کا علم تو اللہ ہی کے پاس ہے۔

مخالفین اس آیت کو پیش کر کے کہتے ہیں کہ حضور علیہ السلام کو قیامت کا علم نہیں۔ اس کے دو جواب ہیں۔ ایک یہ کہ اس آیت میں یہ کہاں ہے کہ آپ ﷺ کو قیامت کا علم نہیں دیا۔ اس میں تو یہ ہے کہ اس کا علم اللہ ہی کو ہے۔ دینے کی نفی نہیں۔ دوم یہ کہ یہ علم قیامت دینے سے قبل کی آیت ہے۔

(تفسیر صاوی یہ ہی آیت) والذی یجب الایمان بہ ان النبی علیہ السلام لم ینتقل من الدنیا حتی اعلمہ اللہ بجمیع المغیبات التی تحصل فی الدنیا والاخرۃ فھو یعلمھا کما ھی عین یقین لما ورد رفعت لی الدنیا فانا انظر فیما کما انظر الی کفی ھذہ وورد انہ اطلع لی الجنۃ و ما فیھا والنار وما فیھا وغیر ذلک مما تواترت الاخبار ولکن امر بکتمان بعضھا۔

ترجمہ: جس پر ایمان لانا ضروری ہے یہ ہے کہ نبی علیہ السلام دنیا سے منتقل نہ ہوئے یہاں تک کہ رب نے آپ کو وہ تمام غائب چیزیں بتادیں جو دنیا اور آخرت میں آیا کہ ہمارے سامنے دنیا پیش کی گئی۔ پس ہم اس میں اس طرح نظر کر رہے ہیں جیسے اپنے اس ہاتھ میں یہ بھی آیا ہے کہ ہم کو جنت اور وہاں کی نعمتوں اور دوزخ اور وہاں کے عذابوں پر اطلاع دی گئی علاوہ ازیں اور متواتر خبریں ہیں لیکن بعض کے چھپانے کا حکم دیا گیا۔[3]

---

[1] (تفسیر مدارک ج ۱ ص ۴۵۴ مطبوعہ مکتبۃ القرآن والسنہ پشاور)

[2] (مدارج النبوت ج ۲ ص ۴۰۔۴۱ مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ)

[3] (تفسیر صاوی علی الجلالین تحت آیت یسئلونک عن الساعۃ ایان مرسھا پارہ ۹ سورۃ الاعراف آیت ۱۸۷ ج ۲ ص ۷۳۳ مطبوعہ مکتبہ رحمانیہ لاہور)

تفسیر خازن میں اسی آیت میں ہے کہ اس کی اصل عبارت یہ ہے۔یسئلونک عنھا کانک حفیعنی یہ لوگ آپ سے اس طرح پوچھتے ہیں گویا آپ ان پر بڑے مہربان ہیں۔ اور آپ ان کو بتا ہی دیں گے حالانکہ یہ اسرار الٰہی میں سے ہے اغیار سے چھپانا ہے۔ معلوم ہوا کہ حضور علیہ السلام کو قیامت کا علم ہے مگر اظہار کی اجازت نہیں۔

یَسۡأَلُکَ النَّاسُ عَنِ السَّاعَۃِ قُلۡ إِنَّمَا عِلۡمُھَا عِنۡدَ اللّٰہِ (الأحزاب ٦٣)

ترجمہ: لوگ تم سے قیامت کو پوچھتے ہیں تم فرماؤ کہ اس کا علم تو اللہ ہی کے پاس ہے۔

جواب: (تفسیر صاوی یہ ہی آیت) انما وقت السوال والا فلم یخرج نبینا علیہ السلام حتی اطلعہ اللہ علی جمیع المغیبات و من جملتھا الساعۃ۔

ترجمہ: یعنی اس قیامت پر کوئی مطلع نہیں اور یہ سوال کے وقت تھا اور نہ نبی علیہ السلام تشریف نہ لے گئے یہاں تک کہ آپ کو اللہ نے تمام غیبوں پر مطلع فرمادیا۔ جس میں سے قیامت بھی ہے۔[1]

(روح البیان یہ ہی آیت) و لیس من شرط النبی ان یعلم الغیب بغیر تعلیم من اللہ تعالیٰ۔

ترجمہ: اور نبی شرائط میں سے یہ نہیں ہے کہ اللہ کے بغیر بتائے غیب جانے۔[2]

اس آیت میں کسی کو علم قیامت دینے کی نفی نہیں ہے لہذا اس سے حضور علیہ السلام کے نہ جاننے پر دلیل پکڑنا غلط ہے۔

تفسیر صاوی میں اسی آیت کے ماتحت ہے:

المعنی لا یفید علمہ غیرہ تعالی فلا ینافی ان رسول اللہ علیہ السلام لم یخرج من الدنیا حتی اطلع علی ما کان و ما یکون و ماھو کائن و من جملتہ علم الساعۃ۔

ترجمہ: معنی یہ ہیں کہ قیامت کا علم خدا کے سوا کوئی نہیں دے سکتا۔ پس یہ آیت اس کے خلاف نہیں کہ نبی علیہ السلام دنیا سے تشریف نہ لے گئے یہاں تک کہ رب تعالیٰ نے ان کو سارے اگلے پچھلے واقعات پر مطلع فرمادیا۔ ان میں سے قیامت کا علم بھی ہے۔[3]

مخالفین علم قیامت کی نفی کی دلیل میں شروع مشکوۃ کی وہ روایت پیش کرتے ہیں کہ حضرت جبریل نے حضور علیہ السلام سے عرض کیا اخبرنی عن الساعتہ مجھے قیامت کے متعلق خبر دیجئے تو فرمایا: ما المسؤل عنھا باعلم من السائل یعنی اس بارے میں ہم سائل سے زیادہ جاننے والے نہیں۔ جس سے معلوم ہوا کہ آپ کو قیامت کا علم نہیں۔

---

[1] (حاشیۃ الصاوی علی تفسیر الجلالین ج۴ ص ۲۸۹ مطبوعہ قاھرہ مصر)

[2] (تفسیر روح البیان ج۷ ص ۲۸۸ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)

[3] (تفسیر صاوی ج۵ ص ۲ ۵ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)

مگر دلیل بھی محض لغو ہے دو وجہ سے ایک یہ کہ اس میں حضور علیہ السلام نے اپنے جاننے کی نفی نہیں کی بلکہ زیادتی علم کی نفی کی۔ ورنہ فرماتے لا اعلم میں نہیں جانتا اتنی دراز عبارت کیوں ارشاد فرمائی؟ اس کا مطلب یہ ہو سکتا ہے کہ اے جبریل اس مسئلہ میں میرا اور تمہارا علم برابر ہے کہ مجھ کو بھی خبر ہے اور تم کو بھی اس مجمع میں یہ پوچھ کر راز ظاہر کرنا مناسب نہیں۔ دوسرے یہ کہ جواب سن کر حضرت جبریل نے عرض کیا۔ فاخبر عن اماراتھا تو قیامت کی نشانیاں ہی بتا دیجئے اس پر حضور علیہ السلام نے چند نشانیاں بیان فرمائیں کہ اولاد نافرمان ہوگی اور کمین لوگ عزت پائیں گے وغیرہ وغیرہ جس کو قیامت کا بالکل علم ہی نہ ہو۔ ان سے اس کے نشان پوچھنا کیا معنی؟ نشان اور پتہ تو جاننے والے سے پوچھا جاتا ہے۔

حضور علیہ السلام نے قیامت قائم ہونے کا دن بتایا۔

مشکوۃ باب الجمعہ میں ہے:

لاتقوم الساعة الا فی یوم الجمعة۔

ترجمہ: قیامت قائم نہ ہوگی مگر جمعہ کے دن۔[1]

کلمہ اور بیچ کی انگلی ملا کر فرمایا:

بعثت انا والساعة کھاتین۔

ترجمہ: ہم اور قیامت اس طرح ملے ہوئے بھیجے گئے ہیں۔ (مشکوۃ باب خطبہ یوم الجمعہ)[2]

یعنی ہمارے زمانہ کے بعد پس قیامت ہی ہے اور اس قدر علامات قیامت ارشاد فرمائیں کہ ایک بات بھی نہ چھوڑی۔ آج میں قسم کھا کر کہہ سکتا ہوں کہ ابھی قیامت نہیں آسکتی کیونکہ نہ ابھی دجال آیا نہ حضرت مسیح و مہدی نہ آفتاب مغرب سے نکلا۔ ان علامات نے قیامت کو بالکل ظاہر فرما دیا۔ پھر قیامت کا علم نہ ہونے کے کیا معنی؟ پس زیادہ سے زیادہ یہ کہا جاسکتا ہے کہ سنہ نہ بتایا کہ فلاں سنہ میں قیامت ہوگی۔ لیکن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ پاک میں سنہ مقرر ہی نہ ہوئی تھی۔ سنہ ہجری عہد فاروقی میں مقرر ہوئی کہ ہجرت تو ربیع الاول میں ہوئی مگر سنہ ہجری کا آغاز محرم سے ہوتا ہے بلکہ اس زمانہ میں قاعدہ یہ تھا کہ سال جو کوئی بھی اہم واقعہ ہوا اس سے سال منسوب کر دیا۔ سال فیل سال فتح سال حدیبیہ وغیرہ۔ تو سنہ ہجری کس طرح بتایا جاسکتا تھا۔ اس دن کی علامات وغیرہ سب بتا دیئے اور جو ذات اس قدر تفصیلی علامتیں بیان کرے وہ بے علم کس طرح ہو سکتی ہے؟ نیز ہم ثبوت علم غیب میں وہ حدیث پیش کر چکے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے قیامت تک کے من و عن واقعات بیان

[1] (سنن ابی داؤد باب تفریع ابواب الجمعة باب فضل یوم الجمعة و لیلة الجمعة ج ۱ ص ۲۷۴ رقم الحدیث ۱۰۴۶ مطبوعہ دار الفکر بیروت)

[2] (صحیح البخاری کتاب الرقاق باب قول النبی ﷺ بعثت انا والساعة کھاتین ج ۵ ص ۲۳۸۵ رقم الحدیث ۶۱۳۸۔ ۶۱۳۹ مطبوعہ دار ابن کثیر بیروت)، (مشکوۃ باب الخطبہ یوم الجمعہ الفصل الاول ص ۱۲۳ مطبوعہ نور محمد کتب خانہ کراچی)

کر دیئے۔ اب کیسے ممکن ہے کہ قیامت کا علم نہ ہو۔ کیونکہ دنیا ختم ہوتے ہی قیامت ہے اور حضور علیہ السلام کو یہ علم ہے کہ کونسا واقعہ کس کے بعد ہو گا تو جو آخری واقعہ ارشاد فرمایا وہ ہی دنیا کی انتہاء ہے اور قیامت کی ابتداء دو ملی ہوئی چیزوں میں سے ایک کی انتہاء کا علم دوسری کے ابتداء کا علم ہوتا ہے۔ اس پر خوب غور کر لیا جاوے۔ نہایت نفیس تحقیق ہے جو حضرت صدر الافاضل مرشدی استاذی مولانا سید نعیم الدین صاحب مراد آبادی نے ایک تقریر کے دوران میں ارشاد فرمائی۔

اعتراض ۱۶: إِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْأَرْحَامِ وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ مَاذَا تَكْسِبُ غَدًا وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ بِأَيِّ أَرْضٍ تَمُوتُ إِنَّ اللّٰهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ (لقمان ۳۴)

ترجمہ: بے شک اللہ کے پاس ہے قیامت کا علم اور اتارتا ہے مینہ اور جانتا ہے جو کچھ ماؤں کے پیٹ میں ہے اور کوئی جان نہیں جانتی کہ کل کیا کمائے گی اور کوئی جان نہیں جانتی کہ کس زمین میں مرے گی بے شک اللہ جاننے والا بتانے والا ہے۔

اس آیت سے مخالفین کہتے ہیں کہ پانچ چیزوں کا علم اللہ کے سوا کسی کو نہیں یہ اللہ کی صفت ہے جو کسی غیر کے لئے ثابت کرے وہ مشرک ہے اسی کو علوم خمسہ کہتے ہیں قیامت کب ہو گی بارش کب ہو گی عورت کے پیٹ میں لڑکا یا لڑکی اور کل کیا ہو گا اور کون کہاں مرے گا؟ اس آیت کی تائید میں شرح مشکوۃ کی روایت پیش کرتے ہیں کہ حضرت جبریل نے حضور علیہ السلام سے قیامت کے متعلق دریافت کیا۔ تو فرمایا: فی خمس لا یعلمھن الا اللّٰہ ثم قرء ان اللّٰہ عندہ علم الساعۃ یعنی پانچ چیزیں وہ ہیں جن کو سوائے خدا کے کوئی نہیں جانتا۔ پھر یہ ہی آیت تلاوت فرمائی۔ ہم علوم خمسہ کے بارے میں نہایت منصفانہ تحقیق کرتے ہیں اور ناظرین سے انصاف کی توقع اور اپنے رب سے تمنائے قبول رکھتے ہیں اولاً اس آیت کی تفسیریں مفسرین کے اقوال پھر اس حدیث کے متعلق محدثین کے اقوال پھر اپنی تحقیق پیش کرتے ہیں۔

(تفسیرات احمدیہ زیر آیت مذکورہ) ولک ان تقول ان علم ھدہ الخمسۃ و ان لا یعلمھا احد الا اللّٰہ لکن یجوز ان یعلمھا من یشآء من محبیہ و اولیآء بقرینۃ قولہ تعالی ان اللّٰہ علیم خبیر بمعنی المخبر۔

ترجمہ: اور تم یہ بھی کہہ سکتے ہو کہ ان پانچوں باتوں کو اگرچہ خدا کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ لیکن جائز ہے کہ خدا پاک اپنے ولیوں اور محبوبوں میں سے جس کو چاہے سکھائے اس قول کے قرینہ سے کہ اللہ جاننے والا بتانے والا ہے خبیر بمعنی مخبر۔[1]

تفسیر صاوی آیت ماذا تکسب غداً (پارہ ۲۱ سورہ ۳۱ آیت نمبر ۳۴) کے ماتحت فرماتے ہیں:

ای من حیث ذاتھا و اما باعلام اللّٰہ للعبد فلا مانع منہ کالانبیآء و بعض الاولیآء وقال تعالیٰ و لا یحیطون بشئی من علمہ الا بماشآء و قال تعالی فلایظھر علی غیبہ احدا الا من ارتضی من رسول فلا مانع من کون اللّٰہ یطلع بعض عبادہ

[1] (التفسیرات الاحمدیۃ ص ۲۰۸ پارہ ۲۱ سورۃ لقمان تحت آیۃ ۳۴ مطبوعہ مکتبہ حقانیہ پشاور)

الصلحین علی بعض المغیبات فتکون معجزۃ للنبی و کرامۃ للولی ولذلک قال العلمآء الحق انہ لمہ یخرج نبینا من الدنیا حتی اطلعہ علی تلک الخمس۔

ترجمہ: یعنی ان باتوں کو کوئی اپنے آپ نہیں جانتا لیکن کسی بندے کا اللہ کے بتانے سے جاننا اس سے کوئی مانع نہیں جیسے انبیاء اور بعض اولیاء۔ رب نے فرمایا کہ یہ لوگ خدا کے علم کو نہیں گھیر سکتے مگر جس قدر رب چاہے اور فرمایا کہ اپنے غیب پر کسی کو ظاہر نہیں فرماتا سوائے برگزیدہ رسولوں کے پس اگر خدا تعالیٰ اپنے بعض نیک بندوں کو بعض غیبوں پر مطلع فرمادے تو کوئی مانع نہیں پس یہ علم نبی کا معجزہ اور ولی کی کرامت ہوگا اسی لئے علماء نے فرمایا کہ حق یہ ہے کہ حضور علیہ السلام دنیا سے تشریف نہیں لے گئے یہاں تک ان کو ان پانچوں باتوں پر رب نے مطلع فرمادیا۔[1]

تفسیر عرائس البیان زیر آیت ویعلم مافی الارحام (پارہ ۲۱ سورہ ۳۱ آیت نمبر ۳۴) ہے:

وسمعت ایضا من بعض اولیاء اللہ انہ اخبر مافی الرحم من ذکر وانثی ورأیت بعینی ما اخبر۔

ترجمہ: ہم نے بعض اولیاء کو سنا کہ انہوں نے پیٹ کے بچہ لڑکی یا لڑکے کی خبر دی اور ہم نے اپنی آنکھوں سے وہی دیکھا جس کی انہوں نے خبر دی تھی۔

تفسیر روح البیان میں اسی آیت کے ماتحت ہے:

وما روی عن الانبیآء والاولیآء من الاخبار عن الغیوب فبتعلیم اللہ تعالیٰ اما بطریق الوحی او بطریق الالہام والکشف وکذا اخبر بعض الاولیآء عن نزول المطر واخبر عما فی الرحم من ذکر وانثی فوقع کما اخبر۔

ترجمہ: اور جو غیب کی خبریں انبیاء واولیاء سے مروی ہیں پس یہ اللہ کی تعلیم سے ہے یا وحی یا الہام کے طریقے سے۔ اور اسی طرح بعض اولیاء نے بارش آنے کی خبر دی اور بعض نے رحم کے بچہ لڑکے یا لڑکی کی خبر دی تو وہ ہی ہوا جو انہوں نے کہا تھا۔[2]

قیامت کے علم کی تحقیق ہم اس سے پہلے کر چکے ہیں۔ جو علوم خمسہ میں سے ہے۔

ان تفاسیر کی عبارتوں سے معلوم ہوا کہ رب تعالیٰ نے علوم خمسہ اپنے حبیب علیہ السلام کو دیئے اور اس آیت میں خبیر بمعنی مخبر ہے اس کے متعلق اور بھی تفاسیر کی عبارتیں پیش کی جاسکتی ہیں۔ مگر اس پر اختصار کرتا ہوں۔ اب رہی مشکوۃ شروع کتاب الایمان کی حدیث کہ یہ پانچ چیزیں کوئی نہیں جانتا اس کی شرحیں ملاحظہ ہوں۔

---

[1] (الصاوی علی الجلالین ج۳ ص ۲۶۰ مطبوعہ مصر)

[2] (تفسیر روح البیان ج۷ ص ۱۰۵ مطبوعہ مکتبہ اسلامیہ کوئٹہ)

امام قرطبی امام عینی امام قسطلانی شرح بخاری میں اور ملا علی قاری مرقاۃ شرح مشکوۃ کتاب الایمان فصل اول میں اسی حدیث کے ماتحت فرماتے ہیں:

فمن ادعیٰ علم شئ منہا غیر مسندا الی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہٖ و اصحابہٖ و سلم کان کاذباً فی دعوھہ۔

ترجمہ: پس جو شخص ان پانچوں میں سے کسی چیز کے علم کا دعوٰی کرے حضور علیہ السلام کی طرف بغیر نسبت کئے ہوئے وہ اپنے دعوی میں جھوٹا ہے۔[1]

لمعات میں شیخ عبد الحق علیہ الرحمۃ اسی حدیث کے ماتحت فرماتے ہیں:

المراد لا یعلم بدون تعلیم اللہ۔

ترجمہ: مراد یہ ہے کہ ان پانچوں باتوں کو بغیر اللہ کے بتائے کوئی نہیں جانتا۔[2]

اشعۃ اللمعات میں شیخ عبد الحق اسی حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں :

مراد آنست کہ بے تعلیم الٰہی بحساب عقل ایہنار اندامز از امور الغیب امذ کر کہ جز خدائے تعالیٰ کسے آں رامذ امذ مگر آنکہ دے تعالیٰ از نزد خود کسے را بوحی والہام بدنامذ۔

ترجمہ: مراد یہ ہے کہ ان امور غیب کو بغیر اللہ کے بتائے ہوئے عقل کے اندازہ سے کوئی نہیں جان سکتا۔ کیونکہ ان کو خدا کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ مگر وہ جس کو اللہ اپنی طرف سے بتادے۔ وحی یا الہام سے۔[3]

امام قسطلانی شرح بخاری کتاب التفسیر سورہ رعد میں فرماتے ہیں:

لا یعلم متی تقوم الساعۃ الا اللہ الا من ارتضی من رسول فانہ یطلعہ من یشاء من غیبہ و الولی التابع لہ یاخذ عنہ۔

ترجمہ: کوئی نہیں جانتا کہ قیامت کب ہو گی سوائے اللہ کے اور پسندیدہ رسول کے کیونکہ رب تعالیٰ اس کو اپنے غیب پر مطلع فرماتا ہے اور ان کا تابع ولی ان سے وہ غیب لیتا ہے۔[4]

انجاح الحاجہ حاشیہ ابن ماجہ باب اشراط الساعۃ زیر حدیث خمس **لا یعلمھن الا اللہ** ہے:

اخبر الصدیق زوجتہ بنت خارجۃ انہا حاملۃ بنت فولدت بعد وفاتہ ام کلثوم بنت ابی بکر فھذا من الفراسۃ و الظن و یصدق اللہ فراسۃ المومن۔

---

[1] (عمدۃ القاری شرح البخاری کتاب الایمان باب سوال جبریل النبی ﷺ ج ا ص ۲۹۰ مطبوعہ ادارۃ الطباعۃ المنیریۃ بیروت)، (ارشاد الساری شرح البخاری کتاب الایمان باب سوال جبریل النبی ﷺ ج ا ص ۱۴۱ مطبوعہ دار الکتاب العربی بیروت)، (فتح الباری ج ا ص ۱۲۴ مطبوعہ دار نشر الکتب لاہور)، (مرقاۃ المفاتیح ج ا ص ۶۵ مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان)، (روح المعانی ج ۲۱ ص ۱۱۲ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)

[2] (لمعات التنقیح شرح مشکوۃ المصابیح تحت الحدیث ۳ ج ا ص ۷۳ مطبوعہ مکتبہ المعارف العلمیہ شیش محل لاہور)

[3] (اشعۃ اللمعات ج ا ص ۴۴ مطبوعہ نولکشور لکھنؤ)

[4] (ارشاد الساری شرح صحیح البخاری کتاب التفسیر سورۃ الرعد ج ۷ ص ۱۸۶ مطبوعہ دار الکتاب العربی بیروت)

ترجمہ: صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اپنی بیوی بنت خارجہ کو خبر دی کہ وہ بیٹی سے حاملہ ہیں۔ لہذا صدیق کی وفات کے بعد ام کلثوم بنت صدیق پیدا ہوئیں پس یہ فراست اور ظن ہے خدا تعالیٰ مومن کی فراست کو سچا کر دیتا ہے۔[1]

سید شریف عبد العزیز مسعود تاب الابریز میں فرماتے ہیں:

هو عليه السلام لا يخفى عليه من شئی من الخمس المذكورة فی الاية و كيف يخفى ذلك و الاقطاب السبعة من امته الشريفة يعلمونها وهم دون الغوث فكيف بالغوث فكيف بسيد الاولين و الاخرين الذی هو سبب كل شئی و منه كل شئی۔

ترجمہ: حضور علیہ السلام پر ان پانچ مذکورہ میں سے کچھ بھی چھپا ہوا نہیں اور حضور پر یہ امور مخفی کیونکر ہو سکتے ہیں حالانکہ آپ کی امت کے ساتھ قطب ان کو جانتے ہیں پس غوث کا کیا پوچھنا اور پھر سید الانبیاء ﷺ کا کیا کہنا جو ہر چیز کے سبب ہیں اور جو کچھ ہر چیز میں ہے۔[2]

علامہ جلال الدین سیوطی روض النظر شرح جامع صغیر میں اسی حدیث کے متعلق فرماتے ہیں:

قوله عليه السلام الا هو معناه بانه لا يعلمها احد بذاته الا هو لكن قد يعلم به باعلام الله فان ثم من يعلمها و قد وجدنا ذلك بغير واحد كما رءينا جماعة علموا متى يموتون علموا ما فی الارحام۔

ترجمہ: حضور علیہ السلام کا فرمانا الا ھو اس کے معنی یہ ہیں کہ ان کو اپنے آپ خدا کے سوا کوئی نہیں جانتا لیکن کبھی اللہ کے بتانے سے جان لیتے ہیں کیونکہ یہاں وہ لوگ ہیں جو جانتے ہیں ہم نے متعدد کو ایسا پایا جیسے ہم نے ایک جماعت کو دیکھا کہ وہ جان لیتے ہیں کہ کب مرینگے اور جانتے ہیں شکم کے بچہ کو۔[3]

یہی جلال الدین سیوطی خصائص شریف میں فرماتے ہیں:

عرض فيه ما هو كائن فی امته حتى تقوم الساعة۔

ترجمہ: حضور علیہ السلام پر تمام وہ چیزیں پیش کر دی گئیں جو آپ کی امت میں قیامت تک ہونے والی ہیں۔

علامہ بیجوری شرح قصیدہ بردہ صفحہ ۷۴ میں فرماتے ہیں:

لم يخرج امن الدنيا الا بعد ان اعلمه الله تعالى بهذه الامور ای الخمسة۔

ترجمہ: حضور ﷺ دنیا سے تشریف نہ لے گئے مگر بعد اس کے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو ان پانچ چیزوں کا علم بتا دیا۔[1]

---

[1](انجاح الحاجه حاشيه ابن ماجه ابواب الفتن باب اشراط الساعته ۲۹۳ مطبوعه قديمی كتب خانه كراچی)

[2](الابريز الباب الثانی ص۱۶۷ـ۱۶۸ مطبوعه مصطفیٰ البابی مصر)

[3](خالص الاعتقاد ص ۶۷ مطبوعه دار الرضاء لاهور)

جمع النہایۃ میں علامہ شنوائی فرماتے ہیں:

قد ورد ان اللہ تعالیٰ لم یخرج النبی احتی اطلعہ علی کل شئ۔

ترجمہ: یہ ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نبی علیہ السلام کو دنیا سے خارج نہ کیا یہاں تک کہ ہر چیز پر مطلع کر دیا۔[2]

یہ ہی علامہ شنوائی اسی جمع النہایہ میں فرماتے ہیں:

قال بعض المفسرین لا یعلم ھذا الخمس علما لدنیا ذاتیا بلا و اسطۃ الا اللہ فالعلم بھذا الصفۃ مما اختص اللہ بہ و اما بو اسطۃ فلا یختص بہ۔

ترجمہ: بعض مفسرین فرماتے ہیں کہ ان پانچ باتوں کو ذاتی طور پر بلاواسطہ تو خدا کے سوا کوئی نہیں جانتا پس اس طرح کا علم خدا سے خاص ہے لیکن علم بالواسطہ وہ خدا سے خاص نہیں۔

فتوحات وہبیہ شرح اربعین نووی میں فاضل ابن عطیہ فرماتے ہیں:

الحق کما قال جمع ان اللہ لم یقض نبینا علیہ السلام حتی اطلعہ علی کل ما ابھم عنہ الا انہ امر بکتم بعض و الاعلام ببعض۔

ترجمہ: حق وہ ہی ہے جو ایک جماعت نے کہا ہے کہ اللہ نے حضور علیہ السلام کو وفات نہ دی یہاں تک کہ پوشیدہ چیزوں پر خبر دار کر دیا لیکن بعض کے چھپانے اور بعض کے بتانے کا حکم دیا۔

شاہ عبد العزیز صاحب بستان المحدثین صفحہ ۱۱۴ میں فرماتے ہیں:

نقل می کنند کہ والد شیخ ابن حجر دا فرزند نمی زیست کشیدہ خاطر نحضور شیخ رسید شیخ فرمود از پشت تو فرزندی خواھد برآمد کہ بعلم دنیا را پر کند۔

ترجمہ: نقل ہے کہ شیخ ابن حجر کے والد کا کوئی بچہ نہ جیتا تھا۔ ملول دل ہو کر شیخ کی خدمت میں حاضر ہوئے شیخ نے فرمایا کہ تمہاری پشت سے ایسا فرزند ہو گا کہ اپنے علم سے دنیا کو بھر دے گا۔[3]

یہاں تک تو علوم خمسہ کے نقلی دلائل تھے۔ اس کی عقلی دلیل یہ ہے کہ مخالفین بھی مانتے ہیں کہ حضور علیہ السلام کا علم تمام مخلوق سے زیادہ ہے جس کا حوالہ ہم تحذیر الناس سے پیش کر چکے ہیں اب دیکھنا یہ ہے کہ مخلوق میں سے کسی کو ان پانچ چیزوں کا علم دیا گیا یا نہیں۔

---

[1] (حاشیۃ الباجوری علی البردۃ تحت البیت فان من جودک الدنیا الخ ص ۹۲ مطبوعہ مصطفیٰ البابی مصر)

[2] (خالص الاعتقاد ص ۷۷۔۷۸ مطبوعہ دار الرضاء لاھور)

[3] (بستان المحدثین اردو فارسی ص ۳۰۴ مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی)

مشکوٰۃ کتاب الایمان بالقدر میں ہے کہ شکم مادر میں بچہ بننے کا ذکر فرماتے ہوئے حضور علیہ السلام نے فرمایا:

ثم یبعث اللہ الیہ ملکا باربع کلمت فیکتب عملہ واجلہ ورزقہ وشقی او سعید ثم ینفخ فیہ الروح۔

ترجمہ: یعنی پھر رب تعالیٰ ایک فرشتہ کو چار باتیں بتا کر بھیجتا ہے وہ فرشتہ لکھ جاتا ہے اس کا عمل اس کی موت اس کا رزق اور یہ کہ نیک بخت ہے یا بد بخت پھر روح پھونکی جاتی ہے۔[1]

یہ ہی علوم خمسہ ہیں اور تمام موجودہ اور گزشتہ لوگوں کی یہ پانچ باتیں وہ فرشتہ کاتب تقدیر جانتا ہے مشکوٰۃ اسی باب میں ہے:

کتب اللہ مقادیر الخلائق قبل ان یخلق السموت والارض بخمسین الف سنة۔

ترجمہ: اللہ نے زمین و آسمان کی پیدائش سے بچاس ہزار برس پہلے مخلوقات کی تقدیریں لکھ دیں۔[2]

معلوم ہوا کہ لوح محفوظ میں علوم خمسہ ہیں۔ تو وہ ملائکہ جو لوح محفوظ پر مقرر ہیں اسی طرح انبیاء و اولیاء جن کی نظر لوح محفوظ پر رہتی ہے ان کو یہ علوم خمسہ حاصل ہوئے۔ مشکوٰۃ کتاب الایمان بالقدر میں ہے کہ میثاق کے دن حضرت آدم علیہ السلام کو تمام اولاد کی روحیں سیاہ و سفید رنگ میں دکھادی گئیں کہ سیاہ روحیں تو کافروں کی ہیں اور سفید مسلمانوں کی۔ معراج میں حضور علیہ السلام نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اس طرح دیکھا کہ ان کے داہنے جانب سفید اور بائیں جانب سیاہ رنگ کی ارواح ہیں یعنی جنتی دوزخی لوگ مومنوں کو دیکھ کر خوش ہوتے ہیں اور کفار کو ملاحظہ فرما کر غمگین۔

اسی مشکوٰۃ کتاب الایمان بالقدر میں ہے کہ ایک دن حضور علیہ السلام اپنے دونوں ہاتھوں میں دو کتابیں لئے ہوئے مجمع صحابہ میں تشریف لائے۔ اور داہنے ہاتھ کی کتاب کے بارے میں فرمایا کہ اس میں تمام جنتی لوگوں کے نام مع ان کے قبیلے کے ناموں کے ہیں۔ اور دوسری کتاب میں تمام دوزخیوں کے نام مع ان کے قبائل کے ہیں۔ اور آخر میں ان ناموں کا ٹوٹل بھی لگا دیا گیا ہے۔ کہ کل کتنے۔

اس حدیث کی شرح میں ملا علی قاری نے مرقات میں فرمایا:

الظاہر من الاشارات انہما حسیان وقبل تمثیل۔

اشارہ سے یہ ہی ظاہر ہو رہا ہے کہ وہ کتابیں دیکھنے میں آرہی ہیں۔

اسی مشکوٰۃ باب عذاب القبر میں ہے کہ جو مردہ نکرین کے امتحان میں کامیاب یا نام ہوتا ہے تو نکرین کہتے ہیں۔ قد کنا نعلم انک تقول ھذا ہم تو پہلے ہی سے جانتے تھے کہ تو یہ کہے گا۔ معلوم ہوا کہ نکرین کو امتحان میت سے پہلے ہی سعادت اور شقاوت کا

---

[1] (مشکوۃ المصابیح کتاب الایمان بالقدر الفصل الاول ص ۲۰ مطبوعہ نور محمد کتب خانہ کراچی)

[2] (مشکوۃ المصابیح کتاب الایمان بالقدر الفصل الاول ص ۱۹ مطبوعہ نور محمد کتب خانہ کراچی)

علم ہوتا ہے۔ امتحان تو فقط پابندی قانون یا معترض کا منہ بند کرنے کو ہوتا ہے حدیث میں ہے کہ جب کسی صالح آدمی کی بیوی اس سے لڑتی ہے تو جنت سے حور پکارتی ہے کہ یہ تیرے پاس چند دن کا مہمان ہے پھر ہمارے پاس آنے والا ہے اس سے جھگڑا نہ کر مشکوۃ کتاب النکاح فی عشرۃ النساء معلوم ہوا کہ حور کو بھی خبر ہوتی ہے کہ اس کا خاتمہ بالخیر ہوگا حضور علیہ السلام نے جنگ بدر میں ایک دن پہلے زمین پر نشان لگا کر فرمایا کہ یہاں فلاں کافر مرے گا اور یہاں فلاں موت کی زمین کا علم ہوا۔(مشکوۃ کتاب الجہاد)

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ علوم خمسہ کا علم اللہ نے بعض بندوں کو بھی دیا ہے پھر حضور علیہ السلام کا علم ان سب کے علموں کو محیط تو کس طرح ممکن ہے کہ حضور علیہ السلام کو علوم خمسہ حاصل نہ ہوں اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ یہ پانچ علوم عطائی حادث ہو کر خدا کی صفت نہیں۔ ورنہ کسی کو ان میں سے ایک بات کا بھی علم نہ ہوتا۔ صفت الٰہی میں شرکت نہ تو کلاً جائز نہ بعضاً۔ ان دلائل کے جواب ان شاءاللہ مخالف سے نہ بن سکیں گے۔

اعتراض ۱۷ :وما یعلم تاویلہ الا اللہ (پارہ ۳ سورہ عمران آیت نمبر ۷) متشابہات آیات کی تاویل رب تعالٰی کے سوا کوئی نہیں جانتا اس سے معلوم ہوا کہ حضور علیہ السلام کو متشابہات آیات کا علم نہ تھا۔

جواب: اس آیت میں یہ کہاں فرمایا گیا ہے کہ ہم نے متشابہات کا علم کسی کو دیا بھی نہیں۔ رب تعالٰی فرماتا ہے۔ الرحمن علم القرآن اپنے حبیب کو رحمان نے قرآن سکھایا۔ جب رب نے سارا قرآن حضور کو سکھا دیا تو متشابہات بھی سکھا دیئے۔ اسی لئے حنفی مذہب کا عقیدہ ہے کہ حضور علیہ السلام متشابہات کو جانتے ہیں ورنہ ان کا نازل کرنا بیکار ہوگا۔ شافعیوں کے نزدیک علماء بھی جانتے ہیں وہ **والراسخون فی العلم (پارہ ۳ سورہ ۳ آیت نمبر ۷)** پر وقف کرتے ہیں۔ شوافع کے ہاں اس آیت کے معنی یہ ہیں کہ متشابہات کا علم اللہ تعالٰی اور مضبوط علماء کے سوا کسی کو نہیں۔

نفی غیب کی احادیث کے بیان میں

مخالفین نفی غیب کے لئے بہت سی احادیث پیش کرتے ہیں ان سب کا اجمالی جواب تو یہ ہے کہ ان احادیث میں حضور علیہ السلام نے یہ نہ فرمایا کہ مجھے رب نے فلاں چیز کا علم نہ دیا بلکہ کسی میں تو ہے۔ اللہ اعلم کسی میں ہے مجھے کیا خبر کسی میں ہے کہ فلاں بات حضور علیہ السلام نے نہ بتائی۔ کسی میں ہے کہ حضور علیہ السلام نے فلاں سے یہ بات پوچھی۔ اور یہ بات پوچھی۔ اور یہ تمام باتیں علم کی نفی ثابت نہیں کرتیں۔ نہ بتانا یا پوچھنا یا **اللہ اعلم** فرمانا اور بہت سی مصلحتوں کی وجہ سے بھی ہو سکتا ہے بہت سی باتیں خدا نے بندوں کو نہ بتائیں۔ سوال کے باوجود مخفی رکھا۔ بہت سی چیزوں کے متعلق پروردگار عالم فرشتوں سے پوچھتا ہے کیا اس کو بھی علم نہیں۔ ایک حدیث صحیح قطعی الدلالت ایسی لاؤ۔ جس میں عطائے علم غیب کی نفی ہو۔ مگر انشاء اللہ نہ لا سکیں گے۔ یہ جواب نہایت کافی تھا۔ مگر پھر بھی ان کی مشہور احادیث عرض کر کے جواب عرض کرتا ہوں۔ **و باللہ التوفیق**۔

اعتراض (۱): مشکوۃ باب اعلان النکاح کی پہلی حدیث ہے کہ حضور علیہ السلام ایک نکاح میں تشریف لے گئے جہاں انصار کی کچھ بچیاں دف بجا کر جنگ بدر کے مقتولین کے مرثیہ کے گیت گانے لگیں ان میں سے کسی نے یہ مصرع پڑھا:

و فینا نبی یعلم ما فی غد۔

ترجمہ: ہم میں ایسے نبی ہیں جو کل کی بات جانتے ہیں۔[1]

تو حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ چھوڑ دو۔ وہ ہی گائے جاؤ جو پہلے گا رہی تھیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور علیہ السلام کو علم غیب نہیں تھا اگر ہوتا تو آپ ان کو یہ کہنے سے نہ روکتے۔ سچی بات سے کیوں روکا۔

جواب: اولاً تو غور کرنا چاہیئے کہ یہ مصرع خود ان بچیوں نے تو بنایا ہی نہیں کیونکہ بچیوں کو شعر بنانا نہیں آتا اور نہ کسی کافر و مشرک نے بنایا۔ کیوں کہ وہ حضور علیہ السلام کو نبی نہیں مانتے تھے لا محالہ یہ کسی صحابی کا شعر ہے۔ بتاؤ وہ شعر بنانے والے صحابی معاذ اللہ مشرک ہیں یا نہیں؟ پھر حضور علیہ السلام نے نہ تو اس شعر بنانے والے کو برا کہا نہ شعر کی مذمت کی۔ بلکہ ان کو گانے سے روکا۔ کیوں روکا۔؟ چار وجہ سے اولاً تو یہ کہ اگر کوئی ہمارے سامنے ہماری تعریف کرے۔ تو بطور انکسار کہتے ہیں ارے میاں! یہ باتیں چھوڑو وہ ہی باتیں کرو۔ یہ بھی انکساراً فرمایا۔ دوم یہ کہ کھیل کود، گانے بجانے کے درمیان نعت کے اشعار پڑھنے

---

[1] (سنن الترمذی کتاب النکاح عن رسول اللہ ﷺ باب ما جاء فی اعلان النکاح ج ۳ ص ۳۹۹ رقم الحدیث ۱۰۹۰ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)، (سنن ابن ماجہ کتاب النکاح ج ۱ ص ۶۱۱ رقم الحدیث ۱۸۹۷ مطبوعہ دار الفکر بیروت)، (صحیح ابن حبان ج ۱۳ ص ۱۸۹ رقم الحدیث ۵۸۷۸ مطبوعہ موسسۃ الرسالۃ بیروت)، (سنن ابو داؤد ج ۴ ص ۲۸۱ رقم الحدیث ۴۹۲۲ مطبوعہ دار الفکر بیروت)، (سنن الکبریٰ للنسائی ج ۳ ص ۳۳۲ رقم الحدیث ۵۵۶۳ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

سے ممانعت فرمائی اس کے لئے ادب چاہئیے۔ تیسرے یہ کہ غیب کی نسبت اپنی طرف کرنے کو ناپسند فرمایا۔ چوتھے یہ کہ مرثیہ کے درمیان نعت ہونا ناپسند فرمایا۔ جیسا کہ آج کل نعت خواں کرتے ہیں کہ نعت و مرثیہ کو ملا ملا کر پڑھتے ہیں۔

مرقاۃ میں اسی حدیث کے ماتحت ہے:

لکراھۃ نسبۃ علم الغیب الیہ لانہ لا یعلم الغیب الا اللہ و انما یعلم الرسول من الغیب ما اعلمہ او لکراھۃ ان یذکر فی اثناء ضرب الدف و اثناء مرثیۃ القتلی لعلو منصبہ عن ذالک۔

ترجمہ: منع فرمایا علم کی نسبت اپنی طرف کرنے کو۔ کیونکہ علم غیب خدا کے سوا کوئی نہیں جانتا اور رسول وہ ہی غیب جانتے ہیں جو اللہ بتائے یا یہ ناپسند کیا کہ آپ کا ذکر دف بجانے میں یا مقتولین کے مرثیہ کے درمیان کیا جاوے کہ آپ کا درجہ اس سے اعلیٰ ہے۔[1]

اشعۃ اللمعات میں اسی حدیث کے ماتحت ہے:

گفتہ اند کہ منع آنحضرت ازیں قول بجہت آں است کہ دروے اسناد علم غیب است بہ آنحضرت را ناخوش امد و بعضے گویند کہ بجہت آں است کہ ذکر شریف دے در اثنا لہو مناسب نہ باشد۔

ترجمہ: شارحین نے کہا ہے حضور علیہ السلام منع فرمانا اس لئے ہے کہ اس میں علم غیب کی نسبت حضور کی طرف ہے۔ لہٰذا آپ کو ناپسند آئی اور بعض نے فرمایا کہ آپ کا ذکر شریف کھیل کود میں مناسب نہیں۔[2]

اعتراض (۲): مدینہ پاک میں انصار باغوں میں نر درخت کی شاخ مادہ درخت میں لگاتے تھے تا کہ پھل زیادہ دے اس فعل سے انصار کو حضور علیہ السلام نے منع فرمایا (اس کام کو عربی میں تلقیح کہتے ہیں) انصار نے تلقیح چھوڑ دی۔ خدا کی شان پھل گھٹ گئے اس کی شکایت سرکار دوعالم ﷺ کی خدمت میں پیش ہوئی تو فرمایا:

انتم اعلم بامور دنیاکم۔

ترجمہ: اپنے دنیاوی معاملات تم جانتے ہو۔[3]

معلوم ہوا کہ آپ کو یہ علم نہ تھا کہ تلقیح روکنے سے پھل گھٹ جاوینگے اور انصار کا علم آپ سے زیادہ ثابت ہوا۔

---

[1] (مرقاۃ المفاتیح ج ٦ ص ٢١٠ مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان)

[2] (اشعۃ اللمعات باب اعلان النکاح والخطبۃ والشرط ج ٣ ص ١١٧ مطبوعہ مکتبہ حقانیہ پشاور)

[3] (صحیح مسلم ج ٢ ص ٢٦٤ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی)

جواب: حضور علیہ السلام کا فرمانا **انتم اعلم باموردنیا کم** اظہار ناراضی ہے کہ جب تم صبر نہیں کرتے تو دنیاوی معاملات تم جانو۔ جیسے ہم کسی سے کوئی بات کہیں اور وہ اس میں کچھ تامل کرے تو کہتے ہیں بھائی تو جان۔ اس سے نفی علم مقصود نہیں۔

شرح شفاء ملا علی قاری بحث معجزات میں فرماتے ہیں:

وخصہ اللہ من الاطلاع علی جمیع مصالح الدنیا والدین واستشکل بانہ علیہ السلام وجد الانصار یلقحون النخل فقال لو ترکتموہ فترکوہ فلم یخرج شیئا او خرج شیئا فقال انتم اعلم باموردنیا کم قال الشیخ السوسی اراد ان یحملھم علی خرق العوائد فی ذلک الی باب التوکل واما ھناک فلم یمتثلو فقال انتم اعرف بدنیا کم ولو امتثلوا وتحملوا فی سنۃ او سنتین لکفوا امر ھذہ المحنۃ۔

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ السلام کو تمام دینی ودنیاوی مصلحتوں پر مطلع فرمانے سے خاص فرمایا اس پر یہ اعتراض ہے کہ حضور نے انصار کو درختوں کی تلقیح کرتے ہوئے پایا تو فرمایا کہ تم اس کو چھوڑ دیتے تو اچھا تھا انہوں نے چھوڑ دیا تو کچھ پھل ہی نہ آیا یا ناقص آیا تو فرمایا کہ اپنے دنیاوی معاملات تم جانو۔ شیخ سنوسی نے فرمایا کہ آپ نے چاہا تھا کہ ان کو خلاف عادت کام کرکے باب توکل تک پہنچادیں۔ انہوں نے نہ مانا تو فرمایا کہ تم جانو۔ اگر وہ مان جاتے اور دو ایک سال نقصان برداشت کرلیتے تو اس محنت سے بچ جاتے۔[1]

ملا علی قاری اسی شرح شفا جلد دوم صفحہ ۲۳۸ میں فرماتے ہیں:

ولو ثبتوا علی کلامہ افاقوا نی الفن تقع عنھم کلفۃ المعالجۃ۔

ترجمہ: اگر وہ حضرات حضور کے فرمان پر ثابت رہتے تو اس فن میں فوقیت لیجاتے۔ اور ان سے اس تلقیح کی محنت دور ہو جاتی۔[2]

فصل الخطاب میں علامہ قیصری سے نقل فرمایا:

ولا یعزب عن علمہ علیہ السلام مثقال ذرۃ فی الارض ولا فی السماء من حیث مرتبتہ وان کان یقول انتم اعلم باموردینا کم۔

ترجمہ: حضور علیہ السلام کے علم سے زمین وآسمان میں ذرہ بھر چیز بھی پوشیدہ نہیں اگرچہ آپ فرماتے تھے کہ دنیاوی کام تم جانو۔

---

[1] (شرح الشفاء للقاری علی ھامش نسیم الریاض ج۳ ص ۲۲۳ ۔مطبوعہ دار الفکر بیروت)

[2] (شرح الشفاء للقاری علی ھامش نسیم الریاض ج۴ ص ۲۵۶ مطبوعہ دار الفکر بیروت)

حضرت یوسف علیہ السلام نے کبھی کاشتکاری نہ کی تھی اور نہ کاشتکاروں کی صحبت حاصل کی۔ مگر زمانہ قحط آنے سے پہلے حکم دیا کہ غلہ خوب کاشت کرو۔ اور فرمایا:

فَمَا حَصَدْتُمْ فَذَرُوهُ فِي سُنْبُلِهِ (یوسف ۴۷)

ترجمہ: کہ جو کچھ کاٹو اس کو بالی ہی میں رہنے دو۔

یعنی گیہوں کی حفاظت کا طریقہ سکھایا۔ آج بھی غلہ کو بھوسے میں رکھ کر اس کی حفاظت کرتے ہیں ان کو کھیتی باڑی کا خفیہ راز کس طرح معلوم ہوا اور فرمایا:

قَالَ اجْعَلْنِي عَلَى خَزَائِنِ الْأَرْضِ إِنِّي حَفِيظٌ عَلِيمٌ (یوسف ۵۵)

ترجمہ: مجھ کو زمین کے خزانوں پر مقرر کردو میں اس کا محافظ اور ہر کام جاننے والا ہوں۔

یہ ملکی انتظامات وغیرہ کس سے سیکھے؟ تو کیا حضور علیہ السلام کی دانائی اور حضور کا علم حضرت یوسف علیہ السلام سے بھی کم ہے۔ معاذاللہ۔

اعتراض (۳): ترمذی کتاب التفسیر سورہ انعام میں ہے کہ حضرت مسروق عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت فرماتے ہیں کہ جو شخص کہے کہ حضور علیہ السلام نے اپنے کو دیکھا یا کسی شئ کو چھپایا وہ جھوٹا ہے۔

و من زعم انه یعلم ما فی غد فقد اعظم الفریة علی الله۔

ترجمہ: اور جو کہے کہ حضور علیہ السلام کل کی بات جانتے ہیں اس نے اللہ پر جھوٹ باندھا۔[1]

جواب: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی یہ تینوں باتیں اپنے ظاہری معنی پر نہیں ہیں آپ کے یہ قول اپنی رائے سے ہیں۔ اس پر کوئی حدیث مرفوع پیش نہیں فرماتیں بلکہ آیات سے استدلال فرماتی ہیں رب تعالیٰ کو دیکھنے کے متعلق حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے روایت پیش فرمائی۔ اور اب تک جمہور اہل اسلام اس کو مانتے چلے آئے ہیں۔ دیکھو اس کی تحقیق مدارج اور نسیم الریاض وغیرہ میں ہماری کتاب شان حبیب الرحمن سورہ والنجم میں اسی طرح صدیقہ کا فرمانا کہ حضور علیہ السلام نے کوئی چیز نہ چھپائی۔ اس سے مراد احکام شرعیہ تبلیغیہ ہیں۔ ورنہ بہت سے اسرار الٰہیہ پر لوگوں کو مطلع نہ فرمایا۔

مشکوۃ کتاب العلم فصل دوم میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھ کو حضور علیہ السلام سے دو قسم کے علوم ملے۔ ایک وہ جن کی تبلیغ کردی۔ دوسرے وہ کہ اگر تم کو بتاؤں تو تم میرا گلا کاٹ دو۔[2]

---

[1] (سنن الترمذی کتاب التفسیر سورہ انعام ج ۵ ص ۲۶۲ رقم الحدیث ۳۰۶۸ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)

[2] (مشکوۃ المصابیح کتاب العلم فصل الثانی ص ۳۵ مطبوعہ نور محمد کتب خانہ کراچی)

اس سے معلوم ہوا کہ اسرار الہیہ نامحرم سے چھپائے گئے۔ اسی طرح صدیقہ کا یہ فرمان کہ کل کی بات حضور علیہ السلام نہیں جانتے تھے اس سے مراد ہے بالذات نہ جاننا ورنہ صدہا احادیث اور قرآنی آیات کی مخالفت لازم آوے گی۔ حضور علیہ السلام نے قیامت کی دجال امام مہدی لی اور حوض کوثر کی شفاعت بلکہ امام حسین کی شہادت کی۔ جنگ بدر ہونے سے پیشتر کفار کے قتل کی۔ اور جگہ قتل کی خبر دی۔ نیز اگر صدیقہ رضی اللہ عنہا کے فرمان کے ظاہری معنے بھی کئے جاویں تو مخالفین کے بھی تو خلاف ہے کہ وہ بھی بہت سے غیوب کا علم مانتے ہیں اور اس میں بالکل نفی ہے۔ مجھے آج یقین ہے کہ کل پنجشنبہ ہو گا۔ سورج نکلے گا۔ رات آوے گی یہ بھی تو کل کی بات کا علم ہوا۔ حضرت صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے معراج جسمانی کا بھی انکار فرمایا۔ مگر یہ ہی کہا جاتا ہے کہ واقعہ معراج ان کے نکاح میں آنے سے پیشتر کا ہے۔ جو اب تک ان کے علم میں نہ آیا تھا۔

اعتراض (۴) : صدیقہ کا ہار گم ہو گیا۔ جگہ جگہ تلاش کرایا گیا نہ ملا پھر اونٹ کے نیچے سے بر آمد ہوا اگر حضور علیہ السلام کو علم تھا تو لوگوں کو اسی وقت کیوں نہ بتادیا کہ ہار وہاں ہے۔ معلوم ہوا کہ علم نہ تھا۔

جواب: اس حدیث سے نہ بتانا معلوم ہوا نہ کہ نہ جاننا اور نہ بتانے میں صدہا حکمتیں ہوتی ہیں حضرات صحابہ نے چاند کے گھٹنے بڑھنے کا سبب دریافت کیا۔ رب تعالیٰ نے نہ بتایا تو کیا خدائے پاک کو بھی علم نہیں؟ مرضی الہٰی یہ تھی کہ صدیقہ کا ہار گم ہو مسلمان اس کی تلاش میں۔ یہاں رک جاویں ظہر کا وقت آجاوے پانی نہ ملے۔ تب حضور علیہ السلام سے عرض کیا جاوے کہ اب کیا کریں تب آیت تیمم نازل ہو جس سے حضرت صدیقہ کی عظمت قیامت تک مسلمان معلوم کرلیں کہ ان کے طفیل ہم کو تیمم ملا۔ مگر اسی وقت ہار بتادیا جاتا۔ تو آیت تیمم کیوں نازل ہوتی۔ رب کے کام اسباب سے ہوتے ہیں۔ تعجب ہوتا ہے کہ جو آنکھ قیامت تک کے حالات کو مشاہدہ کرے۔ اس سے اونٹ کے نیچے کی چیز کس طرح مخفی رہے۔ شان محبوب علیہ السلام پہچانتے کی خدا توفیق دے۔

اعتراض (۵): مشکوۃ باب الحوض والشفاء میں ہے:

لیردن علی اقوام اعرفھم ویعرفوننی ثم یحال بینی و بینھم فاقول انھم منی فیقال انک لاتدری ما احدثوا بعدک فاقول سحقاً سحقاً لمن غیر بعدی۔

ترجمہ: حوض پر ہمارے پاس کچھ قومیں آئے گی جن کو ہم پہچانتے ہیں اور وہ ہم کو پہچانتے ہیں پھر ہمارے اور ان کے درمیان آڑ کر دی جاوے گی ہم کہیں گے کہ یہ تو ہمارے لوگ ہیں تو کہا جاوے گا کہ آپ نہیں جانتے کہ انہوں نے آپ کے بعد کیا نئے کام کئے پس فرمائیں گے کہ دوری ہو دوری ہو اس کو جو میرے بعد دین بدلے۔[1]

[1] (مشکوۃ المصابیح باب الحوض و الشفاعۃ فصل الاول ص ۴۸۷۔۴۸۸ مطبوعہ نور محمد کتب خانہ کراچی)

اس سے معلوم ہوا کہ حضور علیہ السلام کو قیامت میں بھی اپنے پرائے اور مومن وکافر کی پہچان نہ ہوگی کیونکہ آپ مرتدین کو فرمائیں گے کہ یہ میرے صحابہ ہیں اور ملائکہ عرض کریں گے کہ آپ نہیں جانتے۔

جواب: حضور علیہ السلام کا ان کو صحابی کہنا طعن کے طور پر ہوگا کہ ان کو آنے دو یہ تو ہمارے بڑے مخلص صحابہ ہیں اور ملائکہ کا یہ عرض کرنا ان کو سنا کر غمگین کرنے کے لئے ہوگا۔ ورنہ ملائکہ نے ان کو یہاں تک آنے ہی کیوں دیا۔ جیسا کہ قرآن کریم میں ہے کہ جہنمی کافر سے کہا جاوے گا۔

ذُقْ إِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْكَرِيمُ (الدخان ۴۹)

ترجمہ: عذاب چکھ۔ تو تو عزت کرم والا ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے سورج کو دیکھ کر فرمایا تھا:

هَذَا رَبِّي (الأنعام ۷۶)

یہ میرا رب ہے۔

پھر غور کی بات تو یہ ہے کہ آج تو حضور علیہ السلام اس سارے واقعہ کو جانتے ہیں اور فرماتے ہیں اعرفھم ہم ان کو پہچانتے ہیں کیا اس دن بھول جائیں گے؟ نیز قیامت کے دن مسلمانوں کی چند علامات ہوں گی۔ اعضاء وضو کا چمکنا چہرا نورانی ہونا يَوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوهٌ وَتَسْوَدُّ وُجُوهٌ (آل عمران ۱۰۶) داہنے ہاتھ میں نامہ اعمال کا ہونا، پیشانی پر سجدہ کا داغ ہونا۔ (دیکھو مشکوۃ کتاب الصلوۃ)

اور کفار کی علامت ہوگی ان کے خلاف ہونا، اور ان لوگوں کو ملائکہ کا روکنا، ان کے ارتداد کی خاص علامت ہوگی۔ جو آج بیان ہو رہی ہے۔ پھر کیا وجہ ہے کہ اتنی علامات کے ہوتے ہوئے حضور ان کو نہ پہچانیں۔ نیز آج تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جنتی و جہنمی لوگوں کی خبر دے دی۔ عشرہ مبشرہ کو بشارت دی۔ دو کتابیں صحابہ کرام کو دکھادیں۔ جن میں جنتی اور جہنمی لوگوں کے نام ہیں وہاں نہ پہچاننے کے کیا معنی؟ حضور علیہ السلام کو خبر نہیں۔

رب تعالیٰ فرماتا ہے:

يُعْرَفُ الْمُجْرِمُونَ بِسِيمَاهُمْ (الرحمٰن ۴۱)

نیز فرماتا ہے:

سِيمَاهُمْ فِي وُجُوهِهِمْ مِنْ أَثَرِ السُّجُودِ (الفتح ۲۹)

معلوم ہوا کہ قیامت میں نیک و بد لوگوں کی علامات چہروں پر ہوں گی۔

مشکوۃ باب الحوض والشفاعہ میں ہے کہ جنتی مسلمان جہنمی مسلمانوں کو نکالنے کے لئے جہنم میں جائیں گے اور ان کی پیشانی کے داغ سجدہ دیکھ کر ان کو جل چکنے کے بعد نکالیں گے اور ان سے فرمایا جاوے گا:

فمن وجدتم فی قلبہ مثقال دینار من خیر فاخرجوہ۔

ترجمہ: جس کے دل میں رائی کے برابر ایمان پاؤ۔ اس کو نکال لے جاؤ۔[1]

دیکھو جنتی مسلمان دوزخی مسلمانوں کے دل کے ایمان کو پہچانتے ہیں۔ بلکہ یہ بھی جانتے ہیں کہ کس کے دل میں کس درجہ کا ایمان ہے۔ دینار کے برابر یا ذرہ کے برابر۔ لیکن حضور علیہ الصلوٰۃ السلام کو چہرہ دیکھ کر علامات دیکھ کر بھی خبر نہیں ہوئی کہ یہ مسلمان ہیں یا کافر۔ اللہ تعالیٰ سمجھ نصیب کرے۔

اعتراض (۶): بخاری جلد اول کتاب الجنائز میں حضرت ام العلا کی روایت ہے:

واللہ ما ادری وانا رسول اللہ ما یفعل بی۔

ترجمہ: خدا کی قسم میں نہیں جانتا حالانکہ میں اللہ کا رسول ہوں کہ میرے ساتھ کیا کیا جاوے گا۔[2]

اس سے معلوم ہوا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ السلام کو اپنی بھی خبر نہ تھی کہ قیامت میں مجھ سے کیا معاملہ ہو گا۔

جواب: اس جگہ علم کی نفی نہیں۔ بلکہ درایتہ کی نفی ہے۔ یعنی میں اپنے اٹکل وقیاس سے نہیں جانتا کہ میرے ساتھ کیا معاملہ ہو گا۔ بلکہ اس کا تعلق وحی الٰہی سے ہے تو اے ام العلاء تم جو عثمان ابن مظعون رضی اللہ عنہ کے جنتی ہونے کی گواہی محض قیاس سے دے رہی ہو یہ معتبر نہیں۔ اس غیب کی خبروں میں تو انبیاء کرام بھی قیاس نہیں فرماتے۔

ورنہ مشکوۃ باب فضائل سید المرسلین میں ہے کہ ہم اولاد آدم کے سردار ہیں اس روز لواء الحمد ہمارے ہاتھ میں ہو گا۔ آدم و آدمیان ہمارے جھنڈے کے نیچے ہونگے ان کی مطابقت کس طرح کی جاوے گی۔

اعتراض (۷): بخاری جلد دوم کتاب المغازی باب حدیث افک میں ہے کہ حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا کو تہمت لگی۔ آپ اس پر پریشان تو رہے مگر وحی آئے ہوئے کچھ نہ فرماسکے کہ یہ تہمت صحیح ہے یا غلط اگر علم غیب ہوتا تو پریشانی کیسی؟ اور اتنے روز تک خاموشی کیوں فرمائی۔

جواب: اس میں بھی نہ بتانا ثابت ہے نہ جاننا۔ نہ بتانے سے نہ جاننا لازم نہیں آتا۔ خود رب نے بھی بہت روز تک ان کی عصمت کی آیات نہ اتاریں تو کیا رب کو خبر نہ تھی نیز بخاری کی اسی حدیث میں ہے:

ماعلمت علی اھلی الا خیر۔

---

[1] (مشکوۃ المصابیح باب الحوض والشفاعۃ ص ۴۹۰ مطبوعہ نور محمد کتب خانہ کراچی)

[2] (صحیح بخاری ج ۱ ص ۱۶۶ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی)

ترجمہ: میں اپنی بیوی کی پاکدامنی ہی جانتا ہوں۔[1]

جس سے معلوم ہوتا ہے کہ علم ہے، وقت سے پہلے اظہار نہیں اور یہ تو ہو سکتا ہی نہیں کہ نبی کریم ﷺ کو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر بدگمانی ہوئی ہو۔ کیونکہ رب تعالیٰ نے مسلمانوں کو عتاباً فرمایا:

لَوْ لَا إِذْ سَمِعْتُمُوهُ ظَنَّ الْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بِأَنْفُسِهِمْ خَيْرًا وَقَالُوا هَذَا إِفْكٌ مُبِينٌ (النور ۱۲)

ترجمہ: یعنی مسلمان مردوں و عورتوں نے اپنے دلوں میں نیک گمانی کیوں نہ کی اور فوراً کیوں نہ کہا کہ یہ کھلا ہوا بہتان ہے۔

پتہ لگا کہ نزول براءت سے پہلے ہی مسلمانوں پر نیک گمانی واجب اور بدگمانی حرام تھی اور نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام حرام سے معصوم ہیں۔ تو آپ بدگمانی ہرگز نہیں فرما سکتے۔ ہاں آپ کا فوراً یہ فرمانا ھذا افک مبین آپ پر واجب نہ تھا کیونکہ آپ کے گھر کا معاملہ تھا۔ رہی پریشانی اور اتنا سکوت یہ کیوں ہوا؟ پریشانی کی وجہ معاذاللہ لاعلمی نہیں ہے۔ اگر کسی عزت و عظمت والے کو غلط الزام لگا دیا جاوے اور وہ خود جانتا بھی ہو کہ یہ الزام غلط ہے۔ پھر بھی اپنی بدنامی کے اندیشہ سے پریشان ہوتا ہے لوگوں میں افواہ کا پھیلنا ہی پریشانی کا باعث ہوا۔

اگر آیات نزول کے انتظار میں نہ فرمایا جاتا۔ اور پہلے ہی عصمت کا اظہار فرمایا جاتا تو منافقین کہتے کہ اپنی اہل خانہ کی حمایت کی۔ اور مسلمانوں کو تہمت کے مسائل نہ معلوم ہوتے اور پھر مقدمات میں تحقیقات کرنے کا طریقہ نہ آتا اور صدیقہ الکبریٰ کو صبر کا وہ ثواب نہ ملتا جو اب ملا۔ اس تاخیر میں صدہا حکمتیں ہیں۔ اور یہ تو مسئلہ عقائد کا ہے کہ نبی کی بیوی بدکار نہیں ہو سکتیں۔

رب تعالیٰ فرماتا ہے:

الْخَبِيثَاتُ لِلْخَبِيثِينَ وَالْخَبِيثُونَ لِلْخَبِيثَاتِ (النور ۲۶)

ترجمہ: گندی عورتیں گندے مردوں کے لئے ہیں اور گندے مرد گندی عورتوں کے لئے۔

اس گندگی سے مراد گندگی زنا ہے۔ یعنی نبی کی بیوی زانیہ نہیں ہو سکتی۔ ہاں کافرہ ہو سکتی ہے کہ کفر سخت جرم ہے۔ مگر گھنونی چیز نہیں۔ ہر شخص اس سے عار نہیں کرتا اور زنا سے ہر طبیعت نفرت اور عار کرتی ہے اسی لئے انبیاء کی بیوی کو کبھی خواب میں احتلام نہیں ہوتا۔ دیکھو مشکوٰۃ کتاب الغسل کہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اس پر تعجب فرمایا کہ عورت کو بھی احتلام ہوتا ہے۔[2]

---

[1] (صحیح البخاری کتاب المغازی ج ۴ ص ۱۵۲۰ رقم الحدیث ۳۹۱۰ مطبوعہ دار ابن کثیر بیروت)، (صحیح مسلم ج ۴ ص ۲۱۳۴ رقم الحدیث ۲۷۷۰ دار احیاء التراث العربی بیروت)

[2] (سنن ابن ماجہ باب فی المراۃ تری فی منامھا مایری الرجل ج ۱ ص ۱۹۷ رقم الحدیث ۶۰۰ مطبوعہ دار الفکر بیروت)

اور اس کی تحقیق ہماری کتاب شان حبیب الرحمن میں بھی ہے۔ تو کیا حضور علیہ السلام کو عقیدے کا یہ مسئلہ بھی معلوم نہیں تھا کہ صدیقہ سید الانبیاء کی زوجہ پاک ہیں ان سے یہ قصور ہو ہی نہیں سکتا۔ نیز مرضی الٰہی یہ تھی کہ محبوب علیہ السلام کی عصمت کی گواہی ہم براہ راست دیں اور قرآن میں یہ آیات اتار کر قیامت تک کہ مسلمانوں سے تمام دنیا میں ان کی پاکدامنی کے خطبے پڑھوالیں کہ نمازی نمازوں میں ان کی عفت کے گیت گایا کریں اب اگر حضور علیہ السلام خود ہی بیان فرمادیتے تو یہ خوبیاں حاصل نہ ہوتیں غرضیکہ علم تو تھا اظہار نہ تھا۔

لطف یہ ہے کہ یوسف علیہ السلام کو زلیخا نے تہمت لگائی۔ تو رب تعالیٰ نے ان کی صفائی خود بیان نہ فرمائی بلکہ ایک شیر خوار بچہ کے ذریعہ پاکدامنی فرمادی۔ حضرت مریم علیہ السلام کو تہمت لگی۔ تو شیر خوار روح اللہ سے ان کی عصمت ظاہر کی۔ مگر محبوب علیہ السلام کی محبوبہ زوجہ کو الزام لگا تو کسی بچہ یا فرشتہ سے عصمت کی گواہی نہ دلوائی گئی۔ بلکہ یہ گواہی خود خالق نے دی اور گواہی کو قرآن کا جزو بنایا۔ تاکہ یہ گواہی ایمان کا رکن بنے اور مخلوق کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محبوبیت کا پتہ چلے۔

تنبیہ: ایک جہل ہے ایک نسیان ایک ذھول۔ جہل نہ جاننا ہے۔ نسیان جان کر حافظہ سے نکل جانا۔ ذھول یہ ہے کہ کوئی چیز حافظہ میں ہو مگر ادھر توجہ نہ رہے۔ ایک شخص قرآن نہ پڑھا دوسرے نے حفظ کر کے بھلا دیا۔ تیسرا شخص حافظ کامل ہے۔ اگر کسی وقت کوئی آیت اس سے پوچھی تو بتانہ سکا۔ توجہ نہ رہی۔ پہلا تو قرآن سے جاہل۔ دوسرا ناسی، تیسرا ذاہل ہوا انبیائے کرام کو بعض وقت کسی خاص چیز کا نسیان ہو سکتا ہے مگر بعد میں اس پر قائم نہیں رہتے۔

قرآن کریم سیدنا آدم علیہ السلام کے لئے فرماتا ہے:

فَنَسِيَ وَلَمْ نَجِدْ لَهٗ عَزْمًا (طٰہٰ ۱۱۵)

وہ بھول گئے ہم نے ان کا قصد نہ پایا۔

حضرت آدم علیہ السلام کی نظر لوح محفوظ پر تھی۔ یہ تمام واقعات پیش نظر تھے۔ مگر ارادہ الٰہی کہ کچھ مدت کے لئے نسیان ہو گیا۔ قیامت میں شفیع کی تلاش میں سارے مسلمان جن میں محدثین و مفسرین وفقہاء سب ہی ہیں۔ انبیاء کرام کے پاس جائیں گے کہ آپ شفاعت فرمادیں۔ وہ شفاعت تو نہ کریں گے اور نہ شفیع المذنبین کا صحیح پتہ دیں گے۔ خیال سے فرمادیں گے کہ حضرت نوح کے پاس جاؤ۔ وہاں جاؤ وہاں جاؤ شاید وہ تمہاری شفاعت کریں۔ حالانکہ دنیا میں سب کا عقیدہ تھا اور ہے کہ قیامت میں شفیع المذنبین حضور علیہ السلام ہی ہیں۔ یہ ہوا ذھول کہ ان باتوں کی طرف توجہ نہ رہی۔ اگر حضور علیہ السلام کسی وقت کوئی بات نہ بتائیں تو اس کی وجہ ذھول (ادھر توجہ نہ ہونا) ہو سکتی ہے۔ بے علمی ثابت نہ ہو گی۔

رب تعالیٰ فرماتا ہے:

وَإِنْ كُنتَ مِنْ قَبْلِهِ لَمِنَ الْغَافِلِينَ (یوسف ۳)

اگرچہ آپ اس سے پہلے واقعہ حضرت یوسف علیہ السلام سے بے پرواہ تھے غافل فرمایا جاہل نہ فرمایا۔ غافل وہ کہ واقعہ علم میں ہے۔ مگر ادھر دھیان نہیں گلستان میں فرماتے ہیں۔

کسی نے حضرت یعقوب علیہ السلام سے پوچھا:

زمصـــر ســش بوئے پیـــراہن شمیـــدی

چرادرچـاہ کنعـــاتــس ندیدی !

ترجمہ: کہ آپ نے حضرت یوسف علیہ السلام کے کرتہ کی خوشبو مصر سے تو پائی۔ مگر کنعان کے کنویں میں رہے۔ تو آپ معلوم نہ کرسکے۔

جواب دیا:

بگفت احوال مابرق جہـــاں است

دمے پیـــدا ودیگر دم نہـــان است

گہے برطـــارم اعـــلی نشینیم !

گہے برپشـــت پائے خودنہ بینیم

ترجمہ: فرمایا کہ ہمارا حال بجلی کی تڑپ کی طرح ہے کبھی ظاہر کبھی چھپا ہوا۔ قرآنی آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام کو علم تھا کہ ماہ کنعان مصر میں تجلی دے رہا ہے۔

فرماتے ہیں:

وَأَعْلَمُ مِنَ اللهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ (یوسف ۸۶)

ترجمہ: مجھے خدا کی طرف سے وہ باتیں معلوم ہیں جو تم کو نہیں معلوم۔

روح البیان پارہ ۱۲ زیر آیت ولقد ارسلنا نوحاً الی قولہ (پارہ ۱۲ سورہ ۱۱ آیت نمبر ۲۵) میں ہے کہ رب تعالیٰ کو اپنے پیاروں کا رونا بہت پسند ہے حضرت نوح علیہ السلام اتنا روئے کہ نام ہی نوح ہوا۔ یعنی نوحہ اور گریہ زاری کرنے والے۔ حضرت یعقوب کے رونے کے لئے فراق یوسف سب ظاہری تھا ورنہ ان کا رونا بلندی درجات کا سبب تھا۔ لہٰذا ان کا یہ رونا حضرت یوسف علیہ السلام سے بے خبری کی وجہ سے نہ تھا۔

بلکہ المجاز قنطرۃ الحقیقۃ مثنوی میں ہے:

عشق لیلی نیست ایں کارمنست
حسن لیلی عکس رخسارمنست
خوش بیاید نالئہ شب ہائے تو
ذوقہا دارم بیار بہائے تو

بنیامین کو مصر میں حضرت یوسف علیہ السلام نے ایک حیلہ سے روک لیا۔ بھائیوں نے اگر قسم کھائی اور قافلے والوں کی گواہی پیش کی کہ بنیامین مصر میں شاہی قیدی بنالئے گئے مگر فرمایا:

بَلْ سَوَّلَتْ لَكُمْ أَنْفُسُكُمْ أَمْرًا (یوسف ۱۸)

ترجمہ: کہ تمہارے نفس نے تمہیں حیلہ سکھادیا۔

یعنی یوسف کو بھی مجھ سے میری اولاد نے ہی جدا کیا اور بنیامین کو بھی، میری اولاد یعنی حضرت یوسف علیہ السلام نے حیلہ ہی سے روکا۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اصل واقعہ کی خبر ہے۔ پھر بظاہر مصر میں یعقوب علیہ السلام کے دو فرزند رہ گئے تھے ایک بنیامین دوسرا یہودا۔

مگر فرماتے ہیں:

عَسَى اللَّهُ أَنْ يَأْتِيَنِي بِهِمْ جَمِيعًا (یوسف ۸۳)

ترجمہ: قریب ہے کہ اللہ ان تینوں کو مجھ سے ملائے۔

تین کون تھے؟ حضرت یوسف علیہ السلام ہی تو تھے۔ جب زلیخا نے حضرت یوسف علیہ السلام کو گھر میں بند کرکے بری خواہش ظاہر کرنا چاہی تو اس بند مکان میں یعقوب علیہ السلام حضرت یوسف علیہ السلام کے پاس پہنچے اور دانت تلے انگلی دبا کر اشارہ کیا کہ ہرگز نہیں۔ اے فرزند یہ کام تمہارا نہیں ہے کہ تم نبی کے بیٹے ہو۔

جس کو قرآن فرماتا ہے:

وَهَمَّ بِهَا لَوْلَا أَنْ رَأَى بُرْهَانَ رَبِّهِ (یوسف ۲۴)

ترجمہ: وہ بھی زلیخا کا قصد کرلیتے اگر رب کی دلیل نہ دیکھ لیتے۔

یہ بھی خیال رہے کہ برادران یوسف علیہ السلام نے خبر دی کہ ان کو بھیڑیا کھا گیا ہے اور آپ کو قمیص اور بھیڑیئے کی خبر سے ان کا جھوٹا ہونا معلوم ہوگیا تھا کہ بھیڑیئے نے عرض کیا تھا کہ ہم پر انبیاء کا گوشت حرام ہے، دیکھو تفسیر خازن، روح البیان

سورہ یوسف۔ پھر آپ اپنے فرزند کی تلاش میں جنگل میں کیوں نہ گئے؟ معلوم ہوا کہ باخبر تھے مگر راز دار تھے جانتے تھے کہ فرزند سے مصر میں ملاقات ہوگی۔ اسی طرح یوسف علیہ السلام کو بہت سے موقعے ملے مگر والد کو اپنی خبر نہ دی معلوم ہوا کہ حکم کا انتظار تھا کنعان سے بیٹھے ہوئے یعقوب علیہ السلام اپنے فرزندوں کی ایک ایک بات دیکھ لیں۔ مگر حضور علیہ السلام اپنی طیبہ طاہرہ صدیق کی بیٹی حضرت صدیقہ کے حالات سے بے خبر ہوں۔ مگر جو رب ان کو اتنا علم دیتا ہے طاقت ضبط بھی دیتا ہے کہ دیکھتے ہیں مگر بے مرضی الٰہی راز فاش نہیں کرتے۔

اللّٰہُ أَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَتَهُ (الأنعام ۱۲۴)

ہماری یہ تقریر اگر خیال میں رہی تو بہت مفید ہوگی۔ انشاء اللہ۔

اعتراض (۸): حدیث شریف میں ہے کہ حضور علیہ السلام نے بعض ازواج کے گھر شہد ملاحظہ فرمایا اس پر عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کہ یا حبیب اللہ آپ کے دہن پاک سے مغافیر کی بو آرہی ہے۔ تو فرمایا کہ ہم نے مغافیر نہیں استعمال فرمایا۔ شہد پیا ہے۔ پھر حضور نے اپنے پر شہد حرام کرلیا۔ جس پر یہ آیت اتری لِمَ تُحَرِّمُ مَا أَحَلَّ اللّٰہُ لَکَ (التحریم ۱)[1]

معلوم ہوا کہ اپنے دہن پاک کی بو کا بھی علم نہ تھا کہ اس سے بو آرہی ہے یا نہیں۔

جواب: اس کا جواب اسی آیت میں ہے:

تَبْتَغِي مَرْضَاتَ أَزْوَاجِکَ (التحریم ۱)

اے حبیب یہ حرام فرمانا آپ کی بے خبری سے نہیں بلکہ ان معترض ازواج کی رضا کے لئے ہے نیز اپنے منہ کی بو غیب نہیں محسوس چیز ہے پر صحیح الدماغ محسوس کرلیتا ہے کیا دیوبندی انبیاء کے حواس کو بھی ناقص ماننے لگے ان کے حواس کی قوت کو مولانا روم نے بیان فرمایا:

نطق آب ونطق خاک ونطق گل
ہست محسوس از حواس اہل دل
فلسفی گو منکر حنانہ است
از حواس اولیاء بیگانہ است!

[1] (صحیح مسلم ج ۲ ص ۱۱۰۰ رقم الحدیث ۱۴۷۴ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)، (سنن ابو داؤد ج ۳ ص ۳۳۴ رقم الحدیث ۳۷۱۴ مطبوعہ دار الفکر بیروت)

اعتراض(۹) : اگر نبی ﷺ کو علم غیب تھا تو خیبر میں زہر آلود گوشت کیوں کھالیا۔ اگر جانتے ہوئے کھایا تو یہ خودکشی کو کوشش ہے۔ جس سے نبی معصوم ہے۔

جواب: اس وقت حضور علیہ السلام کو یہ بھی علم تھا کہ اس میں زہر ہے اور یہ بھی خبر تھی کہ زہر ہم پر بحکم الٰہی اثر نہ کرے گا اور یہ بھی خبر تھی کہ رب تعالیٰ کی مرضی یہ ہی تھی کہ ہم اسے کھالیں تاکہ بوقت وفات اس کا اثر لوٹے اور ہم کو شہادت کی وفات عطا فرمائی جاوے راضی برضا تھے۔

اعتراض(۱۰): اگر حضور علیہ السلام کو علم غیب تھا تو بیر معونہ کے منافقین دھوکے سے آپ سے ستر (۷۰) صحابہ کرام کیوں لے گئے؟ جنہیں وہاں لے جا کر شہید کر دیا۔ اس آفت میں انہیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کیوں پھنسایا۔

جواب: جی ہاں حضور علیہ السلام کو یہ بھی خبر تھی کہ بیر معونہ والے منافقین ہیں اور یہ بھی خبر تھی کہ یہ لوگ ان ستر صحابہ کو شہید کر دیں گے۔ مگر ساتھ ہی یہ بھی خبر تھی کہ مرضی الٰہی یہ ہی ہے اور ان ستر کی شہادت کا وقت آگیا ہے۔ یہ بھی جانتے تھے کہ رب تعالیٰ کی رضا پر راضی رہنا بندے کی شان ہے ابراہیم علیہ السلام تو مرضی الٰہی پا کر فرزند پر چھری لے کر تیار ہو گئے کیا یہ بے گناہ پر ظلم تھا؟ نہیں بلکہ رضائے مولیٰ پر رضا تھی۔ اچھا بتاؤ رب تعالیٰ کو تو خبر تھی کہ گوشت میں زہر ہے۔ اور بیر معونہ والے ان ستر کو شہید کر دیں گے۔ اس نے وحی بھیج کر کیوں نہ روک دیا۔ اللہ تعالیٰ سمجھ دے۔

علم غیب کے خلاف عبارات فقہاء کے بیان میں

اعتراض (۱): فتاوی قاضی خان میں ہے:

رجل تزوج بغیر شھود فقال الرجل والمرءۃ خدا ورسول راہ گواہ کردیم قالوا یکون کفرا لانہ اعتقد ان رسول اللہ علیہ السلام یعلم الغیب وھو ما کان یعلم الغیب حین کان فی الحیوۃ فکیف بعد الموت۔

ترجمہ: کسی نے بغیر گواہوں کے نکاح تو مرد اور عورت نے کہا کہ ہم نے خدا اور رسول کو گواہ کیا تو لوگوں نے کہا کہ یہ قول کفر ہے کیونکہ اس نے اعتقاد کیا کہ رسول اللہ علیہ السلام غیب جانتے ہیں حالانکہ آپ تو غیب زندگی میں نہ جانتے تھے چہ جائیکہ موت کے بعد۔[1]

اعتراض (۲): شرح فقہ اکبر میں ملا علی قاری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

و ذکر الحنفیۃ تصریحاً بالتکفیر باعتقاد ان النبی علیہ السلام یعلم الغیب لمعاوضۃ قولہ تعالی قل لا یعلم من فی السموت والارض الغیب الا اللہ۔

ترجمہ: حنفیوں نے صراحتہً ذکر کیا ہے کہ یہ اعتقاد کہ نبی علیہ السلام غیب جانتے تھے کفر ہے کیونکہ یہ عقیدہ خدائے پاک کے اس فرمان کے خلاف ہے کہ فرمادو آسمانوں اور زمین کا غیب خدا کے سوا کوئی نہیں جانتا۔[2]

ان دونوں عبارتوں سے معلوم ہوا کہ حضور علیہ السلام کو علم غیب ماننا کفر ہے۔

جواب: ان دونوں عبارتوں کا اجمالی اور الزامی جواب تو یہ ہے کہ مخالفین بھی حضور علیہ السلام کو بعض علم غیب مانتے ہیں۔ لہٰذا وہ بھی کافر ہوئے کیونکہ ان عبارتوں میں کل یا بعض کا ذکر تو نہیں بلکہ یہ ہے کہ جو بھی حضور علیہ السلام کو علم غیب مانے وہ کافر ہے۔ خواہ ایک کا مانے یا زیادہ کا۔ تو وہ بھی خیر منائیں مولوی اشرف علی تھانوی نے حفظ الایمان میں بچوں، پاگلوں اور جانوروں کو بعض علم غیب مانا ہے۔ مولوی خلیل احمد صاحب نے براہین قاطعہ میں شیطان اور ملک الموت کو وسیع علم غیب مانا۔ مولوی قاسم صاحب نے تحذیر الناس میں کمال ہی کر دیا کہ ساری مخلوقات سے حضور علیہ السلام کا علم زیادہ مانا اب ان تینوں صاحبوں پر کیا حکم لگایا جاوے گا؟ تفصیلی جواب یہ ہے کہ قاضی خان کی عبارت میں ہے قالوا لوگوں نے کہا اور قاضی خان وغیرہ فقہاء کی عادت یہ ہے کہ وہ قالوا اس جگہ بولتے ہیں جہاں ان کو یہ قول پسند نہ ہو۔

شامی جلد پنجم صفحہ ۴۴۵ میں ہے:

لفظۃ قالوا تذکر فیما فیہ خلاف۔

[1] (فتاوی قاضی خان ج ۴ ص ۸۸۳ مطبوعہ نولکشور ھند)

[2] (شرح فقہ اکبر ص ۱۸۵ مطبوعہ مصر)

ترجمہ: لفظ قالوا وہاں بولا جاتا ہے جہاں اختلاف ہو۔[1]

غنیۃ المستملی شرح منیۃ المصلی بحث قنوت میں ہے:

كلام قاضی خان یشیر الی عدم اختیاره له حیث قال قالوا لایصلی علیه فی القعدة الاخیرة ففی قوله قالوا اشارة الی عدم استحسانه له والی انه غیر مروی عن الائمة کما قلناه فان ذلک متعارف فی عباراتهم لمن استقراها۔

ترجمہ: قاضی خان کا کلام ان کی ناپسندیدگی کی طرف اشارہ کرتا ہے کیونکہ انہوں نے کہا قالوا الخ ان کے قالوا کہنے میں اشارہ ادھر ہے کہ یہ قول پسندیدہ نہیں اور یہ اماموں سے مروی نہیں جیسا کہ ہم نے بیان کیا کیونکہ یہ فقہاء کی عبارات میں شائع ہے اس کو معلوم ہے جو ان کی تلاش کرے۔[2]

درمختار کتاب النکاح میں ہے:

تزوج رجل بشهادة الله ورسوله لم یجز بل قیل یکفر۔

ترجمہ: ایک شخص نے نکاح کیا اللہ اور رسول کی گواہی سے تو نہیں جائز ہے بلکہ یہ کہا گیا ہے کہ وہ کافر ہو جاوے گا۔

اس عبارت کے ماتحت شامی نے تاتارخانیہ سے نقل ہے:

وفی الحجة ذکر فی الملتقط انه لا یکفر لان الاشیاء تعرض علی روح النبی وان الرسل یعرفون بعض الغیب قال الله تعالی عالم الغیب فلا یظهر علی غیبه احدا الا من ارتضیٰ من رسول اھ قلت بل ذکروا فی کتب العقائد ان من جملة کرامات الاولیاء الاطلاع علی بعض المغیبات۔

ترجمہ: ملتقط میں ہے کہ وہ کافر نہ ہوگا کیونکہ تمام چیزیں حضور علیہ السلام کی روح پر پیش کی جاتی ہیں اور رسول بعض غیب جانتے ہیں رب نے فرمایا ہے کہ پس نہیں ظاہر فرماتا اپنے غیب پر کسی کو سوائے پسندیدہ رسول کے میں کہتا ہوں کہ کتب عقائد میں ہے کہ اولیاء اللہ کی کرامات میں سے بعض غیبوں پر مطلع ہونا بھی ہے۔[3]

شامی باب المرتدین میں مسئلہ بزازیہ ذکر فرما کر فرمایا:

حاصله ان دعوی الغیب معارضة لنص القرآن یکفر بها الا اذا اسند ذلک صریحاً او دلالة الی سبب کوحی او الهام۔

ترجمہ: اس کا خلاصہ یہ ہے دعویٰ علم غیب نص قرآنی کے خلاف ہے کہ اس سے کافر ہوگا مگر جبکہ اس کو صراحۃً یا دلالۃً کسی سبب کی طرف نسبت کر دے جیسے کہ وحی یا الہام۔[1]

---

[1](شامی جلد پنجم صفحہ ۴۴۵)

[2](غنیۃ المستملی شرح منیۃ المصلی باب صلوۃ الوتر ذکر الجهر القنوت ص ۳۶۳ مطبوعہ مکتبہ اسلامیہ کوئٹہ)

[3](ردالمحتار کتاب النکاح قبیل فصل فی المحرمات ج ۲ ص ۲۷۶ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)

معدن الحقائق شرح کنز الدقائق اور خزانۃ الروایات میں ہے:

وفی المضمرات والصحیح انہ لایکفر لان الانبیآء یعلمون الغیب ویعرض علیھم الاشیاء فلایکون کفراً۔

ترجمہ: مضمرات میں ہے صحیح ہے کہ وہ شخص کافر نہ ہو گا کیونکہ انبیائے کرام غیب جانتے ہیں اور ان پر چیزیں پیش کی جاتی ہیں۔ پس یہ کفر نہ ہو گا۔

ان عبارات سے معلوم ہوا کہ عقیدہ علم غیب پر فتوے کفر لگانا غلط ہے۔ بلکہ فقہاء کا بھی عقیدہ ہے کہ حضور علیہ السلام کو علم غیب دیا گیا۔

ملا علی قاری کی عبارت پوری نقل نہیں کی۔

اصل عبارت یہ ہے جو مطلب واضح کرتی ہے:

ثم اعلم ان الانبیآء لم یعلموا المغیبات من الاشیآء الا ما اعلمھم اللہ وذکر الحنفیۃ تصریحاً بالتکفیر۔ الخ۔

ترجمہ: پھر جانو کہ انبیائے کرام غیب چیزوں کو نہیں جانتے سوائے اس کے جو ان کو اللہ نے بتادیں اور حنفیوں نے کفر کی تصریح کی جو نبی علیہ السلام کو علم غیب جانے الخ۔[2]

اب پورا مطلب معلوم ہوا کہ نبی علیہ السلام کو علم غیب ذاتی ماننے کو ملا علی قاری کفر فرما رہے ہیں نہ کہ عطائی۔ کیونکہ عطائی کو تو مان رہے ہیں اور پھر ان کی عبارتیں ہم ثبوت علم غیب میں پیش کر چکے ہیں کہ ملا علی قاری حضور علیہ السلام کو تمام ما کان وما یکون کا علم مانتے ہیں۔

[1] (ردالمحتار کتاب الجھاد باب المرتد ج۳ ص۲۹۷ مطبوعہ داراحیاء التراث العربی بیروت)

[2] (شرح فقہ اکبر ص۱۸۵ مطبوعہ مصر)

علم غیب پر عقلی اعتراضات کے بیان میں

اعتراض (۱): علم غیب خدا کی صفت ہے اس میں کسی کو شریک کرنا شرک فی الصفت ہے لہٰذا حضور علیہ السلام کے لئے علم غیب ماننا شرک ہے۔

جواب: غیب جاننا بھی خدا کی صفت ہے حاضر چیزوں کا جاننا بھی خدا کی صفت ہے۔ **عالم الغیب و الشھادة** اسی طرح سننا دیکھنا زندہ ہونا سب خدا کی صفت ہیں۔ تو اگر کسی کو حاضر چیز کا علم مانا یا کسی کو سمیع یا بصیر یا حی مانا ہر طرح مشرک ہوا۔ فرق یہ ہی کیا جاتا ہے کہ ہمارا سننا دیکھنا زندہ رہنا خدا کے دینے سے ہے اور حادث ہے۔ خدا کی یہ صفات ذاتی اور قدیم پھر شرک کیسا؟ اسی طرح علم غیب نبی عطائی اور حادث اور متناہی ہے۔ رب کو علم ذاتی قدیم او کل معلومات غیر متناہیہ کا ہے نیز یہ شرک تو تم پر لازم ہے۔ کیونکہ تم حضور علیہ السلام کے لئے علم غیب مانتے ہو بعض ہی کا سہی۔ اور خدا کی صفت میں کلاً و بعضاً ہر طرح شریک کرنا شرک ہے۔

نیز مولوی حسین علی صاحب واں بھچر والے جو مولوی رشید احمد صاحب کے خاص شاگرد ہیں، اپنی کتاب بلغۃ الحیران زیر آیت **یعلم مستقرھا و مستودعھا کل فی کتب مبین (پارہ ۱۲ سورہ ۱۱ آیت نمبر ۶)** میں لکھتے ہیں کہ خدا کو ہر وقت مخلوقات کے اعمال کا علم نہیں ہوتا۔ بلکہ بندے جب اعمال کر لیتے ہیں۔ تب علم ہوتا ہے۔ اب تو علم غیب خدا کی صفت رہی ہی نہیں۔ پھر کسی کو علم غیب ماننا شرک کیوں ہوگا؟

اعتراض (۲) : حضور علیہ السلام کو علم غیب کب حاصل ہوا تم کبھی تو کہتے ہو کہ شب معراج منہ میں قطرہ ٹپکایا گیا اس سے علم غیب ملا اور کبھی کہتے ہو کہ خواب میں رب کو دیکھا کہ اس نے اپنا دست قدرت حضور علیہ السلام کے شانہ پر رکھا۔ جس سے تمام علوم حاصل ہوئے۔ کبھی کہتے ہو کہ قرآن تمام چیزوں کا بیان ہے۔ اس کے نزول ختم ہونے سے علم غیب ملا۔ اس میں کونسی بات درست ہے۔ اگر نزول قرآن سے پہلے علم مل چکا تھا تو قرآن سے کیا ملا۔ تحصیل حاصل محل ہے۔

جواب: حضور علیہ السلام کو نفس علم غیب تو ولادت سے پہلے ہی عطا ہو چکا تھا کیونکہ آپ ولادت سے قبل عالم ارواح میں نبی تھے۔

کنت نبیا و ادم بین الطین و المآء۔[1]

---

[1] (مجمع الزوائد و منبع الفوائد ج۸ ص ۲۲۳ مطبوعہ دار الکتاب العربی بیروت)، (جامع الکبیر الاحادیث للسیوطی ج۶ ص ۲۶۳ مطبوعہ دار الفکر بیروت)، (السیرۃ النبویۃ لابن کثیر کتاب مبعث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تسلیماً کثیراً و ذکر شیٔ من البشارات بذلک ج ۱ ص ۳۳۶ مطبوعہ دار الکتاب العربی بیروت)، (حاکم فی المستدرک ج ۲ ص ۶۰۸۔ ۶۰۹ وقال ھذا حدیث صحیح الاسناد ولم یخرجاہ)، (دلائل النبوۃ للبیھقی ج ۱ ص ۸۴ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)، (حلیۃ الاولیاء ج۷ ص ۱۲۲)، (فیض القدیر ج۵ ص ۵۳)، (المقاصد الحسنۃ ۵۲۰۔ ۵۲۱)، (کشف الخفاء ج۲ ص ۱۶۹)، (معجم الصحابۃ ج ۱ ص ۳۴۷ برقم ۴۳۷ و ج۳ ص ۱۲۹ برقم ۱۰۰۳

اور نبی کہتے ہی اس کو ہیں جو غیب کی خبر رکھے مگر ماکان ومایکون کی تکمیل شب معراج میں ہوئی۔ لیکن یہ تمام علوم شہودی تھے کہ تمام اشیاء کو نظر سے مشاہدہ فرمایا۔ پھر قرآن نے ان ہی دیکھی ہوئی چیزوں کا بیان فرمایا۔

اسی لئے قرآن میں ہے:

تِبۡیَانًا لِّکُلِّ شَیۡءٍ (النحل ۸۹)

ہر چیز کا بیان اور معراج میں ہوا **فتجلی لی کل شئی وعرفت** دیکھنا اور ہے بیان کچھ اور۔ جیسے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا فرما کر ان کو تمام چیزیں دکھا دیں۔ بعد میں ان کے نام بتائے۔ وہ شاہدہ تھا اور یہ بیان۔ اگر چہ چیزیں دکھائی نہ گئی تھیں تو **ثُمَّ عَرَضَھُمۡ عَلَی الۡمَلٰٓئِکَۃِ (البقرۃ ۳۱)** کے کیا معنی ہوں گے۔ یعنی پھر ان چیزوں کو ملائکہ پر پیش فرمایا لہٰذا دونوں قول صحیح ہیں کہ معراج میں بھی علم ہوا۔ اور قرآن سے بھی۔ اگر کہا جاوے کہ پھر نزول قرآن سے کیا فائدہ سب باتیں تو پہلے ہی سے حضور کو معلوم تھیں۔ بتائی جاتی ہے نامعلوم چیز۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ نزول قرآن صرف حضور علیہ السلام کے علم کے لئے نہیں ہوتا۔ بلکہ اس سے ہزارہا دیگر فائدے ہوتے ہیں۔ مثلاً یہ کہ کسی آیت کے نزول سے پہلے اس کے احکام جاری نہ ہوں گے۔ اس کی تلاوت وغیرہ نہ ہوگی اگر نزول قرآن حضور علیہ السلام کے علم کے لئے ہے تو بعض سورتیں دوبار کیوں نازل ہوئیں۔

تفسیر مدارک میں ہے:

فاتحۃ الکتاب مکیۃ وقیل مدنیۃ والاصح انھا مکیۃ ومدنیۃ بمکۃ ثم نزلت بالمدینۃ۔

ترجمہ: سورہ فاتحہ مکی ہے اور کہا گیا ہے کہ مدنی ہے اور صحیح تر یہ ہے کہ یہ مکی بھی ہے اور مدنی بھی اور اولاً مکہ میں نازل ہوئی پھر مدینہ میں۔[1]

مشکوۃ حدیث معراج میں ہے کہ حضور علیہ السلام کو شب معراج میں پانچ نمازیں اور سورہ بقر کی آخری آیات عطا ہوئیں۔ مشکوۃ المصابیح ص ۵۲۹ مطبوعہ نور محمد کتب خانہ کراچی اس حدیث کی شرح میں ملا علی قاری نے سوال کیا کہ معراج تو مکہ معظمہ میں ہوئی اور سورہ بقرہ مدنی ہے۔ پھر اس کی آخری آیات معراج میں کیسے عطا ہوئیں؟

مطبوعہ مکتبۃ الغرباء الاثریۃ المدینۃ المنورۃ)، (المعجم الکبیر للطبرانی ج ۲۰ ص ۳۵۳ رقم الحدیث ۸۳۳ مطبوعہ مکتبۃ العلوم والحکم الموصل)، (التاریخ الکبیر للبخاری ج ۷ ص ۲۵۱ رقم الحدیث ۱۰۹۴۴ مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت)، (مسند احمد ج ۵ ص ۵۹ مطبوعہ مؤسسۃ قرطبۃ مصر)، (حلیۃ الاولیاء ج ۷ ص ۱۲۲ مطبوعہ دار الکتاب العربی بیروت)، (صحیح ابن حبان رقم الحدیث ۲۰۹۳)، (السنۃ لابن ابی عاصم رقم الحدیث ۴۱۰)، (الاستیعاب ذکر میسرۃ الفجر رضی اللہ عنہ ج ۴ ص ۱۴۸۸ برقم ۲۵۸۲ مطبوعہ دار الجیل بیروت)، (الاحادیث المختارۃ ج ۹ ص ۱۴۲۔۱۴۳۔۱۴۴ رقم الحدیث ۱۲۳۔۱۲۴ مطبوعہ مکتبۃ النہضۃ الحدیثہ مکہ مکرمۃ)، (طبقات الکبری ابن سعد ج ۱ ص ۱۴۸ مطبوعہ دار صادر بیروت)، (مصنف ابی شیبۃ ج ۱۴ ص ۲۹۲ مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی)، (الاصابۃ فی تمیز الصحابۃ ذکر عبد اللہ بن ابی الجدعاء رضی اللہ عنہ ج ۴ ص ۳۷ برقم ۴۵۸۹ مطبوعہ دار الجیل بیروت)

[1] (مدارک التنزیل ج ۱ ص ۵ مطبوعہ مکتبۃ القرآن والسنۃ پشاور)

توجواب دیتے ہیں:

حاصلہ انہ وقع تکرار الوحی فیہ تعظیماً لہ واھتماما لشانہ فاوحی اللہ الیہ فی تلک اللیلۃ بلاواسطۃ جبریل۔

ترجمہ: خلاصہ یہ ہے کہ اس میں وحی مکرر ہوئی حضور علیہ السلام کی تعظیم اور آپ کے اہتمام شان کے لئے۔ پس اللہ نے اس رات بغیر واسطہ جبریل وحی فرمادی۔[1]

اسی حدیث کے ماتحت لمعات میں ہے:

نزلت علیہ الیلۃ المعراج بلاواسطۃ ثم نزل بھا جبریل فاثبت فی المصاحف۔

ترجمہ: شب معراج میں یہ آیات بغیر واسطہ کے اتریں پھر ان کو جبریل نے اتاراتو قرآن میں رکھی گئیں۔[2]

بتاؤ کہ دوبار نزول کس لئے ہوا؟ حضور علیہ السلام کو تو پہلے نزول سے علم حاصل ہوچکا تھا۔ نیز ہر سال ماہ رمضان میں جبریل امین حضور علیہ السلام کو سارا قرآن سناتے تھے۔

مقدمہ نورالانوار تعریف کتاب میں ہے:

لانہ کان ینزل علیہ السلام دفعۃ واحدۃ فی کل شھر رمضان جملۃ۔

بتاؤ یہ نزول کیوں تھا؟ بلکہ قرآن سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور کو تمام آسمانی کتابوں کا پورا علم تھا۔

رب تعالیٰ فرماتا ہے:

یَاأَھْلَ الْکِتَابِ قَدْ جَاءَکُمْ رَسُولُنَا یُبَیِّنُ لَکُمْ کَثِیرًا مِمَّا کُنْتُمْ تُخْفُونَ مِنَ الْکِتَابِ وَیَعْفُو عَنْ کَثِیرٍ (المائدۃ ۱۵)

ترجمہ: یعنی اے اہل کتاب تمہارے پاس ہمارے وہ رسول آگئے جو تمہاری بہت سی چھپائی ہوئی کتاب کو ظاہر فرماتے ہیں اور بہت سے درگزر فرماتے ہیں۔

اگر حضور علیہ السلام کے علم میں ساری کتب آسمانی نہیں تو ان کا ظاہر فرمانا یا نہ فرمانا کیا معنی حقیقت یہ ہے کہ حضور علیہ السلام اول ہی سے قرآن کے عارف تھے۔ مگر قرآنی احکام نزول سے قبل جاری نہ فرمائے اسی لئے بخاری کی پہلی حدیث میں ہے کہ حضرت جبریل نے غار حرا میں پہلی بار آکر عرض کیا اقرء آپ پڑھیئے یہ نہ عرض کیا کیا کہ فلاں آیت پڑھیئے اور پڑھوا اسی سے کہتے ہیں جو جانتا ہو۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا ما انا بقاری میں نہیں پڑھنے والا میں تو پڑھانے والا ہوں پڑھ تو پہلے ہی لیا ہے لوح محفوظ میں قرآن ہے اور حضور علیہ السلام کے علم میں پہلے ہی سے ہے۔ آپ ولادت سے پہلے نبی صاحب قرآن ہیں بغیر وحی کے نبوت کیسی؟ لہذا ماننا ہوگا کہ قبل ولادت ہی قرآن کے عارف ہیں آج بھی بعض بچے حافظ پیدا ہوتے ہیں۔ حضرت

[1] (مرقاۃ المفاتیح ج ۱۱ ص ۱۵۶ مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان)

[2] (حاشیہ مشکوۃ المصابیح ص ۵۲۹۔۵۳۰ مطبوعہ نور محمد کتب خانہ کراچی)

عیسیٰ نے پیدا ہوتے ہی فرمایا آتَانِيَ الْكِتَابَ (مریم ۳۰) رب نے مجھے کتاب دی۔ معلوم ہوا کہ ابھی سے کتاب کو جانتے ہیں۔ بعض پیغمبروں کے لئے فرمایا آتَيْنَاهُ الْحُكْمَ صَبِيًّا (مریم ۱۲) ہم نے انہیں بچپن ہی سے علم و حکمت دی۔ حضور نے پیدا ہوتے ہی سجدہ کر کے امت کی شفاعت کی۔ حالانکہ سجدہ اور شفاعت حکم قرآنی ہے۔ حضور غوث پاک نے ماہ رمضان میں ماں کا دودھ نہ پیا۔ یہ بھی حکم قرآنی ہے۔

نورالانوار کے خطبہ میں خلق کی بحث میں ہے:

یعنی ان العمل بالقرآن کان جبلة له من غیر تکلیف۔

معلوم ہوا کہ قرآن پر عمل کرنا حضور علیہ السلام کی پیدائشی عادت ہے ہمیشہ حلیمہ دائی کا ایک پستان پاک چوسا۔ دوسرا بھائی کے لئے چھوڑا۔ یہ عدل وانصاف بھی قرآنی حکم ہے۔ اگر ابتداء سے قرآن کے عارف نہیں تو یہ عمل کیسے فرما رہے ہیں۔ دیوبندیوں کا ایک مشہور اعتراض یہ بھی ہے کہ تمہاری پیش کردہ آیتوں کے عموم سے لازم آتا ہے کہ حضور کا علم رب کے برابر ہو۔ مگر ان آیتوں میں قیامت تک کی قید لگاتے ہو مالم تکن تعلم میں نہ تو قیامت کی قید ہے نہ ماکان ومایکون کا ذکر۔ اور ایک دفعہ خاص ہونے سے آئندہ خصوص کا دروازہ کھل جاتا ہے دیکھو کتب اصول۔ لہذا ہم ان آیتوں میں احکام شرعیہ کی قید لگاتے ہیں یعنی اس سے صرف شرعی احکام مراد ہیں۔

جواب: اس کا یہ ہے کہ یہاں آیت میں تخصیص نہیں۔ بلکہ عقلی استثنا ہے کیونکہ رب کا علم غیر متناہی ہے مخلوق کا دماغ غیر متناہی علوم نہیں لے سکتا۔ برہان تسلسل وغیرہ سے لہذا متناہی ہو گا۔ احادیث سے پتہ لگا کہ قیامت تک کی حضور نے خبر دی اسی لئے یہ دعویٰ کیا گیا استثنا کا اور حکم ہے اور تخصیص کا حکم دوسرا دیکھو اقیموا الصلوۃ سے بچے دیوانے حائضہ خارج ہیں یہ تخصیص نہیں بلکہ استثناء ہے۔

فقیر نے یہ مختصر سی تقریر علم غیب کے متعلق کر دی۔ اس کی زیادہ تحقیق کرنا ہو تو رسالہ مبارکہ الکلمۃ العلیاء کا مطالعہ کرو۔ جو کچھ میں نے کہا یہ اس بحر کی ایک لہر ہے چونکہ مجھے اور مسائل پر بھی گفتگو کرنا ہے۔ لہذا اسی پر اکتفا کرتا ہوں۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقه سیدنا محمد و اله و صحبه اجمعین

برحمتک یاارحم الراحمین

(سعید الحق فی تخریج جاء الحق)

عدم مساوات

اعتراض: مذکورہ احادیث سے تو یہ وہم پیدا ہوتا ہے کہ علومِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم علوم باری تعالیٰ جل جلالہٗ کے مساوی ہو گئے۔(العیاذ باللہ)

جواب: تمام مخلوق کے علوم اللہ تعالیٰ جل جلالہٗ کے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم کے علوم کے سامنے سمندر کے قطرہ کی مانند ہیں اور علومِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم اللہ جل جلالہٗ کے علم کے مقابلہ میں سمندر کے قطرہ کی مانند۔

حاصل کلام

حاصل کلام یہ ہے کہ علوم باری تعالیٰ وعلوم مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم برابر نہیں۔ وجوہِ امتیاز ملاحظہ ہوں:

۱۔	اللہ تعالیٰ کا علم کُل	اور نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا علم بعض
۲۔	اللہ تعالیٰ کا علم ذاتی	اور نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا علم عطائی
۳۔	اللہ تعالیٰ کا علم محیط	اور نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا علم غیر محیط
۴۔	اللہ تعالیٰ کا علم غیر متناہی	اور نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا علم متناہی
۵۔	اللہ تعالیٰ کا علم قدیم	اور نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا علم حادث

اتنے تفاوت کے باوجود مساوات کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔